

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

دیوبندیوں کی معرکہ الآرا کتاب شہادت کے مدلل رد و ابطال و اکابر  
وہابیہ کی کفری عبارات کی تاویلات کے مدلل و مسکت جوابات کا مجموعہ

جس کا تاریخی نام

حَقَّاقُ الدِّينِ عَلَى أَكْبَرِ الْمُؤْتَدِّينِ

المعروف باسم

رد شہادت ثاقب بروہانی حلیہ

مصنفہ

اجمل العلماء افضل الفضلاء سلطان المنظرین - امام الواعظین  
حضرت علامہ محقق مولانا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ صاحب مفتی ہند

ناشر

محمد ازہر نعیمی اشرفی  
ازہر بکڈ پو متصل مسجد آرام بانہ کراچی

مطبوعہ مشہور آفسٹ پریس کراچی

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi  
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ  
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي ارسل الينا سيد الانبياء والمرسلين -  
 وبعثت فينا جيبه الذي ختم به النبيين - وعلمه علوم الاولين  
 والآخرين - وفضلته بخصائضه على جميع المقربين - والصلوة  
 والسلام على سيدنا ونبينا محمد رحمة للعالمين - قاسم الارزاق  
 ومالك السموات والارضين - عالمنا كان وما سيكون الى  
 يوم الدين - واسطة الخلق وشفيع للمذنبين - وعلى اله الطيبين  
 وصحبه الطاهرين - وعلى ائمة المجتهدين - وفقهاء ائمة الكائنين  
 وعلى اولياء ملتة المرشدين - وعلماء اهل السنة المهديين  
 وعلينا معهم وديهم اجمعين -

### أَمَّا بَعْدُ الْفَقِيرُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ - الْمُعْتَصِمُ بِذِي سَيْدِ كُلِّ

بنی و مرسل - العبد محمد اجمل - بن الحافظ الحاج الشاه محمد اكل - السنی  
 الحنفی ذہبياً والقادری الرضوی مشرباً - المتوطن فی بلدة - سنہل - اپنے  
 برادران اہلسنت و جماعت کی خدمات میں عرض کرتا ہے کہ عرصہ ایک  
 سال سے جناب محب ملت قاری مولانا شاہ عبداللطیف صاحب ساکن سیکری  
 ضلع مظفرنگر کا اصرار تھا کہ رسالہ اشہاب الثاقب علی المسترق  
 الکاذب مولفہ مولوی حسین احمد فیض آبادی کا کمل رد و جواب لکھ دیا  
 جائے - لیکن میں اپنی عدیم الفرستی اور کثرت اشغال کی بنا پر اس کو شروع

نہ کر سکا تو انہوں نے صدر المدّرسین جامع معقول و منقول حاوی نفع  
 و اصول۔ مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ  
 میرٹھ سے شکایت کی انہوں نے اپنی محبت سے زور ڈالا تو میں  
 اپنے مشاغل کی بنا پر مختصر طور پر اس کتاب کا جواب شروع کرتا ہوں۔  
 وباللہ التوفیق وهو الموفق للحق والتحقیق۔

بھائیو! مدعیان اسلام میں اہلسنت و جماعت کا مقابلہ کرنے  
 والے۔ عقائد حقہ و احکام شرعیہ کو مٹانے والے۔ حقانی علماء اہلسنت  
 کے دینی عرو و وقار کو گھٹانے والے۔ پیشوایان ملت پر افترا و بہتان کرنے  
 والے۔ مقدمایان مذہب کو موخہ بھر بھر کر گالیاں دینے والے مفتیان  
 شریعت کو ضال و مضل کہنے والے۔ حق کی حقانیت پر پردہ ڈالنے  
 والے۔ باطل کی حمایت کرنے والے۔ عقائد باطلہ اور مسائل فاسدہ کی  
 اشاعت کرنے والے۔ گمراہی اور بے دینی کی تبلیغ کرنے والے۔ کفر و  
 شرک کو دین عالیہ مان ٹھہرانے والے فرقہ صدیوں سے برابر چلے آ رہے ہیں۔  
 ان باطل فرقوں نے ہمیشہ عوام مسلمین کو فریب دینے کی ناپاک سعی کی۔  
 ان گمراہ جماعتوں نے بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دام تزدیر میں  
 پھانسنے کی کوشش کی۔ ان بے دینوں نے حق کو باطل ثابت کرنے  
 کے لئے ایڑی چوٹی کے زور لگائے۔ ان بد مذہبوں نے باطل کی تبلیغ  
 کے لئے ہمیشہ زبردست مجمعے جملے۔ اور پُرکرو فریب تقریریں کیں۔  
 اور افترا و بہتان کئے۔ لیکن رب العزت تبارک و تعالیٰ نے ہر زمانے

میں اپنے دین حق کی محافظت کی۔ اور اہل حق کی ہر قرن میں نصرت و اعانت کی۔ اور باطل کو سر بجاک کیا۔ اور اہل باطل کے مکرو فریب کا پردہ چاک کیا۔ اس دور پر فتن میں دیوبندیوں کی جمعیت نے جو عاتقہ المسلمین میں فتنہ و فساد پھیلایا وہ ان کے عمل سے ظاہر ہے۔ انہوں نے جو اختلاف و اختلافات کا بیج بویا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ یہ فرقہ اپنی فریب کاری اور گمراہی میں پہلے فرق باطلہ پر سبقت لے گیا۔ یہ فرقہ اپنی تعہد بازی اور مکاری میں رد و افض کو بھی شرمندہ کر گیا۔ بلکہ انہوں نے تو اپنے مذہب کی بنیاد ہی جھوٹا اور کذب پر بنائی۔ انہوں نے تو اپنی جماعت کی تعمیر ہی دجل و فریب پر بنائی۔ انہوں نے ہی افترا کا رواج دیا۔ انہوں نے ہی بہتان طرازی کا بازار گرم کیا۔ کتب دینیہ میں تخریصیں کرنا ان کی مخصوص عادت ہے عبارات میں کٹر بونت کرنا ان کی مشہور خصلت ہے۔ یہ فرقہ جب اپنی مکاری پر اتر آئے تو اپنے خصم کا قول اپنے دل سے بنا کر لے آئے۔ یہ جماعت جب اپنی افترا پر مازی پر آجائے تو خصم کے آبا و اجداد اور مشائخ کی طرف سے جو عبارات چاہے گڑھ کر لے آئے۔ ان کی تصانیف کے نام تراش لے۔ پھر ان کے مطبع تک بنا ڈالے۔ چنانچہ اس پارٹی کا سر جوڑ کر تیار کیا ہوا رسالہ سیف النقی ان کے افترا و بہتان کا پورا کھیل ہے اس وقت بطور نمونہ اس کی چند مثالوں کا پیش کر دینا ان امور کی بین و نیل ہے۔

(۱) اس کے صفحہ ۳ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین علی حضرت

قدس سرہ کے والد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب  
قدس سرہ کے نام سے گڑھی اور بکمال بے حیائی کہہ دیا۔ مطبوعہ صبح

صادق سیتا پور صفحہ ۱۵

(۲) اس کے صفحہ ۱۱ و صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب ہدایۃ البریہ مطبوعہ  
لاہور اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کے نام سے گڑھی اور اپنی  
تراشیدہ عبارتیں اس کی طرف نسبت کر دیں۔ کہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے  
ہیں صفحہ ۴ میں فرماتے ہیں۔

(۳) اس کے صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین اعلیٰ حضرت  
کے جد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب قدس سرہ کے  
نام سے گڑھی اور بکمال بے شرمی کہہ دیا مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۲

(۴) اس کے صفحہ ۱۳ پر ایک کتاب بنام ہرارة الحقیقۃ حضور سیدنا  
عوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی سے گڑھی اور بکمال بے ایمانی  
کہہ دیا مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸

(۵) اس کے صفحہ ۲۰ پر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کی ہر مبارک  
بھی دل سے گڑھی اور اس کی یہ صورت بنالی نقی علی حنفی سنی حالانکہ حضرت  
کی ہر مبارک پہ بھٹی جو کثرت کتب پر طبع ہو چکی ہے۔

مولوی رضا علی خاں لطف یہ ہے کہ ہر گڑھی اور پھر بات نہ بنی کہ حضرت  
محمد نقی خاں ولد کی وفات ۱۲۹۶ھ میں ہوئی اور ہر کا سالہ لکھا  
تو نتیجہ یہ نکلا کہ وصال شریف کے چار برس بعد ہر کندہ ہوئی۔ واقعہ یہ ہے

کہ جھوٹ میں کچھ نہ کچھ کمی باقی رہ جاتی ہے جس سے اس کا جھوٹا ہوتا ظاہر ہو جاتا ہے۔

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کیا ایسا جیتا افترا و بہتان کیا ایسی گندی اور گھنونی تخریر تم نے کوئی اور بھی دیکھی۔ کیا ایسا صریح کذب اور جھوٹ کیا ایسی بے حیائیوں اور ڈھٹائیوں کی نظیر تم نے کوئی اور بھی سنی۔ کیا ایسی بے شرمی کا مظاہرہ تم نے کہیں اور بھی کیا۔ کیا ایسی بے ایمانی اور مکروکید کا مجموعہ تم نے کبھی اور بھی دیکھا۔ قابل توجہ یہ چیز ہے کہ یہ سارا افترا و بہتان۔ حل و فریب۔ مکروکید۔ تخریب و کذب محض اس لئے عمل میں آیا کہ اے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی تم تو یہ کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ لکھتے ہیں تمہارے جدا مجد فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ تحریر فرماتے ہیں۔ تمہارے مشائخ کرام فلاں فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں۔ باوجودیکہ ان کتابوں کا کہیں دنیا میں وجود ہے نہ ان مطالب کا کہیں نام و نشان۔

مسلمانو اس فرقہ کی جرات تو دیکھو کہ ان کتابوں کے یہ یہ نام اور یہ یہ عبارات ہیں۔ اور ان کے فلاں فلاں مطالب اور صفحات ہیں۔ اور اس جماعت کی اس دلیری کا ملاحظہ کرو کہ قدوة المحققین حضرت مولانا مولوی مفتی محمد نقی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہتر تک گردھولی اور محض اپنے دل سے اس کا سن اور عبارت تراش لی۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اس فرقہ کا یہ میں نہ کچھ شرم و حیا ہے نہ ان کے نزدیک جھوٹ بولنا جرم و خطا ہے۔

نہ اقرار و ہتھان باندھنا فعل حرام ہے۔ نہ دجل و فریب دینا بڑا کام ہے۔ اور ہو بھی کس طرح کہ جب وہ جھوٹا جیسے عیب کو اپنے خدا کی صفت ثابت کریں۔ اور اس کے لئے غلط گوئی اور مکر جیسے نقص کو روا رکھیں تو پھر ایسے کاذب بالفعل اور مکار خدا کے پُچار یوں کو جیتا جھوٹا بولتے۔ اقرار و ہتھان کرنے کیوں خوف دہرا اس ہو۔ اور منگھڑ مہت کتابیں اور عبارتیں اپنے دل سے تراشتے ہوئے۔ اور صفحات و مطابح گرہتے ہوئے کس کا لحاظ و پاس ہو۔ یہ جو کچھ معروض ہوا یہ سارے فرقہ کا مختصر حال زار تھا۔ اب باقی رہا ہمارے مصنف شہاب ثاقب کا حال تو یہ تو فرقہ بھر میں اذرا کی مشین کا ٹھیکیدار اور کذب کی ایجنسی کا مالک و مختار ہے۔ اس نے تو اپنی اس کتاب شہاب ثاقب کی بنا ہی کذب و اذرا پر قرار دی۔ اس کی تعمیر ہی انتہائی دجل و فریب پر رکھی ہے۔ چنانچہ میں اپنی اس کتاب میں یہ ثابت کروں گا کہ شاید اس مصنف نے بوقت تصنیف یہ قسم کھالی تھی کہ وہ بھول کر بھی کبھی سچ نہ بولے گا۔ اور کذب و اذرا کی کسی نوع و صنف کو باقی نہ چھوڑے گا۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور اپنے اس دعوے پر کم از کم دو شاہد ایسے پیش کروں جو اس کے صریح کذب ہونے اور جیتا اذرا ہونے میں بے نظیر ہوں۔ تاکہ ہر ناظر کو میرے اس دعوے کی صداقت پر کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہے اور ہر مخالف کو وہ اس دعوے کے تسلیم کرانے پر جبری و دلیر رہے۔ سنیے اسی شہاب ثاقب کے حوالے میں ہے۔

جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ اللادلیا مطبوعہ |



کا پندرہ صفحہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔ علم غیب صفت خاں  
 ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ جو شخص رسول  
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کے وہ بے دین ہے۔  
 اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور مخفیہ کا علم ہوتا  
 تھا جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ  
 باللہ عالم الغیب ہے۔ انتہی۔

یہ شاہد اول ہے شاہد دوم بھی ملاحظہ ہو اسی شہاب ثاقب  
 کے صفحہ ۱۲۲ پر ہے۔

مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایتہ الاسلام مطبوعہ صبح  
 صادق سینا پور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔ حضور سید عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی بذریعہ وحی کے  
 تجلیاً معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل  
 اور علم غیب مطلق وبالذات کا اعتقاد رکھنا مفسی الی الکفر  
 ہے اور نص قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ایر پھیر کرنا  
 بے دین کا کام ہے الخ

مسلمانو! مصنف شہاب ثاقب کے ان دو جیتے جھوٹ اور کذب  
 اور صریح افتراء بہتان کو دیکھو کہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ صاحب ہارہروی  
 قدس سرہ کی نہ کوئی کتاب بنام خزنیۃ الاولیاء تصنیف ہوئی۔ نہ وہ طبع  
 کان پر میں طبع ہوئی نہ اس کا صفحہ ۱۵ ہے نہ اس عبارت کا وجود ہے۔

اسی طرح جہان بھر میں حضرت مولانا مولوی مفتی رضا علی خاں صاحب کی نہ کوئی ہدایتہ الا سلام کتاب ہے۔ نہ وہ سیتا پور کے مطبع صبح صادق میں طبع ہوئی نہ اس کے صفحہ ۳۰ پر اس عبارت کا وجود ہے۔ لیکن اس مصنف شہاب ثاقب کی دروغ گوئی و کذب بیانی اور افترا پردازی و تہتان طرازی اور بے شرمی و بے حیائی ملاحظہ کیجئے کہ اس نے محض اپنے دل سے یہ دونوں کتابیں گڑھ لیں اور خود ہی ان کے مطابح بنا لئے۔ اپنے آپ ہی ان کے صفحات تجویز کر لئے محض اپنی طرف سے یہ عبارات تصنیف کر لیں اور کس جرأت و دلیری سے ان کو اپنی اس کتاب شہاب ثاقب میں چھاپ کر شائع کر دیا۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ نہایت جسارت اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنے خصم کے مقابل الزام دے رہا ہے کہ مجدد صاحب آپ تو یہ کہتے ہیں اور آپ کے دادا پیر حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی اور آپ کے جدا مجد حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی آپ کے خلاف یہ کہتے ہیں۔ مسلمانو اور نہ صرف مسلمانو بلکہ جہاں کے تمام انصاف پسندو۔ ذرا سوچو تو کبھی کسی بے شرم سے بے شرم و بے حیل سے بے حیل نے بھی اپنے خصم کے مقابل بے دہر تک ایسی حرکات کیں۔ ایسا منہ پھاڑ کر بولا۔ ایسا سر بانہ شائع کیا۔ واقعی کسی نے کیا خوب کہا ہے

بے حیا باش انجہ خواہی کن

نیز اس کتاب شہاب ثاقب کی زبان نہایت گندی اور گھنونی ہے۔ کلام میں نہایت بے باکی اور آزادی ہے۔ خطابت میں سو قیانہ روش اور

بیہودہ پن ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے گالی گلوج کی کافی مشاقی پیدا کر لی ہے۔ اور اُس نے گالیاں بکنا باقاعدہ کسی بٹھیارے سے سیکھ لی ہیں پھر گالیاں دیتے وقت آپ کے دماغ کا صحیح توازن بھی باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو مومخہ میں آیا کہہ دیا۔ جو گالی زبان پر آئی یک دی۔ نہ تہذیب و شرافت کا ذرہ بھرا حساس ہے۔ نہ ظاہری علم ووجاہت کا کچھ لحاظ و پاس ہے۔ تو یہ کتاب کہلے گالی نامہ ہے۔ بازاری گالیوں اور بیہودہ و اخلاقیوں کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ یہ کتاب میرے پاس تقریباً ۲۸ سال سے ہے۔ لیکن کبھی اس کے چند ورق بالتزام نہ دیکھ سکا اور یہ سمجھ کر اس کو اٹھا کر رکھ دیا تھا کہ یہ ایک جیسا سوز انسان کی تہذیب کی تنگی تصویر ہے۔ اب جو بغرض رو اس کو باستیجاب دیکھا تو حیرت ہو گئی کہ اس کتاب کا شاید ہی کوئی صفحہ کسی گالی سے خالی ہو۔ اس مطالعہ میں جو چند موٹی موٹی گالیاں نظر سے گذریں صرف ان کو ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ آپ لوگ بھی شرافت انسانی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مصنف کی تہذیب پر ماتم کریں۔

فہرست کلمات گالی نامہ جوم المدین علی وس الشیاطین  
المشہورہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب  
مطبوعہ قاسمی دیوبند ۱۳۲۶ھ

نمبر	اصل کلمات	صفحہ	نمبر	اصل کلمات	صفحہ
۱	الشیاطین (جمع شیطان)	۱۱	۱	ٹائیل	۲
۲	المسترق (چور)	۱۱	۲	تلعج کھل گئی	۳
۳	الکاذب (یعنی جھوٹا)	۱۲	۳	ان کی پوری حقیقت	۱۲
۴	مجدد التکفیر (کافر کھنڈے کے مجدد)	۱۳	۴	معلوم ہو جائے گی	۱۳
۵	تجدد التخلیل (مگرابی کے مجدد)	۱۴	۵	عامی شخص (اردی شخص)	۱۴
۶	ان کا وہو کارنا	۱۵	۶	حقارت سے عوام کی	۱۵
۷	المسترق (چور)	۱۶	۷	طرح میاں خاں صاحب	۱۶
۸	الکاذب (جھوٹا)	۱۷	۸	دجال بریلوی	۱۷
۹	جناب مجد التکفیر صاحب	۱۸	۹	حق کو قبول نہیں کرنا	۱۸
۱۰		۱۹	۱۰	مگر دجال بریلوی	۱۹
			۱۱	اس دجال کے استدلال	۲۰
			۱۲	یہ اہل بطلان میں سے ہے	۲۱

نمبر	اصول کلمات	نمبر	نمبر	اصول کلمات	نمبر
۱۳	نازرائی کرنے والے	۳۵	۱۵	بے علم	۲۰
۱۴	زیادہ تر شدید مخالفت سنت میں	۳۶	۱۷	مجدد الدجالیین - افریقیوں کا مجدد	۲۱
۱۵	نصاری کے مشابہ	۳۷	۲۰	دجال بریلوی	۲۲
۱۶	صریح جمہوری حدیثوں کے مصدق	۳۸	۲	دجال المجددین	۲۳
۱۷	صحیح حدیثوں کے محوت	۳۹	۱۲	مستحق دوزخ و نار	۲۴
۱۸	تول بریلوی کا ضلال و باطل	۴۰	۱۱	اعلیٰ درجہ کا دجال	۲۵
۱۹	مجدد بریلوی اپنی خرافات بھری کتاب	۴۱	۱۵	مخرّب دین (دین کو خراب کرنے والا)	۲۶
۲۰	وہ مثل نصاریٰ کے ہے	۴۲	۱۳	اس کے افعال باطل	۲۷
۲۱	بریلوی اہل باطل میں سے ہے	۴۳	۱۲	دین کی مضبوط رسیوں کو کھولنے والے	۲۸
۲۲	بریلوی کے عقائد و کلمات	۴۴	۱۶	فساد عظیم پر پہنچانے والے	۲۹
۲۳	جمہور ماہر اور گمراہی وطنیان	۴۵	۲۱	کھلم کھلا جمہورٹ بولا	۳۰
۲۴				تحریف کی اس نے	۳۱
۲۵				جاہل	۳۲
۲۶				تحریف کرنے والا	۳۳
۲۷				حد سے تجاوز کرنے والا	۳۴

نمبر	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۵۰	اصحاب ضلال میں سے ہے	۱۶	۸	۶۲	وہ تخریف قرآن و حدیث کرتے ہیں۔	۲۴	۴
۵۱	بریلوی طالب خلافت حق کا ہے	۱۷	۱۰	۶۴	مجدد تفسیر و تفسیق	"	۵
۵۲	بریلوی نفاقی جھگڑد میں مبتلا ہے	۱۸	۲	۶۶	فناک ضلالت کے شمس لامع	"	۶
۵۳	اس کا معلم سردار شیاطین ہے	"	۳	۶۷	برج غواہیت کے بدر ساطع	"	۷
۵۴	سید بریلوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں	"	۱۴	۶۸	مجدد التکفیر صاحب	"	"
۵۵	خالص صاحب بریلوی خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین	"	۱۵	۶۹	انہوں نے عجیب مکر و فریب کے جال پھیلانے	"	"
۵۶	بریلوی مجدد انزرا پرواز	۲۰	۱۹	۷۱	انواع انواع کے جیل و مکر سے دھوکا دیا۔	"	۸
۵۷	اہل راجل و جور کی عمدہ یادگار	۲۳	۲	۷۲	ان کے دام تزدیر	"	۹
۵۸	جملہ مفترین کے ایہ افخار	"	۱۵	۷۳	حضرت مجدد التکفیر انہوں نے سخت سخت	"	۱۳
۵۹	علف حضرت کے دست جفا	۲۳	"	۷۴	انزرا پرواز کیس	"	۲۰
۶۰	یہ بوکوشیر مار دے سمجھتے ہیں	۲۴	۱۶	۷۵	ان کی مکاریوں اور	۲۵	۲
۶۱		"	۳	۷۶	حضرت مجدد التفسیر	"	۶

عہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں رسوا کرے۔

صفحہ	صفحہ	نمبر	اصل کلمات	صفحہ	صفحہ	نمبر	اصل کلمات
۳	۲۷	۹۹	مذہب النسب	۹	۲۵	۷۸	اپنے افعال قبیحہ
۲	۵	۱۰۰	تبیح الاخلاق	۱۱	"	۷۹	بریلوی نے سفر حجاز بجز
۷	"	۱۰۱	جاہل اجد	۱۲	"	۸۰	گناہ بلکہ بجز اکبر لکھا گیا
۵	"	۱۰۲	اس نے طریقہ آباؤی یعنی	۱۲	"	۸۱	سخت دھوکا دینا
۳	"	۱۰۳	یقینوں الانبیا کو زندہ کیا	۱۳	"	۸۲	ان میں کیا کیا جو ہر تضلیل و
۱۳	"	۱۰۴	اعلیٰ درجہ کا خواہشات	۱۹	"	۸۳	تفسیق و خواریت پھرے ہوئے
"	"	۱۰۵	نفسانی میں مبتلا	۲۰	"	۸۴	مجدد التکفیر
"	"	۱۰۶	یہ دعوات شیطانی میں مبتلا	"	"	۸۵	مصدق عمم یعنی بھروسے
"	"	۱۰۷	یہ مسلمانوں کی عموماً اور علما	"	"	۸۶	مصدق کرم (گونگے)
"	"	۱۰۸	کی خصوصاً تضلیل و	"	"	۸۷	مصدق عمی (اندھے)
"	"	۱۰۹	تفہیم کرتا ہے۔	۲۶	"	۸۸	مجدد التضلیل
۱۳	"	۱۱۰	اپنے خیالات فاسدہ	۹	"	۸۹	ان کی کچی کچی حالت
"	"	۱۱۱	صد ہا علما کی تکفیر اور سب	"	"	۹۰	ان کی افترا پر دازیوں
"	"	۱۱۲	دشتم میں سالے لکھے	۱۱	"	۹۱	دیہتان بندیوں پر
۱۵	"	۱۱۳	عقائد فاسد پھیلاتا ہے	۱۳	"	۹۲	ان کی باتوں کو لا یعنی خرافات
"	"	۱۱۴	روزانہ نئے نئے فتنے	"	"	۹۳	ان کی خود غرضی و طلب
۱۶	"	۱۱۵	برپا کرتا ہے	۲۱	"	۹۴	شہرت و جاہ دنیا
۱۵	۲۸	۱۱۶	یہ قہد میں پڑ گئے	۱	۲۷	۹۵	اس پہ گو کی گالیوں اور
						۹۸	خرافات

شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۱۱۳	بہت سٹ پٹائے	۱۵	۲۸	بغلیں جھانکنا	۲۰	۲۹
۱۱۲	لیٹنے کے دینے پڑ گئے	"	"	فریب دینا	"	"
۱۱۵	یہاں خود ہی پھنس گئے	۱۶	"	جس کو جیہ ہونہ جھوٹ	۲	۳۰
۱۱۶	کس قدر فریب دہی و	۵	۲۹	بولنے سے کچھ گریز		
۱۱۷	مکر کی بات			شریف نے کہا اس کو		
۱۱۸	تضلیل عالم کے لئے	۷	"	نکال دینا چاہیے	۱۷	"
	عقیدہ تحریر کریں			بریلوی صاحب اس وقت	۳	۳۱
۱۱۹	ایک من گھڑت معنی دل	۸	"	سے وہاں سے نکالے گئے		
	میں لیں			شریف نے ہمیں منانگانے	۲	"
۱۲۰	اس مگر و خداع کو خیال	۱۲	"	کے قابل نہ مانا	۵	"
۱۲۱	کیجئے			ایسے نااہلوں	۵	"
۱۲۲	یہ جھوٹ اور فریب	۱۵	"	یہ محض افترا و بہتان بندی	۱۲	"
۱۲۳	نہ کرتے			۱۳۶ ہے۔		
۱۲۴	مثل روانض تفسیر پر	۱۶	"	یہ محض افترا و بہتان	۱۸	"
	مکر بانڈھی			۱۳۸ ہے۔		
۱۲۵	جھوٹی باتیں بتائیں	۱۷	"	افترا پردازی ہے	۲۰	"
۱۲۶	یہ کیا دھوکہ دہی ہے	۱۹	"	اس مفتری کتاب نے		
۱۲۷	ان کا عاجز ہونا	"	"	یہ بہتان بانڈھا	۲	۳۲



صفحہ	صفحہ	اصل کلمات	صفحہ	صفحہ	اصل کلمات	صفحہ
۱۳	۳۷	مجدد المضلین	۱۵۷	۱۳	۳۲	۱۳۲
"	"	اہل ضلال	۱۵۸			
۱۳	"	مجدد المضلین	۱۵۹	۶	۳۳	۱۳۳
"	"	صاحب تمہید شیطانی	۱۶۰			
۲۰	"	بریلوی صاحب کا گلا کاٹنا	۱۶۱	۱۰	"	۱۳۴
۳۷	۳۸	یا بکل قلعی کھل جائے گی	۱۶۲			
۵	"	مدینہ منورہ سے بھاگ آئے۔	۱۶۳	۴	۳۴	۱۳۵
۶	"	اس دروغ گو	۱۶۴	۵	"	۱۳۶
۱۰	"	نیچا دیکھنا پڑا	۱۶۵			
۱۱	"	مناظرے سے فرار کیا	۱۶۶	۱۰	۳۵	۱۳۷
۱۳	۴۰	مجدد للمضلین	۱۶۷	۱۲	"	۱۳۸
"	"	یہ سب انتہا اور	۱۶۸	۲۰	"	۱۳۹
		دھوکہ دہی	۱۶۹	۱۱	۳۶	۱۴۰
۱۶	۴۰	ان کی تزییل و تجہیل	۱۷۰	۱۳	"	۱۴۱
۲۰	"	ایک فتند	۱۷۱	۱۸	"	۱۴۲
۲۱	"	گمراہ شخص	۱۷۲	۱۹	"	۱۴۳
۱۵	۴۱	حضرت مجدد المضلین	۱۷۳	۷	۳۷	۱۴۴

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۱۷۳	افتر اپدازی	۲۱	۱۵	۱۹۲	بی الزام و بہتان	۲۲	۱۳
۱۷۵	دروغ گوئی	"	"	۱۹۵	"	"	"
۱۷۶	بہتان بندی	"	"	۱۹۶	بریلوی شیخ چلی	۲۳	"
۱۷۷	ان مکائد	"	۱۶	۱۹۷	الزام و اتہام	۲۳	۱۱
۱۷۸	اپنی خواہش نفسانی اور	"	"	۱۹۸	"	"	"
۱۷۹	ہوا شیطانی	"	"	۱۹۹	محض افتر و تہمت	"	۱۲
۱۸۰	جو دھوکہ اور کیسو	"	"	۲۰۰	"	"	"
۱۸۱	فریب کیا	"	۱۹	۲۰۱	جو کچھ وبال ہو وہ بریلوی	"	۱۳
۱۸۲	انہار افتر اپدازی	"	۲۰	"	کی گردن پر رہے	"	"
۱۸۳	اتہام بر مولانا نوتدی	"	۲۱	۲۰۲	بہتان تراشے	۲۵	۲
۱۸۴	تہمت بر مولانا گنگوہی	۲۲	۱	۲۰۳	دھوکا دیا	"	"
۱۸۵	تہمت بر مولانا سہارنپوری	"	۲	۲۰۴	حلال سمجھا دھوکہ کو	"	"
۱۸۶	تہمت ثانی	"	۳	۲۰۵	سفر حجاز کیا اسی دھوکہ	"	۳
۱۸۷	تہمت بر مولانا تھانوی	"	۴	"	دہی کے لئے	"	"
۱۸۸	جو دھوکہ اور کیسو فریب	"	۴	۲۰۶	جو بہتان اور تہمتیں	"	۴
۱۹۰	بازی	"	۷	۲۰۷	مجدد التقلیل کے	"	"
۱۹۱	کیدا اعلیٰ پینا فریب	"	۸	"	ناشائستہ افعال پر	"	۵
۱۹۲	جبوٹے الزام و اتہام	"	۹	۲۰۸	لا حول پڑھئے۔	"	"
۱۹۳	"	"	"	"	"	"	"

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ سطر
۲۰۹	کید ثانی و بہتان	۲۵	۲۲۷	مجدد التذلیل صاحب	۴
۲۱۰	عظیم		۲۲۸	آپکی تصانیف سب سے	۴
۲۱۱	کید ثالث و بہتان	۱۶	۲۲۹	اہل اسلام و تفسیق و	۶
۲۱۲	تقیج		۲۳۰	تکفیر عمائد دین سے پر ہے	۶
۲۱۳	چنانچہ کتاب ہے	۱۹	۲۳۱	آپ کے ہفتوات	۱۰
۲۱۴	علماء حرمین کو دہوکہ دینے	۲۶	۲۳۲	وہزلیات	۱۰
۲۱۵	ایک چالیاز	۲۶	۲۳۳	آپ کے لقمہ چرب	۱۲
۲۱۶	منفردی		۲۳۴	اور شہرت کی فکر کچاؤ کے	۱۲
۲۱۷	کذاب		۲۳۵	آپ کے ہفتوات و باطل	۱۸
۲۱۸	بریلوی مجدد التذلیل	۷	۲۳۶	کو گو و خجالی کر کے	۱۸
۲۱۹	تکر و انقرا	۱۲	۲۳۷	آپکی لن ترانیاں دروغ	۱۹
۲۲۰			۲۳۸	گوئیاں اور دعادی باطلہ	۱۹
۲۲۱	دنیا کی رسوائی و آخرت	۱۲	۲۳۹	روافض کے چھوٹے بہاکی	۲
۲۲۲	کا وبال سا کھلایا	۱۳	۲۴۰	بہتان بندیاں بر علماء	۲
۲۲۳	بریلوی مجدد المفتزیں	۱۴	۲۴۱	دروغ گوئیاں بر	۹
۲۲۴	شیطنیت کا جال پھیلایا	۱۵	۲۴۲	حفاظ ہیں	۹
۲۲۵	اس کو دھکے دلوادیے	۱۷	۲۴۳	بہت بڑا مکر	۱
۲۲۶	چوتھا بہتان اور غریب	۱۸	۲۴۴	پانچواں بہتان دیگر	۶

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ سطر
۲۴۵	دجال المجدین	۱۸ ۲۹	۲۶۱	مجدد الدجالین	۱۸ ۵۳
۲۴۶	دجال المجدین	۲۰ "	۲۶۲	زور لگا کر قطع و برید کر کے	۱ ۵۲
۲۴۷	بتیان چھٹا اور مگر	۲ ۵۰	۲۶۳	مسلمانوں کا کافر بنانا	
۲۴۸	عظیم			غین اور حتم خداوندی	۲ ۵۲
۲۴۹	دجال المجدین	" "		ان کے قلوب پر چھپا گئی	
۲۵۰	دھوکہ دیکر روٹیاں	۶ "		خدا لہو خدا اللہ تعالیٰ	
	ہا کھاتی ہیں۔			فی الدنیا والآخرۃ	
۲۵۱	یہ جملہ مکاریوں کی اصل	" "	۲۶۴	یعنی اللہ تعالیٰ انہیں دنیا	
۲۵۲	تمام دغا بازیوں کی بنیاد	۷ "		فآخرت میں رسوا کرے	۶ "
۲۵۳	مجدد المتعینین	۱۹ "	۲۶۵	سیاہ قلب	۳ ۵۹
۲۵۴	جو طرح طرح کی مکاریوں	۲ ۵۱	۲۶۶	تبرہ گوئی تمہیر اور لطفہ	
	سے حاصل			میں پڑھی ہے	۱۰ "
۲۵۵	دجال المجدین	۸ "	۲۶۷	روافض کے سچے جانشین	
۲۵۶	برابری دجال اور اس کے	۱۶ "		و برگزیدہ اولاد	۱۳ "
۲۵۷	اتباع ظلم و بتیان بندگی	۹ "	۲۶۸	اس عدو رسول و بعض	۱۲ ۶۲
۲۵۸	کرتے ہیں	۱۷ "	۲۶۹	خیر الانام	۱۳
۲۵۹	دجال المجدین	۱ ۵۲	۲۷۰	افترا پرداز	۱۳ "
۲۶۰	یہ مردود	۶ "	۲۷۱	جھوٹے جھوٹے الزام	۱۳ "

نمبر شمار	اصل کتاب	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کتاب	صفحہ	سطر
۱۷۲	مثل اپنے آبا و اجداد سے	۶۲	۱۴	۲۸۶	ان کج فہموں	۷۰	۱۶
۲۷۳	تیرا باطن قبیح	"	۱۷	۲۸۷	خدا لہم اللہ تعالیٰ	"	۱۸
۲۷۴	صحابہ کی عداوتوں سے	"	"	"	فی الدارین	"	"
۲۷۵	تاریخ و منظم	"	"	۲۸۸	اہل بدع و اہل	۷۱	۱۹
۲۷۶	عبارتے ایمان	۶۴	۱۱	۲۸۹	اہوا	"	"
۲۷۷	"	"	"	۲۹۰	جیل و گروا فترا	"	"
۲۷۸	ان آفر پردازوں کا	۶۷	۲۱	۲۹۱	پر دازیاں	"	"
۲۷۹	منہ کالا کر کے	۶۸	۱	۲۹۲	جاہلوں	۷۲	۱
۲۸۰	خدا لہم اللہ تعالیٰ	"	"	۲۹۳	اہل ضلال و ہوا	"	۳
۲۸۱	فی الدارین	"	"	۲۹۴	مجدد بریلوی خذ لہ اللہ	"	۱۰
۲۸۲	اللہ تعالیٰ ان کو درجہ جان	۶۸	۲	۲۹۵	گالیاں بکنے کا پیشہ	"	۱۵
۲۸۳	میں رسوا کر کے	"	"	۲۹۶	سود کھا دیں	۷۳	۱۰
۲۸۴	ظالم	"	۳	۲۹۷	حظوظ شہوانیہ و نفسانہ	"	"
۲۸۵	اہل اہوا	۶۹	۲۰	۲۹۸	میں عمریں گنواویں	"	"
۲۸۶	موافق اپنی عادت افزا	"	"	۲۹۹	مثل اراذل گالی گلج	"	"
۲۸۷	پر دازی کے	۷۰	۲	۳۰۰	میں رات دن مشغول	"	"
۲۸۸	یہ افزا صریح	"	۳	۳۰۱	رہیں	"	"
۲۸۹	ابھی گندہ خیالی اور قطع	"	۹	"	"	"	"
۲۹۰	دبرید	"	"	"	"	"	"

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ سطر
۳۰۲	حیل و بکر کے ہزاروں طریقے	۱۳	۳۱۰	سخت افزا اور بیتان بندی	۸۳
۳۰۳	تکفیر علماء کے واسطے	۱۱	۳۱۱		
	عمل میں لائیں		۳۱۲	یہ کتا بڑا مکر اور فریب	۱۶
۳۰۴	مجدد بریلوی اپنی افزا	۸	۳۱۳	مجدد بریلوی کا ہے	
	پردازیوں		۳۱۴	کس قدر چال بازیوں کی	
۳۰۵	فَسُوَدَا لِلَّهِ وَجَهَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَعْنِي	۹		نئی ہنگچینہ طریقہ ان جمبوٹے	
	اللہ ان کے چہرے کو دنیا و آخرت میں کالا کرے۔		۳۱۵	رافشیوں کا ہے	۱۹
	و خذل جنودہ فی الدارین		۳۱۶	ساتواں بیتان	۲۰
	یعنی اللہ اس کے شکر و دانا میں رسوا کرے۔		۳۱۷	ان کے استاد اپنی بلیں کا	۲۱
۳۰۶	مجدد بریلوی نجدیوں کے ہم		۳۱۸	بے حیائی اور جمبوٹ	۸۴
	عقائد و موافق ہے		۳۱۹	مجدد صاحب نے بھائی	
۳۰۷	مجدد الدجالین کی روٹیاں		۳۲۰	کا برقع پہن کر جو الزام	
	سید ہی ہونی محال تھیں		۳۲۱	دل میں آیا لگا دیا	۵
۳۰۸	طرح طرح کے جمبوٹے			لعنة الله على الكافرين	۷
	ازدات لگائے			اللہ کی لعنت جمبوٹوں پر	
				کا طوق گلہ میں ڈال کر	
				کو دیں	
			۳۲۲	آکھیاں بیتان	۸

صفحہ سطر	اصل کلمات	صفحہ سطر	اصل کلمات	نمبر شمار
۲۰	ناقدر دان - مفتری	۱۳	۸۲	۳۲۳
	کذاب -	۱۴		۳۲۴
۳	گیارہواں بہتان	۱۶		۳۲۵
۷	بارہواں بہتان			۳۲۶
	یہ بھی الزام لگایا			۳۲۷
۱۱	اس بہتان بندی	۱۷		۳۲۸
۱۳	یہودیوں والی تخریف	۱۹		۳۲۹
	بریلوی نے کی ہے			
۱۵	مؤلف تمہید بے ایمانی	۲		۳۳۰
۱۲	کذاب	۳	۸۵	
۱۵	یہ تمہت تراشی	۴		۳۳۱
۱۸	عقل کا دشمن	۵		۳۳۲
	کفر کے فتوے لے کر	۱۰		۳۳۳
۱۸	اپنے گلے کا طوق بنایا			۳۳۴
۲۱	بترہواں بہتان			۳۳۵
۲	یہ بالکل افترا اور سفید	۱۱		۳۳۶
	جھوٹا ہے	۱۲		
	بریلوی کے تمام چھوٹے بڑے	۱۶		
	شیاطین الانس والجن			

138370

صفحہ	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	نمبر شمار	اصل کلمات
		اللہ تعالیٰ اس کو روزِ حشر	۶	۸۷	چودھواں بہتان
		سب مخلوق کے سامنے			بریلوی مجدد کو اتنی بھی تو
		شرمندہ کرے۔	۱۲	"	شرم نہ آئی
۱۰	۸۸	وخذلہ فی الدارین	۱۵	"	بریلوی کے اس بہتان
۱۵	"	اتہام برمولانا نازیدی	"	"	یہ انتہا درجہ کا دجل و
۱۸	"	اس مفتری نے یہ بہتان	۱۶	"	فریب ہے
		باندھا	۱۶	"	مولف کذاب نے بیچانی
۱	۸۹	اس انرا کی قوت لینے			کے ساتھ
		کے واسطے	۱۷	"	بے اصل اور خارج از
		اس مفتری کذاب نے قطع	"	"	عقل الزام و اتہام لگے
۸	"	دبیرید کر کے بہتان باندھا	"	"	اگر صحیح النسب ہے
۹	"	فاخولہ اللہ فی الدارین	۲۰	"	پندرہواں بہتان
۱۰	"	یہ کیسا انرا خالص اور	۵	۸۸	عوام کو دہوکہ دینے اور
		کذب سفید ہے۔	۶	"	اپنے شیطانی جاں میں
۱۸	"	مجدد الدجالین	۳۸۰		پھنسانے کے لئے بریلوی
		اس شخص گمراہ کنندہ عالم	۳۸۱		نے محض انرا کیا
۷	۹۰	مجدد الدجالین کی جرات	۳۸۳	۷	اس کی تمام فوج شیطانی
۸		دروغ گوئی	۱۰	"	فضحہ اللہ تعالیٰ علی دس
					المخلاتی یوم الحشر یعنی



نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ سطر
۳۸۲	اس خباثت و نجاست	۱۰	۳۹۸	مجدد الدجالیین	۹۳
۳۸۵	کا کیا ٹھکانا		۳۹۹	کتاب نے ان کے	
۳۸۶	مجدد التصلیل نے قطع		۴۰۰	ساتھ لکریا	
۳۸۸	دبرید کر کے افزا پردازی	۱۳	۴۰۱	خود طوق لعنت میں	
۳۸۹	اپنے آپ کو شیاطین	۱۵	۴۰۲	ملازم کفر ہوا	
	اس ثابت کیا		۴۰۳	یہ عیاری اور افزا بندی	
۳۹۰	طوق کفر و لعنت گردن	۱۶	۴۰۴	کی	
۳۹۱	میں ڈالا		۴۰۵	مجدد بریلوی عذاب الیم	
۳۹۲	خدا اللہ تعالیٰ فی الدارین	۱۷	۴۰۶	کا مستحق ہوا	
۳۹۳	سورجہ فی الکونین	۱۸	۴۰۷	خدا اللہ تعالیٰ	۹۷
۳۹۴	مجدد بریلوی آنکھوں میں		۴۰۸	مجدد الدجالیین کی عقل	
۳۹۵	دھول ڈال رہا ہے	۹	۴۰۹	وجہ پر پردہ جہالت پر	
	لعنت اللہ تعالیٰ فی الدارین		۴۱۰	ہوا ہے	
	اللہ تعالیٰ اس پر دو جہان		۴۱۱	متبعین شیطانی	۱۹
	میں لعنت کرے	۱۰	۴۱۲	متبعین دجا جلد	
۳۹۶	اس مفترمی کتاب	۱۱	۴۱۳	سورہ اللہ تعالیٰ وجوہ	۲۰
۳۹۷	نے			یعنی اللہ تعالیٰ ان چہروں کو	
				کالا کرے	

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۴۱۲	مثل روافض انکو عدوت	۹۷	۲۱	۴۲۲	مجدد الدجالیین اور رئیس	۹۹	۴
	رسول ہے			۴۲۵	الکذابین		
۴۱۳	فضیلت رسول کو دیکھ	۹۸	۱	۴۲۶	عظیم شان افزا بندھا		۵
	کردم نکلا جانا ہے			۴۲۷	نیاطریقہ اضلال خلق گرا		"
۴۱۴	بنی اسرائیل میں سے ہیں			۴۲۸	جلساسازی		"
	فعل آباؤی پسند		"	۴۲۹	ایسا کذب سفید		"
۴۱۵	سلب اللہ تعالیٰ ایمانہ			۴۳۰	صریح خالص جھوٹ		۹
	یعنی اللہ تعالیٰ اس کے		"	۴۳۱	ایمان سے پہلے ہی ہاتھ		
	ایمان کو سلب کرے				دھو چکا		۱۰
۴۱۶	اوخلہ فی الدارک آکا			۴۳۲	بے حیائی بے ایمانی		"
	اللہ اس کو درخ کے نیچے فتن			۴۳۳			"
	سفل من النار مع المنا		۵				
	طبکزیں منافقوں اور مشرکوں						
	والمشركین		۶	۴۳۴	اے نوارہ لعنت		"
	یکے ساتھ داخل کرے۔						
۴۱۷	ہمت بر مولانا لنگوہی		"	۴۳۵	اے چشمہ کفیر و تذلیل		"
۴۱۸	اپنی جھوٹی بڑائیاں		"	۴۳۶	خدا ایزمانہ دنیا اور		
۴۱۹	خذلہ اللہ فی الدارین		"		آخرت میں کالا کرے		"
	اللہ اس کو دو جہانیں سوا کرے		۱۹				
۴۲۰	اس بریلوئی دجال		"	۴۳۷	اور رسوا کرے		
۴۲۱	جعلی فتوے بنا لینے سے	۹۹	۱	۴۳۸	دجال بریلوئی	۱۰۰	۱
۴۲۲	جھوٹی نسبت اور بہتان		"	۴۳۹	مض افزا پردازی		"
۴۲۳	بندی						

صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار	صفحہ	سطر	اصل کلمات	نمبر شمار
۴	۱۰۳	مجدد المضلین کی قلت	۴۵۷			خبث باطنی اور	۴۴۰
۵		واقفیت اور عدم تبحر	۴۵۹	۲	۱۰۰	دروغ گوئی	۴۴۱
۷		محض بے بضاعتی و کم	۴۶۰	۳	۷	فبحرہما للہ تعالیٰ	۴۴۲
۸	"	فہمی و عدم واقفیت	۴۶۲			مجدد التذلیل نے یہ	۴۴۳
		اپنے خیالات فاسد	۴۶۳	۴	۱۰۱	خیث فتوے گر لھا	
۹	"	و عقائد کا سدہ	۴۶۴	۱۱	"	مجدد التذلیل صاحب	۴۴۴
"	"	انکو قابلیت نہ ہو	۴۶۵	۱۲		گالی گلوج و	۴۴۵
۸	۱۰۵	یا کل غلط اور افترا	۴۶۶	۱۳	"	مزخرفات	۴۴۶
		محض	۴۶۷	۱۳	"	بازاری باتوں	۴۴۷
۱۲	"	مجدد الدجالین	۴۶۸	۱۴	"	کسی عالم نے ان کو اپنی	۴۴۸
۲	۱۰۶	یہ خاصہ رجالیبت	۴۶۹			علم سے شمار نہ کیا	
۷	"	شرم و جیا کا جامہ اٹار رکھا	۴۷۰	۲۱	"	لچر و لیلیں	۴۴۹
۸	"	جو چہا زبان سے بکٹ یا	۴۷۱	"	"	ان کی گالیوں و دشنام	۴۵۰
۱۵	"	جب جیا و شرم ہو نہ ہو	۴۷۲	۳	۱۰۲	مجدد التذلیل	۴۵۱
		سو د اللہ و جھلک فی	۴۷۳			محض کذب اور دروغ	۴۵۲
۱۸	"	الدارین اللہ تیرے چہرے		۴	"	خالص	۴۵۳
		کو دونوں جہاں میں کالا		۸	"	مجدد الضالین	۴۵۴
		کرے۔		۹	"	محض افترا اور جہالت	۴۵۵
							۴۵۶

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ سطر
۲۷۴	تہمت بر مولانا سہارنپوری	۱۰۷	۲	یہ انفرادی حال بریلوی نے	۱۰۹
۲۷۵	یہ تہمت لگائی	۶	۶	بھیجا۔	
۲۷۶	کذب محض اور		۲۹۱	انتہا اور	
۲۷۷	دروغ خالص	۸	۲۹۲	کذب	
۲۷۸	اس کا ذب	۱۵	۲۹۳	مجدد الدجالین	
۲۷۹	دجال بریلوی	۲۱	۲۹۴	اپنی آنکھوں کو ڈھانپ لیا	
۲۸۰	اس دریدہ دہن	۱۰۸	۲۹۵	مجدد بریلوی جیسا کوڑا منہ	
۲۸۱	انفرا محض اور دروغ		۲۹۶	مجدد الدجالین	
۲۸۲	خالص	۹	۲۹۷	ان کی عقل و جیا پر پڑے	
۲۸۳	دھوکہ دیا			پڑے ہوئے	
۲۸۴	دجال بریلوی نے محض	۱۱	۲۹۸	مگر مجدد الدجالین	
۲۸۵	بے سمجھی اور بے عقلی	۷	۲۹۹	قبھم اللہ تعالیٰ	
	سے کام لیا		۵۰۰	نجاست کا کیرا محمد	
۲۸۶	اور خریبہ قطع و برید			صاحب سے اعلم	
۲۸۷	پر جلد اعتراضات کی بنا		۵۰۱	مجدد صاحب گریبان میں	
۲۸۸	نکفیر مجدد بریلوی کی			منہ ڈال کر نڈر کریں	
	گردن پر سوار		۵۰۲	بریلوی خود کا فر ہے	
۲۸۹	محض سفسطہ دجالی بن	۱۰۹	۵۰۳	تہمت ثانی بر مولانا سہارنپوری	

صفحہ	صفحہ	اصل کلمات	صفحہ	صفحہ	اصل کلمات	نمبر شمار
۱۳	۱۱۸	فخذ الله تعالى في الدارين	۵۱۹	۵	۱۱۵	۵۰۴
۱۷	"	مجدد التفضيل	۵۲۰			۵۰۵
۲۰	"	مجدد بدعات	۵۲۱	۹	"	۵۰۶
		سلب الله ايمانك	۵۲۲			۵۰۷
۴	۱۱۹	يعني الله تيرے ايمان کو		"	"	۵۰۸
		سلب کرے		۱۳	۱۱۷	۵۰۹
"	"	وسود وجهك في الدارين	۵۲۳	۱۶	"	۵۱۰
		اور تیرے چہرے کو دنیا		۱۸	"	۵۱۱
		و آخرت میں کالا کرے		۱۹	"	۵۱۲
۴	"	وعاقبك وسماعاتك	۵۲۴			۵۱۳
۵	"	اور تھکے وہ عذاب دے جو تمہیں				۵۱۴
۵	"	یہ آیا جہنم و عبد الله		۱	۱۱۸	۵۱۵
۵	"	اور عبد بن لوی منافع کو دیا				۵۱۶
		بن ابی یاریس مبتدئ	۵۲۵			۵۱۷
		لے لگا ہوں کے سردار		۴	"	۵۱۸
۸	"	تہمت بر مولانا نقانوی	۵۲۶			۵۱۹
۹	"	رجال زمانہ	۵۲۷	۸	"	۵۲۰
۱۲	"	یہ تہمت لگائی	۵۲۸	۱۱	"	۵۲۱
۱۳	"	اس مبتدع	۵۲۹	"	"	۵۲۲
۲۱	"	محض دروغ اور انشرا	۵۳۰			۵۲۳
		بندی	۵۳۱			۵۲۴

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۵۳۲	اس گمراہ کشتہ عالم	۱۱۹	۲۱	۵۳۴	جو چاہتا ہے زبان سے	۱۲۳	۱۰
۵۳۳	بتان بندی	۱۲۰	۱		بک دیتا ہے		
۵۳۴	مجدد التذلیل نے	"	۴	۵۳۸	خدا سے خوف اور رسول		
۵۳۵	تخریف کر کے				و سے شرم بالکل نہیں		
۵۳۶	جناب مجدد مضمین صا	۱۲۱	۹	۵۳۹	کرتا۔		
۵۳۷	جناب محمد عبدالرشید گمراہ	۱۲۲	"	۵۵۰	اس کے گمراہ اور بتان		۱۶
۵۳۸	بے دین			۵۵۱			
۵۳۹	یہ عبدالرشید والدراہم	"	۶	۵۵۲	سود اللہ وجہہ فی الدارین		
۵۴۰	جناب بندہ دریم وینار				اللہ اس کے چہرے کو دونوں		۱۷
۵۴۱	صاحب	"	۱۳	۵۵۳	جہان میں کالا کرے		
۵۴۲	یہ عبدالرشید	۱۲۳	۲	۵۵۴	اپنی آنکھوں کو بند کر لیا		۴
۵۴۳	تبادلہ سائرا لایام و			۵۵۵	جنگو مجدد صاحب کی سات		
۵۴۴	اللہ بانی تمام راتیں اور	"	۴		پشتنہ نے خواب میں بھی نہ		
۵۴۵	دن اسکو ہلاکت ہو			۵۵۶	دیکھا ہوگا۔ لخصاً	۱۲۵	۹
۵۴۶	جو کچھ بریلوی نے تمہیں	"	"		خائنین (یعنی خیانت		
۵۴۷	دروغ خالص	"	۷		کرنے والے	۱۲۶	۱
۵۴۸	اس شخص کو ہرگز ہرگز	"	۹	۵۵۷	خدا لہو خدا اللہ تعالیٰ		"
	شرم و جیا نہیں			۵۵۸	یہ تمہیں لگاتے ہیں		۲

صفحہ سطر	اصل کلمات	صفحہ سطر	اصل کلمات	صفحہ سطر	اصل کلمات	صفحہ سطر	اصل کلمات
۸	محض دجل و فریب کا	۳	۱۲۶	۵۷۹	خدا اور رسول سے شرم	۱۳۱	۵۷۹
	نتیجہ ہے یا عبادت	۴	"	۵۷۰	تو تھی ہی نہیں	"	۵۷۰
	وسورہ فہمی کا	۵	"	۵۷۱	صاف عبارت کو حدت	"	۵۷۱
۱۰	عبدالرشید	۶	"	۵۷۲	کئے ڈالتے ہیں اور تمہیں	"	۵۷۲
	کج فہم	۷	"	۵۷۳	لگانے ہیں	"	۵۷۳
۱۱	یہ محض جہالت ہے	۸	"	۵۷۴	یہ محض جہالت نہیں ہے	"	۵۷۴
۱۲	یہ کلہاڑا آپ نے اپنے	۹	"	۵۷۵	اور کیا ہے	"	۵۷۵
۱۳	ہی پیر میں مارا	۱۰	"	۵۷۶	کج فہم بریلوی بوجہ بے	"	۵۷۶
۱۴	ہڈیان بکتے ہیں	۱۱	"	۵۷۷	عقلی دے علمی کے اتنا	"	۵۷۷
۱۵	آپ کی کج فہمی	۱۲	"	۵۷۸	شعور نہیں رکھتا	"	۵۷۸
۱۶	اس لہجہ عبارت	۱۳	"	۵۷۹	اولئک کا لہجہ عام بل	"	۵۷۹
۱۷	مجدد صاحب الہدایہ	۱۴	"	۵۸۰	بھلاضل یہ مثل جانوروں	"	۵۸۰
۱۸	حوش میں آئیے اور سمجھ	۱۵	"	۵۸۱	کے بلکہ ان سے بدتر	"	۵۸۱
۱۹	سمجھ کر باتیں کیجئے	۱۶	"	۵۸۲	مجدد بریلوی اتنی بھی قابلیت	"	۵۸۲
۲۰	آپ ہی کا گھر ڈھیا جاتا ہے	۱۷	"	۵۸۳	نہیں رکھتے	"	۵۸۳
۲۱	اپنی معقولیت بگھاری	۱۸	"	۵۸۴	خدا اللہ تعالیٰ و	"	۵۸۴
۲۲	کلیجی گنجی	۱۹	"	۵۸۵	اخزا کا فی الدارین	"	۵۸۵
		۲۰	"	۵۸۶	آزین ہے فہم مجدد پر	"	۵۸۶

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۵۹۲	خواہ مخواہ دخل در عقولاً	۱۳۳	۱	۶۰۶	مجدد التذلیل عبدالنیر	۱۳۵	۱۰
۵۹۳	جہالت پر پردہ پڑا رہیگا	"	۳	"	والدرہم کے عناد و افترا	"	۱۱
۵۹۴	ایسے کم فہم	"	۴	۶۱۱	کج فہمی و کم عقلی پر مبنی ہے	"	"
۵۹۵	ہم آپ کی خدمت کفر رکنت	"	۷	۶۱۲	مثل و جال	"	۱۲
۵۹۶	اپنی آنکھوں کو بند کر رکھا ہے	"	۱۳	۶۱۳	فسیر دلائل و جہد فی الدارین تو اللہ اس کے	"	۱۳
۵۹۷	یہ محض آپ کی بے عقلی	۱۳۴	۲		چہرہ کو دونوں جہاں میں		
۵۹۸	اور بے سمجھی ہے				کا لاکرے۔		
۵۹۹	آپ کو سمجھ ہی نہ ہو	"	۸	۶۱۴	واسکنہ مجبوحۃ الدارک	"	۱۴
۶۰۰	مجدد صاحب کو اتنا فہم	"			الاسفل من النار		
۶۰۱	کہاں جو اس کو سمجھیں	"	۱۸		صح اعداء سید لکونین		
۶۰۱	نہایت کج فہمی اور	"	۲۱		الشیاس کو دوزخ کے نیچے		
۶۰۲	کم عقلی				کے درجے کے درمیان حضور		
۶۰۳	علم کلام سے مس بھی نہیں	۱۳۵	۳	۶۱۵	دجال بریلوی	"	۱۸
۶۰۳	جملہ تقاریر آپ کی مرضی لاجینی	"	۹	۶۱۶	مخض افرا اور بہتان بندہ منی	۱۳۵	"
۶۰۵	درسہ دیوبند یا سہارنپور کے	"	۹	۶۱۷	امور لاجینیہ و مخرقات	"	۱۹
	کسی طالب علم سے کوئی کتاب			۶۱۸	خبیشہ		
	علم کلام میں پڑھا لیجئے۔		۱۰				



نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۶۱۹	مجدد صاحب نے طلب شہرت	۱۳۵	۱۹	۶۱۹	سے کتوں سے بہتر کر کے دیکھا	۱۳۶	۱۵
تا	و طلب دنیا و درہم و				دینگے اجر و ثواب و منازل		
۶۲۳	یہ کفر و فریب کیا ہے	۲۰	۲۰	۶۲۰	و نعیم سے محروم کئے جائیں گے		
۶۲۴	انکو دھوکا دیکر تکفیر کرائی	۱۳۶	۵		سو واللہ جو ہر ہر فی		
۶۲۵	یہ سب تکفیریں اور	۹	۹		الدارین		
تا	لعنتیں بریلوی اور اس کے				و جعل قلوبہم قاسیۃ		
تا	اتباع کی طرف لوٹ کر تہ				فلایوسفوا حتی یروا		
۶۲۹	میں اس کیلئے عذاب اور		۱۱		العداب الالیم		۱۶
	پوقت خاتمہ موجب صح				اللہ ان کے چہروں کو		
	ایمان و ازالہ تصدیق و				دونوں جہان میں کالا		
	ایقان مونگی				کرے۔ اور ان کے		
۶۳۰	رجال بریلوی اور اس کے				دلوں کو سخت بنا دے		
تا	اتباع کو حضور علیہ السلام				تو یہ ایمان نہ لائیں یہاں		
۶۳۸	سحقاً سحقاً فرما کر اپنی جو عن				تک کہ دردناک عذاب		
	مورود و شفاعت محمود				دیکھیں۔		

مسلمانوں! ذرا غور تو کرو کہ اس رسالہ شہاب ثاقب کے کل ۳۶ صفحات  
 ہیں۔ اور اس میں یہ موٹی موٹی گالیاں (۶۴۰) ہیں۔ اور اگر اس کی تمام گالیوں  
 کو جمع کیا جائے تو تقریباً ایک ہزار کی تعداد پوری ہو جائے گی۔ لیکن ان (۶۴۰)  
 گالیوں کو دیکھ کر ہی ہر شریف النفس مہذب انسان پہلا نتیجہ تو یہ اخذ کریگا کہ  
 جب اس کتاب میں اس قدر گالیاں ہیں تو کتاب کا بہت کافی حصہ تو انہیں  
 لغویات سے پر ہو گیا تو پھر اس میں اور علمی مضامین کتنے ہوں گے۔ علاوہ  
 بریں جب کوئی کتاب کسی کے رد و جواب میں تصنیف کی جاتی ہے تو اس میں  
 اختلافی مسائل رکھے جاتے ہیں۔ پھر ان پر دلائل و براہین قائم کئے جاتے  
 ہیں۔ مخالف کے استدلالوں کے علمی جوابات دئے جاتے ہیں۔ اس کی  
 ہر بات کا ماتحت و سنجیدگی و عقولیت و تہذیب کے ساتھ رد کیا جاتا ہے  
 جب کوئی مصنف اپنی کتاب میں بجائے ان باتوں کے سب دشمن اور گالی  
 گلوں سے کام لے۔ اور خوب کمر و کید۔ دہل و فریب۔ افترا و بہتان کرے تو  
 ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب حقیقتہً مخالف کی کتاب کا رد جواب نہیں ہے۔  
 بلکہ صرف اپنے معتقدین پر اپنا دتار باقی رکھنے کے لئے ان چند اوراق کو سیاہ  
 کر دیا گیا ہے۔ اور براہِ عناد اس کو جواب کے نام سے مشہور کیا جا رہا ہے  
 اور عوام متبعین کو اس پردہ میں فریب دیا جا رہا ہے۔

دوسرا نتیجہ یہ اخذ کریگا کہ جو مصنف حقیقی دلائل اور علمی بحثوں کے  
 پیش کرنے اور مخالف کی ہر بات کا تہذیب و متانت سے جواب دینے  
 کے بجائے سب دشمن اور گالی گلوں پر اتر آئے اور کید و فریب۔ کذب و افترا

کرنے پر مجبور ہو جائے تو یہ اس کے انتہائی عجز و لاجواب ہونے کی بین دلیل ہے اور اسی کے ضمن میں خود مصنف کی ناقابلیت و نااہلیت اور اس کی لاعلمی و جہالت بلکہ اس کی گندی ذہنیت اور گھنونی طبیعت کا بھی کافی اندازہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی جیاسوز اور سو قیانہ خطابت۔ اور بے باکانہ طرز عبارت کو دیکھ کر خود اس کی دشمنی و عداوت کا معیار قائم ہو جاتا ہے۔

تیسرا نتیجہ یہ اخذ کرے گا کہ جو جماعت ایسی گندی اور گھنونی کتاب کی بار بار طباعت کرے۔ اس کو دیری سے برابر اشاعت کرے۔ اس پر اپنے مذہب کی بنیاد چائے۔ اس کو بخرش جواب مخالف کے سامنے لائے اور اس کے مصنف کو اپنا پیشوا و شیخ بنائے۔ اس کی ہر بات پر اپنا سر جھکائے۔ اس کے ہر قول پر ایمان لائے۔ اس کے ہر لفظ کو آنکھیں بند کر کے مانے۔ اس کی ہر غلطی کو صحیح جانے۔ اس کی ہر افترا و بہتان کو حق سمجھے اس کی ہر گالی گلوچ کو حقیقت تصور کرے۔ وہ جماعت نہایت بھسے اس کا دماغی توازن بگڑ گیا۔ اس کے قوت مدد کے کا جنازہ نکل گیا۔ اسے صحیح اور غلط کی معرفت کا احساس جاتا رہا۔ اسے حق و باطل کا امتیاز باقی نہ رہا۔ اس نے تہذیب کا خون کر دیا۔ شرانت کو میٹ دیا۔

انسوس دیوبندی قوم اور وہابی جماعت کی بے حسی اور نااہلیت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ دنیا بھر کا ہر منصف اور ہر مذہب انسان تو یہ اعتراف کرنے کے لئے مجبور ہے کہ یہ ۶۷۰ کلمات صریح سب و شتم اور گندی گالیاں ہیں مگر مصنف شہاب ثاقب ان الفاظ و کلمات کو نہ سب و شتم کہتا ہے نہ

گالی گلوج لکھتا ہے نہ جیاسوز اور خلاف تہذیب جانتا ہے۔ نہ باقتضائے  
غضب اور غصہ فرار دیتا ہے۔ بلکہ شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۲۰ پر سب کی  
آنکھوں میں اس طرح دھول جھونکتا ہے۔

غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب علم کوئی لفظ مجدد و بریلوی کے  
شایان شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی (شہاب ثاقب ص ۱۲۰)  
اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مصنف نے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ  
غصہ سے نہیں کہا ہے بلکہ جو کچھ لکھا ہے وہ بصحت ہوش و حواس اپنی گندی  
زہنیت اور ناپاک تخیل کا اظہار کیا ہے۔ اور پھر کوئی لفظ اس کی اپنی  
تہذیب علم کے خلاف نہیں ہے تو گویا اس کے یہ (۶۴۰) الفاظ سب  
تہذیب علم کے دائرہ میں ہیں۔ اور اگر مصنف غصہ میں آکر تہذیب علم کا جامہ  
چھاڑ کر رہنے ہو جاتے تو اپنی زبان و قلم سے اول قول ماں بہن کی صفات  
صاف مغلطات گالیاں دیتے بلکہ چھاپتے اور شائع کرتے اور اپنی بے  
تہذیبی کا علی الاعلان درس دیکر اپنے فرزند دیوبند ہونے کا ثبوت دیتے مگر  
ان کی تہذیب علم نے صرف ۶۴۰ موٹی موٹی گالیاں چھاپنے کی اجازت  
دی ہے۔

بالجملہ ہم مصنف کی گالیوں کا جواب دیکر اپنی شرانت و تہذیب کا خون  
کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگرچہ مصنف کے لب دلچویں گفتگو کرنے میں  
بڑا فائدہ حاصل ہو جاتا کہ مصنف کے معتقدین ہمارے الفاظ کو گالیاں کہتے  
اور ضرور کہتے شہاب ثاقب کی گالیوں کا گالیاں ہونا خود انہیں بھی تسلیم ہو جاتا اور

ہماری اقبالی بزرگری ہو جاتی مگر ہم آپ کے اور اپنے عزیز اوقات کو اپنی لغویات میں صرف نہیں کرنا چاہتے علاوہ بریں جب ہمارے پاس ان کی ہر بات کا واقعی (تحقیقی علمی) جواب موجود ہے تو ہم کیوں ان لغویات میں پڑیں۔

ہم مصنف کی ان تمام گالیوں کے جواب میں اسی شہاب ثاقب کے یہ الفاظ پیش کر دیا اسی نہایت کافی سمجھتے ہیں۔ مصنف خود ہی فرماتے ہیں:-

گالیاں بکنی ان کو مبارک ہوں جن کا یہ پیشہ ہے (از شہاب ثاقب صفحہ ۷۲) دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:-

مثل اراذل گالی گلوںج میں دن و رات مشغول رہیں۔ از شہاب ثاقب ص ۷۷

اب مصنف صاحب کی رذالت اور گالیاں دینے کا پیشہ خود انہیں کی کتاب اور خود انہیں کے قول سے ثابت ہو گیا تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مصنف کا یہ گالیاں بکنے کا پیشہ انہیں کو مبارک ہو اور وہ مثل اراذل گالی گلوںج میں ہی مشغول رہیں۔ لہذا اس گالی نامہ کے جواب میں ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس شہاب ثاقب میں دل بھر کر جھوٹ اور کذب سے کام لیا گیا ہے۔ جی بھر کر وکید کیا گیا ہے۔ آنکھیں بند کر کے دجل و فریب دیا گیا ہے جیسا بن کر افترا و بہتان گڑھا گیا ہے۔ مگر کھ بھر کر سب و شتم اور گالیاں دی گئیں ہیں اسی وجہ سے کسی عالم اہلسنت نے اس گندی اور گھنونی کتاب کا کوئی رد جواب نہیں لکھا کہ ان لغویات و مزخرفات کا جواب کسی عالم

دین کے شایان شان نہیں۔ قرآن کریم نے بھی یہی تعلیم دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْهَرَّوْ بِاللَّغْوِ حَرًا وَاِكْرَامًا۔

لیکن دیوبندی قوم نے اس سے یہ ناجائز فائدہ حاصل کیا کہ اس کا کسی سنی عالم سے جو جواب نہیں بن سکا اور اس پر کبھال سے جیاتی ناز و افتخار کیا۔ میں اپنے احباب کے اصرار پر اجمالی طور سے اس کتاب کی تمام خباثیتیں اس کے سہیل نیرا رہنما گناہوں اور اس کے مکروکید اور دجل و فریب سے اپنے عوام <sup>مست</sup> و جماعت کو واقف کر دوں۔ اور وہابیہ کے سارے ناز و افتخار کو خاک میں ملا دوں۔ اور احقاق حق و ابطال باطل کا فریضہ ادا کر دوں۔

لہذا میں اس کتاب شہاب ثاقب کی عبارتوں کو دو خطوں کے درمیان نقل کروں گا اور وہ کو جواب کی سرخی سے شروع کروں گا۔ تاکہ اس کتاب کی عبارت اور جواب میں امتیاز حاصل ہو جائے۔ اور ناظرین کو ہر دو عبارتوں میں کوئی اشتباہ نہ ہو سکے۔ مصنف بعد خطبہ لکھتا ہے:-

اما بعد جملہ اہل اسلام ہند کی خدمت میں عرض ہو کر خطاب مولوی احمد رضا خاں صاحب مجدد التکفیر بریلوی کی شان میں جو جو الفاظ علماء حرمین شریفین نے قبل از واقفیت دو چار روز کی ملاقات میں کہے تھے اور حسب اخلاقیہ کریمانہ ان کے چند مدائح اپنی اپنی تقاریط میں تحریر کی تھیں یہ اشارت و کنایہ خطبوں میں ان کو یا ان کے جعلی مخالفوں کو کچھ لکھا تھا ان کا مفصل مجموعہ مہمید میں کر کے دکھایا گیا اور شہاب ثاقب <sup>مست</sup> تاسمی دیوبند ۱۳۲۶ھ میں

جواب مصنف نے اس عبارت میں ایک تو اس بات کا اقرار کیا کہ حضرت  
 شیخ الاسلام و المسلمین - وارث علوم سید المرسلین - اعلیٰ حضرت عظیم البرکت  
 موبیلت طاہرہ - مجدداتہ حاضرہ مولانا مولوی سیدی و مرشدی الحلج الشاہ  
 احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کی شان میں علماء حرمین شریفین نے الفاظ مدح  
 اپنی اپنی تحریروں - تقریظوں خطبوں میں تحریر فرمائے - دوسرے اس امر کا اعتراض  
 کیا کہ مجموعہ مہید الایمان میں علماء حرمین شریفین کی تقریظیں بعینہ نقل ہیں - تو  
 مصنف نہ تو ان الفاظ مدح میں سے کسی لفظ کا منکر ہے - نہ تقریظوں کے  
 کسی کلمہ سے اس کو انکار ہے اور یہ بھی مانتا ہے مجموعہ مہید الایمان میں ان تقریظ  
 کو نہایت دیانت داری سے بعینہ نقل کر دیا گیا ہے - تو اس پر لازم تھا کہ علماء  
 حرمین شریفین نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں جو جو الفاظ مدح لکھے  
 ان کو مانتا - اور انہوں نے اکابر وہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی  
 خلیل احمد ندیم اور مولوی اشرف علی نقانوی پر جو جو احکام صادر فرمائے  
 ان کو حق جانتا - مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ان علماء حرمین شریفین ہی کو نہیں  
 مانتا - اسی شہاب ثاقب میں صاف طور پر کہتا ہے -

ان اسامی میں جن کو مجدد صاحب نے اہل مکہ سے لقل کئے  
 ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو قوت علیہ میں کوئی دخل نہیں  
 نہ وہ درس تدریس کے ساتھ مشغول ہیں نہ علماء مکہ میں ان کا  
 شمار بھی نہیں ہوتا (از شہاب ثاقب ص ۳۵)

یہ تو مصنف نے ان علماء مکہ معظمہ کے متعلق کہا اب باقی رہے مصدقین

علماء دینیہ منورہ ان کے متعلق اسی شہاب ثاقب میں ہے :-

باوجود ان سب باتوں کے نہایت خفیہ طور پر اس رسالہ پر مہریں کرائی گئیں چونکہ ابتداءً یہاں مثل مکہ معظمہ کے کوئی جھگڑا پیش نہیں آیا تھا اس لئے لوگ خالی الذہن تھے بعض لوگ فریب میں آگئے اور اکثر علماء دینیہ بالکل فریب میں نہ آئے (ص ۳۶)

ان ہر دو عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جن علماء مکہ کی مجموعہ مہیہ الایمان میں تصدیق ہے ان کے اکثر بالکل عالم ہی نہیں کہ وہ نہ تو علم میں کچھ دخل رکھتے ہیں نہ درس و تدریس کا شغل کر سکتے ہیں نہ ان کا علماء میں شمار ہے۔ یعنی وہ نہ جاہل ہیں تو وہ کسی فتویٰ دینے کے اہل ہی کب ہوئے۔ باقی رہے علماء دینیہ انہیں سے بعض نے فریب میں آکر مہریں کر دی ہیں تو وہ بھی عالم کب ہوئے کہ جو فریب میں آکر فتوے دے وہ عالم کس طرح ہو سکتا ہے۔ تو جب یہ حضرات مصنف کے نزدیک عالم ہی نہیں بلکہ جاہل ہیں تو اب مصنف کا انہیں کو یہاں علماء حرمین شریفین کہنا فریب نہیں تو اور کیا ہے۔

اب باقی رہا مصنف کا قول کہ علماء حرمین شریفین نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں جو الفاظ مدح لکھے وہ قبل از واقفیت لکھے تو اس دشمن عقل سے دریافت کرو کیا ناواقفیت میں کوئی کسی کے لئے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ کسی کی تعریف واقفیت کے بعد ہی ہوا کرتی ہے۔ لیکن مصنف نے جو لکھا ہے وہ اس کی دلی عداوت اور قلبی بخارات کی ترجمانی ہے جس کا جواب کسی شاعر نے خوب دیا ہے

مصنف کا پہلا زین



آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے  
دیدہ کو رکھو کیا آئے نظر کیا دیکھے

پھر مصنف یہ عبارت تو بلا سوچے سمجھے لکھ گیا تھا کہ اس سے اعلیٰ حضرت قدس کی عظمت علماء حرمین شریفین کی نظر میں بھی ثابت ہو گئی۔ اب جو اس چیز کا مصنف کو احساس ہوا تو خود ہی اپنے اس قول کو بدلتا ہے اور اپنی انفرادی پردازی کی عادت کا اس طرح اظہار کرتا ہے :-

مگر جو کچھ نتائج وہاں پر اس کے خلافت یا ان کی شانِ اہانت کے ہونے تھے ان کو بالکل پوشیدہ رکھا گیا اس لئے ہمتے مناسبتاً جانا کہ رسالہ الشہاب الثاقب کے ابتدا میں چند اور ازاں ایسے بھی لاحق کر دیں جن سے اعلیٰ حضرت مجدد و تضریبیل کی اس حالت کا اندازہ ہر فرد و بشر کو معلوم ہو جائے جو کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک ان کی ہے (از شہاب ثاقب ص ۱)

مصنف کے اس جتنے جھوٹ اور کذب صریح کے جواب میں اس آیت کریمہ کا لکھنا ہی بہت کافی ہے لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ حقیقت یہ ہے کہ میں نے عام طور پر ساکنانِ حرمین شریفین کو یہ کہتے سنا کہ سرزمینِ حرمین شریفین میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا جو اعزاز و کرامت ہوا ایسا کسی عجمی عالم کا نہ دیکھا گیا کہ اہل حرمین نے ان کا بوقت آمد استقبال کیا۔ بوقت وداع بیرون شہر تک رخصت کیا۔ ان سے مشکل مسائل دریافت کئے۔ ان سے بیعتیں کیں۔ ان سے سندیں لیں۔ جن کا ثبوت آج رسالہ کفل الفقید النفاہم

فی اس حکام قرطاس الد راہما اور رسالہ الاجازات المئیتہ وغیرہ میں ہے  
 اب رہا علماء مدنیہ منورہ کی عقیدتوں کا حال اس کے لئے حضرت فاضل کابل  
 عالم عامل حضرت مولانا الشیخ عبدالقادر صاحب شبلی طرابلسی مدرس مسجد نبوی کے  
 کلمات علیات وہی نہایت کافی ہیں جن کا ذکر خود مصنف نے بھی اسی شہاب  
 ثاقب کے حصہ ۳۸ و ۳۹ میں نہایت عظمت سے کیا ہے اور عمل میں  
 لکھا ہے کہ واقعات کی تصدیق بلا واسطہ ان سے کی جائے۔ اتفاق یہ ہوا کہ  
 میں حضرت فاضل علیل عالم نبیل مولانا مولوی ضیاء الدین صاحب ہاجر مدنی  
 کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ کل حضرت مولانا مفتی  
 عبدالقادر صاحب شبلی طرابلسی کی خبر آئی تھی کہ انہوں نے آپ کے مناظرہ کا راجو  
 مسجد نبوی شریف کے باب نجیری کے متصل مکان عالی شان میں ویلپی  
 مناظرہ کے ساتھ دو دن تک رہا اور اس میں آپ کو فتح عظیم حاصل ہوئی حال  
 مناظرہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کے نام اور حالات سے  
 پہلے ہی سے واقف تھا کہ یہ منبر عالم ہیں اور حضرت مفتی شافعیہ علامہ بریلوی  
 کے شاگرد رشید ہیں اور حسام الحرمین شریف میں ان کی آخری تقریظ ہے۔  
 لہذا مجھے بھی ان کی زیارت کا اشتیاق تھا۔ تو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب  
 اور ہمارے متدین نوجوان الحاج چودہری خورشید علی خاں رئیس اعظم سنبھل  
 اور یہ فقیر بعد مغرب حضرت مولانا عبدالقادر صاحب شبلی طرابلسی کے دو ٹکڑے  
 پر حاضر ہوئے تو ان سے منجملہ اور گفتگو و مباحث کے اعلیٰ حضرت تہذیب  
 اور تصدیقات حسام الحرمین کا ذکر آیا تو حضرت شبلی صاحب نے فرمایا کہ

علماء مدنیہ منورہ کے فقط حسام الحرمین پر تقریبات لکھیں بلکہ علم حضرت فاضل بریلوی کا بمثل اعزاز کیا ان کا استقبال کیا ان کی دعوتیں کیں اور بعض علماء نے بیعتیں کیں سندیں لیں۔

مصنف کا کیا سفید جھوٹ اور صریح افترا ہے لعنة الله على الكاذبین۔ اس کے بعد مصنف بحمال افترا پر دازی لکھتا ہے :-

مصنف کا پہلا کذب و افترا

جناب مجدد التکفیر صاحب سے جب اخیر ملاقات مولانا الشیخ احمد برزنجی مفتی الشافعیہ دامت برکاتہم کی ہوئی اور مولانا مجدد صاحب نے اپنے رسالہ علم غیب کو پیش کیا اور اس پر تقریبات و تصدیق چاہی چونکہ مفتی صاحب موافق اہل حق تھے اس لئے انہوں نے اس مسئلے میں مخالفت کی اور مجدد بریلوی کے دلائل کا رد کیا اور دیر تک گفتگو رہی (از شہاب ثاقب ص ۱ و ص ۲)

جواب مصنف کا یہ دوسرا افترا کذب ہے کہ حضرت مفتی

شافعیہ اور دیوبندی عتیدہ علم غیب کے موافق ہوں العباد للہ تعالیٰ اور اگر اس میں کسی ایک کلمہ یا ایک نقطہ میں بھی موافقت ہوتی تو یہ مصنف اس کو نہایت جلی حروف میں نمایاں لفظوں میں نہایت تعلی کے ساتھ پیش کرتا۔ اور ہاتھوں اچھلتا کودتا۔ اور پھر افترا و کذب کی شرناک بات سے باز رہتا۔ اور اپنی اس کتاب میں اس کی ایک مستقل فصل ہی لکھتا اور جب پیش نہ کر سکا تو ثابت ہو گیا کہ یہ اس کا کذب و افترا تھا اور حقیقت یہ ہے

مصنف کا دوسرا کذب و افترا

کہ یہ بات بھی ناممکن کہ اہل حق و اہل باطل میں ایسی موافقت ہو سکے اور باطل حق کے موافق ہو جائے۔

مفتی صاحب کا چوتھا کتب خانہ

بانی رہا مفتی صاحب اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی گفتگو و مباحثہ یہ بھی کذب و افتراء ہے بلکہ واقعہ صرف اس قدر معلوم ہوا کہ مفتی صاحب نے چونکہ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے اور سید عبدالصاحب ان کے داماد تھے ان کے مکان پر بعد نماز عشاء سالہ الدولۃ المکیہ کا سُنانا طے ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے وہ کتاب سُنانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے انہوں نے دریافت کیا اعلیٰ حضرت قبلہ نے ان کے ایسے مسکت جواب دئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے بارہ بجے یہ جلسہ ختم ہوا صرف اتنا واقعہ گذرا۔ مصنف کا یہ کہنا کہ مجدد بریلوی کے دلائل کا مفتی صاحب نے رد کیا اور دیر تک گفتگو رہی یہ حقیقتہً اس واقعہ کا رخ بدل دینا ہے اور اپنے قلبی بخار کو نکالنا ہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ سے اپنی عدوت و دشمنی کا اظہار کرنا اور نہ ایسا علمی مذاکرہ تو مجالس علما میں ہوا ہی کرتا ہے۔ یہ بات بھی کوئی قابل ذکر تھی جس کو مصنف نے اہمیت دی اور اس سے اعلیٰ حضرت قبلہ کی توہین پیدا کر کے اپنی خیانت قلبی کو ظاہر کیا اس کے بعد یہ مصنف لکھتا ہے۔

مفتی صاحب رام فضل نے حمام الحرمین پر جو تفریظ لکھی تھی اس پر سے اپنا نام مٹا دیا اور بہت کچھ سخت اور سُست ان کو کہا مگر دوسرے روز مجدد صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ عاجزی وغیرہ

کرنے کے بعد مفتی صاحب نے پھر اس تقریظ پر اپنی مہر کر دی  
اور فرمایا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لئے  
تم کو میری تحریر ہرگز نفع نہ دیگی (از شہاب ثاقب ص ۱۱)

جواب مصنف کا ایسا صریح کذب ہے جس کو کوئی ذی عقل کسی طرح  
باور ہی نہیں کر سکتا کہ مفتی صاحب نے اپنی تقریظ میں مستقل طور پر غلام احمد دہلوی  
کے اپنی طرف وحی ہانے اور مدعی نبوت ہونے پر اور قاسم نانوتوی کے قول ختم  
نبوت کے بعد کسی کو نبوت جدیدہ جائز مان لینے پر اور رشید احمد گنگوہی کے  
قول اللہ تعالیٰ کے لئے وقوع کذب کے معنی صحیح ہو جانے پر اور خلیل احمد  
انبیٹھی کے قول شیطان کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے وسیع ماننے  
پر اور اشرف علی تھانوی کے قول (مگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں  
حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع  
جیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے) پر احکام کفر دئے اور اس پر اپنے  
دستخط کر دئے۔ اب بقول مصنف مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام  
مٹا دیا تو کیا اب ان کے نزدیک یہ اقوال ایمان ہو گئے۔ پھر بقول مصنف  
دوسرے روز مفتی صاحب نے پھر اس پر مہر کر دی تو کیا وہ ایمانیات دوسرے  
دن ہی پھر کفریات ہو گئے۔ ایسی خلاف عقل حرکت تو کوئی معمولی علم والا بھی  
نہیں کر سکتا کہ ایک دن کو کفر ہے دوسرے روز اسی کو ایمان قرار دے پھر تیسرے روز سیکو کفر  
ٹھہرے۔ چہ جائیکہ ایسے جلیل القدر مفتی شافعیہ کی طرف ایسی ناپاک حرکت  
کی نسبت کی جائے۔ تو ظاہر ہو گیا کہ یہ مصنف شہاب ثاقب کا اس مفتی

پھر کفریات ہو گئے

شائعہ پر جیتا جھوٹ اور صریح افتراء بہتان ہے۔

علامہ بریں اعلیٰ حضرت نے قدس سرہ کی حضرت مفتی صاحب سے اگرچہ گفتگو بھی ہوئی تھی تو والد ولتہ المکیہ پر ہوئی تھی کہ حسام الحرمین کی تصدیق پر۔ اور حسام الحرمین کی تصدیقات تو پہلے ہوئی تھیں اس وقت والد ولتہ المکیہ پر تقریبات کا سلسلہ شروع بھی نہ کیا گیا تھا بلکہ خود مفتی صاحب نے حسام الحرمین پر تقریبات لکھ کر یہ فرادیا تھا کہ اس کتاب کی تائید میں اسے ہر مستقل رسالہ کر کے شائع کرنا۔ چنانچہ وہ حسام الحرمین میں مستقل رسالہ کی شکل میں طبع ہوا ہے۔ تو والد ولتہ المکیہ پر تقریبات کے وقت جو گفتگو ہوئی اس کا اثر تصدیق حسام الحرمین پر جو اس سے پہلے ہے کس طرح پڑ گیا مصنف صاحب آپ کی یہ بات تو کسی طرح نہیں بنتی اور بے بھی کیسے کہ یہ صریح کذب و افتراء ہے۔

پھر مصنف کا چھٹا کذب و افتراء یہ ہے کہ مفتی صاحب نے دوبارہ مہر کرنے وقت یہ فرادیا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریبات میں شرط لگا دی ہے کہ تصدیق میری تخریر ہرگز نفع نہ دے گی ہر ڈی نہیں پانتا ہے کہ اس تقریب میں یہ شرط تو پہلے ہی سے موجود تھی لہذا اگر یہ تقریب مفید نہیں تھی تو مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام ہی کیوں لگایا تھا کہ وہ اسی وقت بل نام کالے بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ میں نے جو تقریب لکھی ہے وہ تلوہرگز نفع نہ دے گی چونکہ میں نے شرط لگا دی ہے۔ اور اپنا نام اس سے نہ کاتے۔ پھر سبب اپنا نام ہی اس سے شادیا تھا تو پھر دوسرے دن مہر کس مقصد صریح کے لئے نسبت کی۔ اور

اس کا چھٹا کذب و افتراء

اس قول نے کیا افادہ کیا۔

مسلمانوں کو کسی مفتی کی یہ شان اور ایسا حال ہو سکتا ہے حاشی اللہ  
لہذا ثابت ہو گیا کہ مفتی صاحب پر اس مصنف کا یہ صریح انفرادیبتان  
ہے۔ پھر مصنف کہتا ہے :-

کاش اہل مکہ شرفہا اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح ان کے حالات  
سے مطلع ہو جاتے جیسے کہ وہاں کے خواص علما اور علماء دینہ منورہ  
مطلع ہو گئے تھے (شہاب ثاقب ص ۲)

جو اب مصنف کا یہ سائواں کذب ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کو علماء  
۶۱ مکہ مکرمہ نہیں جانتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ حضرات اعلیٰ حضرت قدس سرہ  
کو اس تصدیقات حسام الحرمین سے سات برس پہلے سے خوب جانتے  
تھے کہ ان حضرات علماء مکہ مکرمہ نے اعلیٰ حضرت قبلہ کے فتوے نہ وہ پر تصدیق  
کی تھیں اور ان میں اعلیٰ حضرت قبلہ کو انہوں نے العالم العالم۔ الفاضل الکامل  
العلامہ الاوحد الہام الامجد۔ الشہیر الفاضل۔ قدوة الائمہ۔ المحادی جمیع  
العلوم۔ عمدة المحققین۔ خلاصۃ اہل العلم والیقین۔ محی الشریعۃ السنیہ۔  
مورد الطریقۃ المرضیہ۔ عین الاعیان۔ سراج الزمان وغیرہ خطابات لکھے  
تھے۔ اور اب بعد حج اعلیٰ حضرت قبلہ کا ۲ صفر تک تھمنا اڑھائی ماہ قیام  
رہا اور یہ حضرات روزانہ قیام گاؤ پر ملاقات کے لئے آتے جاتے تھے۔ مسائل  
مشکلہ دریافت کرتے اور اعلیٰ حضرت قبلہ ان کے مفصل جوابات دیتے۔  
وہاں اعلیٰ حضرت نے الدولۃ المکیۃہ بالامادۃ الغیبیۃ۔ والقبوضات

مصنف کا سائواں کذب و انرا

الملکیہ وانبیاء لھی ان کلامہ المصون تبیان لکل شیء۔ وکفل المفقیہ  
 الفاضل فی احکام قرطاس الدارہم رسائل تصنیف زمانے۔ انہوں  
 نے ان رسائل کو پڑھا اور ان کی نقلیں کیں ان حضرات علماء میں سے اکثر  
 نے اعلیٰ حضرت قبلہ سے بیعتیں کیں اور سندیں حاصل کیں باوجود ان باتوں کے  
 مصنف کہتا ہے کہ یہ حضرات اعلیٰ حضرت کے حالات سے مطلع نہیں ہوئے  
 یہ صریح کذب نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر یہ مصنف کہتا ہے۔

اب میں آپ کے سامنے ان الفاظ کو نقل کرتا ہوں جن کو علماء  
 دینیہ منورہ نے رسالہ غایۃ المامول میں مجدد صاحب پوری  
 کی شان میں استعمال کئے ہیں جن سے ان کی پوری پوری  
 حقیقت معلوم ہو جائے گی اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ  
 جو جو الفاظ ان کی تعریف میں بعض علماء رحمین شریفین نے  
 لکھے ہیں وہ بوجہ لاعلمی اور حسن اخلاق کے صادر ہوئے  
 ہیں مجدد صاحب ان کے مستحق نہیں اور نہ ان کو وہ الفاظ  
 مانہ افتخار ہو سکتے ہیں (از شہاب ثاقب ص ۲)

جواب مصنف کا یہ آکٹواں کذب وافترا ہے کہ علماء دینیہ منورہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے ہوں۔ ہر  
 ذی عقل جانتا ہے کہ جو علماء کرام اپنی تقریظوں میں اعلیٰ حضرت قبلہ کو اللہ کی  
 الفاضل الکامل۔ البحر الفہامہ مولانا العلامة۔ المرشد المحقق الفہامہ۔  
 العلامة الامام۔ النذی الہام۔ النبی النبیل۔ الوجیہ الجمیل۔ ذوالتحقیق الباہر۔



العلامة النخري - الدرر الكثر الشهير - العالم الفاضل - الانسان الكامل - العلامة  
المحقق - الفهامة المدقق - صاحب المحارث والحوارث - المنع الالهية اللطيفة  
بأثر مشكلات العلوم - مبين المنطوق منها والمعهم سيدنا الاستاذ علم الدين  
وركنه - عماد المستفيد ومثله - جيد العصر والزمان وغيرها الفاظ تحرير فربما چکے ہیں  
توان حضرات سے اس کے خلاف کسی کلمہ توہین آمیز کا استعمال کس طرح  
ممكن ہے - مصنف بھی جب حسام المحرمین اور اس کی تقریظوں کو مانتا  
ہے تو ان الفاظ سے کس طرح انکار کر سکتا ہے - پھر اس کا ان الفاظ  
مخالف کسی لفظ کا استعمال انہیں حضرات کی طرف منسوب کرنا کذب  
وافترا نہیں تو اور کیا ہے -

اب رہا رسالہ غایۃ المامول کا حال زار تو اس کی ضرورت یوں  
پیش آئی کہ جب علماء شریفین نے حسام المحرمین پر اپنی اپنی تقریظیں  
لکھ دیں - اور اس میں اکابر فرقہ وہابیہ پر احکام کفر صادر فرما دیئے - تو  
سارا طائفہ اپنا اپنا سر دہنے اور چھاتیاں پیٹنے لگا کہ ہائے ہائے اللہ تعالیٰ  
کے شہر مکہ میں ہمارا موقف کالا ہوا رسول پاک کے شہر مدینہ میں ہمارے سر پر قہر  
ٹوٹا تو رات پور - دیوبند - تھانہ بھون - انبیچہ - گنگوہ - دہلی - پنجاب وغیرہ  
کے سب پنج جمع ہوئے - اور سر جوڑ کر بیٹھے - اور ان بچوں نے یہ رائے طے  
کی - اور حسام المحرمین کے احکام کفر کے سر سے اتارنے کی یتد بیرنگالی - کہ مکہ  
کے علماء پر تو تمہارا کوئی مکرو فریب چلے گا نہیں کہ وہاں پر اعلیٰ حضرت کا درواہ  
زائد قیام رہا ہے - اور ان کے مشکل سوالات پر اعلیٰ حضرت نے بے تکلف قلم

اٹھا کر وہ محققانہ جوابات لکھ دیتے ہیں جن کو دیکھ کر وہ سب علما ذنگ ہو کر رہ گئے۔ اور ان کے تاجر علی اور فضل موہبی کے خطبے پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں سے اکثر اعلیٰ حضرت کے مرید شاگرد ہو گئے اور سندیں حاصل کیں۔ ہاں تمہارا مکروکیدہ دل و فریب بعض علما مدینہ پر چل جائیگا۔ اور خصوصاً مفتی شافیہ علامہ برزنجی جو ناہینا بھی ہو چکے ہیں تو تم اپنی انفرادی مشین اور کذب کی اچھنی سے مفتی صاحب پر پیٹ بھر کر جھوٹ بولو۔ دل کھول کر انفرادی بہتان کرو اور جناب منور علی راہپوری کو انفرادی مشین کا مالک و مختار۔ اور کذب کی اچھنی کا ذمہ دار بناؤ۔ جناب حسین احمد صاحب (جو مصنف شہاب ثاقب ہیں) کو اس مشین اور اچھنی کا ٹھیکہ دار تجویز کرو۔ لہذا منور علی صاحب اپنے سارے سامان کذب و انفرادی پوٹ باندھ کر مدینہ طیبہ پہنچے اور جناب حسین احمد صاحب فیض آبادی کا اس وقت وہاں عارضی طور پر قیام تھا ان سے ملے۔ اور ان پر اپنی کمپنی کی ساری کارروائی کے راز ظاہر کئے۔ تو یہ فیض آبادی صاحب اپنے عہدہ ٹھیکیداری پر خوش ہو کر اُدھلے۔ اور وہاں کے واقعات بالکل بھوکے موہبہ سے اگلے۔ پھر ان دونوں نے حضرت مفتی صاحب سے رسالہ نمائندہ المامول کا اصل مسودہ حاصل کیا۔ اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ حضرت ہم سب کا بیفہد کر کے ہندوستان میں طبع کراہیں گے۔ وہ اپنی ظاہری ناہینائی کی وجہ سے معذور تھے۔ انہوں نے اعتماد فرما کر انہیں یہ رسالہ دیدیا۔ پھر کیا تھا ان کی موافقت مانگی مراد مل گئی۔ دلی مقصد حاصل ہو گیا۔ یہ اس رسالے کو لیکر ہندوستان بھلا گئے۔ اور انہوں نے آپس میں یہ طے کر لیا کہ جب ہمارے اکابر اور ہم ہندوستان

پر کذب و افترا کرنے سے نہیں ڈرتے تو اب ان مفتی برزنجی پر کذب و افترا کرتے ہوئے کیا شرم و حیا کرتے۔ پھر کیا تھا کہ انہوں نے اس کو اپنی افترا کی مشین اور کذب کی ایجنسی میں ڈبال لیا۔ اور اس میں دل کھول کر افترا کیا پیٹ بھر کر جھوٹ بولا۔ جو چاپا کم کر دیا۔ جو چاپا زائد کر دیا۔ اور پھر ہندوستان ہی میں اس منکر ٹہمت رسالہ کو کبھال بھیمائی حضرت مفتی برزنجی صاحب ہی کے نام سے چھاپ دیا۔ یہ اس رسالہ غایۃ المامول کی حقیقت ہے۔ کہ وہ بالکل ساختہ پرداختہ تو انہیں دونوں کا ہے اور براہ فریب حضرت مفتی صاحب کی اسکو تصنیف ظاہر کر دیا۔ اس چیز کا اجمالی طور پر نہایت کتراتے اور بچتے ہوئے الفاظ میں ذرا سا اختراعات خود مصنف نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ شہاب ثاقب میں ہے:-

وہ رسالہ اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کی واسطے  
بھیجا گیا۔ مگر مجدد صاحب کے ہموطن لوگ مولوی منور علی صاحب  
اسے چھپوانے کے واسطے لے گئے اور بالآخر امر و زفر دریا میں اب تک  
ڈالے رکھا اب مولوی موصوف نے اس کو اپنے اتہام سے  
چھپوایا ہے۔ (از شہاب ثاقب ص ۳۷)

مسلمانو! یہ مولوی منور علی وہی کا ذبیہ و مفتری ہے جس نے رسالہ  
سیف النبی لکھا ہے جس کے افتراء بہتان کے ۵ نمبر ابتدا میں ہم نے پیش کئے  
کہ اس کو یہ کمال حاصل ہے کہ جس کی طرف سے جو چاہے کتاب بنائے۔ اس کا  
نام تراش لے۔ اس کا مطبع گڑھے سے۔ اس میں اپنے مفید مطلب عبارتیں  
بنا کر لکھ دے۔ مصنف کی ہر بائبل اپنی طرف سے بنا ڈالے۔ اس شخص کو جھوٹا

مصنف کا بیس فریب

بولتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ انتہائی انفرادی ہوتے ہوئے جیسا نہیں معلوم ہوتی تو ایسے شخص کے اہتمام سے چھپوائی ہوئی کتاب غایتہ الما مول کا کون اعتبار کرے اسکی کسی بات پر کس طرح اعتماد ہو۔ اس کا کوئی قول کیسے قابل استناد ہو۔ مصنف نے ایسی ناپاک کتاب پر اعتماد کر کے اور اس کے اقوال کو سند بنا کر مسلمانوں کو حقیقتہً فریب دیا اور اپنے عناد دلی اور فساد قلبی کا ثبوت دیا۔

بالجملہ علماء حرمین شریفین نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں اپنی تقریظوں میں جو جو تعریف کے الفاظ لکھے ہیں وہ مصنف کے نزدیک بھی انہیں حضرات کے الفاظ ہیں لیکن وہ ان الفاظ کے لئے اپنی عداوت سے یہ کہتا ہے کہ انہوں نے وجہ لا علمی اور حسن اخلاق کی بنا پر لکھ دئے ہیں تو گویا اس کے نزدیک یہ سب الفاظ کذب اور جھوٹا فرار پائے اور یہ وہ مدح ہوتی جو شرعاً مذموم ہے۔ تو مصنف کی نظر میں علماء حرمین شریفین کی یہ قدر و منزلت ہے کہ وہ جھوٹ دیتے ہیں اور لا علمی ہیں کسی کی مدح کر دیتے ہیں۔ اسی کو ان کا حسن اخلاق کہہ کر حقیقتہً وہ ان کی جو تبلیغ کر رہا ہے اور خود اپنے قلبی عناد کا ان الفاظ میں اظہار کر رہا ہے کہ مجدد صاحب ان الفاظ کے مستحق نہیں تھے۔ تو گویا اس کے نزدیک امام حرمین ان الفاظ کو بغیر مستحق کے لئے لکھ کر مدح مذمومہ کے ترکیب ہوئے ہذا اس نے علماء حرمین پر یہ سخت ناپاک حملہ کیا اور انہیں گنہگار ٹھہرایا۔ حیا ذبالہ تعالیٰ۔ شہادت ناقب میں ہے :-

اب خیال فرمائیے کہ جن کی (یعنی مفتی برزنجی صاحب کی) نسبت  
مجدد صاحب بریلوی ایسے ایسے تعریف کے کلمات فرماتے ہیں

اور ان کی تقریظ کو الکلم العلیہ سے یاد کرتے ہیں وہ خود بھی  
ان کے رد میں رسالہ لکھتے ہیں (شہاب ثاقب ص ۱)

جواب اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضرت مفتی صاحب کی شان  
میں جو الفاظ لکھے وہ بالکل صحیح ہیں اور وہ فی الواقع ان الفاظ کے مستحق  
ہیں لیکن کسی فرعی مسئلہ میں ایک عالم کا اپنے مسلک کی تائید میں کسی رسالہ کا لکھنا  
دوسرے کے فضل و کمال کے منافی نہیں ہے علماء حق میں فرعی مسائل میں  
بکثرت اختلافات ہوتے ہی رہے ہیں۔ خود ہمارے ائمہ میں فرعی مسائل  
کے اندر اختلافات رہے۔ اور ہر ایک نے اپنے مسلک کی تائید میں تصنیف  
کی ہیں۔ اور قول مخالف کا رد بھی کیا ہے مگر آج تک کسی نے اس رو سے  
دوسرے کے علم و فضل کی منقصت پر کبھی کوئی استدلال نہیں کیا ہے۔ یہ  
ناپاک اور گندی ذہنیت اسی مصنف کی ہے۔ پھر مصنف اس غلطی سے  
کے صفحہ ۳ کی سطر ۱ اور صفحہ ۲ سے نمبر (۱) و (۲) میں صرف احمد رضا خاں  
یہ استدلال کرتا ہے۔

مصنف کی ناپاک ذہنیت  
جالت ۱۳۲

دیکھئے یہاں پھر کس طرح حقارت سے عوام کے اسماء کی طرح  
میاں خاں صاحب کا نام لیا جا رہا ہے اگر یہ انہیں فضائل کے  
ساتھ ہی صورت باقی رہتے جو اولاً علماء حرمین شریفین کو خیال  
ہوا تھا تو کچھ نہ کچھ ضرور الفاظ تعظیہ استعمال کئے جاتے۔  
از شہاب ثاقب ص ۱

جواب حضرت مفتی برزنجی صاحب کی حسام الحرمین کی وہ تقریظ

جس کو خود مصنف نے بھی شہاب ثاقب کے اسی صفحہ ۲ پر ان کی تقریظ تسلیم کی ہے اسی کو اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ حضرت مفتی صاحب ہمارے اعلیٰ حضرت مدرسہ سرور کے لئے یہ تعریف کے الفاظ تحریر فرماتے ہیں:-

العلامة الخیر۔ والعلم الشہیر۔  
 ذوالتحقیق والخیر۔ والتذقیق و  
 التحییر۔ عالم اهل السنہ والجماعہ  
 صاحب الشیخ احمد رضا خاں البریلوی  
 دام اللہ توفیقہ وارتفاعہ۔  
 علامہ کمال ماہر مشہود مشہر صاحب تحقیق  
 و تنقیح و تدقیق وزمین عالم اہلسنت و  
 جماعت جناب حضرت احمد رضا خاں  
 بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی توفیق و  
 بلندی ہمیشہ رکھے ملازم الحرمین ص ۲۱۴

تو جس مفتی نے ایسے تعریف کے الفاظ تحریر فرمائے انہوں سے کس طرح ممکن ہے کہ وہ ان کا عرف نام ہی سمجھیں۔ مگر یہ درحقیقت منور علی رامپوری کی تحریف و شرار ہے کہ غایتہ المامول سے تعریف کے الفاظ ہی نکال ڈالے کہ انہیں یہ کہنے کا موقع لگائے۔ چنانچہ مصنف نے اپنی اس کتاب میں اس کو لکھ ہی مارا۔ اور غلط استدلال کر رہا ہے۔ معہذا خود مصنف اپنے موبہ پر ہی فقوک لے کر اس نے کہاں تو علماء حرمین کا چمن اخلاق قرار دیا تھا اب وہ اس کو کن الفاظ سے تیر کرے گا۔ اور مفتی صاحب کو بدخلق ٹھہرائیگا یا نہیں۔ پھر یہ مصنف غایتہ المامول کی عبارت اور ترجمہ اور اپنی عداوت کا یوں انہما کرنا ہے۔

ولہ یقل بحصولہا الخیرہ تعالیٰ احمد من ائمتہ الدین  
 فلم یرجع عن ذلک واصرو عائد یعنی اور نہ کہا ان محلوں  
 غیر متناہیہ کے حاصل ہونے کو غیر خدا تعالیٰ کے لئے کسی نے

بھی دین کے اماموں میں سے پس رجوع نہ کیا احمد رضا نے  
اس سے اور اصرار کیا اور عناد کیا اس عبارت سے صاف  
ظاہر ہو گیا کہ علماء دینہ منورہ کے نزدیک و مجال بریلوی تمام  
علماء دین و ائمہ شرع متین کا مخالف ہے اور باوجود اس کے  
حق کو قبول نہیں کرتا اور اپنے خیال باطل پر اصرار کرتا ہے۔ اور  
معاندین حق میں سے ہے حضرات ذرا غور فرمائیں کہ یہ الفاظ  
مجدد بریلوی کے کس شان اور کس مرتبت پر دلالت کرتے  
ہیں۔ (از شہاب ثاقب ص ۷)

جواب اس غایۃ المامول کے جواب میں ایک مستقل رسالہ :-

حاسم المفتری علی سید البری موجود ہے جس میں اسکی ایک بات کا مفصل  
جواب ہے۔ اور اس کتاب کے دجلن فریب۔ کذب و افترا کو خوب اچھی طرح  
دیکھا گیا ہے اور یہ بات ظاہر کر دی گئی ہے کہ وہاں یہ نے مفتی صاحب کے  
رسالہ کو بہت تحریف کر کے چھاپا ہے۔ چنانچہ مصنف کی اسی پیش کردہ عبارت  
ہی کا امتحان کر لیجئے۔ اور دیکھ لیجئے کہ یہ غایۃ المامول کس قدر افترا کرتی ہے  
کیسا صریح جھوٹ بولتی ہے۔ غایۃ المامول بقول مصنف بلکہ بخیاں زور  
وہاں رسالہ الد ذلۃ المکیۃ کا رد و جواب ہے تو والد ذلۃ المکیۃ میں  
اعلیٰ حضرت قبلہ تو یہ تحریر فرماتے ہیں :-

و معلوم ان علم المخلوق لا یجیبہ اور معلوم ہے کہ مخلوق کا علم ان دا  
فی ان واحد بخیر المتناہی فعلم میں غیر متناہی کا احاطہ نہیں کرتا تو علم

غایۃ المامول کی دوسری تحریف

مخلوق جو بالفعل حاصل ہو اگرچہ کثیر ہو جائے وہ صرف متناہی ہوگا  
(الدولة المکیة ص ۹)

(اسی میں ہے) ہم نے اس بات پر دلائل ظاہر قائم کر کے کہ علم مخلوق کا تمام معلومات الہیہ کو احاطہ کرنا از روئے عقل نقل محال ہے (از الدولة المکیة ص ۱۰)

(اور اسی میں ہے) بیشک ہم ہرگز اس بات کا دعویٰ نہیں کرتے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام معلومات الہی کا احاطہ کر لیا کہ یہ امر مخلوق کے لئے محال ہے جیسا کہ ہم نے پہلے کہا (ص ۱۰)

المخلوق الحاصل بالفعل وان  
کثراً لیکون تط الامتناهیا  
ر لمحضاً از دولة المکیة ص ۹) (وفیہا  
ایضاً وقد اقمنا الدلائل القاطنة  
علی ان احاطة علم المخلوق بجمیع  
المعلومات الالهیة محال قطعاً  
عقلاً وسمعا (از دولة المکیة ص ۱۰)  
وفیہا ایضاً فاننا لا قدحی انہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد احاط  
بجمیع معلومات اللہ سبحانہ وتعالیٰ  
فانہ محال للمخلوق کما قد منا  
(از الدولة المکیة ص ۱۰)

(اور دولة المکیہ کے حاشیہ میں ہے)  
بیشک علم مخلوق غیر متناہی بالفعل  
کا احاطہ نہیں کرتا (ص ۱۰)

(اور اسی میں ہے) بیشک علم مخلوق  
امور غیر متناہیہ بالفعل میں سے  
کسی چیز کا احاطہ نہیں کرتا اور تیرے لئے

رو فی حاشیہا) ان علم المخلوق  
لا یحیط بخیر المتناہی بالفعل  
(از حاشیہ دولة المکیة ص ۱۰)

(وفیہا ایضاً) ان علم المخلوق لا  
یحیط بشئ من الامور الغیبیہ  
المتناہیة بالفعل یظہر لك



کذب من افتروا علی القول  
 بان احاطة علمه صلی اللہ علیہ  
 وسلم لا یستثنیٰ منہ شیء غیر ذاتہ  
 تعالیٰ وصفانہ (از حاشیہ الدولۃ  
 المکیہ ص ۱۰)

ظاہر ہو گیا اس شخص کا جھوٹ جس نے  
 مجھ پر اس بات کا افترا کیا کہ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ علمی سے  
 اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے  
 سوا اور کوئی شے مستثنیٰ نہیں۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ تو ایک جگہ نہیں  
 بلکہ چند مقامات پر نہایت صاف اور واضح الفاظ میں تصریح فرما رہے  
 ہیں کہ علم مخلوق صرف امور متناہیہ کو محیط ہو سکتا ہے اور عقلاً و نقلاً محال  
 ہے کہ علم مخلوق امور غیر متناہیہ و معلومات الہیہ کا احاطہ کر سکے کہ امور غیر  
 متناہیہ کا احاطہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہر اور حضور اکرم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ تمام امور غیر متناہیہ و معلوما  
 الہیہ کو آپ کا علم محیط ہے صرف علوم ذات و صفات اس سے مستثنیٰ ہیں بلکہ  
 یہ بات محال ہے۔ لہذا اب مصنف غایۃ المامول اور اس مصنف کا باوجود  
 ان تصریحات کے یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت نے الدولۃ المکیہ میں حضور علیہ السلام  
 کے لئے تمام معلوماًت غیر متناہیہ کا علم حاصل مانا کیا جتنا جھوٹا اور صریح  
 افترا و بہتان نہیں ہے۔ پھر اس افترا پر بھی صبر نہ آیا بلکہ مصنف کی مزید  
 جراتاً ملاحظہ ہو کہ اعلیٰ حضرت علماء دینیہ اور تمام علماء دین و ائمہ شرع متین  
 کے مخالف ہیں۔ اور خیال باطل پر مصر اور معاند حق ہیں تو کیا اس کا یہ دوسرا  
 افترا نہیں ہے۔ بلکہ اس نے یہ افترا صرف اعلیٰ حضرت قبلہ ہی پر نہیں کیا

غایۃ المامول کا پہلا افترا

تمام علماء اور ائمہ دین پر کیا۔ اور حق کو باطل ثابت کرنے کی کیسی شرمناک سعی اور ناپاک کوشش کی۔

مسلمانوں یہ ہے اس رسالہ غایۃ المامول کا کذب و افتراء تو بیجا ہے کتاب حضرت مفتی برزنجی صاحب کی بعینہ ہو سکتی ہے۔ حاشا للہ۔ لہذا اثبات ہو گیا کہ اس کتاب میں منور علی صاحب کے تخریفات کی ہے اور یہ مصنف بھی اس تخریفات میں شامل ہے جیسی تو نہایت دیرہ دیری سے اس کی عبارتیں پیش کر رہا ہے۔

پھر مصنف نے اسی غایۃ المامول کے صفحہ ۴۷ کی اور صفحہ ۵ کی سطور کی عبارات کے چند ناقص جملے نقل کر کے یہ نتائج نکالے جو شہادتِ ثاب کے صفحہ ۲ پر ہیں :-

عجده بریلوی کی تخریفات و عقائد از قبیل گمان ہیں اور وہ بھی غلط اور مع اس کے یہ شخص قرآن کی تفسیر پر جری ہے بلا دلیل تفسیر کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ نوکافر ہو گیا۔ کھکا تا بنا بیوسے اپنا دوزخ میں۔ یہ اہل بطلان میں سے ہے۔ ان کے دلائل منقوض اور غیر صحیح ہیں۔

(از شہادتِ ثاب ص ۲)

جواب غایۃ المامول کی یہ عبارات تو اعلیٰ حضرت قبلہ پر اس وقت چسپاں ہوئیں جب وہ معلومات غیر متناہیہ کا علم کسی مخلوق کے لئے نامتناہی تھے۔ اور جب وہ اس کو شرعاً و عقلاً محال فرما رہے ہیں تو اعلیٰ حضرت کا

یہ دعویٰ اور اس پر جو استدلالات ہیں وہی مفتی صاحب کی دعویٰ اور استدلال  
 قرار پائے بلکہ ایک مفتی صاحب ہی کیا ساری اُمت کا یہی دعویٰ ہے۔  
 تو اعلیٰ حضرت قبلہ کی اس تحریر و عقیدہ کو از قبیل گمان او غلط کہنا اور اسی  
 بنا پر انہیں اہل باطل قرار دینا۔ اور ان کے دلائل کو منقوض اور غیر صحیح  
 ٹھہرانا گویا تمام اُمت کے عقیدہ کو گمان کہنا اور غلط ٹھہرانا ہے۔ اور اسلامی  
 دلائل کو منقوض اور غیر صحیح قرار دینا ہے اور تمام اہل اسلام کو اہل باطل قرار  
 ثابت کرنا ہے۔

مصنف اس پردہ میں اپنے اصل مذہب کو بیان کر گیا کہ مصنف اور  
 اس کے اکابر کے نزدیک وہابی جماعت اور دیوبندی قوم کے سوا ساری  
 اُمت مشرک اور بدعتی اور اہل باطل و گمراہ ہے۔ اب باقی رہا مصنف کا  
 اعلیٰ حضرت پر یہ انزاکہ وہ تفسیر بالرائے کرتے ہیں اور بلا دلیل تفسیر پر جری  
 ہیں۔ یہ منجملہ ان کی گالیوں کے ایک گالی ہے ورنہ اعلیٰ حضرت کی صد ہا  
 تصنیفات ہیں جو ملک میں عام طور پر شائع ہیں لیکن آج تک کسی دیوبندی  
 کو یہ جرات نہ ہو سکی کہ وہ کسی ایک آیت کے متعلق یہ ثابت کرنا کہ اعلیٰ حضرت  
 نے فلاں آیت میں تفسیر بالرائے کی ہے اور انشا اللہ تعالیٰ آئندہ  
 قیامت کسی فرزند دیوبند میں یہ ہمت ہو سکتی ہے۔

مصنف کو ہم بتائیں کہ تفسیر بالرائے کرنے پر جری آپ ہی کا دادا  
 اُستاد قائم نانوتوی ہے جس نے تخذیر الناس میں آپہ کریمہ و لکن رسول اللہ  
 وخاتم النبیین الایہ میں خاتم النبیین کی تفسیر بالرائے کی اور تمام علماء دین

مصنف کا گیا ہوا انزاکہ

فقہا و متکلمین - مفسرین و محدثین - بلکہ صحابہ و تابعین - بلکہ خود رسول  
 رب العالمین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی تفاسیر کی مخالفت کی جس کا  
 مفصل بیان آگے آئیگا اور یہ بات ثابت کر دی جائے گی - تو کیا مصنف اپنی  
 ان پیش کردہ احادیث کی بنا پر نانوٹوی صاحب کو بھی کا فر اور دوزخی کہنے  
 کو تیار ہیں - یا یہ سارا غیظ و غضب صرف اعلیٰ حضرت قبلہ ہی پر ہے -  
 پھر مصنف نے غایۃ المامول کے صفحہ ۱۰ - ۱۵ - ۱۸ کی عبارات نقل کر کے  
 اعلیٰ حضرت قبلہ کے متعلق یہ سو قیانہ الفاظ اور گالیاں دیں جو شہاب ثاقب  
 کے ص ۶ وصلہ پر ہیں -

اس سے معلوم ہو گیا کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک لائل  
 بریلویہ ضعیف ضعیف شبہ ہیں - وہ اس شخص کو اعلیٰ دوز  
 کا و حبال اور مخرّب دین کہہ رہے ہیں کہ اس کے افعال  
 مسلمانوں کو حیرت میں ڈالنے والے اور دین کی مضبوطیوں  
 کو کھول ڈالنے والے اور فساد عظیم پر پہنچانے والے  
 باطل ہیں (شہاب ثاقب ص ۶ وصلہ)

جواب مصنف کا علماء مدینہ پر یہ افتراء ہے کہ علماء مدینہ منورہ نے  
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو جن تعریف کے الفاظ سے لوازا ان کو تو ہم پہلے نقل  
 کر چکے ہیں - ان کے علاوہ بعض کے مزید الفاظ اسی حسام الحرمین کی تقریروں  
 سے نقل کرتے ہیں جنکو مصنف بھی صحیح ماننا ہے - حضرت مفتی حنفیہ مولانا  
 تاج الدین الیاس فرماتے ہیں :-

تو اللہ سے (اعلیٰ حضرت بریلوی) کو  
اپنے بنی اور دین اور مسلمانوں کی طرف  
سے سب میں بہتر جزا عطا فرمائے۔  
اور اس کی عمر میں برکت دے یہاں تک  
کہ اس کے سبب یہ بخت گمراہوں  
کے سبب شبہ مٹا دے۔ اور اس  
میں اس جیسے اور اس کی مانند اور  
اس کے شبہ بکثرت پیدا کرے۔

فجزا اللہ عن نبیہ و دینہ  
والمسلمین خیر الجزاء۔ وبارک  
فی حیاتہ حتی یزیج بہ شبہ  
اہل الضلالة الا شقیاء۔  
واکثر فی الامۃ المحمدیۃ  
امثالہ۔ وانشاہہ و اشکالہ  
رحسام الحرمین ص ۱۸۶

اور قاضی جلیل حضرت مولانا محمد بن احمد عمری اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی کو اپنے  
دین اور بنی کی طرف سے بہتر جزا عطا  
فرمائے۔ اور اسلام و مسلمین کی طرف  
سے سب سے زیادہ کامل پیمانے سے  
اس کا ثواب پورا کرے۔ وہ ہمیشہ  
اسلام میں ایک حصن حصین جس سے  
خشکی و تیزی والے ہدایت پائیں۔

فجزا اللہ ربہ عن نبیہ  
و دینہ احسن الجزاء۔ ووفاء  
اجرہ عن الاسلام و اہلہ  
بالمکیال الاونف۔ شعیر  
ولا زال فی الاسلام فخر امثیلاً  
بہم بھتدی فی البر و البحر من بیس  
ازحسام الحرمین ص ۱۸۶

اسی طرح علماء مدینہ منورہ کے نزدیک اعلیٰ حضرت کے دلائل قوی و حق  
ہیں اور ظاہر و روشن ہیں چنانچہ قاضی کامل مولانا سید محمد بن محمد فرماتے ہیں۔

ان قولہ حق۔ وادلتہ المرسومة  
صدق فیجب علی کل مسلم العمل  
مقتضاها۔  
راہ حسام الحرمین ص ۲۰۸

اعلیٰ حضرت بریلوی کا قول سچا ہے۔  
اور اس کی لکھی ہوئی ویلیں حق ہیں  
نور مسلمان پر واجب ہے کہ انہیں  
دلائل کے حکم پر عمل کریں۔

لہذا ان تصریحات کے موجود ہوتے ہوئے مصنف کا علماء ربیبہ کی  
طرف یہ نسبت کرنا کہ وہ اعلیٰ حضرت قبلہ کو اعلیٰ درجہ کا رجال اور مخرب دین  
اور دین کی مضبوط رسیوں کا کھول ڈالنے والا۔ اور فساد عظیم پر پہنچا نیوالا  
وغیرہ کہتے ہیں صرف افتراء بہتان نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ ان کے اخلاق  
و صداقت سے ایسے الفاظ کا نکلنا ممکن نہیں۔

اب باقی رہا مصنف غایۃ المامول کا اعلیٰ حضرت قبلہ کی تقسیم علم پر یہ

کہنا کہ اگرچہ یہ فی نفسہا صحیح بھی ہو لیکن وہ تدقیقات فلسفہ میں سے ہیں

جن کو علماء شرع اور اصحاب عقول عالیہ معالی کتاب رسالت کے سمجھنے

میں اعتبار نہیں کرتے ہیں اور اس میں واقع کرتا ہے مسلمانوں کو بڑی حیرت

میں اور کھول ڈالنا ہے دین کی مضبوط رسیوں کو اور نہیں پوشیدہ ہے

تو کچھ اس میں ہے بہت بڑے فساد سے اور جو چیزیں اس تک پہنچانے والی

ہوں وہ باطل ہیں (از شہاب ثاقب ۵ و ۶ لمحضاً)

اور خود اسی رسالہ غایۃ المامول کے صفحہ ۲۷ میں حضرت امام اہل

الہونکر یا نووی اور امام ابن حجر کی تصریحات نقل کی ہیں۔

ان المنفی عن الخلق هو لعلم  
یعنی آیات نفی علم غیب میں علم مستتلائی

مصنف کا ارہوال ربیبہ

الاستقلالی والعلم المحیط اور علم محیط کلی کی نفی کی گئی  
الکلی۔

تو ان اماموں نے علم کی تقسیم کی تو گویا مصنف غایۃ المامول کے نزدیک یہ  
پردوا امام نہ علماء شریعت سے ہوئے نہ اصحاب عقول سلیمہ سے اور انہوں نے  
مسلمانوں کو بڑی حیرت میں واقع کیا اور دین کی مضبوط رسیوں کو کھول ڈالا۔  
اور یہ فساد عظیم پہنچانے والے باطل ہیں۔ تو اب اس مصنف غایۃ المامول اور  
مصنف شہاب ثاقب سے دریافت کرو کہ تم نے یہ ناپاک الفاظ فقط علی حضرت  
فاضل بریلوی ہی کی شان میں نہیں بکے بلکہ امام ابو زکریا نووی اور علامہ ابن  
حجر مکی کی شانوں میں بھی کہہ کر اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت پیش کیا۔ پھر مصنف  
نے غایۃ المامول کے صفحہ ۱۹ کی ایک طویل عبارت نقل کی جس میں مشترک سے  
پندرہ علوم کی جامعیت کا مفصل ذکر ہے۔ اس سے اعلم حضرت کے لئے  
یہ الفاظ سکتے :-

اس قول سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جن لوگوں نے تقریبات  
حسام الحرمین میں مجرد بریلوی کی تعریفیں کیں ہیں وہ سب قبل  
از تحقیق ہیں قابل اعتبار نہیں اس میں تو تفسیر کرنے کی شروط  
ہرگز موجود نہیں ہیں امام اور مجدد دین کیونکر ہو سکتا ہے اسکی  
تفسیریں ہی مردود ہیں (از شہاب ثاقب ص ۱۱)

جواب مصنف نے اس عبارت میں پھر دو بارہ یہ اعتراف کیا کہ  
حسام الحرمین کی تقریبات میں اعلم حضرت قدس سرہ کی جو تعریفیں ہیں وہ فی الواقع

علماء حرمین شریفین ہی کی ہیں حقیقتاً اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور مسلمانوں  
 جب مصنف جیسا شخص اس کا انکار نہ کر سکا تو اس کا آپ یا آئندہ اور کون  
 انکار کر سکتا ہے۔ پھر خود ہی اس مصنف کو اس اعتراض کے بعد یہ خیال آیا کہ  
 ہاں یہ اعتراض تو خود اپنے ہی اُد پر اقبالی ڈگری کرالینی ہے کہ ان کے متجین  
 ماری اس بات کو سند بنا کر دنیا بھر میں اعلیٰ حضرت کی تعریفوں کے خطے  
 لڑھکیں گے اور یہ کہیں گے کہ ایک یہی وہ ذات ہے جو شیخ الاسلام اور امام  
 مسلمین اور مجددِ مائے حاضرہ ہے۔ اور جس کی تعریفیں ہندو مسند، عراق  
 امام ہی کے علماء نہیں بلکہ حرمین الشریفین کے علماء بھی کرتے ہیں۔ اس بات کا  
 بالفین کو بھی اعتراض و اقرار ہے۔ تو اس اعتراض کو اس طرح انکار سے  
 لہو۔ اور اس کی اتنی تاویل تو کر ہی لو۔ کہ علماء حرمین نے اعلیٰ حضرت قبلہ کی  
 تعریفیں کی ہیں وہ محض اپنے حسن اخلاق سے کر دی ہیں وہ خود اس قابل  
 نہیں تھے کہ ان کی ایسی تعریفیں کی جائیں۔ پھر مصنف کو خطہ گذرا کہ وہ  
 ری اس تاویل سے لوگ اعلیٰ حضرت بریلوی سے منکر نہ ہونگے اور ہم سے  
 لہا کہیں گے کہ جس شخص کی علماء حرمین اپنے حسن اخلاق سے تعریفیں کرتے  
 ماتم بھی حسن اخلاق ہی سے، ان کی تعریف کرو تو پھر ہم سے کوئی ہمت نہائے  
 بن بنے گی۔ تو اسباب اس پہلی حسن اخلاق والی تاویل ہی کا ذکر چھوڑ دو اور اسباب  
 اس پر بات کہو کہ علماء حرمین نے اعلیٰ حضرت کی جو تعریفیں کہیں نہیں وہ سب  
 از تحقیق تھیں جو ناقابل اعتبار ہیں۔ تو مصنف کا یہ صریح کذب و ذریعہ  
 نے پہلے اس کو واضح کر دیا ہے کہ علماء حرمین شریفین اعلیٰ حضرت سے خوب



اچھی طرح واقف تھے کہ اپنے مشکل مسائل اور لاینحل عقدے انہوں نے  
 اعلیٰ حضرت سے حل کئے تو ان کے بحر علمی کی تحقیق کے بعد ہی تو بعض علماء  
 حرمین نے اعلیٰ حضرت سے بیعتیں کیں اور سندیں لیں۔ لہذا مصنف کا علماء حرمین  
 پر انزہ ہے کہ انہوں نے قبل از تحقیق تحریریں کیں۔

اب باقی رہا مصنف کا یہ دعویٰ کہ اعلیٰ حضرت میں شروط تفسیر موجود  
 نہیں تو مصنف کے نزدیک اگر قاسم نانوتوی اور اسماعیل دہلوی میں شروط تفسیر  
 موجود ہیں تو اعلیٰ حضرت قبلہ میں بدرجہ اولیٰ موجود ہیں۔ اور اگر ان دونوں میں  
 شروط تفسیر موجود نہیں ہیں تو نانوتوی اس کے نزدیک شمس الاسلام <sup>مسلم</sup>  
 حجۃ اللہ علی العالمین - اور دہلوی امام و مقتدا کیسے ہو گئے اور ان کی مردود  
 تفسیریں کس طرح حق اور ایمان ٹھہرائیں۔ اور اعلیٰ حضرت قبلہ تو کوئی تفسیر باہر  
 فرماتے ہی نہیں بلکہ وہ ہمیشہ اقوال مفسرین ہی کو نقل فرمایا کرتے ہیں مصنف  
 میں اگر کچھ ہمت ہو تو اس باطل دعوے کے ثبوت میں ان کا کوئی ایسا  
 نقل یا ایسی تفسیر نقل کر کے اپنی بات کی سچائی ظاہر کرے۔ پھر مصنف  
 شہاب ثانی ص ۳۱ سے ص ۳۲ تک غایۃ المامول سے علوم خمس اور علم  
 کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے حاصل نہ ہونے کی عبارات نقل کیں اور  
 اعلیٰ حضرت درس سرہ چونکہ ان علوم خمس کا حضور اقدس علیہ السلام  
 کے لئے اثبات فرماتے ہیں تو انہیں مصنف نے یہ الفاظ لکھے :-

اس میں بریلوی کو غالی لوگوں میں سے فرمایا یعنی وہ کہ حدود  
 شرع سے تجاوز کئے ہوں۔ کھلم کھلا جھوٹ بولا بعض ان

مصنف کا چودہواں کتبہ دراز

لوگوں نے کہ دعویٰ علم کا کرتے تھے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی۔ پس تخریف کی اس نے۔ یہ بہت بڑی جہالت ہے اور بہت بڑی تخریف ہے۔

(از شہاب ثاقب ص ۲۱۰ و ص ۲۱۱)

**جواب** اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

علوم خمس کا اثبات کیا تو اس مصنف نے بلکہ مصنف نایب الاماموں نے اعلیٰ حضرت قبلہ کو نہایت منہ کھول کر غائی۔ حدود شرع سے متجاوز۔ کعلم کھلا جھوٹا تخریف کرنیوالا۔ بہت بڑی جہالت والا کہہ دیا۔ لیکن انہوں نے یہ خود دیکھا کہ اس کے قائل اور مثبت اکابر امت سے کون کون حضرات ہیں۔ یہ ہر وہ مصنف کا ان کھول کر نہیں حضرت عارف باللہ شیخ احمد صادی تفسیر عمادی میں زیر آیت **قُلْ إِنَّمَا عَلَّمَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَرِحَ بِهَا**۔

بیشک قیامت وہ پوشیدہ چیز ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ خاص فرمایا تو اس پر منتخب رسولوں کے اور کوئی مطلق ہی نہیں ہوتا اور وہ بات جس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ کے رسول دنیا سے تشریف نہیں لے کرے یہاں تک کہ انہیں تمام وہ غیب جو دنیا و آخرت میں حاصل ہونگے اللہ نے تعلیم فرمایا۔

انھا ای القیامت من الامم المکتوم الذی استاثر اللہ بعلمہ فلم یطلع علیہ احد الا من ارتضاه من الرسل والذی یجب الایمان به ان رسول اللہ لم ینقل من الدنیا حتی اعلمہ اللہ بحسب ما یغیب اللہ فی الدنیا والاخرة فہو یعلمہا کما ہی عین یقین ولیکن

امریکینان البعض ملخصاً۔  
 از تفسیر صادی مصری ص ۹۶  
 تو حضور قیامت کو جانتے ہیں جبکہ بعض  
 طور پر جانتے ہیں۔ لیکن بعض غیب کے  
 چھپانے کا حکم ہوا۔

خاتم المحرثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی۔ کتاب الخصائص الکبریٰ میں  
 فرماتے ہیں :-

ذهب بعضهم الى انه صلى الله  
 عليه وسلم اوتي علماً الخمس  
 ايضاً و علم وقت الساعة  
 والروح و انه امر بكتهم فاك  
 (خصائص ص ۱۹۵)  
 بعض علم نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو امور خمس کا علم اور وقت قیامت  
 کا علم اور روح کا علم دے دیا گیا۔  
 اور انہیں ان کے چھپانے کا حکم  
 دیا گیا۔

علامہ فاضل شیخ مشائخ الاسلام حضرت شیخ ابراہیم باجوری شرح  
 قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں :-

انه صلى الله عليه وسلم لم يخرج  
 من الدنيا الا بعد ان اعلمه  
 الله تعالى بهذه الامور الخمسة  
 (از شرح قصیدہ بردہ مصری ص ۱)  
 بیشک حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا  
 سے تشریف لے گئے مگر بعد اس کے  
 کہ اللہ تعالیٰ حضور کو ان پانچوں  
 غیبوں کا علم دے دیا۔

حافظ الحدیث سیدی احمد اپنے شیخ قطب الواعظین سیدی عبدالعزیز  
 دباغ رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الابریز میں راوی ہیں :-

قلت للشيخ رضى الله عنه فان  
 میں نے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ سے

مصنف کے نزدیک علامہ سیوطی و علامہ ابراہیم باجوری غالی۔ کا ذنب حریف جاہل ہیں

علماء الظاهر من المحدثين  
 وغيرهما اختلفوا في النبي صلى  
 الله عليه وسلم هل كان يعلم  
 الخمس المذكورات في قوله  
 إِنَّ اللَّهَ عِنْدَ لَا عِلْمُ السَّاعَةِ  
 وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي  
 الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا  
 تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ  
 أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ  
 فَقَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَيْفَ يَخْفَى  
 أَمْرُ الْخَمْسِ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَالْوَّاحِدُ مِنَ أَهْلِ التَّحْرِفِ  
 مِنْ أُمَّتِهِ الشَّرِيفَةِ لَا يَمْكُنُهُ  
 التَّحْرِفُ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ هَذِهِ الْخَمْسِ  
 (ابن مبرز مصرى ص ۱۶۷)

عرض کی کہ علماء اظاہر محدثین وغیر ہم  
 مسئلہ خمس میں اختلاف کرتے ہیں  
 ایک گروہ کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 ان امور خمس کا علم ہے جیسا کہ آیت  
 میں مذکور ہے (بیشک اللہ کے پاس ہے  
 قیامت کا علم اور اتنا زیادہ ہے مینہ۔  
 اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ  
 میں ہے۔ اور کوئی جان نہیں جانتی  
 کہ کل کیا کماے گی۔ اور کوئی جان نہیں  
 جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔  
 بے شک اللہ جاننے والا بتانے  
 والا ہے۔ شیخ نے جواب دیا حضور  
 سے یہ غیب کیونکر چھپے رہیں گے۔ اور  
 آپکی امت شریفہ کا ہر اہل تصرف جب تک  
 ان پانچوں کا علم نہ رکھے اسکو تصرف کرنا ممکن نہیں۔

مصنف کے نزدیک عورت زوال حضرت عبدالحزق و یابغ غالی کا زب محرف جاہل ہیں۔

ان عبارات سے آفتاب کی طرح ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی  
 اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان امور خمسہ اور خاص کر قیامت کا علم عطا  
 فرمایا جن کا ذکر اس آیت سورہ لقمان إِنَّ اللَّهَ عِنْدَ لَا عِلْمُ السَّاعَةِ  
 الایہ میں ہے لیکن ان کے چھپانے کا حکم ہوا۔ اب یہ ہر دو مصنف آنکھیں

کھول کر دیکھیں کہ علوم خمس کا اثبات عرف علی حضرت قدس سرہ کا مسلک ہی نہیں ہے بلکہ ان اکابر علماء کرام و مشائخ اولیاء عظام کا بھی یہی مسلک ہے تو کیا یہ مصنف اسی بنا پر ان پیشوایان دین کو بھی غالی متجاوز عن الشرع کھلم کھلا جھوٹے - محرف - بڑے جاہل کہنے کو تیار ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو علی حضرت کے لئے اس کے یہ الفاظ استعمال کرنا دلی عداوت اور قلبی خباثت کا نتیجہ ہے۔ پھر مصنف نے صفحہ ۱۳ و ۱۴ پر غایتہ المامول سے واقعہ نزول آیتہ تیمم و قصہ اہل افک و تلیج ترقی احادیث اور آیات نفی پیش کر کے علی حضرت کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے۔

یہ لوگ اللہ و رسول کے علم کی برابری کر کے کافر اور حضور کے لئے جملہ ماکان و مایکون کا علم تفصیلی ثابت کر کے حکم رسول کے نافرمان - مخالفت سنت - مشابہ نصاری - مخالف دین احادیث کا ذہب کے مصدق - احادیث صحیحہ کے محرف ہیں اور ان کا قول ضلال و باطل ہے لمحضاً (از شہاب ثاقب ص ۱۳ و ص ۱۵ و ص ۱۶)

جو اسپا وہابیہ نے نفی علم غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہمیشہ جاہلاً اختراعات کئے اور ہمارے علماء کرام نے ان کے نہایت مسکت اور محققانہ جوابات دئے۔ بلکہ ان پر مستقل رسالے تصنیف کر کے شائع کر دئے۔ دیکھو الفیوضات المکیہ - انبار النبی - حاسم المفترمی - انبار المصطفیٰ خالص الاعتقاد وغیرہ ایسے اسائل علی حضرت قدس سرہ خا عکراس واقعہ نزول آیتہ تیمم اور قصہ اہل افک اور آیات نفی علم غیب کے مستذرا لوں کے مکمل جوابات ہیں اس کلمۃ العلیا

مصنف حضرت صدرالما فاضل فاضل مراد آبادی قدس سرہ مطبوعہ موجود ہے اور تلمیح تم کا کمال جواب میں نے رسالہ روسیفت یمانی میں طبع کرا دیا ہے جس کو تحقیق حق مقصود ہو وہ ان رسائل کا مطالعہ کرے۔

مصنف کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر یہ افترا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں مساوات اور برابری کرتے ہیں۔ دیکھو اعلیٰ حضرت الدولہ ملکیہ میں فرماتے ہیں:-

ہمارے رب العالمین کے علم کے ساتھ مخلوق کے علم کی برابری کا شبہ مسلمانوں کے دلوں میں تو خطرہ پیدا نہیں کر سکتا۔ کیا اندھے نہیں دیکھتے کہ بیشک اللہ کا علم ذاتی ہے اور مخلوق کا علم عطائی۔ اللہ کا علم واجب لذاتہ ہے اور مخلوق کا علم ممکن ہے۔ اللہ کا علم ازلی سرمدی قدیم حقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث ہے اس لئے کہ مخلوق خود حادث ہے۔ اور صفت موصوف سے مقدم نہیں ہوتی۔ اللہ کا علم غیر مخلوق ہے اور مخلوق کا علم مخلوق ہو اللہ کا علم غیر مقدر ہے اور مخلوق کا علم مقدر و مقہور ہے۔

ان شبہ مساوات علوم المخلوقین لعلم ربنا اللہ العلمین۔ ما کانت لتخطر ببال المسلمین۔ امانتہ العیبات ان علم اللہ ذاتی و علم المخلوق عطائی۔ علم اللہ واجب لذاتہ و علم المخلوق ممکن لہ۔ علم اللہ ازلی سرمدی قدیم حقیقی و علم المخلوق حادث لان المخلوق کلہ حادث و الصفتہ لا تتقدم الموصوف علم اللہ غیر مخلوق و علم المخلوق مخلوق علم اللہ غیر مقدر و علم المخلوق مقدر و مقہور۔ علم اللہ واجب البقا

وعلم الخلق جائز الفناء علم الله  
ممتنع التغيير وعلم الخلق ممكن

التبدل

ومع هذه التفات لا يتوهم

المساواة الا الذين لعنهم الله

واعمهم واعمى ابصارهم

از الدولة المكية و

مستغفرا کا پندرہ سوال اثر

اللہ کا علم واجب البقا ہے اور مخلوق  
کا جائز الفناء ہے۔ اللہ کا علم ممتنع  
التغیر ہے اور مخلوق کا علم ممکن التبدل

تو علم خالق اور علم مخلوق میں اتنے فرق  
کے باوجود برابر ہونے کا وہم وہی کر  
ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں  
پہرا کر دیا اور ان کی بصارتوں کو لے لیا

اب رہا علی حضرت قبلہ کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام  
ماکان و مایکون کا تفصیلی علم ثابت کرنا تو یہ صرف علی حضرت ہی کا مسلک نہیں  
ہے بلکہ سلف و خلف کا یہی مسلک ہے ہم چند اکابر امت کے اقوال نقل  
کرتے ہیں۔ حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور علامہ علی قاری نے  
اس کی شرح میں فرمایا:-

روكذلك واختباره عن الخيوب

وانباءه بما يكون) امي في الاخرين

(وكان) اي بما كان في الاولين

او بما يكون في الغيوب وبما كان

من العلم

از شرح شفا شریف مصری ص ۵۲۱

ان سب کو بتایا۔

حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:-

مصنف کا علامہ قاضی عیاض و علامہ علی قاری پر مبنی  
بین و اسنت بتا بہ نصاری محرف، احوال و کتب کے تفسیر و تفسیر

واطلعت من علم ما يكون وما كان

از شرح شفا ص ۲۲۳ ج ۱۲

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو علم ما کان وما یكون پر مطلع کیا۔

حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور علامہ علی قاری نے

اس کی شرح میں فرمایا:-

(ما اطلع علیه من العیوب)

ای الامور المعیبة فی الحال

(وما یكون) ای سیکون فی

الاستقبال (از شرح شفا مصری

ص ۲۷۷ ج ۱۲)

اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو ان غیبوں پر جو اس وقت امور

غیب ہیں اور ان پر جو آئندہ ہونگے

سب پر مطلع کیا۔

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدیح النبوة

میں فرماتے ہیں:-

ہر کہ مطالعہ کتب احوال شریف اور

ازابتدات تا انتہا ادب بہنید کہ چہ تعلیم

کردہ است اورا پروردگار آفا

کردہ است بروی علوم و اسرار

ماکان وما یكون (مدارج ص ۲۲ ج ۱۲)

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال

شریف کا اول سے آخر تک مطالعہ کرے

تو دیکھ لے گا کہ پروردگار نے انہیں

کیا تعلیم کیا ہے اور ان پر ماکان و

ما یكون کے علوم و اسرار کا اضافہ فرمایا

آنحضرت قبلہ نے خود الدولۃ المکیہ میں حضرت امام علامہ ابن حجر مکی کی

کتاب افضل القرئی کی یہ عبارت پیش کی۔

لان اللہ تعالیٰ اطلع علی العالم

بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان وما یكون پر مطلع کیا۔



فعلہم علم الاولین والاخرین کو عالم پر مطلع فرمایا تو انہیں ماکان وما یون  
وماکان و یون (الدولۃ المکیہ) اور اولین و آخرین کا علم سکھادیا۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت قاضی عیاض حضرت علامہ حسلی  
قاری۔ حضرت علامہ ابن حجر مکی۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی  
نے بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ماکان وما یون کے علوم پر مطلع مانا  
تو یہ حضرات بھی مصنف کے نزدیک نافرمان۔ مخالف سنت۔ مخالفین  
مشابہ نصاریٰ۔ احادیث کا ذبیحہ کے مسدق۔ احادیث صحیحہ کے حرف ٹہرے  
اور ان کے یہ اقوال ضلال و باطل قرار پائے۔

مسلمانو دیکھو اس مصنف نے یہ ناپاک الفاظ اور گندی گالیاں صرف  
اعلیٰ حضرت ہی کو نہیں دیں بلکہ ان حضرات کو بھی دیں کہ یہ حضرات بھی ان کے  
نزدیک اسی جرم کے مرتکب ہوئے جو ان کے نزدیک اعلیٰ حضرت قبلہ کا جرم  
تھا۔ پھر ان کے یہ الفاظ اور گالیاں کہاں تک پہنچتی ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ  
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان وما یون کے علوم کا ثبوت خود  
احادیث سے بھی ثابت ہے چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

حدیث بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:-

قام فینا النبی صلی اللہ علیہ  
ومسلم مقاما فاخیرنا عن ید الحق  
حتی دخل اهل الجنة منازلهم  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری  
مجلس میں قیام فرما کر ابتداء سے آفرینش  
سے لیکر جہنمیوں اور دوزخیوں کے

واهل النار منازلهم۔

(از مشکوٰۃ شریف ص ۵۶)

اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے  
تک کی خبر دی۔

حدیث مسلم شریف میں حضرت عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے  
مروی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر سے مغرب تک خطبہ دیا اور اس میں  
یہ بیان فرمایا:-

فاخبرنا بما کان و بما ہو کائن

فاعلمنا ا حفظنا۔

(از مشکوٰۃ شریف ص ۵۳)

تو ہمیں جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہو نہوا  
ہے سب کی خبر دی تو ہمارا زیادہ ہونے  
والا ان واقعات کو زیادہ یاد کرنے

والا ہے۔

حدیث ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک طویل

حدیث مروی ہے جس میں یہ کلمات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے

فرأیتہ عزوجل وضح کفہ بین

کتفی فوجدت بردا ناملہ بین

ثدبی فتجلی لی کل شیء و عرفت۔

(از مشکوٰۃ شریف ص ۵۲)

درمیان معلوم ہوئی پس مجھے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

حدیث میں یہی حدیث شریف روایت اللہ عزوجل کا ذکر دلتے ہوئے یہ

الفاظ بھی مروی ہیں۔

فعلمت الاولین والآخرین۔

مجھے اولین و آخرین کا علم اور ماکان

رو فی روایت (علم ما کان وما  
 سیکون) از تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۲۱

وما یکون کا علم دے دیا گیا۔

ان احادیث سے آفتاب کی طرح روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ حضور سید  
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و ما یکون کا علم عطا فرما دیا گیا۔ تو کیا اب یہ مصنف  
 اپنے وہ ناپاک الفاظ اور گالیوں خود آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان  
 میں بھی استعمال کر کے اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت پیش کرے گا۔ اور احادیث  
 صحیحہ کو احادیث کا ذبہ اور ضلال و باطل قرار دے گا۔ پھر احادیث ہی پر بس  
 نہیں خود قرآن کریم سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و ما یکون  
 کا علم ثابت ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

خَلَقَ الْاِنْسَانَ - عَلَّمَ الْبَيَانَ  
 اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور  
 اس کو بیان سکھایا۔  
 (سورہ رحمن ۶۱-۶۲)

امام جلیل محی السنۃ علامہ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیت  
 کریمہ فرماتے ہیں:-

قال ابن کيسان خَلَقَ الْاِنْسَانَ  
 یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔  
 عَلَّمَ الْبَيَانَ یعنی بیان ماکان  
 وما یکون لانہ کان بین عن  
 الاولین و الاخرین وعن يوم  
 الدين (از معالم التنزیل مصری ص ۱۰۰)

ابن کبیر ان نے فرمایا کہ اللہ نے انسان  
 یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔  
 اور انہیں ماکان و ما یکون کا بیان سکھ  
 دیا کیونکہ وہ اولین و آخرین کو اور  
 قیامت کے دن کو بیان کرتے ہیں

علامہ ناصر الشریحہ علامہ الدین خاوند تفسیر لباب التاویل میں اس

آیت کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں :-

انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ فرمایا۔ اور انہیں مایکون اور ماکان کا بیان تعلیم فرمایا۔ اس لئے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں۔

اراد بالانسان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَهُ الْبَيَانَ یعنی بیان مایکون وماکان لانه صلی اللہ علیہ وسلم بینئین عن خیر الاولین والآخرین وعن یوم الدین از تفسیر خازن مصری ص ۲۱۷

علامہ سلیمان بن عمر جمل اپنی تفسیر الفتوحات الالہیہ میں اس آیت

کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں :-

انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ انہیں ماکان و مایکون کا بیان تعلیم کیا کیونکہ وہ اولین و آخرین اور روز قیامت کی خبر دیتے ہیں۔

اراد بالانسان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَهُ الْبَيَانَ یعنی بیان مایکون وماکان لانه صلی اللہ علیہ وسلم بینئین عن خیر الاولین والآخرین وعن یوم الدین

از تفسیر جمل مصری ص ۲۵۳

علامہ عارف باللہ شیخ احمد صادی اپنی تفسیر صادی میں تحت

آیت کریمہ فرماتے ہیں :-

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ وہی انسان

هو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانه

الانسان الكامل والمراد بالبیان  
علم ما کان وما یكون وما هو  
کائن راز صادی صہری ۱۲۹  
ج ۳

کامل ہیں اور بیان سے مراد ماکان و  
ما یكون کا علم ہے یعنی جو ہو گیا اور جو  
ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے۔  
سب کا علم دیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ  
فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا  
اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے  
اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

رسورۃ النسا ح ۵ ع ۱۷

تفسیر حسینی میں زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں :-

اور تم کو سکھا دیا ہے وہ جو خود آپ نہیں  
جانتے تھے پوشیدہ امور اور دلوں  
کی چھپی ہوئی باتیں۔ بحر الحقائق میں  
فرماتے ہیں کہ وہ ماکان وما یكون  
کا علم ہے کہ اللہ سبحنہ نے شبیحہ  
میں آنحضرت کو عطا فرمایا۔ جیسا کہ اعلیٰ  
معراجیہ میں وارد ہے کہ میں عرش کے  
نیچے تھا میرے جلق میں ایک قطرہ ڈالا  
گیا تو میں نے اس کی وجہ سے ماکان  
وما یكون کو جان لیا یعنی جو ہو چکا اور

وَعَلَّمَكَ وَرَأْمُزَانِيْدَه سَت تَرَا  
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اِنْجَنَه بُوْدِي  
کہ بخود بدانی از خفیات امور و  
مکنونات ضمائر و در بحر الحقائق میفرماید  
آل علم ماکان وما یكون ست کہ حق  
سبحانہ در شب اسرا بدال حضرت  
عطا فرمودہ پنا پنچہ در احادیث معراجیہ  
آمدہ ست کہ وزیر عرش بودم قطرہ  
در جلق من ریختند فعلمت بها ماکان  
وما سیکن پس دانستم انچه بود و آنچه

حضرت کا تفسیر میں پر لیکہ خود اللہ تعالیٰ پر بھی مخالف دین دینجہ کے پنا کر  
احکام و کتبنا جیال۔

خواہر بود۔ (از حاشیہ قرآن مجید اور جوہر ہور ہا ہے اور جوہر ہوگا سب کو  
مطبوعہ مجتہبائی ص ۸۸) جان لیا۔

ان آیات و تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو ماکان وما یکون کا علم عطا فرما دیا گیا۔ اب مصنف اللہ تعالیٰ کی درگاہ  
میں بھی گستاخیاں کرے گا۔ مسلمانوں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو حضور سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان وما یکون مانا یہی علماء امت کا مسلک ثابت  
ہوا۔ اسی کا حدیث شریف سے ثبوت ہوا۔ یہی قرآن کریم سے ثابت ہوا۔ تو  
ی تو دین و سنت اور حق و ہدایت ثابت ہوا اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم اور رسول  
اک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ثابت ہوا۔ اور یہ مصنف اسی کو خلاف دین  
سنت اور ضلال و باطل کہہ کر خود حکم رسول کا نافرمان۔ اور مخالف دین اور  
شہاب یہود و نصاریٰ تہرا۔ اور احادیث صحیحہ کا تخریب کرنے والا۔ اس کے  
مقابل اپنے اکابر کی باطل اور جھوٹی باتوں کی تصدیق کرنے والا قرار پایا اور  
اس کی یہ ساری تقریر ضلال و باطل ثابت ہوئی۔

پھر مصنف نے غایۃ المامول کے صفحہ ۳۲ و ۳۳ کے کچھ الفاظ و ناقص  
شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۵-۱۶-۱۷ میں نقل کر کے اعلیٰ حضرت قبلہ کے لئے  
یہ کلمات لکھے۔

مجدد بریلوی مثل نصاریٰ کے ہے حضور علیہ السلام کی حد سے  
زیادہ اوصاف باری عزوجل سے مدح کرتا ہے۔ وہ اہل باطل  
میں سے ہے۔ اس کے عقائد و کلمات جھوٹ و افترا اور گمراہی

وطغیان ہیں۔ وہ صحابہ اضلال میں سے ہے۔ مجاہد<sup>۵</sup> ہے  
 کہ خلاف حق پر تصناً جاہو ہے اس کے قول کو چھوڑنا اور روئے  
 ضروری ہے۔ اس کے اقوال قبیل خرافات سے تھے۔ اور العباس  
 و شک کی اندھیری راہیں ہیں مصنف غایتہ المامول نے اس کے  
 اقوال کو باطل کر دیا۔ اور شہادت کو جڑ سے زائل کر دیا۔ اس کا  
 مخالف دین کا زندہ کرنے والا اور ستونہائے شرع کا مضبوط  
 کرنے والا ہے لخصاً (از شہاب ثاقب ص ۱۵ و ص ۱۶ و ص ۱۷)

جواب اعلیٰ حضرت قدس سرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے  
 ماکان وما یون کا علم عطائی مانتے ہیں جیسے حضرت قاضی عیاض و علامہ علی قاری  
 و علامہ ابن حجر و شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ علماء کرام مانتے ہیں  
 جس کا ثبوت قرآن و حدیث سے منقول ہوا تو اس مصنف کے نزدیک سب  
 مثل نصاریٰ کے ہوئے۔ مصنف پہلے تو اس کا اعتراف کرے۔ پھر اپنی  
 اس جہالت کا اقرار کرے کہ ماکان وما یون کا علم جو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے  
 وہ اس کا علم ذاتی۔ واجب۔ ازلی۔ سرمدی۔ قدیم۔ حقیقی۔ غیر مخلوق و مقدر  
 واجب البقاء۔ متمنع التبعیر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم حاصل ہو  
 وہ علم عطائی۔ ممکن۔ حادث۔ مخلوق مقدر۔ جائز الضمان۔ ممکن التبعیر ہے  
 تو حضور کے اس علم کو صفت عز و جل قرار دینا کیسی زبردست جہالت ہے  
 کیا مصنف کے نزدیک علم جو صفت باری ہے وہ عطائی۔ ممکن حادث  
 وغیرہ ہے۔ اگر نہیں ہے تو مثل نصاریٰ کہدینا انرا اور فریب نہیں علاوہ

ریں جب اعلیٰ حضرت کا یہ اعتقاد تصریحات علماء اور قرآن و حدیث کے  
 بالکل موافق ہے تو اعلیٰ حضرت کے عقیدہ کو جھوٹا - افتراء - گمراہی طغیان  
 باطل - ضلال کہہ دینا گویا مصنف کا قرآن و حدیث کو جھوٹا - افتراء - گمراہی طغیان  
 باطل - ضلال کہنا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کے اس قول کو چھوڑنا اور روندنا ضرور  
 بتانا۔ اور اس کو خرافات اور التباس و شک کی اندھیری رات ٹھہرانا گویا

قرآن و حدیث کو چھوڑنے اور روندنے کی ترغیب دینا اور خرافات و  
 التباس و شک کی اندھیری رات قرار دینا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کے اس  
 عمل کی مخالفت کرنے والے کو دین کا زندہ کرنے والا اور ستونہائے شرع کو  
 مضبوط کرنے والا بتانا ہے۔ اور مصنف غایت المامول نے جب اعلیٰ حضرت  
 کے اس قول کو باطل کر دیا اور اس شبہ کو جڑ سے زائل کر دیا تو گویا مصنف  
 نزدیک مصنف غایت المامول نے قرآن و حدیث کو باطل کر دیا اور جڑ سے اٹل کر دیا

مسلمانوں! دیکھو یہ ہے اس مصنف کا عقیدہ اور مذہب کہ اس کا جو حلقہ ہوا  
 وہ یا خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ یا قرآن و حدیث پر ہوا۔ تو  
 یہ ہے اس کے بہتان عظیم و جبل و فریب اور گمراہی و ضلالت کی تنگی تصویر اور  
 اصل حقیقت العیاذ باللہ تعالیٰ۔

پھر مصنف نے غایت المامول کے صفحہ ۳۴ و ۳۵ کے کچھ الفاظ اور  
 عبارات شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۹ پر صدیقین کے نقل کر کے  
 اعلیٰ حضرت کے لئے یہ الفاظ لکھے :-

ابریوی طالب خلافت حق کا ہے۔ ایسے امور میں پڑا ہوا ہے |



کہ صاحب حیا ان کے قبائح کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جاوے اور اپنے مقاصد میں ریا رسم و تعنت کا قصد کر رہا ہے۔ اور نفاقی جھگڑوں میں مبتلا ہے۔ اس کی رائے نہایت ضعیف ہے۔ اپنے دس ادس کا متبع ہے۔ ان امور پر عقیدہ کئے ہوئے ہے جس کو شیطان نے سکھایا۔ اس کا استاد و معلم شیطانوں کا سردار ہے۔ مجدد بریلوئی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ایسے فرقہ میں داخل مانتے ہیں جن کے اقوال قابل اعتبار نہیں انہوں نے حاکم بنایا عقل کو اور حکیم عقل گمراہی و ضلال ہے۔

راز شہاب ثاقب لمحضاً از عکات ص ۱۸

جواب اعلیٰ حضرت قبلہ کا یہ عقیدہ کہ آقا و مراد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا علم عطائی حاصل ہے۔ بالکل قرآن و حدیث کے موافق ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے تو اعلیٰ حضرت کے اس عقیدہ کو خلاف حق و ناقابل اعتبار بتانا۔ اور نفاقی جھگڑا اور ضعیف رائے و دس ادس قرار دیکر اور حکیم عقل کہہ کر اسے شیطان کا سکھایا ہوا ٹھہرانا۔ اور گمراہی و ضلالت قرار دینا گویا مصنف کا قرآن و حدیث کو خلاف... جن ناقابل اعتبار نفاقی جھگڑا ضعیف رائے، دس ادس، حکم عقل بتانا ہے۔ اور رحمانی تعلیم کو شیطان کی تعلیم ٹھہرانا تو اب ہم اس کا فیصلہ ناظرین کی انصاف پر طبیعت پر چھوڑتے ہیں کہ شیطان اب کس کا معلم استاد ہوا۔ اور کون شیطان سے بڑھا ہوا شامت ہوا۔ اور صاحب حیا کس کے قبائح کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جائے گا۔ اور کون ریا رسم و تعنت کا

مصنف کے نزدیک قرآن و حدیث خلاف حق نامعتبر ہے

قصہ کر رہا ہے۔ اور کس کے ذمے کے اقوال قابل اعتبار نہیں۔ پھر اس مصنف کا انترایہ ہے کہ ایسے ناپاک الفاظ کی ایسے غلط عقیدہ کی نسبت حضرات علمائے مدینہ طیبہ کی طرف سے کر دی۔ اور ذرہ بھر شرم نہ کی اور اپنی طرف سے الفاظ گڑبگڑ کر ان حضرات کی طرف منسوب کر دیئے۔ ہدایہ اللہ تعالیٰ۔

پھر مصنف نے غایتہ الاممول کے صفحہ ۳۶ و ۳۷ کے کچھ الفاظ شہاب ثاقب کے صفحہ ۲۰ میں نقل کر کے اعلیٰ حضرت کی تنقیص شان میں یہ الفاظ لکھے۔

مجدد صاحب کو غیبی مناہل گمراہ اہل باطل۔ مبطل قرار دیا اور ان کے قول کو گمراہی اور ظلمت قرار دیا (تنبیہ) واضح ہو کہ یہ جو کچھ علماء مدینہ منورہ نے خاں صاحب بریلوی خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین کی شان میں لکھا ہے یہ صرف اسی گفتگو اور اخیر ملاقات کا نتیجہ ہے جو کہ بریلوی صاحب کو سید مدنی کے مکان پر منشی بزنہی صاحب سے حاصل ہوئی کوئی مخالف مجدد صاحب کے احوال کے نوٹوں کو لے کر علماء مدینہ کے پاس نہ گیا تھا نہ ان کی تعابیف و خیالات و مظالم براہل حق کو ان کے سامنے پیش کیا تھا۔ (شہاب ثاقب ص ۲ و ص ۳ ملخصاً)

جواب مصنف نے یہ تو ظاہر کہا کہ یہ الفاظ مصدقین علماء مدینہ کے

ہیں لیکن اس میں فریب یہ ہے کہ ان مصدقین کے نام بنام سے الفاظ نقل نہیں کئے اور کمال بے حیائی یہ کہہ دیا کہ یہ وہی علماء ہیں کہ جن کی تصدیق حمام المحرمین میں نقل کی گئی ہے۔ اگر اس دعوے میں صداقت تھی تو ہر مصدق

حسام الحرمین کا نام لکھ کر اس کے الفاظ ظاہر کرتا تو اس کے دعوے کی صداقت ظاہر ہو جاتی۔ مگر مصنف نے یہ بات خوب صاف کر دی کہ مفتی برزنجی صاحب اور صدقین نے جو الفاظ غایتہ المامول بہم لکھے ہیں وہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی تصانیف و خیالات پر مطلع ہونے کے بعد تحریر ہوئے ہیں نہ کسی مخالف اعلیٰ حضرت کے ان کے حالات سننے کے بعد لکھے بلکہ صرف وہی الدولہ المکیہ کے سنانے اور مفتی صاحب کے گفتگو کے سبب ہیں۔ اور الدولہ المکیہ میں علم نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب عطائی خصوصاً علوم خم اور ماکان وما یون کا علم ثابت کیا ہے اور اس پر آیات و احادیث و اقوال سلف و خلف پیش کئے ہیں۔ تو گویا مفتی صاحب اور تمام صدقین نے اعلیٰ حضرت کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان وما یون کا علم عطائی اور اس کے علوم ثابت کرنے کی بنا پر یہ تمام الفاظ لکھے ہیں تو کیا مفتی صاحب اور یہ صدقین ان علماء سلف و خلف کو بھی ایسے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں اور آیات و احادیث کو بھی ایسے گندے الفاظ لکھ سکتے ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں ثابت ہو گیا کہ یہ سارے الفاظ ان حضرات سے ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ یہ سب الفاظ منور علی رامپوری کے ہیں جس نے اس غایتہ المامول کو طبع کر دیا ہے اور اس کی شان سے کچھ بعید نہیں جیسا ہم اوپر ثابت کر چکے۔ علاوہ برہم صدقین حسام الحرمین و دیگر علماء مدینہ منورہ نے خود الدولہ المکیہ کی بھی تصدیق فرمائی اس پر تقریظیں لکھیں۔ تو اس مصنف سے دریافت کہ پھر تو وہ سارے الفاظ جو اعلیٰ حضرت قبلہ کے لئے بقول اس کے اہود

مصنف کا اہار ہوا کنڈنا

لکھے اب تصدیقوں اور تقریظوں کے بعد کیا خود ان پر نہیں لوٹ کر آجائیں گے  
 لہذا اب خوب اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ علماءِ مدینہ منورہ نے اعلیٰ حضرت قبلہ  
 کے لئے کوئی ایسا کلمہ ہرگز ہرگز نہیں لکھا۔ ان حضرات پر یہ صریح افتراء ہے۔  
 میں نے خود مفتی برزنجی صاحب کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالغفار صاحب  
 ثلثی طرابلسی سے دریافت کیا تھا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ اعلیٰ حضرت فاضل  
 ریلوی کا جو وقار و عظمت اہل مدینہ نے عموماً اور علماءِ مدینہ نے خصوصاً کیا  
 بہ شان دیکھنے میں نہیں آئی۔ مصنف صریح جھوٹ بول کر ان واقعات پر  
 پروردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ پھر مصنف اخیر میں اپنی عداوتِ قلبی اور خیانت  
 اٹنی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

مجددِ ریلوی نے اہل حق کی شان میں افتراء پر دازی کر کے  
 علماءِ حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کیا اگر ایسا معاملہ  
 ان کے ساتھ کیا جاتا تو شاید اسفل السافلین اور مقامِ جہنم  
 کے ورے کہیں ان کا ٹھکانا نہ ہوتا۔ یہ انعام تو حضارِ بارگاہ  
 نبوی اور مخصوصین حضرت مصطفویؐ یہ الام سے  
 ان کو بغیر تحریک مخالفین ملا ہے۔

(از شہاب شاہ نقیب ص ۲۱)

جواب مصنف اس میں یہ کہہ رہا ہے کہ علماءِ حرمین شریفین نے اکابر  
 علماءِ دیوبند فاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی کے  
 اقوال کفریہ پر ان کے کافر و مرتد ہونے کے فتوے دئے ہیں جنکو حسام الحرمین

ہیں دُرج کیا گیا ہے تو ہم اہل دیوبند پر ان فتاویٰ کو دوجہ سے تسلیم نہیں کرتے  
 وجہ اول تو یہ ہے کہ یہ اقوال کفریہ ہمارے ان اکابر ہی کے نہیں ہیں بلکہ  
 ان اقوال کفریہ کو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنی طرف سے بنا کر  
 اور گڑھ کر ہمارے ان اکابر کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور ان پر انسترا  
 پر نازی کی ہے۔

تو مصنف کی وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ حاشا وکلا علیٰ حضرت قدس سرہ  
 نے ان اکابر علماء دیوبند کے یہ اقوال کفریہ نہ اپنی طرف سے بنائے نہ گڑھے  
 بلکہ ان کے اکابر کی وہ کتابیں جو دیوبندیوں ہی کی چھپوائی ہوئی آج بھی موجود ہیں  
 اور وہ بار بار طبع ہوئیں اور اب بھی طبع ہو رہی ہیں ان کی بلفظ اصل عبارت  
 کو نقل کیا اور ان کا عربی میں ترجمہ کر کے علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش  
 کئے۔ لہذا جس کسی کو اصل کتابوں کی عبارات اور علیٰ حضرت کی نقل کردہ عبارتوں  
 اور عربی ترجموں میں مطابقت کرنی منظور ہو وہ گھر بیٹھ کر ان میں مطابقت  
 کر لے۔ اور بیچ جھوٹا کا فیصلہ خود اپنے آپ کر لے۔ اور قطعی طور پر بیٹے کر لے  
 کہ علیٰ حضرت قدس سرہ سچے ہیں یا مصنف۔ اور علیٰ حضرت افترا پر دازی کرتے  
 ہیں یا منقریوں کا پیشوا مصنف مفری ہے۔ ہاں رشید احمد گنگوہی کا وہ  
 فتویٰ جس میں و تو ع کذب باری تعالیٰ کے قائل کی عدم تکفیر ہے اصل دستخط  
 مہری فتویٰ علیٰ حضرت کے پاس تھا جس کے بہت سے نوٹ اب بھی موجود  
 ہیں۔ اور وہ طبع بھی ہو چکا ہے اور جس کی تائید میں اور بھی وہابیہ کی عبارات  
 مطبوعہ موجود ہیں اس کا انکار بھی کوئی وہابی نہیں کر سکتا۔ باقی متحدہ برائے

راہین قاطعہ۔ حفظ الایمان بکثرت ہزارہا کی تعداد میں اب بھی موجود ہیں۔ تو  
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی اس آفتاب سے زیادہ روشن صداقت اور سچائی کو  
 مصنف کا انزراپردازی کہنا خود مصنف کا کذب صریح اور زبردست انزرا ہے  
 شرم نہیں آتی کہ خود تو صریح انزراپردازی کرتا ہے اور دوسروں کو انزراپرداز کہتا  
 ہذا مصنف کی یہ وجہ اول بالکل غلط سراسر باطل ہے۔ اور ان کا دیوبند کے  
 یہ اقوال کفریہ ہیں جو ان کی کتابوں میں آج بھی بعینہ و بلفظ مطبوعہ موجود ہیں  
 تو علماء حریم شریفین کے ان پر کفر و ارتداد کے فتاویٰ صحیح و حق ثابت ہو گئے۔  
 مصنف کی وجہ دوم یہ ہے کہ علماء حریم شریفین کے ان اکابر علماء  
 دیوبند پر کفر و ارتداد کے فتاویٰ کو صرف حسام الحرمین ہی میں اعلیٰ حضرت کے  
 نئے والوں ہی نے بریلی میں طبع کیا ہے اس لئے ہمیں اس کا اعتبار نہیں ہے  
 می بنا پر ہم ان فتاویٰ کو حق و صحیح نہیں مانتے۔ اور اپنے اکابر کو کیا فرود مرتد  
 ہیں کہتے۔ ہاں ان کو اگر کوئی بار معتبر شخص طبع کرتا تو ہم ان فتاویٰ کو صحیح  
 و حق مان لیتے۔ تو مصنف کی اس وجہ دوم کا جواب یہ ہے کہ اگر تمہاری یہ بات  
 صحیح ہے اور اس میں کچھ شتمہ بھر بھی صداقت ہے کہ تم علماء حریم شریفین کے  
 اکابر علماء دیوبند پر کفر و ارتداد کے فتاویٰ اگر علاوہ حسام الحرمین کے کسی اور  
 کتاب میں دکھادے جائیں اور وہ کتاب بھی دیوبندیوں کے نزدیک معتبر مستند  
 ہو۔ اور اس کتاب کے طبع کرانے والے اور شارح کرنے والے بھی دیوبندی عقیدہ  
 کے شخص ہوں اور وہ شخص بھی دیوبندیوں کا معتد و مستند شخص ہو تو دیوبندی  
 خیال کے علماء اور خود مصنف بھی ان فتاویٰ کو حق و صحیح مان لیں گے۔

نو مصنف اور اس کی تمام دیوبندی قوم خوب، اچھی طرح دیکھو لے کہ تمہارے مذہب کی وہ معتبر کتاب غایۃ المامول جس کے لفظ لفظ پر مصنف کا اربان ہے جس کے حرف حرف پر دیوبندی قوم کو اعتماد ہے جس کو سند بنا کر مصنف اسی شہاب ثاقب میں پیش کر رہا ہے جس کو معتد و مستند جانتے ہیں مصنف کے حوالے دے رہا ہے۔ پھر اس کا طبع کرنے والا بھی وہ دیوبندیوں کا پیشوا۔ مولوی منور علی رامپوری ہے جس کا ذکر خود مصنف نے اسی شہاب ثاقب میں ان الفاظ میں کیا ہے۔ چنانچہ شہاب ثاقب کے صفحہ ۳ پر ہے:-

مفتی برزنجی صاحب نے اور جملہ علماء مدینہ نے ارشاد فرمایا تھا وہ رسالہ (غایۃ المامول) اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کی واسطے بھیجا گیا مگر مجدد صاحب کے ہم وطن لوگ مولوی منور علی صاحب سے چھپوانے کے واسطے لے گئے اور بالآخر امرتسر میں اب تک ڈالے رکھا اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے ہاتھ سے چھپوایا ہے۔

تو اسی دیوبندیوں کی معتد و مستند کتاب غایۃ المامول فی تہذیب منہج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول طبع کنا نیدہ مولوی منور علی رامپوری مطبوعہ سعیدی رامپور ص ۳ پر ہے۔

وردائی المدینۃ المنورۃ رحیل من علماء الہندید احمد رضا خان صاحب جن کو احمد رضا خان کہا جاتا ہے ہندوستان کے علماء میں سے ایک

فلما اجتمع بي اخبرني اولايان  
 بن الهند اناسا من اهل الكفر و  
 الضلال مترام غلام احمد القادياني  
 نانه يدعى مسائلة المسيح والوحى  
 ليه والنبوة ومنه والفرقة  
 المسماة بالاميرية والفرقة المسماة  
 النذيرية والفرقة المسماة  
 القاسمية يدعون انه لو فرض  
 في زمنه صلى الله عليه وسلم بل لو حدث  
 بعدة نبى جدي لم يخل ذلك  
 نيتهم ومنه والفرقة الوهابية  
 الكذابية اتباع رشيد احمد الكنكوهي  
 القائل بعدم تكفير من يقول  
 بوقوع الكذب من الله بالفعل  
 ومنه رشيد احمد اللذي يدعى  
 ثبوت اتساع العلم للشيطان و  
 عدم ثبوته للنبي صلى الله عليه وسلم  
 ومنه شرف على التابى القائل ان  
 صلح الحكم على ذوات النبي صلى الله عليه وسلم

مدنه منوره آئے تو جب وہ مجھ سے  
 ملے تو پہلے مجھے خبر دی کہ ہندوستان  
 میں کچھ لوگ کافر و گمراہ ہیں انہیں میں  
 غلام احمد قادیانی ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام  
 کے مثل ہونے اور اپنی طرف وحی آنے  
 اور نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور  
 انہیں میں سے وہ طائفہ ہے جس کا  
 نام فرقہ امیریہ ہے اور وہ طائفہ ہے  
 جس کا نام فرقہ نذیریہ ہے اور وہ طائفہ  
 ہے جس کا نام فرقہ قاسمیہ ہے یہ سب  
 دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر بالفرض آپ کے  
 زمانہ میں بھی بلکہ بعد زمانہ نبوی بھی  
 کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی  
 میں کچھ فرقہ نہ آئے گا اور انہیں میں سے  
 فرقہ دہا بیہ کنابہ اس رشید احمد کنگوہی  
 کے پیرو ہیں جو اس شخص کی عدم تکفیر  
 کا قائل ہے جو خدا کے لئے وقوع نہ  
 بالفعل کا قائل ہے اور انہیں میں سے  
 رشید احمد ہے جو اس بات کا مدعی ہے



بعلم المغیبات كما یقول به زید  
 فالسائل عنده ما اذا اراد  
 یخذ البعض الغیوب ام کلها  
 فان اراد البعض فای خصوصاً  
 فیه بحضرة الرسالة فان مثل  
 هذا العلم بالغیب حاصل لزید  
 وعمر بل لکل صبی ومجنون بل  
 لجمیع الحیوانات والبهائم وانه  
 الفرسالة فی الرد علیهم وبالطال  
 اقوالهم سهاها لمحتد المستند ثم  
 اطلعنی علی خلاصة من تلك  
 الرسالة فیها بیان اقاویهم  
 المنکرية فقط والرد علیهم علی  
 سبیل الاختصار وطلب تقریظاً  
 ونصدا یقا علی ذلك فکتبنا له  
 التقریظ والتصدیق المطلوب  
 وحاصل ما کتبتنا له انه ان ثبت  
 عن هؤلاء تلك المقالات <sup>بیشیعة</sup>  
 فرحم اهل کفر وفسلال لان

کہ شہان کے لئے علم کا وسیع ہونا  
 تو ثابت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے لئے علم کا وسیع ہونا ثابت نہیں اور  
 انہیں میں سے اشرف علی تعالیٰ ہے  
 جو یہ کہتا ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ  
 پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید  
 صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے  
 کہ اس غیب سے مراد بعض غیبیہ  
 یا کل غیبیہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد  
 ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص  
 ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی  
 و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے  
 بھی حاصل ہے۔ اور اس عالم  
 احمد رضا خاں نے ان کے رد میں اور  
 ان کے اقوال کے باطل کرنے میں  
 ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا  
 نام المعتمد المستند رکھا ہے پھر انہوں  
 اس رسالہ کے خلاصہ پر مجھ کو مطلع  
 کیا جس میں ان کفار کے اقوال مذکور

جميع ذلك خارق لاجتماع  
الامنة واشترنا في ضمن ذلك  
الى بعض الادلة في ابطال  
اقاويلهم۔

کا بیان اور مختصراً ان پر رو ہے اور  
اس پر تقریظ و تصدیق طلب کی توجہ  
تقریظ و تصدیق انہوں نے طلب کی  
تھی وہ ہم نے ان کو لکھ کر دیدی۔ اور

جو ہم نے لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں غلام احمد۔ طوائف  
امیر یہ نذیر یہ۔ قاسم یہ رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی سے یہ بڑے اقوال  
ثابت ہوں تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں۔ اس لئے کہ یہ سب باتیں اجماع امت کو  
ٹوڑنے والی ہیں۔ اور اس تقریظ و تصدیق کے ضمن میں ان لوگوں کے ان اقوال  
کے ابطال پر بعض دلیلوں کی طرف بھی ہم نے اشارہ کر دیا ہے۔

پھر اسی رسالہ غایۃ المامول کے صفحہ ۳۲ سے ۳۳ تک سید احمد بن  
سید اسماعیل بزرگنجی مفتی الثانیہ بالمدریۃ المتورہ۔ علامہ عبدالقادر شلبی طرابلسی  
کی۔ صفحہ ۳۳ سے ۳۵ تک۔ علامہ فارح بن محمد طاہری کی صفحہ ۳۶ پر علامہ  
تاج الدین الیاس مفتی الحنفیہ بالمدریۃ الطیبہ۔ علامہ محمد سعید شیخ الدلائل۔ علامہ  
سید محمد امین بن سید احمد رضوان۔ علامہ سید عبداللہ اسعد کی صفحہ ۳۷ پر  
علامہ عباس بن سید محمد رضوان۔ علامہ عمر بن حمدان مالکی۔ علامہ احمد بن محمد خیر  
عباسی۔ علامہ محمد عزیز وزیر تونسہ علامہ موسیٰ علی قسامی ازہری۔ علامہ محمد بن  
احمد عمری۔ علامہ محمد مہدی بن احمد۔ علامہ سید احمد جزائری۔ علامہ طلیل بن  
ابراہیم خرلوئی سولہ علماء مدنیہ منورہ کی تصدیقیں تقریظیں معہ ہر دوں کے ہیں۔  
المحاصل اسی رسالہ غایۃ المامول ہی میں علماء مدنیہ منورہ نے اکابر علماء دیوبند

قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی کے انہیں اقوال پر ان کو  
 دافر اور گمراہ ہونے کا فتویٰ دیدیا۔ لہذا مصنف اور اس کی ساری دیوبندی قوم  
 اپنی اس معتبر و مستند کتاب غایۃ المامول کی کس طرح تکذیب کر سکتی ہے۔ اور اگر  
 اس کی تکذیب کرتی ہے تو یہ کتاب شہاب ثاقب بھی جھوٹی قرار پاتی ہے کہ  
 اس شہاب ثاقب حصہ اول کی ساری بنیاد ہی غایۃ المامول پر موقوف ہے۔  
 اور اگر دیوبندی قوم غایۃ المامول کی اس عبارت کی تصدیق کرتی ہے تو انہوں نے  
 حسام المحرمین کی تصدیق کر دی کہ غایۃ المامول نے ان اکابر علماء دیوبند کی بالکل  
 اسی طرح تکفیر کی جس طرح حسام المحرمین نے ان کی تکفیر کی۔ تو پھر مصنف کو اور  
 تمام دیوبندیوں کو قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی کو کافر  
 اور گمراہ ماننا بلکہ کہنا پڑے گا۔

مصنف کا بیسواں کذب و افتراء

اب مصنف اگر اس غایۃ المامول کو جھوٹا کہتا ہے تو خود اس کی کتاب  
 شہاب ثاقب سخت جھوٹی و باطل کتاب قرار پاتی ہے۔ اور اگر اس کو سچا  
 مانتا ہے تو حسام المحرمین سچی کتاب ثابت ہوتی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ  
 نہایت سچے اور راست گو ثابت ہوتے ہیں۔ اور خود مصنف کے نزدیک  
 بھی قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی کافر اور گمراہ قرار  
 پاتے ہیں۔ اور اس کو یہ اعتراف بھی کرنا پڑے گا کہ اعلیٰ حضرت، قدس سرہ  
 ان اکابر دیوبند کے جو اقوال پیش کئے تھے ان کی نقل کردہ عبارات صحیح ہیں  
 اور مطابق اصل ہیں اور حسام المحرمین کے فتاویٰ بالکل حق و صحیح ہیں۔

مسلمانو! خدارا انصاف کرو کہ حسام المحرمین میں قاسم نانوتوی۔ رشید احمد

گنگوہی۔ اشرِ فعلی تقاضا کی جس طرح تکفیر کی ہے بالکل اسی کی تصدیق مصنف کی مستند۔ معتبر۔ معتمد کتاب غایۃ المامول نے کرنے۔ تو اب مصنف اور ساری دیوبندی قوم کو اپنے ان ہر سہ اکابر کو بھی علماء عرب کے فتاویٰ کی بنا پر کا فر و کراہ کہنا فرض ہے۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو سچا اور راست گوماننا لازم ہے اور ان اکابر علماء دیوبند کے ان اقوال کفریہ کی تائید و تادیب سے اجتناب کرنا اہم فرض سے ہے۔ اور مصنف کی کتاب شہاب ثاقب کو جھوٹا اور باطل ماننا اور کہنا بھی ضروری ہے۔

المحاصل اعلیٰ حضرت قدس سرہ تو علماء حرمین شریفین کی خدمت میں ان اکابر علماء دیوبند کے اقوال کے پیش کرنے میں صادق اور سچے ثابت ہو گئے اب ان پر افسر کرنے والا مصنف ہی ثابت ہوا۔ تو یہ مصنف اب اہل باطل کو اہل حق کہہ کر اور اہل حق کو منفری رکاز بن کر ضرور اسفل السافلین اور مقام سبحین کے ورے کہیں اور ٹھکانہ بنائے گا۔ حضار بارگاہ نبوی و مخصوصین حضرت مصطفویٰ میں سے حضرت علامہ شیخ عبدالقادر شلبی نے میرے سامنے اس مصنف کو منفری۔ کذاب۔ عدو رسول کے خطابات کیے۔ تو اگر یہ بلا توبہ کے دنیا سے چلا گیا تو بروز قیامت ضرور سخت سخت مصائب و عذاب میں مبتلا ہوگا۔ وادخلہ اللہ فی درک الاسفل من النار مع المنافقین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین و علی آلہ و صحبہ اجمعین آمین۔ مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۲۲ پر تو صرف طویل خطبہ ہی لکھا اور

اور صفحہ ۲۳ پر اپنا وطن اصلی فیض آباد ہونا اور قیام مدینہ طیبہ کا واقعہ لکھ کر یہ کہا۔

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ حضرات علماء کرام سکان مدینہ منورہ زاویہ اللہ شرفاً وفضلاً پوری طرح سے عقائد وغیرہ میں اہلسنت والجماعہ اور اکابر اسلاف کے متبع ہیں اور حضرات اکابر علماء دیوبند و سہارنپور کے جملہ عقائد میں موافق ہیں جزیات و کلیات میں سرمو تفاوت نہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۲۳)

جواب مصنف نے اس عبارت میں رد باتیں کہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ علماء

مدینہ منورہ عقائد وغیرہ میں اہلسنت وجماعت کے پوری طرح متبع ہیں۔ یہ

بات مصنف نے فی الواقع صحیح کہی۔ ہمارے نزدیک بھی اُس وقت علماء

مدینہ اہلسنت وجماعت ہی تھے۔ درحقیقت اس نے یہ ہمارے مسلک کا اظہار

کیا۔ خود مصنف اور اس کے اکابر کا مسلک و مذہب اس بارے میں بالکل

خلاف ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ میں حضرات علماء حرمین کے متعلق نبیؐ صلی

صاحب نے اپنا اور اپنے اکابر کا خیال ان الفاظ میں ظاہر کیا:-

اور اکثر وہاں کے علماء کہ سب اس حالت میں ہیں کہ لباس انکا

خلاف شرع اسبالی استین اور دامن کا چغہ و قمیص میں کونے

ہیں۔ ریش اکثروں کی قبضہ سے کم۔ نہاڑ میں بے احتیاطی۔

امر بالمعروف کا باوصف قدرت کے نام و نشان نہیں۔ اکثر

انگوٹھی چھلے غیر مشروع ہاتھوں میں پہنے ہوئے ہیں۔ قطع

صفوف شائع ہے۔ فتوے نویسی میں کچھ دیکر جو چاہو لکھو والو

اگر ان کے عصیان سے کوئی مطلع کر دیوے تو مارنے کو موجود ہو جائیں۔ اور خود شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمۃ اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں۔ اور بغدادی رافضی سے کچھ روپیے لے کر ابوطالب کو موہن لکھنؤ یا خلافت روایات صحاح احادیث کے اور علی ہذا کہاں تک لکھوں کہ کہ طول ہے اور شرم بھی آتی ہے کہ جو علماء حرمین کی لکھوں (براہین قاطعہ مطبوعہ مطبع بلالی واقع ساڈھورہ ص ۱۹) نیز اسی میں ہے) مگر سب علماء اور سب باشندے وہاں کے ایسے دیندار کامل ہی ہونے ضرور ہیں بلکہ اہل بدعت اور خلافت شرع بھی وہاں رہتے ہیں (براہین قاطعہ ص ۲۱)

یہ براہین قاطعہ وہ کتاب ہے جس پر مولوی رشید احمد گنگوہی یعنی مصنف کے دادا پیر نے تقریباً لکھ کر اس کو حق کہا اور اس کی طباعت کا حکم دیا اور اس کے مصنف انبیٹھوی صاحب کے متعلق ہمارے مصنف نے ان کا ان الفاظ میں اسی شہاب ثانی کے ص ۱۱ میں اس طرح خطیہ پڑھا ہے:-

وارث انبیاء مرسلین - زبذہ العلماء الکاملین - امام الفقہاء  
والمحدثین - رئیس الاصفیاء والمفسرین - محی السنۃ البیضاء -  
قاص البدع الظلماء حضرت مولانا الحلج الحافظ المولوی  
خلیل احمد صاحب المحنفی الانصاری اللایوبی الحنفی القادری  
المنقشبندی السہروردی السہارنپوری -

نواب اس عبارت برائین قاطعہ کے دیکھ لینے کے بعد ہر شخص یہ کہنے کیلئے  
 مجبور ہے کہ گنگوہی اور انبیٹھوی سہارنپوری صاحب نے علماء حرمین کو فاسق  
 گنہگار۔ خلاف شرع فاجر۔ تارک امر بالمعروف۔ دین فروش۔ غلامِ فتوے  
 نویس۔ طماع۔ اہل بدعت۔ مخالف احادیث۔ کافر کو مومن سمجھنے والا لکھا  
 تو یہی مصنف کے نزدیک ان کا حال زار ہے۔ اب مصنف کا علماء حرمین  
 کو عقائد وغیرہ میں اہلسنت و جماعت اور اکابر اسلاف کا متبع کہنا کیا  
 اپنے اکابر کے مذہب کے خلاف نہیں ہے۔ اور مصنف کا بھی یہی مذہب ہے  
 جو اس کے اکابر کا ہے۔ لہذا اس مصنف کا اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے  
 خلاف یہاں لکھ دینا دہل و فریب نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اس بارے میں  
 مصنف سچا ہے یا اس کے اکابر سچے ہیں تو دونوں تو سچے ہونے لگے لہذا  
 ان میں کا ایک سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے۔

مصنف کا ایسواں کذب

۹

اسی طرح مصنف کی دوسری بات کہ علماء حرمین علماء دیوبند و سہارنپوری  
 کے جملہ عقائد میں موافق ہیں سر موافقت نہیں) تو مصنف کی یہ بات تو  
 اور اس کے اعتقاد کے بالکل خلاف ہے۔ مصنف اس میں صریح کذاب اور  
 نہایت کبیر و فریب کام لے رہا ہے۔ اسی برائین قاطعہ میں ہے۔

مصنف کا ایسواں کذب

علماء دیوبند کا حال جو کچھ ہے وہ سب روشن ہے اور کچھ دود  
 نہیں کہ ظاہر لباس و ہیئت موافق شرع کے رکھتے ہیں اور  
 نماز کو بخوبی ادا کرتے ہیں امر بالمعروف میں بشرط قدرت کوتاہی  
 نہیں کرتے۔ اور تخریر فتوے میں رعایت غنی فقیر کی نہیں جتن

جواب دیتے ہیں۔ اور جو ان کو کوئی متنبہ کسی خطا پر کر دیوے تو بشرط صحت کے قبول سے دریغ نہیں بسر و چشم معترف ہوتے ہیں یہ سب اوصاف واضح ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لیوے (براہین ص ۱۸) (اسی میں ہے) پس اگر کسی نے ایسی حالت میں علماء روپوبند کو علماء حرمین پر تزییح بوجہ اعتماد کے دیدی تو کونسا غصہ کیا اہل فہم انصاف کریں کہ ایسی حالت میں علماء روپوبند کا فتویٰ قابل اعتماد ہو گا یا علماء حرمین کا۔

(از براہین قاطعہ ص ۱۹)

اور مصنف کے دادا پیر مولوی شید احمد گنگوہی کے ایک جواب خط میں جو فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کے ص ۱۲ پر مطبوع ہے لکھتے ہیں:-  
 بندہ آپ کے واسطے دعا کرتا ہے آپ کے سفر حج کی خبر سے مسرور ہوا۔ حضرت (یعنی حاجی امداد اللہ صاحب) کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہونا اور اگر کوئی امر خلاف طبیعت دیکھو تو سکوت اختیار کرنا۔ اور میں بخیریت ہوں آنکھوں کا حال بدستور ہے فقط والسلام اور وہاں چند آدمی بدوضع جمع ہیں ان سے متالجمنا اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ویسے ہی رکھنا اور حافظ احمد حسین صاحب میرا سلام کہنا اور ان سے ملنا فقط والسلام  
 (از فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس ممبئی)



ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ علماء دیوبند کا عملی حال علماء حرمین کے بالکل خلاف ہے۔ علماء حرمین میں جو جو بد عملی تھی اس کے مقابل علماء دیوبند میں خوش عملی ہے۔ علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح حاصل ہے۔ علماء دیوبند کے فتوے پر اعتماد ہے اور علماء حرمین کا فتویٰ غیر معتد ہے۔ علماء دیوبند کے عقائد و اعمال ہیں اور علماء حرمین کے عقائد و اعمال دیگر یہ ہی ہے مفہوم اس خط کے ان

الفاظ و ہاں چند آدمی بد وضع جمع ہیں ان سے متعلقہ اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ویسے ہی رکھنا) کا کیونکہ وہاں یعنی حرمین کے علماء اگر علماء دیوبند کے ہم عقیدہ وہم عمل ہوتے تو انہیں گنگو ہی صاحب بد وضع کیوں کہتے۔ اور ان سے اُلجھنے کا کیوں ذکر کرتے۔ بلکہ ان سے اُلجھنے کا خیال ہی کیوں پیدا ہوتا۔ اور پھر اس جملہ (اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ویسے ہی رکھنا) کی ضرورت ہی کیوں ہوتی۔ لہذا صاف ظاہر ہو گیا کہ یہاں علماء دیوبند کے جیسے عقائد و اعمال ہیں ویسے علماء حرمین شریفین کے عقائد و اعمال گنگو ہی صاحب کے نزدیک نہیں ہیں۔

مصنف نے یہاں اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے مسلک کے بالکل خلاف علماء دیوبند و سہارنپور کے جملہ عقائد کو علماء حرمین کے عقائد کے موافق بتا کر نہایت جھوٹ بولا اور مسلمانوں کو بہت بڑا فریب دیا۔ ورنہ مصنف خود ہی بتائے کہ اس کا یہ کلام سچا ہے یا اس کے اکابر کے وہ کلام۔

پھر مصنف نے اسی شہاب ثاقب کے صفحہ ۲۳ میں اپنے زبردست فریب کی ابتدا ان الفاظ سے شروع کی :-

جو لوگ زمانہ سلف میں اکابر و اہل حق کی تضلیل و تفسیق میں کوشش  
و سعی بلوغ کیا کرتے تھے ان کی عروت و آبرو کے خواہاں اور ان کی  
تذلیل و تکفیر میں عمر عزیز کو صرف کرنا باعث نجات و علوم مراتب  
سمجھتے تھے ان کا کچھ عرصہ سے زور نہایت کم ہو گیا تھا۔  
ان کی قوتیں قریب الامداد ہو چکی تھیں۔

**جواب مستف کی اتنی بات تو بالکل صحیح ہے کہ اکابر و اہل حق کی  
تضلیل و تفسیق میں سعی کرنے والے ان کی عروت و آبرو نہ چاہنے والے  
ور ربانی و حقانی علماء کی تذلیل و تکفیر میں عمر صرف کرنے والے اور اسی کو  
باعث نجات سمجھنے والے زمانہ سلف میں ہمیشہ سے اہل باطل ہی ہیں لیکن  
یہ بات غلط ہے کہ ان اہل باطل کا کچھ عرصہ سے زور کم ہو گیا تھا اور ان کی  
قوتیں قریب الامداد ہو چکی تھیں۔**

اصل حقیقت تو یہ ہے کہ زمانہ سلف کے بعد جس قدر فتنے اور فساد  
روز بروز بڑھتے رہتے اتنی ہی اہل باطل کی بھی پیداوار زیادہ ہوتی رہی یہاں  
تک کہ مصنف کے زمانہ میں شیخریوں - قادیانیوں - رافضیوں - غیر مقلدوں  
چکر الوبوں وغیر ہم باطل فرقوں کا کس قدر زور ہو گیا۔ مگر مصنف کے انکار  
اکابر و اہل حق کی تضلیل و تفسیق میں سعی بلوغ کرنا ان کی عروت و آبرو کے  
خواہاں ہونا اور ان کی تذلیل و تکفیر میں عمر صرف کرنے کو باعث نجات سمجھا  
نظر ہی نہ آیا۔ ہمیں نہیں نظر تو آیا۔ لیکن مصنف کے نزدیک شیخریوں کا اکابر  
علماء حق کی تذلیل کرنا غیر مقلدوں کا ائمہ دین کی تفسیق کرنا۔ رافضیوں کا

صحابہ کرام کی تضریر کرنا۔ قادیانیوں چکڑا بوبوں کا انبیاء کرام کی شانوں میں  
گستاخیاں کرنا جرم ہی کب ہے اور ان کے بطلان کی دلیل ہی کب ہے  
کیونکہ مصنف کے اکابر و پیشوا تو ان سے بہت بڑھ چڑھ کر اس کام کو  
انجام دے چکے ہیں۔ اس کا تفصیلی بیان تو ہمارے اس رسالے میں آئیں گے  
یہاں بطور اجمال صرف دو نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) تمام امت کا اتفاق اجماعی و اعتقادی مسئلہ یہ ہے کہ حضرات  
انبیاء کرام گنہگاروں کی شفاعت اور سفارش فرمائیں گے۔ شرح عقائد میں  
الشفاعة ثابتة للمرسل و  
الاخیار فی حق اهل الکباثر۔  
ابن پار و اولیاء کی شفاعت اہل  
کبار کے حق میں ثابت ہے۔  
راز شرح عقائد ص ۱۸

مصنف کے نزدیک شارح عقائد  
ابو جہل کی برابر مشرک

علامہ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں:-

الشفاعة ثابتة علی ما اجمع  
علیہ اهل السنة۔  
اشرح شفا مصری ص ۲۶۰  
۱۷

مصنف کے نزدیک علامہ  
علی قاری ابو جہل کی برابر مشرک

حضرت امام الائمہ سراج الامم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں  
شفاعة نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام  
للمؤمنین المذنبین ولاہل  
الکباثر و منہم المستوجبین  
العقاب حق ثابت  
راز فقہ اکبر مصری ص ۲۶۰

مصنف کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ  
ابو جہل کے برابر مشرک

امام جلیل حضرت محی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیت فرماتے ہیں :-

رَوَّكَسُوفَ يُعْطِيكَ رَأْبِكَ  
فَتَرْضَىٰ اِقَالَ عَطَاءَ عَن  
ابن عباس هو الشفاعة في  
امته حتى يرضى وهو قول  
على والحسن -

آیہ ولسوف يعطيك ربك بے شک  
عنقریب تمہارا رب تمہیں اتار دے گا  
کہ تم راضی ہو جاؤ گے کے متعلق حضرت  
عطائے فرمایا کہ حضرت ابن عباس سے  
مردی ہے کہ وہ امت کے حق میں  
شفاعت ہے یہاں تک کہ وہ راضی

(معالم ص ۲۱۵ ج ۷)

ہو جائیں گے۔ اور یہی حضرت مولا علی اور حضرت حسن بصری کا قول ہے۔  
ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء کرام۔ علماء و اولیاء  
عظام کا مستحقین عذاب و اہل کبار کی شفاعت و سفارش کرنا باجماع اہل سنت  
ناہت ہے اور حق ہے۔ یہ عقیدہ بالاتفاق تمام امت کا ہے۔ تمام علماء دین  
وائمہ مجتہدین۔ بلکہ صحابہ و تابعین کا اس پر اجماع ہے۔ یہاں تک کہ خود زبان  
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی ثابت ہے۔ بخاری و مسلم  
شریف میں ایک طریق حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

واعطيت الشفاعة للحديث  
از مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲

ترندی شریف و ابوداؤد شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

سنتوں کے نزول تک امام بغوی سے اسرار قبول کی راہ پر مشرک

مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

شفا عتی لاہل الکباثر من میری شفاعت میری امت کے

امتی (از مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۲) کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے

ابن ماجہ شریف میں امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ

سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یشفع یوم القیامۃ ثلثۃ الانبیاء بروز قیامت تین گروہ شفاعت

ثم العلماء ثم الشہداء ثم مشکوٰۃ ص ۲۹۵ کریگی پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے آقا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کو شفاعت عطا فرادی گئی اور امت کے اہل کبار کے لئے وہ شفاعت

ہوگی۔ اور قیامت کے روز نہ صرف سید انبیاء بلکہ اور انبیاء۔ علماء و شہداء بھی

شفاعت کریں گے۔ بلکہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّتَخَفِرُ لِدُنْبَاکَ سَوَاعِدُ الْمٰوْمِنِیْنَ اے محبوب اپنے خاصوں اور عام

وَلِلْمُؤْمِنٰتِ (سورہ محمد ۲۶) مسلمان مردوں اور عورتوں کے

گناہوں کی معافی لگوار یعنی شفاعت

اس آیت اور آیہ ولسوف یحطیٰ ربک فترضی سے نہایت روشن

طور پر ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کو شفاعت کا اذن دیدیا اور حضور شفاعت یہاں تک کریں

کہ خوش ہو جائیں گے۔ اور حضور کے خوش ہونے کی یہ حد ہے جو حضور

نے خود ہی ظاہر فرمادی جس کو علامہ محی السنۃ نسفی نے تفسیر مدارک التشریح

مصنف کے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ جل

براہم شریک ہے۔

مصنف کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہی اللہ جل

میں نقل فرمایا:-

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ  
فِي الْآخِرَةِ مِنَ الثَّوَابِ وَمَقَامِ  
الشفاعة وغير ذلك وما  
نزلت قال صلى الله عليه وسلم  
إلا لا أرضي قطُّ وواحد من  
أمتي في النار (مدايک مصری ص ۲۷)

یقیناً آپ کو آپ کا رب آخرت میں تمہیں  
اور مقام شفاعت اور اس کے  
سوا دیگر نعمتیں اس کثرت سے عطا  
فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے  
جب یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو میں ہرگز

راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے۔

بالجملہ حضرات انبیاء کرام کا گنہگاروں کی شفاعت و سفارش فرمانا  
ایسا اعتقادی اجماعی مسئلہ ہے جو نہ صرف علماء دین اور فقہاء و مجتہدین  
اور صحابہ و تابعین کی تصریحات سے بلکہ احادیث سید المرسلین صلوات  
اللہ علیہم وعلیہم اجمعین سے بلکہ قرآنی حکم رب العالمین سے ثابت ہے  
بدرجہ امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں اس اعتقادی تقاضی  
مسئلہ کے مقابلہ میں لکھتا ہے:-

ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک  
تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا  
بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک  
میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۷)

مسلمانو! دیکھو اس امام الوہابیہ نے تمام اُمت - سارے علماء دین

اولیاء صالحین - ائمہ و مجتہدین - صحابہ و تابعین کو بلکہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود رب العالمین عزاسمہ تک کو کیا ابو جہل کی برابر مشرک نہیں کہا - کہا اور ضرور کہا - اب مصنف سے دریافت کرو کہ نہ فقط اکابر ابی حق کی تزییل و تکفیر بلکہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم تک کو ابو جہل کی برابر مشرک و کافر بنانے کے فتوے کیا تجھ کو اس سے زائد اور درکار ہیں - تو مصنف اپنے اکابر کی ایسی تزییل و تفسیق بلکہ تکفیر کی ہمیشہ مثال کے موجود ہوتے ہوئے پیچروں و رافضیوں کا دیا نیوں چکڑا لوہوں وغیر مقلدوں کی تزییل و تفسیق و تکفیر کو کب نظر میں اور اپنے اکابر کی یہ بات دیکھتے ہوئے ان کی کس منہ سے شکایت کرتے ہیں وہا بیت کی برہنہ تصویر -

(۲) اسی طرح تمام اُمت کا اجماعی اعتقادی مسئلہ ہے کہ حضرت انبیاء کرام غیب پر مطلع ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں معنیات کا علم فرمایا ہے - شرح عقائد میں ہے :-

بالجملة العلم غیب امر تفرج به  
 اللہ تعالیٰ لا سبیل الیہ للعباد  
 الا باعلام منہ او السہام بطریق  
 المعجزة او الکرامۃ  
 (شرح عقائد ص ۲۲)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت میں فرماتے ہیں:

مصنف کے نزدیک علامہ تفتازانی کا مشرک

ہرچہ در دنیا است از زمان آدم تا  
 اوان نوحہ اولے بروے صلے اللہ  
 علیہ وسلم منکشف ساختند تا  
 ہمہ احوال را از اول تا آخر معلوم گرد  
 باران خود را نیز از بعضے از احوال  
 فرود ا از مدارج النبوت مطبوعہ  
 ناصری ص ۱۶۵ (۱۶)

(اسی میں ہے) وہو بكل شیء علیہم  
 وروے صلے اللہ علیہ وسلم وانا است  
 برہم چیز از شیونات ذات الہی  
 و احکام و صفات حق و اسماء افعال  
 و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن اول  
 و آخر حاظہ نمودہ و مصدوق و فوق  
 کل ذی علم علیہم شدہ۔

از خطبہ مدارج النبوتہ ص ۳  
 عارف باللہ حضرت شیخ احمد صادق تفسیر صادی میں فرماتے ہیں:-  
 والذی یحب الایمان بہ  
 ان رسول اللہ لم ینقل من  
 الدنیای حتمہ اعلمہ بجمیع المغیبات

یعنی آدم علیہ السلام کے زمانے سے  
 پہلے صورت تک جو کچھ دنیا میں ہے  
 سب حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ظاہر  
 فرمادیا۔ یہاں تک کہ تمام احوال اول  
 سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا  
 اور حضور نے اپنے اصحاب کمان میں  
 سے بعض کی خبر دی۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر چیز کے  
 جاننے والے اور شیونات ذات الہی  
 اور احکام و صفات حق اور اسماء  
 افعال و آثار اور تمام علوم ظاہر و باطن  
 اول سے آخر تک ان کے احاطہ علمی  
 میں داخل ہے۔ اور ان پر فوق کل

ذی علم علیہم صادق آگیا۔ یعنی وہ ہر چیز کے  
 علم والے سے اوپر جاننے والے ہیں۔  
 اور وہ بات جس پر ایمان لانا واجب ہے  
 کہ اللہ کے رسول دنیا سے تشریف  
 نہیں لے گئے۔ یہاں تک کہ انہیں

معنی کے نزدیک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی  
 کا زور مشترک

معنی کے نزدیک علامہ احمد صادی کا زور مشترک



اللتي تحصل في الدنيا والاخرة  
 (از تفسیر حاضری مصری ص ۹۷ ج ۲)

تمام وہ غیب جو دنیا و آخرت میں حاصل  
 ہونگے اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرماتے

علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں  
 فرماتے ہیں :-

(ذکر ماورد عنہ علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام من الانباء المنبئۃ  
 عن الغیوب لیس ہوا کما من  
 اعلام اللہ لہ یدہ) فتکون تلك  
 الغیوب (اعلاما علی ثبوت نبوتہ  
 ودلائل) ای علامات (علی  
 صدق رسالتہ) وقد تواترت  
 الاخبار والتفقت معانیہا علی  
 اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علی الغیب (از زرقانی مصری ص ۱۹۹ ج ۲)

پس تمام وہ باتیں جو غیب کی خبروں پر مشتمل  
 ہیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے وارد ہوئیں تو وہ انہیں اللہ کے  
 علم دینے سے ہیں تاکہ یہ غیب  
 حضور کے ثبوت نبوت اور صدق  
 رسالت پر نشانیاں اور علامتیں بن جائیں  
 اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب  
 پر مطلع ہونے پر احادیث متواتر  
 اور ان کے معانی متفق ہو چکے ہیں

مصنف کے نزدیک علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی کا زور شکر

علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں :-

وقد اشتهر وانتشر اصرارہ  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام بین اصحابہ  
 بالاطلاع علی الغیوب  
 (از زرقانی ص ۲ ج ۲)

اور صحابہ کرام میں مشہور و معروف  
 تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 غیبوں کا علم ہے۔ (یعنی وہ غیبوں  
 پر مطلع ہیں)

فاما اصحاب المومنون قانهم  
 جازمون باطلا عہ علی الغیب  
 صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے  
 تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب  
 پر مطلع ہیں۔

ان عبارت سے واضح ہو گیا کہ علم غیب انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی  
 عطا سے بطریق مجرہ اور اولیاء کو الہام سے بطریق کرامت حاصل ہوتا ہے  
 اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ دُنیا میں وقت سپیدنا آدم  
 علیہ السلام سے پہلے صورت تک ہو گا از اول تا آخر تمام حالات روشن ہو گئے  
 اور وہ ہر شے کے جاننے والے ہیں اور تمام اول و آخر ظاہر و باطن کے عام  
 ان کے احاطہ علمی میں ہیں۔ اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 نے حضور کے دُنیا سے منتقل ہونے سے قبل ہی وہ تمام غیب جو دُنیا  
 و آخرت میں حاصل ہونے والے تھے تعلیم فرمادے۔ تو جن غیبوں کی  
 خبریں آپ سے وارد ہیں وہ اللہ ہی کی تعلیم سے ہیں تاکہ یہ غیب حضور کے  
 ثبوت نبوت اور صدق رسالت پر نشانیاں اور علامتیں ہو جائیں۔ اور  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطلع ہونے پر احادیث متواتر ہیں اور  
 ان کے معانی متفق ہیں۔ یہی عقیدہ علماء دین اور ائمہ مجتہدین کا ہے۔  
 اور صحابہ کرام بھی اسی عقیدہ پر جزم کرتے تھے کہ اور ان میں یہی بات مشہور  
 تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں تو یہ عقیدہ ساری امت کا  
 قرار پایا۔ اب باقی رہے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے بھی  
 اس کا اقرار ان الفاظ میں فرمایا:-

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں  
اور زمین میں ہے۔

مجھے ہر چیز روشن ہو گئی تو میں نے  
پہچان لیا۔

مجھے اولین و آخرین کا علم  
دیا گیا۔

میں نے ماکان و مایکون کو جان  
لیا (جو ہونا اور جو ہو رہا ہے۔ اور

جو ہونے والا ہے) سب کو جان لیا۔

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جان لیا۔ اور مجھ پر ہر شے

روشن ہو گئی۔ اور مجھے اولین و آخرین کا علم سکھا دیا گیا اور میں نے  
جان لیا جو ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے۔ تو حضور کا غیو

پر مطلع ہونا ان احادیث سے بصراحت ثابت ہو گیا۔ اب دیکھئے ان کا  
عطا فرمانے والا رب العظیم ہی فرماتا ہے :-

وما هو علی الغیب بضین - اور یہ بنی غیب کے بتلنے میں  
رسوۃ التکوید ۳۰ ج ۸۱

امام محی السنۃ علامہ بغوی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کریمہ  
کے تحت فرماتے ہیں :-

يقول انه ياتيه علم الغيب

فلا يخجل به عليكم بل يعلمكم

ويخبركم به ولا يكتمه -

از تفسیر معالم و تفسیر خازن مصوری ج ۱۸،

اللہ فرماتا ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں

بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی

اس کا علم دیتے ہیں اور اس کو چھپانے

نہیں ہیں۔

اور محی السنۃ علامہ بغوی تفسیر معالم التشریح میں اور علامہ خازن

تفسیر لباب التاویل میں آیہ کریمہ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ کے تحت میں فرماتے ہیں:-

اراد بالانسان محمد صلی اللہ علیہ

وسلم (علمہ البیان) یعنی بیان

ماکان وما یکون لانه کان

بین من الاولین... والاخرین عنہم

الدین (ص ۷ ج ۷)

ان آیات اور ان کی تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کو ماکان وما یکون پر مطلع فرمادیا اسی لئے تورہ، اولین و آخرین

اور روز قیامت کا بیان کرتے ہیں۔ اور وہ تم پر بخل نہیں کرتے۔ بلکہ

تمہیں بھی سکھاتے اور خبر دیتے ہیں اور اس کو چھپاتے نہیں۔

بالجملہ انبیا اور خصوصاً سید انبیاء علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی

تعلیم و عطا سے غیوب پر مطلع ہونا ایسا اعتقادی مسئلہ ہے جو نہ صرف

علماء دین بلکہ صحابہ و تابعین کی تصریحات سے بلکہ صریح قرآن و حدیث کے

محقق کے نزدیک علامہ بغوی و علامہ خازن کا زور بیشک

ثابت ہے۔ اب دیکھو امام ابوہابہ اسمعیل دہلوی اس اعتقادی مسئلہ کے بالمقابل لکھتا ہے :-

غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان ص ۶۶) کسی انبیاء اولیاء امام یا شہیدوں کی جناب میں گزر یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے (تقویۃ الایمان ص ۳) پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص ۶)

مجدد مذہب و ہابہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاف طور پر لکھتے ہیں: یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے۔ سادات خفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۶) انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں (مسئلہ علم غیب ص ۲)

سنانو دیکھو اس امام ابوہابہ اور مجدد فرقہ دیوبندی نے علماء دین صحابہ و تابعین کو بلکہ خود رسول الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود رب العالمین جل جلالہ کو بھی کیا کافر و مشرک نہیں کہا۔ کہا اور ضرور کہا۔ اب مصنف سے پوچھو کہ نہ فقط اکابر اہل حق کی تزییل و تکفیر کے بلکہ

اللہ ورسول جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم تک کو مشرک و کاذب بنانے کے فتوے کیا تجھے اس سے اور زائد چاہئیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب مصنف کے اکابر تمام امت کے علماء اور اکابر اہل حق کی تزییل و تفسیق میں اس قدر بیخ گوشش کر چکے اور انہیں کافر و مشرک بنانے میں اپنی عمر صرف کر چکے اور انبیاء کرام و سید نبیاء علیہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں بلکہ خود رب العالمین جل جلالہ نشان میں جیسے گستاخانہ الفاظ استعمال کر چکے تو مصنف کو نیچریوں۔

راضیوں۔ قادیانیوں۔ چکر ڈالویوں۔ غیر مفادوں کی اکابر اہل حق کی تزییل و تکفیر کرنا کس طرح یاد آتی۔ اور وہ ان کے کفری و شرکی فتوؤں کو کب نظر میں لاتا۔ کہ ایسی تزییل و تکفیر تو نہ اس کے نزدیک کوئی جرم ہے۔ قابل شکایت بات ہے بلکہ یہ تو اس کا مذہب و عقیدہ ہے۔ ہاں مصنف کے نزدیک مجرم اور قابل شکایت تو وہ لوگ ہیں جو اس کے اکابر کے لئے شرعی احکام بیان کریں۔ چنانچہ وہ اس کے بعد لکھتا ہے:-

ان المحضرت بریلوی نے ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو زہ کیا ان کے ضعف کو قوت سے بدلا۔ المہنت پر وہ وہ انواع و اقسام ظلم و جفا کے ایجاد کئے کہ اپنے اسلانت اہل و جل موجودگی عمدہ یادگار اور محبت دہلکہ جملہ مغربیوں سابقین کے نایہ افتخار بنے کوئی ہی عالم باعمل و محقق سنی علماء ہند کا ایسا بد نصیب ہو گا جو ان المحضرت کے دست جفا سے

شہید نہ ہوا ہو بلکہ کوئی طائفہ فرقہ ناجیہ کا ان دیار میں نہ ہوگا  
 جس کو ان بریلوی مجدد اور ان کے اتباع کے اقلام دانستہ  
 نے فوج نہ کیا ہو۔ (شہاب ثاقب ص ۲۳)

**جواب اہل سنت و جماعت کے فاضل کامل۔ عالم عامل جامی**  
 سنت و ملت۔ حاجی کفر و ضلالت۔ مجددانہ حاضرہ۔ مؤید ملت طاہرہ۔  
 اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادیان بریلوی  
 قدس سرہ جیقول نے عمر بھر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست حمایت  
 کی۔ اور اہلسنت و مذہب حنفیت کی بہت بڑی خدمت کی۔ صدہا رسائل  
 و ہزارہا فتاویٰ تحریر فرمائے۔ تمام اہل باطل اور گمراہ فرقوں کے رد فرما کر ان کی  
 حقیقت و بد مذہبیت کو آشکارا فرمادیا۔ حق کا احقاق و باطل کا ابطال  
 فرما کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ کر دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا  
 اسلام ہند۔ سندھ مصر و شام۔ عرب و عجم ان کی حمایت دین و علمی  
 کمالات کے معترف ہیں۔ علماء اہلسنت نے ان کے رویہ و اپنے سر نیل  
 خم کر دیے۔ اور ان سے سندیں حاصل کیں ان سے بیعتیں کیں اور ان کی  
 طرف مسائل مشککہ میں رجوع کیا۔ ہمیشہ اہلسنت نے ان کی ذات کو  
 ابر رحمت سمجھا۔

ہاں مخالفین اسلام باطل فرقوں۔ گمراہ جماعتوں کی گرم بازار  
 ان کے سامنے سرد ہو گئی ان کی فریب کاریاں ان کے زمانہ میں بے حجاب  
 ہو گئیں اور گمراہی دیے دینی کا سیلاب بند ہو گیا اسی بنا پر تمام فرق باطلہ

ان کی ذات سے انتہائی عداوت و دشمنی تھی۔ رافضی۔ قاریانی۔ چکڑالوی وہابی غیر مقلدین وغیرہ گمراہ فرقے ان کے روبرو دم نہ مار سکے۔ ہر ایک کا ایسا زوبلیخ کر دیا کہ پھر اس کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔ خود ہی فرماتے ہیں سے

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ دار وار سے پار ہے

علیٰ حضرت قبلہ نے قاریانی۔ چکڑالوی۔ رافضی۔ پنجری۔ غیر مقلدین کے رو میں مستقل رسالے تحریر فرمائے ہیں ان کے عقائد باطلہ اور مسائل فاسدہ قرآن و حدیث تصریحات سلف و خلف کو نقل فرما کر احقاق حق و ابطال باطل رایا۔ اور ان کے اقوال کفر و ضلال کی بنا پر ان کی تزیلیل و تکفیر کی۔ اور اس طرح اہل کفر و ضلال کی تزیلیل و تکفیر کرنا سنت انبیاء کرام ہے بلکہ خلق الہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کسی مشرک و کافر کی حضرات انبیاء کرام نے تزیلیل و تکفیر نہیں کی۔ کتنی آیات و احادیث میں اہل کفر و ضلال کی تزیلیل و تکفیر فرمائی۔ پھر حضرات انبیاء کرام کے سچے متبعین نے ہمیشہ اہل باطل کی تزیلیل و تکفیر کی۔ علیٰ حضرت قبلہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ لہذا انہوں نے بھی اہل ضلال و کفر کی تزیلیل و تکفیر کی۔ اور عاتقہ المسلمین کو ان کے فتنے اور شر سے محفوظ کیا۔

فرقہ و ہابیہ کے کفر و ضلال اور غلط مسائل کی طرف خاص طور پر اس جہ سے توجہ کی گئی کہ اور فرق باطلہ کو عوام بھی پہچان لیا کرتے ہیں کہ پنجری



احکام اسلام کا محض اپنی ناقص عقل سے انکار کر دیا کرتے ہیں۔ وارثان انبیاء  
 حقانی علماء کی توہین کیا کرتے ہیں تو عوام کے لئے ان کی اتنی ہی بات کافی ہے  
 اسی طرح غیر مقلدین کا تقلید امام سے انکار کرنا۔ قرآن و حدیث کے سوا تمام  
 کتب مذہب کو نہ ماننا ہی ان کی معرفت کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ رافضی کا  
 صحابہ کی شان میں گستاخیاں کرنا اور اپنی مخصوص نماز و افعال کرنا ہی ان کو  
 پہچاننے کے لئے کافی ہے۔ قادیانی کا غلام احمد کو نبی ماننا اور اپنے خاص  
 افعال کرنا ہی انہیں جاننے کے لئے کافی ہے۔ چکرالوسی کا حدیث سے  
 انکار کرنا۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت سے منکر ہونا اور صرف قرآن  
 کا ماننا ہی ان کی درہم دست معرفت ہے۔

لیکن فرقہ دیوبندی و ہابیہ کا اہلسنت میں ایسا خلط ہے کہ یہ اپنے آپ کو  
 اہلسنت کہلاتے ہیں۔ خفی ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ قرآن و حدیث پر عمل  
 کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عقائد و فقہ کی کتابوں کو ماننے کا اظہار کرتے ہیں۔  
 سلف و خلف کی تصنیفات کے قبول کرنے کا اظہار کرتے ہیں۔ ہماری ساری  
 نماز۔ روزہ حج ادا کرتے ہیں۔ قادری و چشتی۔ نقشبندی و مہروردی بنتے  
 ہیں۔ تعلیم قرآن و حدیث اور دینی کتابوں کے درس کا شغل رکھتے ہیں۔  
 لہذا ان کی معرفت عوام کے لئے نہایت مشکل تھی۔ ان کا اہلسنت  
 جماعت سے امتیاز کرنا۔ ان کے اذال کفر و ضلال کا پہچاننا۔ ان کے عقا  
 باطلہ کا جاننا۔ ان کے غلط مسائل سے واقف ہونا عوام المسلمین کے لئے  
 سخت دشوار تھا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان سے فرعی اختلاف میلاد

مظہبی گیارہویں شریف۔ عرس فاتحہ۔ تیجہ۔ رسواں۔ چالیسواں۔ یا رسول اللہ  
 نا۔ مزارات پر روشنی کرنا۔ چادریں ڈالنا۔ اولیاء سے استمداد کرنا۔ توسل کرنا۔  
 زین کے روز معاف کرنا وغیرہ ہر مسئلہ پر رسالے تحریر فرمائے اور ان میں  
 ن وحدیث اور تصریحات سلف و خلف سے ان کے جواز کے کافی ثبوت  
 کے کر ان کے غلط استدلالوں کا رد طبع فرمایا۔ اور اصولی اختلافات اللہ  
 جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی شانوں میں گتائیاں کرنے۔ کثیر آیات  
 حدیث کے انکار کرنے۔ تصریحات کتب اسلامیہ کے نہ ماننے کے دو سو تیس  
 ال کفر و ضلال کا اظہار فرمایا۔ اور اس کو ایک رسالہ الاستمداد علی  
 بیال الازداد میں جمع فرمایا اور ان کے صرف امام الوہابیہ سے قبل دہلوی  
 شتر احوال کے لئے ایک رسالہ الکوکیۃ الشہابیہ فی کفریات  
 الوہابیہ تحریر کیا۔ اور ایک رسالہ المعتمد المستند لکھا جس میں  
 لام احمد قادیانی۔ رشید احمد انگوہی۔ خلیل احمد نبیٹھی۔ اشرف علی عثمانوی  
 احوال کفریہ نقل فرما کر ان کی تکفیر کی اور اسی پر علماء حرمین شریفین سے

صدیقین۔ اصل کیں جس مجموعہ کا نام حسام الحرمین ہے شرا لکفر  
 المین ہے۔ مصنف کو اعلیٰ حضرت قبلہ سے اسی بنا پر عداوت و دشمنی ہو  
 و وہ یہ سب کچھ اسی عداوت کے جوش میں لکھ رہا ہے۔ اور دل کو لکھ  
 ترا کر رہا ہے۔ مصنف کا یہ صریح اقرار ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اکابر علماء اہل  
 ق کی تخیل و تکفیر اور تذلیل و تفسیق کی ہے۔ مصنف اس کی کوئی نظیر  
 قیامت نہیں دکھا سکتا۔ مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ بھی صریح اقرار ہے

کہ انہوں نے اہلسنت پر انواع و اقسام کے ظلم و جفا کئے۔ مصنف اسکی بھی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ بھی صریح انقرا ہے . . . کہ انہوں نے کسی سنی عالم باعمل یا محقق سنی علماء میں کی تکفیر تضلیل کی ہو۔ مصنف اس کے ثبوت دینے سے بھی ہمیشہ عاجز رہے گا۔ مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ بھی صریح انقرا ہے کہ انہوں نے فرقہ ناجیہ کے کسی فرد پر فتوے کفر دیا ہو۔ مصنف اس کے ثابت کرنے سے بھی تاقیامت قاصر ہے۔ مصنف کو ایسے صریح انقرا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ خود تو فقہ الدجالین خاتم المفتربین ہے اور اس کی نسبت اعلیٰ حضرت کی جانب کرنا ہر العباد باللہ تعالیٰ مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۲۲ میں جی بھر کر جھوٹ بولا اور دل بھر کر اعلیٰ حضرت قبلہ کو گالیاں دیکر جو انقرا کئے ان کو نقل کیا جاتا ہے۔

یہ ربوا کو شیر مادر سمجھتے ہیں۔ تخریفات معانی قرآن و حدیث اور قطع و برید الفاظ عامار مستزکر کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرات عامار دیوبند اور ان کے اکابر پر سخت سخت انقرا پر دازیاں کی تھیں۔ (شہاب ثاقب ص ۲۲ ملخصاً)

جواب مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ صریح انقرا ہے کہ انہوں نے ربوا کو شیر مادر سمجھا۔ اگر مصنف کے اس دعوے میں ذرہ بھر صداقت ہو تو اس کو ثابت کرے اسی طرح معنیات کا یہ بھی بہتان عظیم ہے کہ اعلیٰ حضرت نے معانی قرآن و حدیث میں تخریفات کی۔ اگر مصنف کی اس بات میں سچائی کا نشانہ بھی ہو تو اس کی کوئی مثال پیش کرے اسی طرح مصنف کا یہ بھی بہتان ہے۔

مصنف کا جھوٹا سوال

مصنف کا اعلیٰ حضرت پر انقرا

انفرا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے علماء مستند کے الفاظ میں کہیں قطع برید کی ہو۔ اگر  
صنعت کے اس قول میں راست بازی کی بوجہ ہو تو اس کی ایک نظیر تو  
ہے۔ اسی طرح مصنف کا یہ زبردست بہتان ہے کہ اعلیٰ حضرت نے علماء  
یوں پراپنا پردازی کی۔ مسلمانوں پر پردازی تو جب ہوتی کہ اعلیٰ حضرت تبارک  
لمساوردیو بند کی عبارتیں خود اپنی طرف سے بنائیں یا ان عبارتوں میں ایک  
لفظ بلکہ ایک حرف کا بھی تغیر کر دیتے۔ اور جب وہ عبارتیں بلفظ آج بھی ان  
ن علماء دیوبند کی تصنیفات میں موجود ہیں اور خود ان عبارات کے لفظ و لفظ  
درست و صحیح ہونے کے وہ اعتراض کرتے ہیں تو پھر اس کو کوئی شریف  
بیعت النعمان تو ان پر پردازی کہہ نہیں سکتا۔ لیکن مصنف نے اپنا غرض  
یہ ایسا بنالیا ہے کہ وہ ایسی عبارتوں کو تو ان پر پردازی کہتا ہے جو کتابوں یا  
لفظ موجود ہوں جن میں ایک لفظ ایک حرف کا تغیر نہ ہو جن کا نہ صرف  
ن کے مصنفین بلکہ ساری قوم اعتراض کرتی ہو۔ آج بھی جو اسی مصنف  
ن کے نام سے وہ کتاب مطبوعہ کتب خانوں میں کئی ہو۔ اور جو عبارات  
ہی ہوں کہ ایک لفظ تو کیا ایک حرف بھی اس کے مصنف کا نہ ہو۔ عبارت  
ہی خود ساختہ ہو۔ اس کا مصنف نے فری ہو۔ اس کا مطبع بھی گڑھ ایسا  
ہے۔ اس کے صفحہ بھی اپنی طرف سے بنائے جائیں تو وہ عبارتیں ان  
پردازی نہ ہو سکیں۔ جیسا کہ اس مصنف ہی نے اسی شاہاب ثاقب کے  
جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ایک کتاب  
فریۃ الاولیاء گڑھی۔ اور اس کا مطبع کانپور بنالیا اور اس کے صفحہ ۵۱ کی

۳ سطر کی عبارت محض اپنی طرف سے بنا ڈالی۔ اور شہاب ثاقب صفحہ ۲۲ پر حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی کے نام سے ایک کتاب ہدایۃ الاسلام گروہ لی اور اس کا مطبع صبح صادق سینا پور بنا ڈالا اور اس کے صفحہ ۳۰ کی ۳ سطر کی عبارت محض اپنے دل سے تراش لی جسکو ہم پہلے بتفصیل پیش کر چکے ہیں مسلمانوں ذرا انصاف سے کہنا کہ انرا پردازی یہ ہے جو مصنف نے کی ہے کہ نہ عبارات ان کے مصنفین کی نہ ان کا نام صحیح نہ ان کا مطبع موجود نہ ان کتابوں کا کہیں دنیا میں وجود ہوا۔ مصنف خود تو امام المفترین ہیں اور دوسروں کو مفتری ثابت کرنے کی ناپاک سعی کرتا ہے۔

مصنف کا تینتیوال کذب و افترا  
خود مصنف امام المفترین ہیں

پھر یہ مصنف اسی صفحہ کے آخر میں اپنی معرفت کراتا ہے اور علما دیوبند سے اپنے تعلق کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے:-

احقر چونکہ حضرات اکابر دیوبند گنگوہی کا خوشہ چین اور انکے ہی دامنِ عاطفت کا مستثبث ہے۔ سات آٹھ برس تک ان کا برکے ارگاہ کی خاکروبی اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کی خدمت سے مالا مال رہا ہے اس لئے ان حضرات کے عقائد و خیالات و اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ (ص ۲۴ و ص ۲۵)

جواب - یہ واقعہ ہے کہ مصنف نہایت متعصب وہابی دیوبند کی اس کے عقائد و خیالات وہی ہیں جو وہابیوں دیوبندیوں کے عقائد و خیالات ہیں۔ اگرچہ وہابیہ کے روسوئیس اتوال کفر و ضلال علی حضرت قبلہ نے الاستمداد میں جمع فرمادے ہیں ہم محض آگاہی عوام کیلئے انہیں لکھائیں ہی نقل کرتے ہیں۔

بشارت	عقائدِ وہابیہ کی روشنی میں	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
۱	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ مکار ہے۔	سوال اللہ کے مکر سے ڈرا جا ہیے (تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکشاٹل پریس دہلی ص ۵۲ مصنفہ امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی)	وہابیہ نے اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کیلئے مکر جیسا غیب ثابت کیا۔ کوئی جا بھی ایسی گستاخی جرات نہ کرے گا
۲	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے	لا نسلم کہ کذب مذکور محال ہے محض مسطور باشد (بکیر دزی ص ۱۴۵) مصنفہ امام الوہابیہ (ترجمہ) ہم نہیں مانتے کہ جھوٹ بولنا محال ہو (مولوی اسمعیل دہلوی) عبارت تمہارے امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید آیا جائز ہے یا نہیں (اہل بین قاطع ص ۲)	وہابیہ نے اس عبارت میں اللہ کے لئے جھوٹ ممکن مانا باوجودیکہ عقیدۃ الہنت میں اللہ تعالیٰ کے لئے کذب محال ہے (شرح فقہ اکبر ص ۲۲ میں) والکذب علیہ محال اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید آیا جائز ہے یا نہیں (اہل بین قاطع ص ۲)
۳	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم نہیں ہے اگرچہ اور بیانت کر سکتا ہے	سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۳)	وہابیہ نے اس میں خدا کے علم کو اختیار کی کہہ کر اسکی صفت علم کو حادث مانا اور بیانت کر کے اپنے اس غیب کا علم نہ ہوگا تو خدا کو جاہل بھی مانا۔

نمبر شمار	غنائیہ بابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات و بابیہ	خلاصہ مواخذات
۴	وہابیہ کے نزدیک فرشتوں کو نہ مانو۔	اللہ کے سوا کسی کو نہ مان - تقویۃ الایمان ص ۲ اللہ کو مانیں اور اس کے سوا کسی کو نہ مانیں (تقویۃ الایمان ص ۱۶)	ترجمہ شاہ عبدالقادر ایمان کا ترجمہ ماننا ہوتا ہے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کو اسی پر ایمان لاؤ اور فرشتوں فرشتوں کا ایمان لاؤ تو فرشتوں
۵	وہابیہ کے نزدیک قرآن پاک کا نام الہی نہیں بلکہ آپس کی باتیں ہے۔ اور انبیاء کرام بے حفاکس ہو جاتے ہیں	اس کے دربار میں انکا تو یہ حال ہرگز جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے یہ سب میں آکر بچو اس ہو جاتے ہیں اور اور دہشت کے مارے دوسری بار آتے اور خوف و دہشت اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے امن و عدل کے کچھ نہیں کہہ سکتے (تقویۃ الایمان ص ۳۴) نہ ہوا۔ العباد باللہ	اس عبارت میں انبیاء کہا اور بچو اسی کی وجہ احکام الہی انکی سمجھ میں آتے اور خوف و دہشت سے دوبارہ دریافت کر سکتے تو آپس میں کہیں کر کے امن و عدل کرنا تو قرآن باہمی ہمشور ہوا کہ نہ ہوا۔ العباد باللہ
۶	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کی بشری برابر تعریف کی جائے بلکہ ان میں بھی اختصا کرو۔	کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ سو ان میں بھی اختصار ہی کرنا (تقویۃ الایمان ص ۱۷)	ان میں بزرگ کہا جا ہے ہو تو اس کی اور بشر کی برابر کرد یعنی انبیاء کے مخصوص کو بیان نہ کر دے صرف انکی اذکر کرو بلکہ ان میں بھی کمی کر

ار عقائد وہابیہ پوینڈ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں	انبیاء۔ امام زادہ۔ پیر۔ شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز (تقویۃ الایمان ص ۶۸) اللہ کے روبرو عاجز ہونے ہیں اور بے اختیار ہونے میں ہم اور بت اور پیغمبر برابر ہیں (نصیحتہ المؤمنین ص ۱۱)	اس میں انبیاء کی عظمت گھٹائی ان کے خداداد اختیار کو اپنی برابر عاجز و بے اختیار کہہ کر انہیں اپنی برابر ٹھہرایا۔ اور انکی برتری کا انکار کیا۔
وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام بے خبر بڑے ہوں یا چھوٹے سب کچھ اور نادان ہیں	ان باتوں میں بھی سب بندے بے خبر ہیں اور نادان (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۹)	اس میں بڑے کہہ کر انبیاء مراد لے کر بندوں میں بڑے انبیاء ہی ہوتے ہیں تو انبیاء کی علمی فضیلت کا انکار کر کے اپنی برابر انہیں بھی بے خبر نادان کہا اور ان کی فوقیت کو مٹایا۔
وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کی سرداری چودہری اور زمیندار جیسی ہے	جیسا ہر قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کہ ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۲)	اس میں انبیاء کرام کی سرداری کی قدر و منزلت گھٹانے کیلئے انہیں چودہری اور زمیندار کے ساتھ تشبیہ دی ورنہ ایسی تشبیہ کسی مخلص سے ممکن نہیں۔
وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام ذرہ بجزیرہ سے کتر ہیں۔	سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیزت بھی کہتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۲)	اس میں انبیاء کرام کے شرف تقرب اور فضائل خاص سب کو مٹا کر انہیں نہ صرف ذرہ کی برابر بلکہ ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ٹھہرایا کہ کسی مسلمان تو لہے نہیں گتتا۔



نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبند	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
۱۲	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام چار سے بھی زیادہ ذیل ہیں۔	ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۶)	اس میں بڑے مخلوق مراد انبیاء سی ہیں مخلوق میں انبیاء سے کون ہے تو انہیں چارہ زیادہ ذلیل کہہ کر انکی ذمہ
۱۳	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کی بڑے بھائی کی سی تعظیم ہے۔	انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے (تقویۃ الایمان ص ۶۸)	اس میں بڑے بزرگ سے انبیاء ہیں۔ تو انہیں کے تو خصوصیات کو پس پشت ان سے برادری اور بھائی کا رشتہ جوڑنا کسی عقلم کا
۱۴	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کے معجزہ سے بڑھ کر جادو گراؤر طلسم لے کر سکتے ہیں۔	بسیار چیز است کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمر دن میشود حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اقوی واکمل ازاں ارباب مسخرو صاحب طلسم ممکن الموقوع باشد۔ اقتادی رشیدیہ ص ۲۲	اسکا ترجمہ ہے بہت سے مقبولوں کا معجزہ گنو میں ایسی بلکہ قوت کمال میں ان سے بڑھ کر گراؤر طلسم والے کر کے ہیں معجزہ کو جادو و طلسم صرف برابر بلکہ قوت میں بڑھ کر گراؤر طلسم والے کی نہ صرف

نمبر شمار	فقائد و ہدایہ یونین	اصل عبارت و ہدایہ	خلاصہ مواخذات
۱۵	وہابیہ کے نزدیک اعمال میں امتی انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔	انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اتفات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں (تخذیر الناس ص ۵)	اس میں انبیاء کو امت سے تفوق علمی مانا اور اعمال میں انبیاء کو امت کی برابر مانا بلکہ امت کو انبیاء سے بڑھا دیا۔ تو امتی کو انبیاء کی برابر کہنا ہی تنقیص شان انبیاء پر چاہیے۔
۱۶	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کو اپنا شفیع سمجھنے والے نیاز و منت کرنے والے ابو جہل کی برابر مشرک ہیں۔	پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور انکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کر لے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵)	اس میں منتیں ماننے والے نذر و نیاز کرنے والے انبیاء کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنے والے سب کو ابو جہل کی برابر مشرک کہا اور یہ بھی حجاب کر دیا کہ انبیاء کو جو اللہ کا بندہ اور مخلوق اعتقاد کرینے باوجود بھی جو انہیں اپنا وکیل و شفیع سمجھے گا وہ بھی ابو جہل کی برابر مشرک ہے۔
۱۷	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کو اپنا شفیع سمجھنے والے نیاز و منت	پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و	اس میں منتیں ماننے والے نذر و نیاز کرنے والے انبیاء کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنے

نمبر شمار عقائد و ہابیہ پابندی	اصل عبارات و ہابیہ	خلاصہ مباحثات
کرنے والے ابو جہل کی برابر مشرک ہیں۔	مشرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کر لے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے	وہ سب کو ابو جہل کی برابر مشرک کہا اور یہ بھی صاف کر دیا کہ انبیاء کو جو اللہ کا بندہ اور مخلوق <sup>عقائد</sup> سمجھے انہیں برابر کر کے باوجود بھی جہا نہیں کیا۔
۱۴ وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی پچھلے اور آخری نبی نہیں یہاں تک کہ آپ کے زمانے کے بعد نہیں پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا	عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی پچھلے اور آخری نبی نہیں یہاں تک کہ آپ کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں یا لذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین یعنی پچھلے اور آخری نبی نہیں یہاں تک کہ آپ کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں اور یہی وہ معنی ہیں جو احادیث اور آثار صحابہ اور اجماع مسلمان سے ثابت ہیں تو اس لئے تمام امت اور صحابہ تابعین بلکہ خود رسول امین کو بھی <sup>عوام</sup> فرمانا قرار دیا اور اہل فہم کے خلاف ہے (تخذیر الناس حد ۳) (اس میں ہے) ٹہرایا۔ اور خدا کی نسبت
	بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت اس کے انکار کیا اور زمانہ آدم کے	دیباہ گوئی کا استعمال کیا تو اس نے حضور کی خاتمیت ہی انکار کیا اور زمانہ آدم کے

نمبر شمار	عقائد و ہابہ پروردگار	اصل عبارات و ہابہ	خلاصہ مواخذات
		محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحدیر الناس ص ۲۸)	بعد اور نبی کا پیدا ہو جانے کی تجزیہ کو مان لیا تو اس نے خالقیت ذاتی و ذاتی ہر دو کا انکار کر دیا
۸	و ہابہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت اور شیطان سے کم ہے۔	شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ برابریں قاطعہ ۵۱	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت اور شیطان سے کم بتایا گیا اور شیطان کا علم نص قطعی سے ثابت ہے اور حضور کی وسعت علم کیلئے کوئی نص قطعی نہیں اور جو چیز حضور کیلئے شرک ہے وہ ہی چیز
۱۹	و ہابہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر علم بچوں پاکلوں جانوروں کو بھی ہے۔	پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریا منت طلبت امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض یا کل غیب اگر بعض معلوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو زید عمر اور بچوں پاکلوں اور تمام جانوروں اور چوپایوں کی برابر کر دیا اس میں نہایت عبات اردو میں حضور کی تفتیش شان کی اور صریحاً توہین کی کہ

نمبر شمار	عقائد و ہابیہ یونین	اصل عبارات و ہابیہ	خلاصہ مواخذات
		زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے (لفظ الایمان ص ۱۰)	اعلم الخالق کے علم کو کم علموں بلکہ بے علموں کی برابر ثابت کر دیا۔
۲۰	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے مختار نہیں	جس کا نام محمد یا علیؑ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۰)	اس میں پہلے تو نام اقدس کس بے تہذیبی سے لیا کہ ابتدا میں کوئی کلمہ اسی نہ بعد میں پھر حضور کے خدا اور اختیار و تصرف کا صاف تہذیب سے
۲۱	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرکز شہی میں مل گئے	اپنی طرف سے حضور کا یہ قول (تقویۃ الایمان ص ۶۹) اس میں ایک تو اپنے دل سے گڑھ کر یہ حضور کا قول ہر ایسا ایک دن مرکز شہی میں ملنے والا ہوں۔	پھر آپ کے حیات الہی ہونیکا انکار کیا اور حدیث نبی اللہ حی کا بھی انکار کیا۔
۲۲	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچو اس ہو گئے۔	سبحن اللہا خرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک آنوار کے منہ سے آتی بات سنتے ہی مارے دہشت کے	اس میں نہایت صاف الفاظ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پھر اس کا لفظ استعمال کیا جو کسی نیاز مند غلام سے ممکن نہیں اگر یہ بچو اسی میں کہتا تو بچو اس

نمبر شمار	عقاید و ہدایہ یونینہ	اصل عبارات و ہادیسہ	خلاصہ مواخذات
		بے حواس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۴)	کی بڑھوتی۔ لیکن یہ تو بدستی حراس کہتے ہیں کہ کیا یا تو میں جیسی
۲۳	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کرداروں اور ہو سکتے ہیں۔	(اللہ) چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۵)	اس میں حضور صلی اللہ علیہ کا نظیر ممکن جانا اور متمنع النظیر کے قول کا صاف انکار کیا جس سے کثیر آیات واحادیث کی مخالفت لازم آتی ہے
۲۴	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تماز میں خیال لے جانا اپنے گدھے اور بیل کے تصور میں ڈوب جانے سے ہتر ہے۔	عرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آل از معظمین گو جناب رسالت کاب با شند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت کا بخیر خودست۔ اصراط مستقیم مصنف اسمعیل دہلوی ص ۸۶)	اس کا ترجمہ یہ ہے نماز میں پیر اور اسکے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال یجانا اگرچہ جناب رسالت کاب حضور ہوں کتے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیسی گندی گالی اور صریح تقیص لی۔ العیاذ باللہ
۲۵	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو بدر	ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ایک بے ادبی تو یہ ہے کہ	وہابیہ کا یہ خواب منگھڑت ہے علامہ بریں اس میں ایک بے ادبی تو یہ ہے کہ

نمبر شمار	مقاید ہابیہ دیوبند	اصل عبارت و ماہیہ	خلاصہ مواخذات
	دیوبند کے تعلق سے اردو بولنا آگئی۔	دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔	حضور کے اردو بولنے پر اعتراض کیا پھر علماء دیوبند سے معاملہ کا مطلب یہ کہ احوذ باللہ حضور نے علماء دیوبند سے اردو بھی حضور شاگرد بنے اور وہ علماء مدرسین دیوبند حضور استاد ہوئے جب ہی تو مدرسہ
۲۶	ہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی رشید احمد گنگوہی ہے۔	زبان پر اہل اہوا کی ہے کیوں اہل ہند شاید اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی۔ (مرثیہ گنگوہی مصنفہ محمود حسن دیوبندی ص ۶)	اس میں رشید احمد گنگوہی کو ثانی رسول یعنی مثل رسول کہا یہ تو حجب ہے کہ بانی اسلام سے حضور مراد ہوں اگر بانی اسلام خدا مراد تو گنگوہی ہی ثانی خدا یعنی
۲۷	ہابیہ کے نزدیک حضرت یوسف علیہ السلام کا ثانی گنگوہی جی کا کالا غلام ہے۔	قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں عبید سود کا ان کے لقب ہے یہ سفت ثانی (مرثیہ مذکور ص ۱۱)	اس میں عبیدر کا ترجمہ کالے غلٹے ہے مطلب یہ ہے کہ گنگوہی جی کے کالے چھوٹے سے چھوٹے غلام پر سفت ثانی ہیں بلور گولے تو گولے ہی ہوتے تو اس میں حضرت یوسف کی توجیہ ہے

نمبر شمار	عقائدِ ہابیبیہ پویندیہ	اصل عبارات و لمبہ	خلاصہ مواخذات
۲۸	وہابیہ کے نزدیک گنگوہی جی کی مسیحائی حضرت مسیح علیہ السلام کی مسیحائی سے بڑھ گئی۔	مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا آس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم (مرثیہ مذکور)	اس میں گنگوہی جی کا حضرت مسیح علیہ السلام سے مقابلہ کیا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح کی مسیحائی تو اتنی ہی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ فرماتے تھے اور گنگوہی جی کی ایسی ہے کہ یہ مردوں کو زندہ بھی کرتے ہیں اور زندوں کو مرنے نہیں دیتے۔

یہ مواخذات مسیح کی تہذیب نہیں ہو سکتی۔

مسلمانوں پر ہے اکابر فرقہ و ہابیبیہ کے عقائد و خیالات کا مزہ چھینیں سنکر ہر ناخواندہ صحیح الاعتقاد انسان کے بدن کے رینگے کھڑے ہو جائیں گے کہ انہوں نے اللہ عزوجل اور انبیاء کرام اور سید انبیاء علیہ وعلیہم السلام کی شانوں میں کتنی بے ادبی کیسی گستاخیاں کی ہیں۔ اور ان کے کتنے گندے خیالات اور ناپاک عقائد ہیں اور خیال اختصار صرف اتنے ہی پراکتفا کیا گیا۔ ورتہ دوسوا ایسے ہی ان کے عقائد و خیالات الاستمداد میں اور درج ہیں اور میرے رسالہ کا شرف سنیت و دھا بدیت میں ان کے عقائد و خیالات سے جمع کر دئے گئے ہیں۔

محضتہ انہیں عقائد و خیالات سے بخوبی واقف ہو کر اپنے ان کاہر کا جب خوشہ چیں بنا اور ان کے دامن تھلنے پر جیسا نازاں ہوا اور ان کی



بارگاہوں کی خاکروبی کرنے اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کے خدمات پر جب افتخار کرتا ہے تو ثابت ہو گیا کہ مصنف کے بھی وہی عقائد و خیالات ہیں جو اس کے ان اکابر کے ہمنے بطور نمونہ ۲۸ پیش کئے ہیں۔ اور مصنف نے یہ عقائد واقعی کے حال میں نہیں مانے بلکہ بخوبی واقف ہو کر مانے ہیں۔ اس کے بعد مصنف نے علماء مدینہ منورہ کے حسام الحرمین پر تصدیق اور دستخط کی یہ توجیہ اپنی طرف سے ان الفاظ میں پیش کی :-

اسی وجہ سے اس زمانے میں بھی ان کی مکاریوں اور افترا پر دازیوں کا اظہار مدینہ منورہ میں کیا گیا تھا اور رسائل کا بر لوگوں کو دکھلائے گئے تھے مگر جو لوگ قبل از اطلاع دستخط کر چکے تھے وہ لوگ مجبور ہو گئے اور انہوں نے بعد از اطلاع یہی کہا کہ ہم نے اپنی اپنی تقریظوں میں شرط لگا دی ہے (از شہاب ثاقب ص ۲۵)

جواب اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علماء حرمین شریفین کے سامنے گنگوہی شیعہ تقانوی وغیرہ کی کتابوں کی اصل عبارات پیش کیں آج یہ کتابیں مطبوعہ موجود ہیں ان میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ جو عبارات اعلیٰ حضرت نے پیش کی تھیں وہ آج بھی ان میں بلفظ موجود ہیں تو مصنف کا اس کو مکاری اور افترا پر دازی کہنا دجل و فریب نہیں تو اور کیا ہے۔ علماء حرمین شریفین نے ان عبارتوں پر حکم صادر فرمائے۔ مدینہ منورہ ہی کے علامہ برزنجی مفتی شافیہ کی تقریظ پڑھ لیجئے کہ انہوں نے ان کی اصل عبارت کو نقل کر کے حکم دیا ہے

مصنف کا چوتھو ال کذب و افترا

اہل فہم کو حضرت یہ ہو گی کہ آخر دینیہ منورہ میں اظہار ہوا کس چیز کا۔ اگر بقول مصنف  
 مسائل اکابر دیوبند لوگوں کو دکھائے گئے تو ان رسائل میں یہ عبارات تھیں یا نہیں  
 اگر مصنف کہے کہ وہ عبارات ان رسائل میں تھیں تو اہل مدنیہ کو اعلیٰ حضرت کی  
 صداقت اور سچائی کا اظہار ہو جانا چاہیے تو پھر ان کا یہ کہنا کہ ہم نے اپنی اپنی  
 تقریظوں میں شرط لگا دی ہے۔ غلط قرار پاتا ہے کہ جب انہوں نے اپنی آنکھوں  
 سے وہ اصل رسائل دیکھ لئے تو پھر شرط لگا دی ہے۔ کا جملہ بیچارہ ٹھہرتا ہے۔  
 و شرط کی تعلیق ہی ختم ہوتی ہے کہ ان کا حکم معلق بالشرط کے درجے  
 سے نکل کر قطعی حکم قرار پاتا ہے۔ علاوہ بریں جب اس شرط کا وجود ثابت  
 و وقوع حکم سے کون چیز مانع ہے۔ اور اگر مصنف یہ کہے کہ وہ اصل  
 عبارات ان رسائل ہی میں نہیں تھیں تو یہ بھی کذب صریح ہے کہ وہ  
 اصل عبارات تو آج بھی ان رسائل میں مطبوعہ موجود ہیں تو مصنف کا  
 یہ کذب صریح ہے کہ وہ رسائل انہیں دکھائے گئے۔ اور اگر یہی فرض کر لیتے  
 کہ انہیں وہ رسائل دکھائے گئے لیکن اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے حاکم الحرمین  
 کی تقریظوں کے بعد دکھائے گئے اور وہ دستخط کر کے مجبور ہو گئے تھے تو  
 انہیں علامہ برزنجی نے ان رسائل کے دیکھنے کے باوجود پھر غایۃ المامول  
 میں واقفیت کے بعد کیوں گنگو ہی۔ ابھیٹی۔ نقانوی وغیرہ کے اوپر کفر کی  
 تہمتی دیا۔ اور دیگر علماء دینیہ نے اس کی تصدیقیں کیں جس کی عبارت ہم  
 ہم نقل کر چکے۔ بالجملہ مصنف کی یہ بات نہایت لغو گوئی پر مبنی ہے۔  
 مصنف نے اسی ص ۲۵ میں اعلیٰ حضرت قبلہ کے سفر تاجزیر اپنی عادت

تجالت عام  
 یہاں تک کہ

کی بنا پر موٹھ شگافی کرتے ہوئے اور اس پر غیب دانی کا اظہار کرتے ہوئے علماء حرمین کی یہ توہین کی۔ انہوں نے حسن ظن سے کام لیا اور

ان کے قول و فعل کی تصدیق کی (شہاب ثاقب ص ۲۵) مصنف ان حضرات علماء حرمین شریفین کی یہ توہین کر رہا ہے۔ کہ غیر محتاط ہیں انہوں نے اشخاص پر کفری فتوے دینے میں کچھ تحقیق نہیں کی بلکہ غلطی یہ کی کہ صرف اعلیٰ حضرت قبلہ کی ذات پر حسن ظن کر لیا اور ان کے قول و فعل کی تصدیق کر دی۔ اب مصنف ہی سے دریافت کرو کہ اگر یہ بات واقعی ہے تو جب مصنفت وغیرہ نے ان حضرات کو اکابر دیوبند کے رسائل دکھا دئے تو اس کے بعد غایۃ المامول میں ان علماء مدنیہ نے پھر گنگوہی۔ تھانوی انبیٹھی وغیرہ کی تکفیر کس بنا پر کی۔ اس وقت تو بقول مصنف ان حضرات کا اعلیٰ حضرت پر نہ حسن ظن باقی رہا تھا۔ ان کا قول و فعل قابل اعتماد رہا تھا تو ان حضرات کا غایۃ المامول میں ان اکابر دیوبند کی تکفیر کرنا کس بنا پر تھا۔ مصنف اس گتھی کو تو سلجھائے۔ ورنہ اپنے اوپر لعنتہ اللہ علی الذابین پڑھ کر دم کر لے۔

پھر مصنف شہاب ثاقب کے ص ۲۵ و ۲۶ میں اپنے ہندوستان واپس آنے کے تذکرے اور اس کتاب کے لکھنے کا سبب ذکر کرتے ہوئے اپنے اکابر کی صفائی میں کہتا ہے :-

حضرات علماء دیوبند و سہارنپور وغیرہ کے دامن عصمت کو مجھ صاحب و عقبہ لگانا چاہتے ہیں وہ ان نجاستوں سے

بالکل پاک صاف ہیں وہ اکابر ان خیالات فاسدہ  
سے کوسوں دُور ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۲۶)

**جواب** ان اکابر دیوبند کے جو کفری اقوال و خیالات ہیں اور بقول

مصنف نجاسات ہیں وہ آج بھی ان کی کتابوں میں مطبوعہ موجود ہیں جس کا

دل چاہے تخریب الناس حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ وغیرہ رسائل میں ان

اقوال و خیالات کو دیکھ لے پڑھ لے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس کفری دہبہ کا

اظہار فرمایا اور ان نجاستوں کو دکھایا ہے۔ اب خود دنیا فیصلہ کرے گی

کہ اکابر دیوبند ان نجاستوں سے ملوث ہیں یا پاک صاف ہیں۔ اور ان

خیالات فاسدہ کو سرپے لے پھرتے ہیں یا کوسوں دُور ہیں۔ اور ان کے

نجس دامن پر ان نجاستوں کا دھتیا لگا ہوا ہے یا نہیں ہے۔

پھر مصنف نے اس شہاب ثاقب کے واقعات کی بنیاد اور اس کی

زبان کی سختی اور اپنی طبیعت کے جذبہ کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

اب مجھے بھی لازم ہوا کہ ان کی اعلیٰ حضرت کی حالت میں سچی سچی باتوں کو

میں سے منہ ابراہ کیا ہے یا معتبر زریعوں سے وہاں سنایا ہے

آپ حضرات کے گوش گزار کر کے ان کی انٹرا پر دانیوں اور

بتنان بندوبست پر مطلع کروں۔ مگر آپ حضرات اگر کوئی کلمہ

سخت ان کے اور ان کے گروہ کی نسبت ملاحظہ کریں تو

اس میں حق کو محذور خیال کریں۔ میں اپنی طبیعت کو

نہایت تقام کر اور سنجیدگی سے گفتگو کرتا ہوں۔

(از شہاب ثاقب لخصاً ص ۲۶ و ۲۷)

## جواب مصنف کے کذب و افترا کی دو شہادتیں تو ابتدائے

تہبیر میں پیش ہو چکی ہیں کہ اس کتاب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جدِ مجد  
 قدس سرہ کے نام سے کتاب ہدایتہ الاسلام اور دادا پیر کے نام سے کتاب  
 خزینۃ الاولیاء گڑھ فی ان کے مطبع بنائے ان کے صفحہ تراش لیے اور پھر کذب  
 و افترا یہ کہ ان کی عبارتیں اپنے دل سے گڑھ ہیں تو ایسے کاذب و مفتری  
 سے کیا امید ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کی سچی حالت صحیح واقعہ لکھدے اور واقعی  
 مشاہدہ کا ذکر کر دے اب رہا ان کا معتبر ذریعہ تو اس کے معتبر ہونے کا حال  
 آگے آئے گا۔ اور مصنف خود افترا پہلازی اور بہتان بندی کا انتہائی مشاق  
 ہے تو اسے دوسرے بھی ایسے ہی نظر آتے ہیں کسی نے کہا ہے  
 اپنے اوپر کرتا ہے سب کو قیاس

مصنف پر پہلے تو یہ لازم تھا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے افترا و بہتان  
 کی کوئی مثال پیش کرنا پھر ان الفاظ کا استعمال کرتا جس طرح ہم نے  
 اس کے افترا و بہتان کی یہ دو مثالیں ابتدا میں ہی پیش کر دیں اور صرف  
 ان ہدیتہ الاسلام اور خزینۃ الاولیاء مطبوعہ مذکورہ اور ان کے  
 ان صفحات پر یہ عبارات دکھانے پر مبلغ سو روپیہ کا انعام انہیں کے  
 معتقدین کو میں نے تحریر کر دیا۔ لیکن ایتکس تو کیا ناقیامت وہ نہیں  
 دکھاسکتے اور جب یہ مصنف کوئی مثال پیش نہ کر سکا تو یہ افترا و بہتان کے  
 الفاظ بول کر گالیاں دیتا ہے کہ جن سے معافی حقیقیہ مقصود نہیں ہے۔  
 نیز مصنف شہاب ثاقب کے لب و لہجہ کے متعلق نہایت جزم کے

ساتھ وعدہ تو یہ کرتا ہے کہ میں اپنی طبیعت کو نہایت تقام کرا اور سبھل  
 سبھل کر گفتگو کرتا ہوں۔ ناواقف لوگ تو اس وعدہ پر مطمئن ہو گئے  
 ہو گئے کہ جب اس کتاب میں مصنف نے نہایت طبیعت کو تقام کرا اور  
 سبھل سبھل کر گفتگو کی ہوگی تو اس کتاب میں اپنے مخالف کو کوئی سخت کلمہ  
 کسی طرح تہذیب سے گرا ہوا نہ لکھا ہوگا۔ اور اس کا لب و لہجہ عملی  
 و تہذیبی لحاظ سے بہترین ہوگا لیکن جب ان ناواقفوں کی نظر کے سامنے  
 ہمارا پیش کردہ مصنف کا ۶۴۰ کلمات کا گالی نامہ آئے گا تو انہیں سخت  
 حیرت ہوگی۔ اور ہر مصنف مزاج اس فیصلہ کے لئے تیار ہو جائیگا کہ جس نے  
 طبیعت کو تقام کرا اور سبھل سبھل کر گفتگو کرنے کا قصد کیا تھا وہ یہ ۶۴۰  
 گالیاں لکھ رہا ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ وہ طبیعت کی لگام ڈھیلی کر  
 دینا اور خوب اچھلتا کودتا تو کتاب کے سارے صفحات گالیوں سے پر  
 کر دیتا بلکہ خود مصنف نے بھی اپنی دشنام دہی اور یا وہ گوئی پر پردہ ڈالنے  
 کے لئے یہ الفاظ کہے آپ حضرات اگر کوئی کلمہ سخت ملاحظہ کریں تو  
 احقر کو معذور خیال کریں اس میں خود مصنف نے یہ اعتراض کر لیا کہ  
 شہاب ثاقب ہیں علم حضرت اور اہلسنت کی نسبت سخت کلمات کا  
 استعمال کیا گیا ہے۔ اب کسی دیوبندی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ مؤلف  
 کھول کر کہے کہ شہاب ثاقب میں کوئی سخت کلمہ نہیں ہے۔

مصنف کی چونکہ عادت ہی دشنام دہی اور افزا پردازی ہے  
 تو مصنف اپنی عادت کے پورا کرنے کے لئے اپنی معذوری کو حجاب

اور عذر قرار دیکر گالیاں دینا چاہتا ہے۔ اور اپنی برأت ثابت کرنا چاہتا ہے۔

پھر یہ مصنف شہاب ثاقب کے ص ۲۷ میں اپنے اوپر سے دشنام دہی کے الزام کو ان الفاظ میں اٹھانے کی سعی کرتا ہے:-

مگر کیا کروں کہیں اس برگو کی گالیوں اور خرافات کی وجہ سے طبیعت قابو سے نکل جاتی ہے پس مجبور ہو جاتا ہوں مگر تاہم وہاں بھی حتی الامکان شرافت و علم کے حدود سے تجاوز نہیں کرتا اور پورا مقابلہ اس باب میں تو ان کا وہی کر سکتا ہے جو ذیل النسب و فنیح الاحسان جاہل اُجڈ ہو۔

(شہاب ثاقب ص ۲۷)

جو اب مصنف کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر یہ افترا ہے کہ انہوں نے اپنی تصنیفات میں کسی عالم دین تو کیا بلکہ کسی مسلمان کے لئے بھی کوئی گالی اور خرافات لکھی ہو مصنف اگر سچا تھا تو اسے چاہیے تھا کہ اپنی اس کتاب میں اعلیٰ حضرت کی گالیاں اور خرافات کی ایک چھوٹی سی فہرست بقید صفحہ وسط پیش کرتا۔ جس طرح ہم نے مصنف کے گالی نامہ کی ایک فہرست ابتدا میں پیش کر دی ہے۔ تاکہ دنیا اس کی صداقت کو جان لیتی۔ اور اسے معذور منظور کرتی۔ مگر جب مصنف نے ایسا نہیں کیا تو ثابت ہو گیا کہ یہ محض اس کا کذب و افترا ہے اور خود گالیاں اور خرافات لکھنے کا ایک حیلہ بنانا ہے۔

مصنف کا چھینٹا ہوا وینتی سوال اُترا

ناظرین کرام توجہ کریں کہ یہ مصنف ۶۴۰ گالیاں اور خرافات لکھ کر بھی شرافت و علم کے حدود سے متجاوز نہیں ہوا۔ اور اگر کہیں شرافت و علم سے تجاوز ہو جائے تو پھر ہزاروں مخلطات لکھ مارتا۔ دیکھیے یہ سہ ریویندی شرافت و علم کے حدود کا نمونہ۔ پھر مصنف اپنی مزید عداوت کا اظہار کرتا ہے:-

مجدد صاحب نے اپنے طریقہ آباہی کو جو نبی اسرائیل کا ہمیشہ

سے تھا یعنی بقتلون الا نبیاء یعنی حق زندہ کی باع

ایں کار از تو آید و مردان چہیں کنند

آخر خود بھی تو اسرائیلی ہو ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۲۵)

جو آپ مصنف کی آنکھوں پر اگر عداوت کی عینکاسہ نہ لگی ہوتی

تو نہیں نظر آ جاتا کہ اعلیٰ حضرت درس سرہ لے اور آپ کے آباہی نے جو

عظمت شان انبیا علیہم السلام کا درس دیا وہ نہ فقط اہل ہند بلکہ تمام عرب

و عجم عراق و شام بلکہ تمام روس کے زمین کے اہل اسلام پر پوشیدہ نہیں ہے

آج ان کی تصنیفات مطبوعہ موجود ہیں جن کا کلمہ کلمہ بلکہ لفظ لفظ حضرت

انبیاء کی عظمت و رفعت اور توفیر و ارسا کا بہترین درس ہے۔ میں نے

بہت سے اہل علم و فضل کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی

اگر ذات بابرکات نہ ہوتی تو ہم لوگ بزرگان دین۔ انبیاء و مرسلین۔

صلوات اللہ علیہم اجمعین کی شانوں کی اس قدر عظمت اور ایسے آداب

واقف نہ ہوتے۔ خود دینہ طیبہ کے بعض حلیل القدر افاضل نے فرمایا کہ



اعلیٰ حضرت میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی جو محبت اور حسن ادب  
دیکھا ایسا کسی دوسرے شخص میں نظر نہ آیا۔

لیکن مصنف اپنے جن اکابر کا خوشہ چیں بنسہے اور جن کی جو تیاں  
سیدھی کرنے اور جن کی درگاہوں کی خاک روپی کرنے پر فخر کرتا ہے ان کی  
شان حضرات انبیاء کرام میں گستاخوں کا بھی تو ذکر کرتا کہ وہ حضرات  
انبیاء کرام کو اپنی برابر عاجز و بے اختیار اور بے خبر و نادان کہتے ہیں نہیں  
چار سے زیادہ ذلیل۔ ذرہ ناچیز سے کمتر ٹھہراتے ہیں ان کی چودہری اور  
زمیندار بلکہ برٹے بھائی کی سی تعظیم بتاتے ہیں۔ ان کے معجزوں سے  
بڑھ کر جا دوگر اور طلسم والوں کو قدرت ثابت کرتے ہیں۔ اعمال میں امتی  
کو ان سے بڑھاتے ہیں۔ ان کا علم بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں کی برابر  
کھٹھراتے ہیں۔ ان کا علم ملک الموت اور شیطان سے گھٹاتے ہیں۔  
انہیں دیوبندی ملوں کا شاگرد اور بادرچی قرار دیتے ہیں وغیرہ خرافات  
جن کی عبارات بلفظ ہم عقائد و ہایہ کی مختصر فہرست میں نقل کر چکے  
الحیاذ باللہ من ہذا الخرافات۔

تو مصنف اپنے ان روحانی آبا کے طریقے کو بھی متعین کرتا کہ  
انہوں نے فرعون کی کارنامے کو تازہ کر دیا یا ابو جہلی طریقے کو زندہ کیا یا  
شیطان کی خدمت کو انجام دیا۔ اور آخر یہ خود آل فرعون ہی سے ہیں یا  
فرزندان ابو جہلی سے ہیں یا ذریت شیطان سے ہیں۔

مصنف نے شہاب ثاقب کے ص ۲۴ سے ص ۳۰ تک غلطی ت  
نبلہ کے مکہ مکرمہ حاضر ہونے کے وقت سے پورے زمانے قیام کے  
واقعات پیش کئے اور ان واقعات کی سند کا ان الفاظ میں اظہار کیا:

اس تمام قصہ کو احقر نے مجھلاً عرض کیلئے جس کا جی چاہا  
تفصیل وار شیخ شعیب صاحب مالکی مدرس حرم شریف  
مکہ معظمہ یا شیخ احمد فقیہ یا شیخ عبدالقادر شیخی یا شیخ  
محمد معصوم صاحب یا مولوی منور علی صاحب محدث  
رام پوری سے یا ان لوگوں سے جو شریف صاحب کے  
اس زمانہ میں مصاحب تھے پوچھ لیوے۔

(از شہاب ثاقب ص ۳۰ و ص ۳۱)

جواب۔ دنیا جانتی ہے کہ ہر قصہ کی صحت و غلطی کا دار و مدار اس کے  
بیان کرنے والے کی صداقت یا کذب پر موقوف ہوتا ہے آپ نے بارہا  
علماء سے سنا ہوگا کہ حدیث کی صحت کا دار و مدار راوی کی عدالت پر ہے  
اسی بنا پر علماء محدثین نے فن رجال میں صد ہا کتابیں لکھیں اور راویان حدیث  
کے حالات میں انتہائی جستجو و عرق ریزیاں کر کے ان کا عادل و غیر عادل ہونا  
مقام بنام متعین فرما دیا۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

یا ایہا الذین امنوا ان جاء اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے  
کھ فاسق بننا چاہتا ہے تو تصدیق کرو۔  
توما جھالہ فتصحو اعلیٰ کہ کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے

ما فعلتھ ناد میں۔

بیٹھو پھر اپنے کئے پر چیتانے

(سورہ حجرات ۲۶ ج)

رہو۔

آیت کریمہ نے تعلیم فرمایا کہ ہر خبر کو سن کر کسی کو ایذا نہ دے بیٹھو بلکہ اگر فاسق کی خبر ہو تو اس کی پہلے تحقیق کر لیا کرو۔ اور بلا تحقیق فاسق کی خبر کو معتبر نہ جانو۔ لہذا ہم پہلے اس قصہ خوال مصنف شہاب ثاقب کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا نہایت کافی سمجھتے ہیں کہ اسی ہماری کتاب کے ابتدا ہی میں مصنف کے دو کذب و افترا اسی شہاب ثاقب سے پیش کئے ہیں کہ اس نے دو کتابیں ہدایۃ الاسلام اور خزینۃ الاولیاء محض اپنے دل سے گڑھ کر پیش کیں ان کے مطبع تراش لئے ان کے صفحات بنا ڈالے ان کی عبارتیں اپنی طرف سے تصدیق کر کے لکھ ماریں تو کیا مصنف کے کذب و افترا کا اس سے زائد صریح و روشن ثبوت درکار ہے تو یہ مصنف نہ فقط فاسق و مفتری بلکہ امام العا سقین اور رئیس المفترین ثابت ہوا۔ اور یہ بات کوئی عداوت یا عناد سے نہیں کہی ہے بلکہ جس کو اس کی صداقت دیکھنی ہو وہ کہیں روئے زمین سے ان خاص کتابوں کو پیش کر دے۔ اور ہم سے دوستو رپیہ کا انعام حاصل کر لے۔

اب مصنف کے راویوں کے احوال سنئے ان سب میں حقیقتاً دو اصل راوی ہیں جن کا اس کتاب شہاب ثاقب میں بار بار تذکرہ کیا ہے ایک شیخ محمد معصوم رام پوری دوسرے مولوی منور علی محدث رامپوری پھر ان دونوں میں بھی ہر اعتبار سے ممتاز مولوی منور علی محدث رامپور کے

دریہی وہ شخص ہے جس نے غایۃ المامول کو ہندوستان میں لا کر طبع کرایا،  
 اس کا ذکر شہاب ثاقب کے ص ۳ میں آئے گا۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے  
 غایۃ المامول میں دل کھول کر تحریفیں کیں ہیں۔ اور اگر اس کے کذب و افترا  
 کا حقہ معائنہ کرنا ہو تو ان کی تصنیف کردہ کتاب سیف النقی (جس کا  
 ایسا فرعی مصنف محمد نقی اجمیری کہ گڑھ لیا ہے) جس کے کذب و افترا  
 کے پانچ نمبر ہمنے اپنی ابتداء کے کتاب میں نقل کئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے  
 یاد اجداد اور مشائخ کی طرف عبارتیں گڑھ لیں۔ ان کی تصانیف کے  
 ام تراش لئے۔ ان کتابوں کے مطبع فرض کر لئے۔ صفحات اپنی طرف  
 مائلے۔ باوجودیکہ روسے زمین پر کہیں ان کتابوں کا نام و نشان نہیں  
 رضی و خیالی تراشیدہ اور منکر ٹہرت ہیں تو ہمیں نہایت معتبر ذریعہ سے  
 حلیم ہوا ہے کہ یہ سیف النقی انہیں منور علی رامپوری کی تصنیف کردہ  
 ہے تو ان منور علی کے کذب و افترا کے ثبوت کے لئے اس سے بڑھ کر  
 اور کیا دستاویز پیش کی جا سکتی ہے لہذا یہ منور علی بھی نہ فقط فاسق و  
 فاجر بلکہ سلطان الفاسقین۔ مجدد المفسرین ثابت ہوئے۔ تو جس کو  
 ورنے شک ہو وہ سیف النقی سے ان کتابوں کے نام دیکھ کر دیوبندی  
 فرم سے ان کتابوں کا مطالبہ کرے۔ اور خود امتحان کر لے کہ سیف النقی  
 میں کس قدر جیتا جھوٹ اور صریح افترا کیا گیا ہے۔

اب باقی رہے شیخ معصوم رامپوری بددعوت نہ مولوی بلکہ ایک  
 جاہل و بی تعلیم تھا اس کی بددعا ہی اور گمراہی اہل مکہ معظمہ پر ظاہر ہو چکی تھی اسی

بنا پر علمائے حرم شریف نے اس کا نام ہی بدل کر بجائے معصوم کے معصوم رکھ دیا تھا۔ اس نے اعلیٰ حضرت پر جھوٹ بولنے اور دل بھر کر افترا کرنے میں کوئی کمی اٹھانہ رکھی تو اس کا کاذب و مفتری ہوتا بھی ظاہر ہے تو اس کے فاسق ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں۔

اسی طرح شیخ احمد فقیہ کہ یہ بھی جاہل و ہلہل تھا۔ اس کی بد مذہبی اور حرم پر ظاہر ہو چکی تھی یہاں تک کہ اس کو علماء مکہ معظمہ اجماعاً سفیہ کہتے تھے تو اس کا یہ لقب ہی اس کے غیر معتبر ہونے کے لئے نہایت کافی ہے نیز اس کے تذکیہ میں عجب علماء حرم یہ فرمائیں تو مصنف کو اس کو شاہد بنانے ہوئے شرم کرنی چاہیے تھی۔ اور شیخ عبدالقادر شیبی نائب حرم ایک ناخواندہ شخص تھے ان کو منور علی و شیخ معصوم و احمد فکیہ نے دجل و فریب سے اپنا موافق بنا لیا تھا یہاں تک کہ فاضل جلیل عالم نبیل مولانا سید اسماعیل محافظ کتب حرم اس کو بجائے نائب حرم کے تاحیب الحرم کہتے تھے تو اس شاہد کے غیر معتبر ہونے کے لئے یہ الفاظ بہت کافی ہیں۔ شیخ شعیب کا حال کسی سے معلوم نہ ہو سکا۔ بہت ممکن ہے کہ ان کو کسی فریب سے منور علی و غیرہ نے اپنا ہمراہ بنا لیا ہو اور وہ حقیقت حال سے ناواقف ہوں جیسا کہ وہابیہ نے ناصر السنہ کا سرالفتنہ۔ سید العلماء المحققین۔ امام العظام المدققین۔ علامہ شیخ صالح کمال مفتی حنیفہ و سابق قاضی مکہ کو فریب دے کر حضرت مولانا مولوی <sup>صلوات اللہ علیہ</sup> رامپوری پر کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کی سعی کی۔ لیکن ان پر وہابیہ کا فریب

اہر ہو گیا۔ اسی طرح شیخ شعیب کو اپنے فریب سے اپنے موافق بنا لیا ہو  
 یہ بھی ممکن ہے کہ ان شیخ شعیب کو کچھ اشرفیاں دیکر منور علی وغیرہ  
 اپنا ہمدرد بنا لیا ہو۔ اور یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ خود سید بھی صاحب  
 نرت مفتی حنفیہ شیخ صالح کمال کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لے کر  
 چلے گئے اور مفتی صاحب کو اپنا ہمدرد و معاون بنانا چاہتے تھے۔  
 ان انہوں نے اس نذرانہ کو ٹھکرا دیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اسی طرح  
 شیخ شعیب صاحب کو نذرانہ دیکر توڑ لیا ہوا الجملہ یہ شیخ شعیب کم از کم  
 بول الحال ہیں تو ان کی شہادت بھی غیر معتبر۔ الحاصل جب مصنف  
 پیش کردہ شاہین بد مذہب اور فساق ہیں اور کوئی اس میں مجہول الحال  
 تو شرعاً ان میں سے کسی کی شہادت معتبر نہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس سفر حجاز کا اصل واقعہ یہ ہے کہ اس  
 اعلیٰ حضرت قبلہ کے برادر خورد جناب مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب  
 غلٹ اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب معہ  
 بلقین بارادہ حج بریلی شریف سے روانہ ہوئے تھے اعلیٰ حضرت قبلہ میں  
 نو تک پہنچا کر بریلی واپس آگئے۔ لیکن طبع مبارک میں ایک ہفتہ تک  
 منظر اب رہا۔ یہاں تک کہ جب قلب مبارک وہاں کی حاضری کے لئے  
 وہ بے چین ہوا تو اچانک بریلی شریف سے روانہ ہو کر بیٹی شریف  
 اہوئے اور اسٹیشن سے انزکرسیدھے قرنطینہ میں پہنچے۔ اور اپنے  
 ہ کے ساتھ ہی روانہ ہو گئے اور مکہ معظمہ پہنچ کر تمام مناسک حج سے

فارغ ہوئے۔ بعد فراغت مناسک کتب خانہ حرم شریف میں تشریف لے گئے تو فاضل جلیل حضرت مولانا سید اسماعیل صاحب محافظ کتب حرم سے ملاقات ہوئی۔ انہیں اعلیٰ حضرت قبلہ کے ساتھ غائبانہ خلوعر بھقا تو انہیں از حد مسترت ہوئی۔

اعلیٰ حضرت کی یہ حاضری غیر متوقع طور پر بلا کسی ارادے کے اتنا ہو گئی کہ حج فرض تو بہت پہلے ادا فرما چکے تھے۔ اور یہ حج نفل تھا تو کوئی پہلے سے خاص اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ پھر حضرت مولانا سید سے دیگر اکابر مکہ معظمہ کو اعلیٰ حضرت قبلہ کے تشریف لانے کی اطلاع ہوئی تو یہ لوگ جوق در جوق ملاقات کے لئے آئے لگے تو بعض سے یہ خبر میں آئی کہ خلیل احمد منبجھی وغیرہ وہاں پہنچے بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے شریف صاحب تک رسائی پیدا کر لی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑ رکھا۔ اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولانا شیخ صالح مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو بعد نماز عصر اعلیٰ حضرت قبلہ کتب خانہ حرم میں تشریف فرما تھے کہ حضرت مفتی تشریف لائے ان سے سلام مصافحہ ملاقات ہوئی مفتی صاحب نے اپنے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس میں علم غیب پر پانچ سوالات تھے۔

اور فرمایا یہ سوالات وہاں پہنچنے والے تھے، صاحب ذریعہ سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے حضرت مولانا سید اسماعیل صاحب کے بھائی مولانا سید مصطفیٰ سے فرمایا کہ قلم و

دیکھے۔ حضرت مفتی صاحب و مولانا سید اسماعیل صاحب اور جو اکابر اس وقت وہاں تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے۔ بلکہ ایسا جواب ہو جو دن رات سنا سنا ہو۔ تو اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس کے لئے کچھ مہلت درکار ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ کل شنبہ پر سو چار شنبہ ہے تو یہ دو روز ہیں اور مجھے تو وہ جواب پانچ شنبہ کو مل جائیں کہ میں شریف صاحب کے سامنے پیش کروں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے شنبہ کو رسالہ تصنیف کرنا شروع کر دیا جس کا تاریخی نام الد ولتہ الملیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ہے اور پانچ شنبہ کو صبح حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں پہنچا دیا یہ رسالہ صرف دو دن میں لکھا گیا اور اعلیٰ حضرت برابر بخاریں بتلا رہے اور پھر ان میں حضرات علماء کی ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ حضرت مفتی صاحب نے دن میں اس کا مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لے کر پہنچے اور دربار میں یہ کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا کہ اس مصنف علامہ نے اس میں وہ علم ظاہر فرمایا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہم نے خواب میں بھی نہ دیکھا تھا۔ شریف صاحب نے اس رسالے کے پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی ایک شیخ احمد فکیہ دوسرا عبدالرحمن اسکولی موجود تھے انہوں نے مقدمہ کتاب ہی کو سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدلدے گی مسئلہ ان پر واضح ہو جائے گا۔ اور شریف صاحب ذی علم شخص ہیں تو اس پر کچھ نہ کچھ اعتراض کریں اور بحث میں الجھا کر وقت گنارویں لہذا انہوں نے ایک ہلے اعتراض کیا اور حضرت مفتی صاحب نے



جواب دیا اور فرمایا کہ کتاب کو پہلے سن لیجئے کہ بہت ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آجائے اور نہ ہوگا تو جواب کا میں ذمہ دار ہوں۔ اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف تو موجود ہے اور یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد انہوں نے پھر ایک لایعنی اعتراض کر دیا۔ مفتی صاحب نے شریف صاحب سے کہا کہ آپ کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ لوگ اُلجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا کتاب سناؤں۔ شریف صاحب نے فرمایا اقرأ آپ پڑھیے۔ اب کیا تھا کہ ان وہابیوں کے مونہ پر ہر سکوت لگ گئی۔ شریف صاحب نے جب دلائل قاہرہ کو سنا تو باوا تریلند فرمایا اللہ یُعْطِي وَهُوَ يُعْطِي وَهُوَ

یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سنانی اب دربار برخواست ہونے کا وقت آگیا۔ شریف صاحب نے مفتی صاحب سے فرمایا کہ یہاں نشانی رکھ دیجئے اور کتاب بغل میں لے کر بلا خاشاک پر آرام کے لئے تشریف لے گئے۔ شریف صاحب کا یہ دربار عام تھا۔ کافی لوگ اس میں موجود تھے۔ صبح کو کہ کچھ عظمہ میں شہرہ ہوا کہ وہابیہ پر اوس پڑ گئی۔ سب لوگ ٹھٹھ سے پڑ گئے۔ شہر کے گلی کوچے میں ٹرٹ کے ان سے تمسخر کرتے تھے کہ اب کچھ نہیں کہتے۔ اب وہ جوش کیا ہوئے۔ اب وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا تمہارا کفر و شرک تمہیں پر پٹا۔ وہابیہ بس اپنی گلو خلاصی کے لئے یہ کہہ دیتے کہ اس شخص نے اس

کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف صاحب پر جا دو کر دیا ہے۔ پھر علماء کرام نے اس کتاب پر دھوم دھامی سے تقریظیں لکھنی شروع کیں۔ بالجملہ شریف صاحب کے یہاں تو وہاں یہ کو ہندب ذلت ہوئی اور دربار کی باریابی سب خاک میں مل گئی۔ اب انہوں نے یہ خیال کیا کہ شریف صاحب تو ذی علم شخص تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے۔ احمد راتب پاشا جو گورنر مکہ معظمہ

یہ ایک دیندار ناخواندہ فوجی آدمی ہے یہ ہمارے بھڑکانے سے بھر پک جائیگا۔ ایک روز بعد عصر یہ طوائف سے فارغ ہوا تو وہاں پید کے نائب حرم نے ان سے گزارش کی ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت سے لوگوں کے عقیدے بگاڑ دئے ہیں اور وہ اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے یہ کہہ تو دیا لیکن اس کے ساتھ ہی دل میں یہ سوچا کہ اس بات کو کوئی کیسے گوارا کرے گا کہ ہندی عالم اور کیوں کے عقیدے بگاڑ دے۔ ابنا جبو یہ کہنا پڑا کہ چند اکابر مکہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید باصیل اور مفتی حنفیہ مولانا شیخ صالح کمال اور فاضل جلیل مولانا ابوالخیر مراد اس کے ساتھ ہو گئے ہیں یہ سنتے ہی اہم پاشا نے کمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر مارا اور کہا یا خبیث ابن الخبیث یا کلب ابن کلب اذا کان ہو کلاء معہ فهو یفسد امر یصلح یعنی اے خبیث ابن خبیث اور اے کلب ابن کلب جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا۔ یہ ہیں وہاں کی ذلتوں کے واقعات جن کا اگر ذکر کیا جاوے تو کتاب بہت طویل ہو جائے۔

الحاصل اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مکہ مکرمہ میں تقریباً دو ماہ اور قیام رہا ہے  
 تمام اکابر علماء سے سلسلہ ملاقات رہا اکثر حضرات تو خود یہاں تشریف  
 لاتے اور کہیں اعلیٰ حضرت بھی تشریف لے جاتے براہ ان ملاقاتوں میں  
 مذاکرہ علمی رہتا۔ وہاں کے حضرات نے بکثرت دعوتیں کیں اور سندیں لیں  
 بیعتیں کیں اعلیٰ حضرت کو مکہ مکرمہ میں جو اعزاز ملا وہ کسی کو نصیب نہ ہوگا۔ پھر ۱۲۲۲ھ  
 ۱۲۲۲ھ کو حاصری مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہوئے تو وہاں کے بعض علماء  
 اور دیگر حضرات شہر سے باہر دُور تک برسیم و داع تشریف لائے۔ یہ  
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قیام کے معظمہ کے مختصر واقعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ  
 علیم و بصیر ہے کہ اس میں کوئی کلمہ مبالغہ آمیز نہیں ایک لغو جھوٹ نہیں  
 کوئی بات خلاف واقعہ نہیں۔

مصنف نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا جو واقعہ تقریباً دو ورق میں لکھا  
 ہے غلط و باطل ہے۔ اس میں پہلا کذب و افتراء تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ  
 کے خلاف ایسا ایک محض نامہ تیار ہوا پھر یہ بھی کذب ہے کہ اس میں بہت سی  
 ہریں اور دستخط تھے۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ وہ محض شریف صاحب کی خدمت  
 میں پہنچا۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ شریف صاحب نہایت غضب ناک ہوئے  
 اور ارادہ قید کرنے کا کیا۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ محمد معصوم اور منور علی نے  
 اعلیٰ حضرت کی حمایت کی۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ شریف صاحب نے تین سوالات  
 کئے اور یہ کہا کہ جب تک اس کا جواب نہ دیدو اس وقت تک تم کو یہاں سے  
 سفر کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ اعلیٰ حضرت سفر کرنے سے

بند کر دئے گئے ایک قسم کی قید میں پڑ گئے بہت سٹ پٹائے۔ لینے کے دینے پڑ گئے۔ وغیرہ خرافات پھر اعلیٰ حضرت۔ قبلہ کی طرف، جو جوابات منسوب کئے ہیں یہ بھی کذب و افترا ہیں بلکہ اعلیٰ حضرت نے جو اثبات علم غیب میں تحریر فرمایا ہے وہ الدولۃ المملکۃ میں موجود ہے تو یہ جوابات محض مصنف کے اپنے خیال سے گڑھے ہوئے ہیں۔ پھر یہ بھی کذب و افترا ہے کہ مفتی حنفیہ شیخ صالح سے دربار میں شیخ احمد فقیہ کی بات کا جواب بن پڑا اور وہ رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوئے۔ پھر یہ بھی کذب و افترا ہے کہ شریف صاحب فرمایا کہ اس شخص (اعلیٰ حضرت) کو یہاں سے نکال دو پھر یہ بھی کذب و افترا ہے کہ دربار شریفی سے حکم آیا کہ تم جلد یہاں سے چلے جاؤ۔ پھر یہ بھی کذب و افترا ہے کہ اعلیٰ حضرت مکہ سے فوت سے نکالے گئے۔ مصنف کے سرخ کذب و افترا کی کہاں تک شمار کرانی جائے کہ خود ہی ص ۲۸ میں یہ اقرار ہے کہ اعلیٰ حضرت حج سے فارغ ہو چکے تھے اور اس کے بعد اسی ماہ ذی الحجہ میں یہ واقعات پیش آئے اور انہیں آٹھ دس روز بھانگنے کی فکر لاحق ہو گئی تھی باوجودیکہ اعلیٰ حضرت قبلہ مکہ معظمہ میں ۲۴ صفر تک مقیم رہے اور مرجع خلائق بنے رہے۔ تو دو ماہ تک وہ شریفی حکم کیوں نہ جاری ہو سکا تو مصنف نے یہ کیا بیتا جھوٹا اور سرخ افترا و بہتان کیا۔ **قلعۃ اللہ علی الکذابين۔**

(خلیل احمد بیٹھی کی مکہ معظمہ میں دلت اور اس کے واقعہ کا جواب)

مصنف نے ص ۳۱ سے ص ۳۳ تک پورے ایک ورق میں دل کھول کر

جھوٹ بولا اور صریح افترا کیا ہے۔ انحضرت قبلہ پر یہ پہلا افترا ہے کہ علیحضرت نے شریف صاحب کے پاس خلیل احمد انبیٹھی کی شکایت پہنچائی ہے۔ دوسرا صریح کذب یہ ہے کہ انبیٹھی صاحب نے خدا کو جھوٹا اور شیطان کو رب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم نہیں کہا یہ ان پر محض افترا اور بہتان بندی ہے باوجودیکہ انبیٹھی نے اسمعیل دہلوی کی یک روزی اور گنگوہی کے فتوے کی تصدیق کی اور خود براہین قاطعہ کے صف میں اللہ تعالیٰ کے لئے امکان کذب کو جائز مانا۔ اور اسی براہین قاطعہ کے صف میں شیطان اور ملک الموت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کہا جن کی اصل عبارات عقائد و ہادیہ کی فہرست میں گذر چکیں۔ اور اس پر مزید بحث آگے آئے گی۔ تیسرا صریح کذب یہ ہے کہ خلیل احمد نے مفتی حنیفہ سے کہا میں ہرگز اس کا قائل نہیں ہوں یہ محض افترا اور بہتان ہے باوجودیکہ براہین قاطعہ مطبوعہ موجود ہے اس میں یہ دو باتیں موجود ہیں جو چاہے اسے دیکھ کر لعنت اللہ علی اسکا زمین پڑھے۔ پھر جملہ تمسکاتین پر یہ صریح افترا کیا کہ جو از خلف وعدہ و وعید کے جملہ تمسکاتین قائل ہیں۔ مصنف اس کو تاقیامت کسی محترم کتاب سے ثابت نہیں کر سکتا۔ پھر یہ بھی صریح کذب ہے کہ علی ہذا القیاس مسئلہ علم غیب میں بھی مولانا انبیٹھی نے حسب عقیدہ اہلسنت والجماعت تفریر کی اس کا بیان گذر چکا کہ عقیدہ اہلسنت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے امکان و امکان کے علوم ثابت ہیں جس کی عبارات ہم نے اسی کتاب میں نقل کیں اور انبیٹھی صاحب اس کے منکر ہیں تو یہ اہلسنت کے

ہم عقیدہ کپ ہوئے۔ یہ کذب صریح نہیں تو اور کیا ہے۔ مصنف کا یہ بھی جھوٹ ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ بوقت روانگی انبٹھی شریف صاحب کی طرف سے ممنوع عرب السفر تھے۔ پھر مصنف نے مفتی حنفیہ پر یہ فترا کیا کہ مفتی صاحب خلیل احمد کی گفتگو میں عنایت شرمندہ ہو گئے اور کبیدہ خاطر محالوم ہونے لگے اور صریح جھوٹ بولا کہ خلیل احمد نسک و اراکین حج وغیرہ کر کے باطینان تمام باہمہ عزت و شوکت روانہ ہوئے درگاہ نبوت علی صاحبہا الصلاۃ والسلام ہو گئے۔ اس کی تکذیب کے لئے ہم خود حضرت مفتی حنفیہ کا خط جو بنام حضرت مولانا سید اسماعیل محافظ کتب پہنچا اس کی نقل پیش کرتے ہیں :-

صاحب الفضیلة والاخلاق  
والمحبة الجميلة حضرت السید  
اسماعیل افندی حافظ الکتب  
حضرت عندنا قبل تاریخہ رجل  
من اهل الهند يقال له  
خلیل احمد مع بعض علماء الهند  
المجاورین بمكة يستعطفنا  
عليه لان قد بلغه اني شديد  
الغيظ عليه وانا لا اعرفه  
شخصا فقال يا سيدى ليعنى  
بزرگی اور اخلاق اور محبت جلیلہ  
والے حضرت اسماعیل افندی حافظ  
الکتب آیا ہمارے پاس آج سے  
پہلے ایک شخص ہندی جس کو خلیل  
کہا جاتا ہے ہماری میں بعض علماء ہند  
کی جو کہ میں مجاور ہیں۔ وہ ہماری  
کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے  
اوپر اس لئے کہ اُسے خیر پہنچی کہ میں  
سمحت ناراض ہوں اس پر تو اس نے  
کہا اے میرے سردار مجھے یہ خیر پہنچی

انکم واعدون علی وذلک بسبب  
انی ذکرتم ما وقع منه فی  
البراهین القا طعة لدی  
حضرة الامیر حفظہ اللہ نقلت  
لہ لعلک خلیل احمد الانبیٹی  
فقال نعم نقلت لہ ویجک  
کیف نقول فی البراہین القا  
طعة تلك المقالات الشنیعة و  
تجوزا لکذب علی اللہ جل جلالہ  
کیف لا احتیاط علیک ولقد  
کتبت علیہا بانک رجل زندق  
وکیف تعذر ورتنکس وھی قد  
طبعوت وشتاعت عنک فقال  
یا سیدی ہی لی ولکن لیس  
فیہا تجویز الکذب علی اللہ و  
لان کان فیہا فائتائب و  
راجع عما فیہا مما یخالف  
اهل السنة والجماعة نقلت  
لہ ان اللہ یحب التائبین

کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں۔ اس کے  
آنے کا سبب یہ تھا کہ براہین القا  
میں اس سے جو کچھ واقع ہوا تھا  
میں نے حضرت امیر حفظ اللہ سے  
اس کا ذکر کر دیا تھا۔ پس میں نے  
اس سے کہا شاید تخیل احمد  
انبیٹی سے کہا ہاں  
میں نے نہا تجھ پر افسوس ہے  
تو براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں  
کیوں کر کہتا ہے۔ اور اللہ جل جلالہ  
پر کذب کو جائز رکھتا ہے۔ میں تجھ پر  
کیوں کر ناراض ہوں اور میں اس پر  
لکھ چکا ہوں کہ بے شک تو زندق  
آدمی ہے۔ اور تو کس طرح عذر  
کرتا ہے اور انکار کرتا ہے حالانکہ  
براہین قاطعہ چھپ کر تیری جانب سے  
شائع ہو چکی۔ تو اس نے کہا اے  
میرے سردار وہ کتاب تو میری ہے  
مگر اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے

اور اگر اس میں ہے تو میں توبہ کرتا ہوں اور اس میں جو کچھ مخالف مذہب اہلسنت وجماعت ہے اس سے رجوع کرتا ہوں تو میں نے اس سے کہا کہ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور براہین میرے پاس موجود ہے۔ میں ابھی نکالتا ہوں وہ جس کا تو نے انکار کیا ہے۔ اور تو نے اللہ جل شانہ پر جرات کی تو وہ عذر و خوشامد کرنے لگا اور بولا اگر وہ براہین قاطعہ میں ہے تو مجھ پر افتراء ہے اور میں مسلمان آدمی حدیسی ہوں۔ میں نے اس میں نہ یہ کہا نہ کچھ اور جو مخالف مذہب اہلسنت ہے۔ تو مجھے تعجب ہوا کہ کیسے انکار کرتا ہے اس بات سے جو اس کے رسالہ براہین قاطعہ میں چھاپی جا چکی ہے جو زبان ہندی میں طبع ہوا۔ اور مجھ پر کھل گیا کہ وہ یہ باتیں تقیہ سے کہتا ہے

والبراہین موجودہ و  
 خرج لك منها هذا الذي  
 انكره وتجاوزته به على الله  
 جل شانہ فصار شيعلي وبعثت  
 ويقول ان كان فهو كذوب  
 على وانا رجل مسلم موحد من  
 اهل السنة والجماعة ما قلت  
 فيها هذا ولا غيره مما يخالف  
 اهل السنة والجماعة فتعجبت  
 منه كيف ينكر ما هو مطبوع  
 في رسالته البراهين القاطعة  
 المطبوعة بلسان الهند و  
 ظهر لي انه انما قال ذلك  
 تقية كما نرى مثل الرافضة  
 يرون التقية واجبة وارت  
 ان احضرها واحضر من يفهم  
 ذلك اللسان لا قرره وما  
 فيها واستبتمه لكنه في ثاني  
 يوم من محبته عندنا هرب



الی جدّة ولا حول ولا قوّة  
 اٰلِی اللّٰہِ اجْبِنٰ اَعْلَامِکُمْ  
 بِذٰلِکَ وَدَمْتُمْ -

محمد صالح کمال  
 ۲۸ رذی الحجّۃ سنّۃ ۱۳۲۳ھ

گو یا وہ مثل روافض کے ہے جو تقیہ کو  
 واجب جانتے ہیں اور میں نے ارادہ کیا  
 کہ براہین قاطعہ بلاؤں اور اس شخص کو  
 بلاؤں جو اس زبان کو سمجھتا ہے تاکہ  
 اس سے اقراروں اس کا جو کچھ براہین قاطعہ  
 میں ہے اور توبہ لوں۔ لیکن وہ ہمارے

پس آنے کے دوسرے دن ہی جدہ کو بھاگ گیا ولا حول ولا قوّة الا باللہ ہم  
 اس واقعہ پر آپ کا خبردار کرنا محبوب رکھا۔ اور آپ ہمیشہ رہیں۔

محمد صالح کمال ۲۸ رذی الحجّۃ سنّۃ ۱۳۲۳ھ

اس خط سے خلیل احمد انبیشی کے حال زار۔ اور اس کا علمائے مکہ کی نظر  
 میں عزت و وقار۔ اور حضرت مفتی حنفیہ کے سامنے براہین قاطعہ کی عبارت  
 کا صاف انکار۔ اور انہوں نے جب اس کتاب کے پیش کرنے کا ارادہ کیا تو  
 نوبہ کے لئے اظہار اور پھر جدہ کی طرف جلد فرار یہ تمام امور خوب ظاہر ہو گئے  
 اور مصنف شہاب ثاقب کا صریح کذب اور افتراء بتان کی بھی پوری حقیقت  
 کھل گئی۔ لیکن ناظرین کو یہ دکھانا ہے کہ ادھر یہ مصنف اپنے اکابر کی اس  
 جھوٹی تعریفیں کرتا ہے اور ان کے مقابلہ میں نہ کسی کے وقار علمی کو مانتا  
 ہے نہ کسی عالم دین کا احترام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ علمائے مکہ معظمہ جنہوں نے  
 حسام الحرمین کی تصدیق کی ہیں ان کی سحت توہین کرتا ہے۔

علمائے کرام کی شان میں مصنف کی گستاخیاں  
مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۳۳ سے ۵۳ تک ان اکابر کے مصنف  
کے لئے جنہوں نے المعتمد المستند پر تقریبات لکھیں اور اکابر دہلیہ کی  
کلیف کی جن کا مجموعہ حسام الحرمین ہے ان کے لئے مصنف نے یہ موہنہ  
شکافیاں کیں۔

بڑے بڑے مشہور و معروف علماء مدرسین و اصحاب لیاقت  
نے ہرگز ہرگز ان کی تصدیق و موافقت نہیں کی۔ جو لوگ  
طالب شہرت تھے یا بوجہ اپنی سادگی کے ان کے نزدیک  
میں آگے آگے انہوں نے ہر دستخط میں تاخیر ہرگز نہ کی۔ ان  
آسامی میں جن کو مجدد صاحب نے اہل مکہ سے نقل کئے  
ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو قوتِ علیہ میں کوئی دخل  
نہیں اور نہ وہ درس و تدریس کے ساتھ مشغول ہیں  
نہ علماء مکہ میں ان کا شمار بھی نہیں ہوتا اگر ہم اس درجہ کے  
ان علماء کا ذکر کریں جنہوں نے ان کی مخالفت کی تھی تو  
ایک دفتر مستقل تیار ہو جائے (مخصوصاً)

(از شہاب ثاقب ص ۳۳ تا ص ۳۵)

مصنف کا سفید جھوٹ اور صریح کذب دیکھنے کے اس نے محض  
اس جرم میں کہ جن علماء مکہ کی حسام الحرمین میں تصدیقیں ہیں ان کی  
شالوں میں اس قدر الفاظ لکھے وہ بڑے بڑے علماء نہیں۔ مشہور و معروف

مدرس نہیں۔ اصحاب لیاقت نہیں۔ وہ طالب شہرت تھے۔ یاران میں  
سادگی و بے وقوفی تھی وہ تزویر فریب میں آجانے والے ہیں۔ وہ عجلت میں  
ہر وہ سخت کر دیتے ہیں۔ انہیں قوت علمیہ میں کوئی دخل نہیں۔ وہ درس  
و تدریس کا شغل نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ وہ علما کے میں شمار بھی نہیں۔  
یعنی یہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہیں۔ مدرس نہیں بلکہ علم سے نا آشنا ہیں۔ انہیں  
کسی طرح کی لیاقت نہیں۔ یہ شہرت طلب اور بے وقوف لوگ ہیں۔  
اب میں حسام الحرمین کے وہ مصدقین جو مدرسین بلکہ ستاذ المدرسین  
ہیں اور علما کے معظمہ کے امام و اکابر ہیں اور مفتیان مذاہب ائمہ میں ان کے  
چند اسماء شمار کرانا ہوں :-

### اسماء مفتیان و مدرسین اکابر علماء کے معظمہ

- (۱) العلامة المصمم - البحر الطمطم - البحر التمام - شیخ العلماء الکرام  
بدر ابد الحرام - سیدنا و مولانا شیخ محمد سعید با بصریل مفتی الشافعیہ۔
- (۲) مقدم العلماء المحققین - ہمام العظام المصدقین - ناصر السنہ  
کاسر الفتنہ مولانا علامہ شیخ صالح کمال مفتی الحنفیہ۔
- (۳) اعداء علماء الحنفیہ - افراد العظام الربانیہ - فخر الاماثل صدق الافاضل  
شیخ الخطباء والائمہ - بکتہ المکرّمہ مولانا شیخ احمد ابو الجیر مراد۔
- (۴) الفاضل الکامل - العالم العادل - العلامة المحقق العہد الممدوق  
مولانا شیخ عابد بن حسین مفتی المالکیہ۔
- (۵) امام الفضل اور ستاذ العلماء - البحر الزاخر - والجر الفاخر - شیخ

بلانا مولوی عبدالحق ہاجرہ آبادی مصنف، کلیل وغیرہ کتب۔  
(۶) علامتہ الجلیل۔ الغہاتہ البیہ مولانا شیخ السیر المعیل محفظ

نب حرم شریف۔

(۷) جامع العلوم النقلیہ۔ حاوی الفنون العقلیہ مولانا شیخ اسعد

بن احمد الدھان مدرس حرم شریف۔

(۸) علامتہ المحقق۔ الغہاتہ المدق، استاذ الازادہ۔ مولانا

شیخ محمد یوسف مدرس مدرستہ الصولتیہ۔

(۹) المجر الفہامہ۔ والبحر علامہ مولانا شیخ احمد المکی۔ مدرس مدرستہ

لحرم مدرسہ احمدیہ اجل خلفا راجی شاہ اماد اللہ صاحب ہاجر۔

(۱۰) فخر المدرسین۔ صدر المعلمین۔ مولانا علامتہ شیخ عبدالکریم

بواغستانی مدرس حرم شریف۔

(۱۱) مدرس المعقول والمنقول۔ معلم الفروع والاصول۔ مولانا شیخ

محمد علی بن حسین مالکی مدرس مسجد حرم شریف۔

(۱۲) العالم النحریر۔ الفاضل صاحب التقریر والتحریر۔ مولانا شیخ جمال بن

محمد بن حسین مدرس حرم شریف۔

(۱۳) ذوالعلم الرایح۔ والفصل الشارح۔ الکریم والمن۔ والخلق

الحسن۔ مولانا علامہ السید المرزوقی ابوالحسین مدرس حرم۔

(۱۴) الفاضل الکامل۔ البالیغ منہی الامانی۔ مولانا شیخ محمد سعید

بن محمد بیانی مدرس مسجد حرم۔

(۱۵) العلامة المحقق - الفہامۃ المدقق - مشرق سنار الفہوم - مشرق  
 ذکار العلوم - ذوالعلوم والافضال - مولانا شیخ علی بن صدیق کمال -  
 حسام الحرمین میں علماء مکہ معظمہ کی کل بیس تصدیقیں جن میں پندرہ  
 حضرات یہ وہ ہیں جو مدرسین ہیں جن میں مفتیاں مذاہب بھی ہیں اور اکابر علماء  
 بھی ہیں۔ اور استاذ الاساتذہ بھی ہیں۔ اور یہی مکہ معظمہ کے وہ بڑے بڑے  
 علماء اور مدرسہ حرم شریف و مدرسہ صولتیہ و غیرہ کے وہ مشہور و معروف  
 مدرسین ہیں جن کے علم و فضل کو نہ فقط حرمین شریفین بلکہ دنیائے اسلام  
 جانتی ہے۔ مگر اس مصنف کی دریدہ دہنی ملاحظہ ہو کہ وہ ان علماء عظام کو  
 کہتا ہے۔ انہیں علم سے نا آشنا لکھتا ہے۔ انہیں بے وقوف اور گلیا  
 بتاتا ہے۔ پھر اس کا مزید جیتا جھوٹا اور صریح کذب ملاحظہ ہو کہ یہ حضرات  
 درس و تدریس کا شغل نہیں رکھتے تھے بلکہ یہ اکابر اس کے نزدیک علماء  
 مکہ ہی میں شمار نہیں تھے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مصنف کی  
 اسی کے وہ مخدوم خلیل احمد <sup>منہجی</sup> جن کی تعریف اور خطابات و اوصاف  
 میں اس نے تین سطریں اسی شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۰ پر سیاہ کیں  
 وہ المہند کے صفحہ ۶۶ پر مفتی شافیہ کے متعلق لکھتے ہیں :-

مصنف کا سا کھوٹا کذاب

چونکہ شیخ العلماء حضرت محمد سعید با بصیل تمام علماء زید شرفاء  
 و فضلا کے سردار اور ان کے امام ہیں۔ لہذا ان کی تصدیق  
 و تقریب کے بعد کسی عالم کی علماء مکہ معظمہ میں سے تقریب کی  
 حاجت نہیں۔ (المہند مطبوعہ ہلالی پریس ساڈہ پورہ صفحہ ۶۶)

اور مفتی مالک مولانا عابد اور ان کے بھائی مولانا محمد علی مدرس حرم شریف  
تقریباً لکھیں اور مفتی شافعیہ کے القاب یہ رکھے۔ شیخ الاجل۔ الفاضل  
بل۔ امام العلماء۔ مقدم الفضلا۔ رئیس الشیوخ الکرام۔ سنداً اصفیاً  
عظام۔ عین اعیان الزمان۔ قطب فلک العلوم والعرفان۔ حضرت  
ولانا شیخ محمد سعید بانیل اشافعی شیخ العلماء بکتہ المکرمتہ والامام والخطیب  
المہند ص ۱) اور مفتی مالکیہ کے یہ اوصاف رکھے۔ مولانا اعلام الامام لہام  
مفتیہ الزاہد۔ والفاضل ماجد حضرت مولانا شیخ محمد عابد مفتی المالکیہ اور  
نتی مالکیہ کے بھائی کے یہ اوصاف رکھے شیخ الاجل۔ والبحر الاکمل حضرت  
ولانا محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم شریف (از المہند ص ۶ و ص ۷)۔  
اب ناظرین غور فرمائیں کہ مصنف کا یہ پیشوا <sup>بنیٹھی</sup> توجن کے اس قدر  
وصاف رکھے۔ اور یہ مصنف انہیں کونہ علماء کہ میں شمار کرے۔ نہ انہیں  
رس مانے نہ ان میں لیاقت علمی جانے۔ نہ ان میں درس و تدریس کی قوت  
تسلیم کرے بلکہ انہیں جاہل قرار دے تو ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے  
بنی اگر <sup>بنیٹھی</sup> سچا ہے تو یہ مصنف جھوٹا ہے۔ اور اگر یہ علماء کہ اور  
سین حرمین سے نہیں ہیں بلکہ جاہل ہیں تو المہند میں ان کی تصدیقیں  
یوں درج کی ہیں۔ کیا یہ حضرات اس وقت علماء کہ اور مدرسین حرمین سے  
نارنگے۔ اور مصنف کے پیش کر رہ چار مشہور اور بہت بڑے بڑے  
مالک شیخ حسب اللہ مالکی الشافعی۔ شیخ شعبیب المالکی۔ شیخ احمد فقیہ۔  
شیخ عبد الجلیل آندی ان میں شیخ احمد فقیہ کا ذکر تو پہلے گزر چکا کہ ایک جاہل

وہابی ہے اور باقی حضرات کا علم نہیں ممکن ہے کہ یہ بھی عالم ہی نہ ہوں یا ہوں  
 وہاں سے مشہور علماء رہیں۔ سے نہ ہوں۔ صرف مصنف کی تو کوئی بات قائم  
 اعتبار ہی نہیں اور اگر یہ وہاں کے مشہور علماء رہیں شمار ہوتے تو المہندی میں  
 تصدیق ضرور ہوتی۔ اور جب المہندی میں ان کی تقریبات موجود نہیں ہیں  
 تو حسام الحرمین میں ان کی تقریباتوں کا نہ ہونا کب قابل شکایت چیز ہے کہ حاتم  
 میں تو مکہ کے مفتیان مذاہب و مدرسین حرم شریف اور مشہور علماء و خطباء کی  
 تقریبات ہیں۔ مصنف کی یہ دروغ گوئی اور کذب بیانی ہے کہ اس سے  
 خطباء و علماء مکہ معظمہ کے نہ صرف عالم و مدرس ہونے کا انکار کیا بلکہ ان سے  
 جاہل قرار دیا۔ اسی طرح یہ مصنف حسام الحرمین کے مُصدِّقین علماء مدینہ منورہ  
 شانوں میں موندہ شگافی کرتا ہے۔

مصنف کا اسکو ال کذب و افتراء

علماء مدینہ منورہ کی شانوں میں مصنف کی گتائیاں

مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۳۵ کے اخیر سطور سے  
 ۴۴ تک ان اکابر علماء مدینہ منورہ جن کی حسام الحرمین میں تصدیق و تقریبات  
 درج ہیں ان کے متعلق ان کے لئے یہ مصنف یہ الفاظ لکھتا ہے۔  
 صفحات سے عرف ان الفاظ کو نقل کیا جاتا ہے :-

بعض لوگ فریب میں آگے۔ جو لوگ زیادہ تر مشہور و معروف  
 ہیں ان کے نام بھی میں ذکر کر دینگا۔ اکثر اہل مدینہ نے شرط  
 لگا دی کہ اگر یہ قول ان لوگوں کا ہو تو ایسا حکم ہے۔ مولانا  
 سید احمد برزنجی مفتی شوافع نے ان کے رسالہ کی تصدیق

فرمائی اور لوگوں کو ترغیب اس کی دی مگر حیب ان کی آخری ملاقات سید عبداللہ مدنی کے مکان پر شب کو ہوئی اور مسئلہ علم غیب میں گفتگو ہوئی اسی وقت تقریباً اپنی متگا کر اپنی ہر کو مشاویا (الی قولہ) بالآخر اس کی عاجزی و تذلل پر شرمناک یہ فرمایا کہ خیر پھر ہر کئے دیتا ہوں۔ بعض لوگوں نے مجھرا <sup>مضللین</sup> کی شان میں اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے الفاظ کہدے تھے اور بعض نے ناواقفیت اور سادہ لوحی کی بنا پر ذکر کیا تھا۔ مخالفین ان کے اکثر معتمدین و علماء مدرسین ہیں (لمحضاً از شہاب ثاقب)

**جواب مصنف کا یہ صریح کذب اور جیتا جھوٹ ناظرین اسی**

تاب میں..... ملاحظہ کر چکے کہ مفتی برزنجی صاحب نے نہ حسام الحرمین کی تصدیق پر سے اپنی ہر کو مشاویا دوبارہ ہر کو مثبت کیا نہ ان کفریات پر کوئی بحث و گفتگو کی بلکہ اس حکم تکمیر کو غایتہ المامول میں بھی تحریر فرمایا جیسا کہ اس کتاب کے ص میں پوری عبارت درج ہے تو یہ مصنف کا حضرت مفتی برزنجی پر صریح افتراء و بہتان ہے ہم اس کے لئے اس آیت کریمہ کی تلاوت کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ لعنة الله على الكاذبين۔

اب علماء مدینہ مصدقین حسام الحرمین کے معتبان عظام و علماء مدرسین کرام کو فریب میں آنے والے۔ غیر مشہور۔ غیر معروف ٹھہرانا۔ غیر محتمد اور ناواقف اور سادہ لوح۔ فرار دینا۔ اور حسن اخلاق سے جھوٹی تعریف



کرنے والے کہنا۔ اور انہیں علما اور مدرسین میں شمار نہ کرنا سرتاپا غلط  
باطل ہے اور خلاف واقعہ اور صریح کذب و افتراء ہے۔ اور ان الفاظ میں  
حضرات کی سخت توہین اور گستاخیاں ہے۔

اب میں حسام الحرمین کے وہ مصدقین جو اکابر علماء مدینہ اور مدرسین  
کرام و مفتیان عظام کے چند اسماء شمار کرتا ہوں :-

اسماء مفتیان و مدرسین و علماء مدینہ طیبہ

(۱) تاج المفتیین - امام المحققین - ناصر السنہ - مولانا المفتی  
تاج الدین الیاس مفتی المحنفیہ -

(۲) اجل الافاضل - امثل الامثال - العالم الربانی مولانا عثمان بو  
عبدالسلام واعستانی - سابق مفتی مدینہ -

(۳) المحقق الامعی - والمحقق اللوذعی - جامع العلوم العقلیہ -  
فائز الفنون العقلیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی الشافیہ  
(۴) الفاضل الکامل - باہر الفضائل طاہر الثمائل - مولانا سید  
الجزائری شیخ المالکیہ -

(۵) کبیر العلماء - کثر العوارف - محسن المعارف - مولانا الشیخ  
خلیل بن ابراہیم الخربوتی -

(۶) الضور المنور - والروح المصور - مولانا السید محمد سعید  
شیخ الدلائل -

(۷) الفاضل الجلیل - والعالم البئیل مولانا محمد بن احمد العمری -

مصنف کا چوتھا حصہ کذب و افتراء

(۸) الفاضل العفول - احد الفعول - العالم الزکی - لفظون الزکی  
مولانا عمر بن حمدان المحرسی المدرس بالمسجد النبوی -

(۹) الفاضل الکامل - العالم العامل مولانا السید محمد بن محمد المدنی -

(۱۰) جامع العلوم الحیاری - احد الاخیار من خیاری الباری مولانا الشیخ

محمد بن محمد السوسنی الحیاری المدرس بالمحرم الحیاری -

(۱۱) الفاضل الشہیر - ولسطان العلم مثل وزیر مولانا الشیخ محمد العزیز

الوزیر المغربی الاندلسی المالکی -

(۱۲) العالم المدرس - مولانا الشیخ الفاضل عبدالقادر اشلیبی لطرانی

المدرس بالمسجد النبوی -

یہ وہ مشہور اکابر علماء مدینہ طیبہ ہیں جن میں مفسرین بھی ہیں اور درجہ

بھی ہیں ان کے دستخط خود مصنف کے پیشوا خلیل احمد نبی نے المہند

میں بتی پیش کئے ہیں دیکھو اس کا صفحہ ۳۳، تو ان کے لئے مصنف کا یہ لکنا

کہ یہ حضرات غیر مشہور و معروف ہیں اور ان کو غیر معتاد اور ناواقف اور

سادہ لوح قرار دینا یہاں تک کہ ان کو علماء و مدرسین شمار نہ کرنا صریح کذب

نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

پھر ان کی تصدیقیں اگر حسام المحربین کے لئے قابل اعتراض ہیں تو

المہند کے لئے قابل اعتراض ہونی چاہئیں۔ اور اسی بنا پر اعلیٰ حضرت

قدس سرہ پر جس بے تیزی سے اعتراض کیا ہے۔ انہیں الفاظ میں اپنے پیشوا

نبیؐ پر بھی اعتراض کرے۔ مگر جب نبیؐ کے اس فعل پر مصنف نے

یہ حضرات غیر مشہور و معروف ہیں اور ان کو غیر معتاد اور ناواقف اور سادہ لوح قرار دینا یہاں تک کہ ان کو علماء و مدرسین شمار نہ کرنا صریح کذب نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

اعتراض نہیں کیا تو معلوم ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ پر اعتراض کرنا محض مصنف کی عداوت دلی اور خباثت قلبی کا نتیجہ ہے۔

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے ص ۳۸ سے ص ۴۰ تک جن مشہور صاحبان درس و تدریس کے اسماء و شمار شمار کرانے ہیں۔ ان میں کے اکثر وہ ہیں جن کی تصدیقیں المہند پر نہیں ہیں تو بقول مصنف ان مشہور علماء و مدرسین پر خلیل احمد انبیٹھی کے ضلال و فساد کی قلعی کھل گئی تھی اسی بنا پر یہ انبیٹھی کے فریب میں نہیں آئے اور انہوں نے المہند پر نہ ہر کی نہ تصدیق لکھی۔ اکیس سال مصنف انبیٹھی صاحب بھی اسی خوف کی وجہ سے مدینہ شریف سے بھاگ آئے کہ کہیں اور تصدیقیں بھی نہ پھین جائیں۔ لہذا یہ مصنف جس طرح اعلیٰ حضرت کو منہ بھر کر کہتا ہے اپنے پیشوا انبیٹھی کو بھی تو لکھے اور چھاپے تو اس کے کذب و افترا کی خود قلعی کھل جائے۔ اور انبیٹھی کا اصل واقعہ عوام کے سامنے آجائے۔

پھر مصنف نے رسالہ غایۃ المامول کی حقیقت ان الفاظ میں صاف طور پر ظاہر کر دی۔

مولوی منور علی صاحب اسے (یعنی رسالہ غایۃ المامول کو) چھپوانے کے واسطے لے آئے اور بالآخر فرزداد میں اب تک ڈالے رکھا۔ آپ مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے (ہندوستان میں) چھپوایا ہے۔

(از شہاب ثاقب ص ۳۷)

**جواب** جب رسالہ غایتہ المامول مصنفہ حضرت سید احمد برزنجی کو ان  
 ور علی صاحب نے اپنے اتہام سے ہندوستان میں چھپوایا ہے تو اس  
 سالہ کی کون سی بات پر اعتماد کیا جاسکے کہ یہ منور علی صاحب اس جماعت  
 امیہ میں وہ یکتا شخص ہیں کہ جنہوں نے صحیح تو کبھی بھول کر بھی نہیں بولا ہے۔  
 پھر اس کی کذب و افترا میں گزری ہے ہماری اس کتاب کے شروع میں ان کی  
 بے سیف لٹقی کے چند حوالے پیش کئے گئے ہیں جن سے ظاہر ہو چکا  
 ہے کہ ان کا بنا لینا۔ کتاب کا گڑھ لینا۔ اس کا نام تجویز کر لینا۔ اس کا مصنف  
 اپنے دل سے تجویز کر لینا۔ مطبع تراش لینا۔ صفحہ اور سطر کا نام لیکر غبار  
 لینا ان کی فطرت ہے تو غایتہ المامول میں مصنف کے الفاظ کا بدل  
 بنا۔ اس کی مراد کو متغیر کر دینا۔ ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی کر دینا۔  
 یہ محتمل بلکہ یقینی ہے تو کوئی منصف مزاج اس غایتہ المامول پر کسی طرح  
 سادہ ہی نہیں کر سکتا کہ اہل عقل کے نزدیک متہم بکذب و افترا کی کوئی بات  
 کی شہادت قابل اعتبار اور لائق اعتماد نہ کبھی ہوئی نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔  
 مصنف نے یہ عبارت لکھ کر بڑی حقیقت کا اظہار کر دیا۔

مصنف کا سفید جھوٹا اور بے بنیاد ڈینگ

مصنف نے شہاب ثاقب کے ص ۳۸ میں یہ سفید جھوٹ بولا اور

بنیاد ڈینگ تحریر کی ہے :-

مفتی برزنجی صاحب سے کیا پیش آیا کہ حسین احمد صاحب نے  
 بذریعہ سید اسحاق صاحب بردوانی مناظرہ کی استدعا کی تھی

تذکیوں مناظرہ سے (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی) نے فرار  
کیا تھا۔ (شہاب ثاقب ص ۳۸)

جواب میں نے مولوی عبدالقادر صاحب شبلی شاگرد مفتی برزنجی صاحب  
دریافت کیا تھا کیا اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے مولوی حسین احمد صاحب نے  
طیبہ میں مناظرہ کی استدعا کی تھی اور اعلیٰ حضرت نے مناظرہ سے فرار کیا تو  
تو انہوں نے فرمایا یہ سب کذب محض ہے فاضل بریلوی سے کون مناظرہ  
کر سکتا ہے۔ یہاں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ علاوہ بریں حسین احمد صاحب  
اگر کہیں عمر بھر میں کوئی مناظرہ کیا ہوتا تو یہ ان کا ڈینگ مارنا کوئی باور رکھ  
ہے۔ لیکن جس کو مناظرہ کی میم موت نظر آتی ہے وہ کیا مناظرہ کی استدعا  
کر سکتا ہے۔ اور ان کا مناظرہ کی خواہش اس ذاتِ اقدس سے جس کے  
مقابل آنے کی ہمت نہ ہوئی اور مکان میں چھپ کر اپنی جان بچانی مصنف  
صاحب کا سال گذشتہ کا واقعہ ہے کہ سنبھل میں جلسہ سیرت میں آپ نے  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو مرتبہ تاج میں شریک ہونا اور  
حضور کا اہل مکہ کی اجرت پر بکریاں چرانا بیان کیا تھا۔ مجھے صبح کو علم ہو  
تو میں نے چند اشخاص کے ذریعہ سے ان ہردو باتوں کا حوالہ طلب کیا  
اسی دن ایک جلسہ مقررہ چھوڑ کر سنبھل سے فرار کر گئے اور میں نے تو  
لکھ کر بھیجا تو آج تک اس کا جواب نہ دیا گیا۔ لہذا حیرت ہے کہ یہ مصنف  
اور مناظرہ کا نام لے اور وہ کبھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے۔ میں انہیں  
باتوں پر پہنچ مناظرہ دیتا ہوں کہ وہ میرے ان مطالبوں کو پورا کر دیں

مصنف کا چھپا کھواں کذب و افترا ۳۲ بی بی مصنف کے اکابر کو بھی

بچے اکابر کا اور اپنا اسلام ثابت کر دیں۔ اگر کبھی انہوں نے مناظرہ کیا ہے  
تیار ہو جائیں گے۔ ورنہ بے بنیاد ڈینگ ہے اور سفید جھوٹ ہے۔  
پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے منہ وصال پر یہ دو واٹحات  
رخواب گڑھ پیش کیا ہے:-

۲۵۔ رمضان المبارک میں شیخ حبیب اللہ صاحب  
ہیہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے اسی مجلس میں  
جس میں شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی ایشی بھی موجود تھے  
بیان کیا کہ اس سال ایک فتنہ مکہ معظمہ میں ہوا ایک ایسا  
گمراہ شخص آیا تھا اور تمام قصہ بیان کر کے کہا کہ بعض اوزار  
نا تجربہ کار اور بعض معمر سادہ لوح اس کے ساتھ ہو گئے  
تھے لیکن شریف صاحب نے ان لوگوں کو بہت تہدات  
کیں اور وہ لوگ اپنے فعل پر پشیمان ہو گئے۔  
شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی شلمی کا بیان ہے کہ میں نے  
خواب میں دیکھا کہ چند پانچلے بنے ہوئے ہیں اور جو لوگ  
اس رسالہ پر تصدیق کر رہے ہیں وہ لوگ ان پانچالوں میں  
جلتے ہیں۔ چنانچہ میں بھی جانے کا قصد کر رہا ہوں اس  
خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو متنبہ ہوا۔ اور بہت سال  
مٹول بہر کرنے میں کی لیکن جب مفتی شافعی نے زور دیا  
تو تقریباً وہ کبھی جس کی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہے۔

جواب ناظرین ملاحظہ کریں کہ یہ دو باتیں سراسر جھوٹ اور کذب  
لیکن مصنف کی جرأت ملاحظہ ہو کہ وہ ان کو لکھ کر ان کی تصدیق کے  
صاف لکھتا ہے :-

صاحبو! ان دونوں واقعوں کی تصدیق کرنا اگر آپ کو منظور  
ہو تو آپ بلا واسطہ خط بھیج کر شیخ عبدالقادر صاحب اہلبی  
شلی سے مدینہ منورہ میں دریافت کر لیں (شہادت ثاقب ص ۱۲)

مصنف کا سر جھوٹا لکھنا

میں جب ۱۹۲۷ء میں بدمذہب کے مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضرت  
مولانا مولوی ضیاء الدین صاحب ہاجرا اور جناب چودہری خورشید علی  
سنجھلی میرے ہمراہ تھے میں نے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب  
ذکر کیا کہ شہادت ثاقب میں شیخ حبیب اللہ صاحب کے اس واقعہ اور  
خردان کا خواب جو چھاپا گیا ہے کیا یہ واقعہ ہے اور کیا خواب صحیح ہے  
انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہر دو مصنف کے صریح کذب اور افتراء  
ہیں نے ایسا خواب دیکھا نہ شیخ حبیب اللہ صاحب نے میری موجودگی  
میں ایسا بیان کیا۔ تو اب مصنف کی یہ جرأت و دلیری دیکھئے کہ ہر  
جھوٹ اور افتراء کرتا ہے اور اس کی تصدیق کی دعوت دیکر اپنے آپ کو سچ  
ثابت کرنے کی ناپاک سعی بھی کرتا جاتا ہے تو ہمارے لئے ان کے جواب  
میں اتنا کہہ دینا بہت کافی ہے لعنة الله على الكاذبين۔

مصنف کا اس جھوٹا لکھنا

پھر مصنف نے ص ۱۲ اور ص ۲۲ پر شہادت ثاقب کے لکھنے کے  
سبب اور اس کے بابوں اور فصلوں پر تقسیم کرنے کی فہرست ذکر کر کے

باب اول کی سُرخ لکھ کر کید اول شروع کیا جس کو ان الفاظ سے شروع کیا ہے۔

کید اول جن عالمانِ دین کی نسبت کفر کا فتویٰ حرمین سے حاصل کیا ہے ان پر وہ جھوٹے الزام اور اتہام لگائے گئے ہیں جن سے وہ بالکل بری اور پاک ہیں اور وہ عقیدے اور خیالات ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے وہ مقدس عالمانِ ہندوستان سخت بیزار ہیں اور خود بھی ان کو کفر سمجھتے ہیں حرمین شریفین کے عالموں نے اسی سوال کے مطابق جواب دے دیا اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر کفر و شرک کا حکم لگا دیا۔ (شہادت ثانیہ ص ۴۲)

جواب مصنف کو یہ تو تسلیم ہے کہ علماء حرمین شریفین کے احکام تکفیر جو حسام الحرمین درج ہیں وہ واقعی علماء حرمین شریفین ہی کے احکام ہیں ان میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کوئی تصریح نہیں ہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ وہ جوابات بالکل حق ہیں اور جن عبارات پر انہوں نے کفر و شرک کا حکم لگایا وہ حکم ایسا صحیح اور حق ہے کہ خود مصنف اور اس کے اکابر بھی اس حکم کی تطبیق کرتے ہیں اور ایسی عبارات والوں کو کافر سمجھتے ہیں اور ان عبارات کو کفر مانتے ہیں۔ چنانچہ اسی شہاد ثانیہ میں صحت اقرار کر لیا کہ سوال میں ایسی باتیں لکھی تھیں جو بالاتفاق کفر ہیں ص ۴۲ تو اب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا نقل حکم علماء حرمین میں کوئی تصریح کسی طرح کا کید و ذبیہ نہیں متحقق ہوا۔



اب صرف تحقیق باقی رہ جاتی ہے کہ سوالات میں جن عبارات کو پیش کیا گیا ہے وہ عبارات بلفظہ ولجینہ حفظ الایمان اور براہین قاطعہ و تحذیر الناس اور فتویٰ گنگوہی میں موجود ہیں یا نہیں۔ اور حفظ الایمان کے مصنف مولوی اشرف علی تھانوی اور براہین قاطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد ندوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور تحذیر الناس کے مصنف مولوی قاسم نانوتوی ہیں یا نہیں۔ تو ہر اردو خواں شخص حسام الحرمین کے سوالات کی منقولہ عبارات اور اصل کتاب حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس کی عبارات سے مطابقت کر لے اور ہر کتاب کے مصنف کا نام اس سے مطبوعہ کتاب پر دیکھ لے اور مزید اطمینان کے لئے ریوینڈ سے اور اپنے شہر کے مشہور ریوینڈی مولوی سے دریافت کر لے تو اس کو یقینی طور پر معلوم ہو جائے گا کہ حفظ الایمان کے مصنف اشرف علی تھانوی اور براہین قاطعہ کے اصل مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی اور مشہور مصنف مولوی خلیل احمد ندوی ہیں اور تحذیر الناس کے مصنف مولوی قاسم نانوتوی ہیں تو ہر ایسے شخص کو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو جائیگا کہ علماء حرمین شریفین کے احکام تکفیر جو حسام الحرمین میں موجود ہیں وہ واقعی انہیں کتابوں کی عبارات اور یقینی انہیں تھانوی و گنگوہی و ندوی و نانوتوی پر ہیں جو بالکل صحیح اور حق ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کیدہ فریب جب ہوتا کہ ان کی نقل مطابق اصل نہ ہوتی یا ان کتابوں کے مصنفین یہ لوگ نہ ہوتے لیکن جب فی الواقع حسام الحرمین کی نقل مطابق

اصل ہے۔ اور ان کے مصنفین بھی یہی لوگ ہیں تو اس سچی بات اور واقعی چیز کو کید و فریب کہہ دینا خود مصنف کا زبردست کید و فریب ہے۔ اور ماواقفوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ اور اپنی کیاوی اور فریب کاری کا بین ثبوت پیش کر دینا ہے۔

اور صفحہ ۴۴ میں مصنف کا یہ کہنا کہ علما حرمین شریفین کو اپنے ان اکابر کا ہم عقیدہ ہونا خود افراد بہتان اور الزام و اتہام ہے اور عاتقہ المسلمین کو نہایت زبردست دھوکہ دینا ہے یہ تو مصنف کے کید و فریب کا مختصر بیان ہے۔ اب کید ثانی کی حقیقت ملاحظہ ہو لکھتے ہیں :-

کید دوم جو بہتان اور تمہتیں ان بزرگوں پر لگا کر کفر کا فتویٰ حاصل کیا گیا ہے (شہاب ثاقب صفحہ ۴۵ سے ۴۷) اس عقیدے کے سبب سے ہیں (کید ثانی و بہتان عظیم لکھتا ہے) کہ سب لوگ ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتے ہیں (پھر اسی سبب سے اس میں ہے) اگر اتنی ہمت نہ ہوئی کہ کوئی مثال بھی دے دینا کہ مولانا رشید احمد رح مولانا اشرف علی صاحب یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب وغیرہ کے کونسی ضروریات دین کا انکار کیا ہے (شہاب ثاقب صفحہ ۴۷)

جواب جب جواب کید اول میں یہ ثابت کر دیا گیا کہ مخالفوں کی عبارت حفظ الایمان اور گنگوہی و خلیفگی کی عبارت برائین ذالطہ و زنا تواری

کی عبارت تحذیر الناس کو نقل کر کے فتویٰ حاصل کیا گیا ہے تو اس کو بہتان یا تہمت کہنا مصنف کا جیتا جھوٹ اور صریح کذب ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان عبارات میں اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے اور انہیں گالی دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے وقوع کذب کے ماننے سے اس کے صادق ہونے سے انکار اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو بچوں پاگلوں اور جانوروں چوپایوں کی برابر ماننے اور شیطان و ملک الموت کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم ثابت کرنے سے حضور کے اعلم الخلق ہونے سے انکار اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا بعد میں کوئی اور نبی تجویز کر لینے سے حضور کے خاتم الانبیاء ہونے سے انکار ہے اور یہ سب ضروریات دین میں سے ہیں تو حقانوی و گنگوہی و انبیسی و نانو تومی نے نہایت صاف طور پر ضروریات دین کا انکار کیا۔ اور یہ عبارات ان کے قائلین کے منکر ضروریات ہونے کی نہایت واضح اور روشن مثالیں ہیں تو اس میں اعلیٰ حضرت تادم سرہ کا نہ کسی طرح کا کبیدہ فریب پایا گیا نہ بہتان عظیم متحقق ہوا اور جب عبارات پیش کر دیں تو ان میں ضروریات دین کا انکار اور توہین و گالی دینا خود ہی ان عبارات سے ظاہر ہو گیا تو مصنف کی یہ ساری گفتگو لغو و باطل ٹھہری بلکہ خود مصنف کا کیا دو کذاب ہونا روشن ہو گیا پھر چاہے وہ بقول خود اپنے ہی اس ناشائستہ فعل پر لا حول پڑھ لے۔

پھر مصنف شہاب ثاقب ص ۲۵ سے ص ۲۹ تک کیتاٹ

اور چونکہ بہتان میں سارے تین صفحات اس طرح سیاہ کرتا ہے :-

علماء حرمین کو دھوکہ دینے کے لئے غلام احمد قادیانی کے عقائد کو ان بزرگان اہلسنت کے ساتھ خلط ملط کر کے لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب لوگ ایک ہی عقیدہ اور خیال کے لوگ ہیں کچھ خفیف سا اختلاف ہوگا۔ چونکہ مرزا غلام احمد بالفاق اہلسنت وجماعت گمراہ ہے اور فی الحقیقت ضروریات دین کا منکر ہے لہذا اہل حرمین نے کفر و ارتداد کا فتویٰ دے دیا اور سب پر ایک حکم لگا دیا، الخ

**جواب مصنف اپنی عادت کذب بیانی و انتر پر داری عداوتیہ کوئی**

اور یہ فائدہ اور غیر متعلق باتوں پر انتر آیا ہے جن کے جواب کی طرف متوجہ ہونا سوائے توضیح اوقات کے اور کچھ نہیں ہے۔ رہا یہ کہ حسام الحرمین میں غلام احمد قادیانی کے عقائد اور پیشوا بیان دہا بیہ کے عقائد کو خلط ملط کر کے لکھا ہے یہ صریح کذب اور جیتا انتر ہے۔ کتاب حسام الحرمین مطبوعہ موجود ہے اس میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ فرقہ مرزائیہ کو علیحدہ سرخی قائم کر کے تخریر کیا اور فرقہ دہا بیہ کو جدا سرخی کے ماتحت لکھا ہے۔ اور ہر ایک کے احوال کفری ہر ایک سرخی کے ماتحت درج کئے ہیں اس کو خلط ملط کہنا صریح کذب انتر ہے بطور نمونہ اس کی عبارت نقل کی جاتی ہے :-

فمنہم المرزائیة ونحن نسیمہم (ترجمہ) ایک فرقہ مرزائیہ ہے اور

الغلامیة نسیمة الی ہم نے اس کا نام غلامیہ رکھا ہے

غلام احمد القادیانی دجال  
حدث فی هذا الزمان  
فادعی اولاً مماثلة للمسیح  
الخ۔

از حسام الحرمین مطبوعہ بریلی  
ص ۹۶ تا ۱۰۰

غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت  
وہ ایک دجال ہے جو اس زمانہ  
میں پیدا ہوا کہ ابتداءً مثیل مسیح  
ہونے کا دعوے کیا (اور اس کے  
بعد اس کی کتابوں سے اور اس کے  
اقوال ص ۹۹ تک نقل کئے)

اور حسام الحرمین کے صفحہ ۱۰۰ سے علیحدہ شرحی قائم فرما کر فرقہ  
وہابیہ کا ذکر ان الفاظ سے شروع کیا گیا۔

ومنہم الوهابیة الا مثالیة  
والخواریتہ وهم مقسمون  
الی الامیریة سنیة الی امیر  
وامیر احمد السہسوانیین و  
الندیریة المنسویة الی  
ندیہ حسین الداهلوی القاسمیة  
المنسویة الی قاسم النانوتوی  
صاحب تحذیر الناس الخ  
لخصاً عنہ

(ترجمہ) دوسرا فرقہ وہابیہ ایشاہ  
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے چھ یا سات مثل موجود مانتے  
والے) اور خواریتہ (یعنی حضور کے  
سوا اور طبقات زمین میں چھ خانم <sup>بنیں</sup>  
موجود جاننے والے) اور وہ کئی قسم ہیں  
ایک امیریہ یہ امیر حسن و امیر احمد  
سہسوانیوں کی طرف منسوب اور ندیریہ  
ندیہ حسین دہلوی کی طرف منسوب

اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی تحذیر الناس ہے (اس کے  
بعد ان کے اقوال نقل کئے)

مسلمانوں کو دیکھو کہ جس کو جُدا جُدا سرخیوں میں ذکر کیا گیا ہے اس کو مصنف خلد  
 ملط کہہ کر کیا صریح کذب بیانی اور انفر پر دازی نہیں کر رہا ہے اور خود کید صریح  
 اور بہتان عظیم کر کے حسام الحرمین پر کید بہتان کا غلط الزام نہیں لگا رہا ہے۔ اور  
 نیز علماء حرمین شریفین کے پاک دامنوں پر یہ ناپاک و حصبہ لگا رہا ہے کہ  
 وہ اس قدر جاہل و بے تمیز ہیں کہ ان سرخیوں کی علیحدگی کا امتیاز نہ کر سکے اور انہیں  
 لے اس کو غلط ملط سمجھ کر اور اپنی کم علمی کی بنا پر ہر دو فرقوں پر ایک غلط حکم اور  
 باطل فتویٰ دے دیا۔ تو یہ مصنف کا علماء حرمین پر نہایت بے باکی کے ساتھ  
 بہت زیادہ ناپاک حملہ ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اسی کے ساتھ اپنے  
 دیوبندی مولویوں کو علماء حرمین پر فضیلت دے کر انہیں ذی علم اور صاحب  
 تمیز اور حقیقت میں مفتی قرار دیا۔

پھر مصنف اسی صفحہ پر اپنی عداوت قلبی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے

(البتہ مزاقادیانی کے عقائد میں بریلوی شریک ہے) ص ۲۶

جواب مصنف کا یہ دعویٰ ایسا غلط ہے کہ جس پر وہ نہ کوئی دلیل  
 پیش کر سکا۔ اور نہ آئندہ کبھی کوئی دلیل قائم کر سکتا ہے۔ مگر حقیقت  
 یہ ہے کہ قادیانی کے عقائد میں اگر شرکت ہو سکتی ہے تو دیوبندیوں کی ہو  
 ہے اس لئے کہ قادیانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی  
 تجویز جازہ جانتا ہے اسی بنا پر اس نے اپنے آپ کو نبی تجویز کر لیا اور دیوبندی  
 بھی تحدیث الناس کی بنا پر یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر ال  
 نہیں ہیں آپ کے زلمنے کے بعد اور دوسرا نبی تجویز کیا جا سکتا ہے۔ تو جو

قادیانیوں کا عقیدہ تھا وہی دیوبندیوں کا عقیدہ ثابت ہو گیا تو عقائد قادیانی و عقیدہ دیوبندیت میں اس بنا پر شرکت متحقق ہو گئی لہذا مرزا قادیانی کے عقائد میں دیوبندی شریک ٹھہرا اور مرزا قادیانی کو اس عقیدہ کی بنا پر مصنف اور اس کے اکابر مرتد و کافر کہتے ہیں۔ منکر ضروریات قرار دیتے ہیں تو مصنف کو چاہیے کہ اسی عقاید کی بنا پر دیوبندیوں کو بھی کافر مرتد اور منکر ضروریات دین ہونے کا فتویٰ صادر کرے اور اپنی شرکت کا اعلان کرے۔

پھر مصنف شہاب ثاقب کے ص ۴۶ پر اپنے اکابر کے کفریات پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ خلط مجھٹا کرتا ہے :-

مجرد صاحب کو غیظ و غضب اہل ضلال سے نہیں ایسا ہوتا تو نیچر یہ کے احوال کو جو سرا سرد دھرمیت سے پرادران کے رئیس کی تفسیر کے نصوص کو جو صراحتہ قطعیات کی مخالفت سے بھرے ہیں ضرور ذکر کرتے علیٰ ہذا القیاس غیر مقلدین رؤفرض فرانہ و غیرہ کے حالات اور تردیامت کی ضرورتیں کیا لاحق نہ تھیں۔ (شہاب ثاقب ص ۴۶ و ص ۴۷)

جواب مصنف نے ایک صفحہ سے زیادہ محض ہزلیات و سب و شتم میں سیاہ کر دیا اور عوام کو فریب میں مبتلا کرنے کے لئے ایرٹی چوٹی کا زور لگا دیا ہے اور کوئی جملہ راست بازی کا نہ کہہ سکا اور اس نے اپنے غیظ و غضب میں دل بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ باوجودیکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے

مصنف کا بہتر و مال کنز

اس فتاویٰ حسام الحرمین سے سات برس پہلے فتاویٰ الحرمین بر جف  
 مدوۃ المین میں پچھریوں غیر مقلدوں۔ رافضیوں کے کفر و ارتداد پر فتوے  
 ۱۳۱۵ھ کے یگر علماء ترمین شریفین سے تصدیق کرائیں ہیں جو مطبوعہ موجود ہے اس کے  
 علاوہ روپچریہ میں فتوے دیے اور روافض میں سرد المر فضتہ اور وغیر  
 تقلدین میں چابک لیث اطائب الصیپ لہی الاکھبر الفضل الموبہبی وغیرہ  
 چند رسائل تحریر فرمائے جو ملک میں طبع ہو کر شائع ہوئے اور بار بار  
 بیع ہوئے لیکن مصنف کو جینا جھوٹے بولتے ہوئے نہ شرم آتی ہے نہ  
 مدار رسول جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ خوف و ڈر ہے۔

پھر یہ مصنف نہایت جرأت و دلیری سے شہاب ثاقب کے  
 ۴۷۔ پر اور سفید جھوٹ بولتا ہے اور اپنی دروغ گوئی کا نمونہ پیش کرتا ہے۔

عجود التذلیل صاحب نے ان کی تردید میں یا عیسا یست کے  
 خلافت میں آریوں کے جواب میں یا غیر مقلدوں کے ابطال  
 میں رسائل تصنیف کئے۔ (شہاب ثاقب ص ۱۱)

**جواب** معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تصنیف کے

وقت شاید یہ قسم کھالی تھی کہ اس کتاب میں کہیں تیج نہیں بولا جائے گا اسی  
 بنا پر یہ ساری کتاب کذب و افتراء پر ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تو یہ

بند مہربانے دین کے رد میں فتاویٰ در رسائل اس کثرت سے تحریر فرمائے ہیں

کہ چند متبحر علماء کرام کو یہ کہتے سنا ہے کہ ایسا تبحر مفتی و مصنف کئی صدی میں  
 نظر نہیں آتا۔ مصنف آنکھیں کھول کر فتاویٰ رضویہ جلد اول مطبوعہ ہی کو

شہاب ثاقب کا تہمتوں کا تذکرہ



دیکھ لیتا کہ اس میں پورا ایک رسالہ باب العقائد و الکلام ہے جس میں فلسفہ  
 آریہ۔ مجوس۔ یہود۔ نصاریٰ۔ نیچری۔ چکرالوی۔ قادیانی۔ رافضی وغیرہ فرقوں  
 کا معانہ کے اقوال کفریہ کے رد موجود ہیں تو اس کو یہ صریح کذب تو نہ بولنا  
 پڑتا مگر جھوٹے خدا کے پجاری سے جھوٹ کی کیا شکایت مصنف کر چاہیے  
 کہ لعنتہ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔ اور اپنے شیخ الکاذبوں  
 ہونے کا اعلان کرے۔

پھر مصنف شہاب ثاقب میں اپنی فریب کاری کا پورا ثبوت  
 اس طرح پیش کرتا ہے۔

آخر اہل اہود و بدع کے فرقہ عظیمہ ضالہ روافض کے چھوٹے  
 بھائی آپ حضرات ہی ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۷۸)  
 جواب مصنف نے یہ سارا صفحہ سبب و شتم اور نحو گوئی میں سیاہ  
 کیا ہے۔ اور اپنی یادہ گوئی کا پورا ثبوت پیش کیا ہے۔ جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ  
 روافض کو کافر و مرتد ہونے کا فتوے دیں ان کے رد و ابطال میں سائل  
 تحریر فرمائیں وہ ان روافض کے بھائی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ہاں ہم یہ  
 دکھائیں کہ روافض کے بڑے بھائی وہابیہ دیوبندیہ ہیں کہ روافض تو صرف  
 صحابہ کرام کی شانوں میں بے ادب و گستاخ ہیں اور مصنف اور اس کے  
 اکابر صحابہ اہلسنت۔ انبیاء کرام۔ سید الانبیاء علیہم السلام بلکہ اللہ عزوجل  
 سب کی شانوں میں انتہا درجہ کے بے ادب و گستاخ ہیں۔ دیکھو رسالہ  
 الاستمداد و کاشفت سنت دوہا بیت وغیر رسائل تو وہابیہ روافض کے بڑے بھائی

کہ باپ ٹھہرے۔ کہ انہوں نے تو تمام پیشوایان دین اور بانیان مذاہب کی زمین و تنقیص کا درس دیا ہے اور ہر گستاخ کو راستہ دکھایا ہے پھر مصنف کہتا ہے

الحاصل یہ جملہ اکابر (نانائی - گنگوہی - نبیٹھی - تھانوی) ایک رُوح اور چند قالب اور ایک معنی اور چند الفاظ ہیں ان کے خیالات و عقائد و اعمال ایک ہی ہیں ان کے مرہمین معتقدین نماذہ سب یک خیال و یک عقائد میں جملہ اوقات ان کے اعمال صالحہ و مرضیات نبویہ سے معمور ہیں۔ ان میں مختلف فرقے ہیں اور ان کی مخالف وائیں (شہاب ثاقب ص ۴۹)

جواب فرقوں کا اختلاف ایک بات کی بنا پر بھی ہو جایا کرتا ہے۔

جیسے خوارج و افض یک خیال و یک عقائد ہیں مگر ایک ایک بات کی بنا پر وہ روافض و خوارج ۲۲ فرقے ہو گئے اور ہر ایک کا نام علیحدہ ہو گیا جیسے تقریب - علویہ - شیعہ - اسمانیہ - زیدیہ - عباسیہ - امامیہ - لائیبہ

وغیرہ فرقہ ہاں روافض تو بے چوٹے بھائی ہیں اس قدر فرقے ہو گئے

تو بڑے بھائی ولہابیہ دیوبندیوں میں بھی مختلف فرقے اور مخالف رائیں

ہو گئیں تو اعلیٰ حضرت قبلہ کا اس میں بہتان دکر کیا ہے کہ انہوں نے ہر پیشوا کو اس کے نئے اعتقاد و ایجاد کے اعتبار سے اور اس کے مرہمین معتقدین

کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ فرقہ پڑایا جیسے سلف نے انہیں ایک مجدد و رفس کے

لحاظ سے مختلف فرقے قرار دیا۔ اب مصنف کا بہتان دکر یہ ہے کہ وہ اپنے

اکابر کے خصوصی عقائد و اقوال کو میٹ کر یک خیال و اعتقاد رکھا کر عوام کو

فریب دینا چاہتا ہے اور ہر ایک کے مخصوص کفری عقیدہ پر پردہ ڈالتا چاہتا ہے جس کا مفصل بیان آگے آئے گا۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی

پھر مصنف اسی شہاب ثاقب میں بہتان چھٹا اور مکر عظیم کی سُرخ قائم کر کے محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

صاحبو محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ و عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہلسنت و جماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا کیا ان کے قتل کرنیو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شادہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ (از شہاب ثاقب ص ۱۶)

جواب اس عبارت میں مصنف نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے

یالات کو باطلہ۔ اور عقائد کو فاسدہ قرار دیا اور اس کو اہلسنت کے  
 لوں کو مال غنیمت اور حلال سمجھنے والا اور ان کے قتل کو باعث ثواب  
 رحمت شمار کرنے والا اور انہیں بالجبر اپنے باطل خیالات و فاسد عقائد  
 منولنے والا۔ اور اہل عرب کو نکالیف شاقہ پہنچانے والا۔ اور سلف  
 الحین کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے والا۔ اور ہزاروں مسلمانوں کو  
 شہید کرنے والا ٹھہرایا اور اس کو ظالم۔ باغی و خوار فاسق شخص کہا۔ اور  
 زراد بکر و فریب عوام کو یہ باور کرایا کہ تمام اکابر و ہابیہ و یونیدیہ محمد بن عبدالوہاب  
 ایسا ہی جلتے ہیں تو اکابر و یونیدیہ نجدی کے خیالات باطلہ و عقائد  
 اسدہ کو بہت برا جلتے ہیں۔ چنانچہ یہ مصنف اسی کتاب کے صد  
 صاف طور پر لکھتا ہے :-

حالا نکہ عقائد و ہابیہ اور ان اکابر کے معتقدات و اعمال میں  
 زمین آسمان بلکہ اس سے نائد کافرق ہے (شہادت ثابت ہے) |  
 مصنف کے نزدیک اکابر و یونیدیہ کے عقائد اچھے اور عمدہ ہیں۔ اور  
 قائد نجدی برے اور باطل و فاسد ہیں۔ لہذا یہ مصنف کا زبردست فریب  
 و بکر عظیم اور ھیتا جھوٹا اور صریح کذب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ  
 اکابر و یونیدیہ کے عقائد بالکل وہی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد  
 میں چنانچہ پیشوائے مصنف و فرقہ دیونیدیہ مولوی رشید احمد گنگوہی  
 کے فتاویٰ رشیدیہ میں صاف طور پر موجود ہے سوال و جواب بعینہ  
 بلفظ نقل کئے جاتے ہیں :-

سوال سوٹھواں وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے الجواب محمد بن عبدالوہاب کے معتقدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ ادا ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد کے متحمل عمل میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔

(تناوے رشیدیہ ج ۱ ص ۱۷)

پیشوا کے فرقہ دیوبندیہ نے اس فتوے میں چند امور صاف کر دیے اور وہابی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ماننے والوں کو کہتے ہیں (۲) نجدی اور اس کے معتقد کے عقائد عمدہ تھے (۳) ان کا مذہب حنبلی تھا (۴) ان میں سے جن کے مزاج میں شدت بھی پیدا ہو گئی ہے وہ بھی اچھے ہیں (۵) جن میں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے فساد آ گیا ہے ان کے عقائد نہیں بدلے ہیں بلکہ عقائد ان کے بھی باوجود فساد آ جانے کے عمدہ ہی باقی رہے (۶) ان اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کچھ فرق نہیں (۷) سنی حنفی اور اہل نجد میں حنفی شافعی مالکی حنبلی ہونے کا فرق صرف اعمال میں ہے تو گنگوہری جی کے نزدیک اہل دیوبند جو اپنے آپ کو سنی حنفی کہتے ہیں عقائد میں اور اہل نجد محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے معتقدیوں کے

نامہ میں کچھ فرق نہیں بلکہ اہل نجد کے عقائد کی عمدگی اور ان کا مذہب اچھا ہونا  
 اعلیٰ حد پر پہنچ گیا ہے کہ جن کے مزاج میں شدت بھی پیدا ہو گئی  
 اور جن میں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے فساد بھی آ گیا ہے وہ بھی  
 رہ عقائد والے اور اچھے ہی رہے۔ تو اب اس کذاب مصنف سے  
 ریافت کرو کہ تو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے خیالات کو باطلہ اور عقائد کو  
 سدرہ کہتا ہے اور اس کو ظالم باغی خو نحرار کہہ کر برا کہتا ہے اور اسی کا  
 دہند کا مذہب بتاتا ہے اور پیشوائے اکابر دیوبندی گنگوہی جی اس کے  
 فائدہ کو عمدہ اور اس کو اچھا کہتے ہیں لہذا تم میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا  
 مذہب ہے ظاہر ہے کہ گنگوہی جی پیشوائے اکابر دیوبندی ہیں ان کی یہ بات  
 سارے فرقہ کو تسلیم کرنی پڑے گی اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ عمدہ عقائد  
 اہل کی اقتدا کیجاتی ہے تو ساری دیوبندی قوم نجدی کے عقائد کو عمدہ مانکر  
 قول گنگوہی جی وہابی پیری لہذا تمام دیوبندیوں کا وہابی ہونا گنگوہی جی کے نتوے سے ایسا  
 بنت ہو گیا جس کا کوئی دیوبندی انکار ہی نہیں کر سکتا تو اب صنف کے اس کذب و فریب کی حقیقت  
 کا پردہ فاش ہو گیا کہ عقائد وہابیہ اور ان اکابر یعنی اہل دیوبندی کے  
 عقائدات و اعمال میں زمین آسمان بلکہ اس سے زائد کا فرق ہے۔  
 نیز مصنف کے اس مکر عظیم و کید اعظم کی فلسفی کھل گئی اور ساری  
 دہل کی تعمیر خاک میں مل گئی۔ کہ وہ عوام کو یہ باور کرارہ تھا کہ

یہ حضرات یعنی دیوبندی قوم بالکل سلف صالحین کے  
 عقائد پر ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور فقہا حنفیہ کے طریق پر

ہر طرح علماء و عملا کار بند ہیں سر مو تفرات کرنا نہیں چاہتے  
 سلوک اکابر طریق اربعہ خصوصاً چشتیہ صابریہ ان کا معمول  
 پہلے ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۵)

کنگنوی جی نے نجدیوں کو اچھا کہہ کر اور اس کے عقائد کو عمدہ بتا کر  
 یہ واضح کر دیا کہ دیوبندیوں کی جماعت سلف صالحین کے عقائد پر ہرگز نہیں  
 بلکہ نجدی عقائد پر ہے جن کو مصنف خیالات باطلہ و عقائد فاسدہ کہتا  
 اور جب نجدی کے عقائد باطلہ و فاسدہ ہوئے تو فرقہ دیوبندی نہ امام اعظم اور فقہ  
 طریقی پر ہر طرح علماء و عملا کار بند قرار پائے نہ سلوک طریق اربعہ کا معمول بہا ٹہرا  
 لہذا مصنف کا دخل و فریب ظاہر ہو گیا اور کنگنوی صاحب فتوے سے  
 دیوبندیوں کا وہابی ہونا ثابت ہو گیا پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اگر دیوبند  
 کو وہابی بتایا تو اس میں بہتان اور مکر عظیم کس طرح ہوا۔ بلکہ خود مصنف ہم  
 اپنی جماعت کے وہابی ہونے کا اس طرح مقرر ہے :-

صاحبو شراب پیو۔ وارٹھی منڈواؤ گور پرستی کرو نذر بغیر اللہ  
 مانو زنا کاری اغلام بازی ترک جماعت و صوم و صلوة جو کچھ  
 کرو یہ سب علامت اہلسنت والجماعت ہونے کی ہو اور  
 اتباع شریعت صورتہ و عملاً جس کو حاصل ہوو وہابی ہو جاوے گا۔  
 (از شہاب ثاقب ص ۵)

مصنف نے اس عبارت میں صحت طوری پر کہہ دیا کہ اتباع شریعت صورتہ  
 و عملاً کرنا وہابی ہونے کی علامت ہے اور سارے دیوبندی اتباع شریعت صورتہ

اعلاماً کرنے کے زبردست مدعی ہیں تو وہ وہابی قرار پائے اور گنگوہی صاحب  
 نجدی کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں تو نتیجہً فکل آیا کہ اتباع شریعت صورتہً  
 اعلاماً نجدی کی اقتدا سے حاصل ہوتا ہے تو دیوبندی بائیں معنے وہابی قرار  
 پائے۔ اب باقی رہا مصنف کا اہلسنت و جماعت کی علامت شراب پینے  
 داڑھی منڈانے زنا کاری اعلام بازی کرنے ترک جماعت و صوم و صلوات  
 کرنے گورپرستی کرنے نذر بغیر اللہ ماننے کو قرار دینا یہ بالکل غلط و باطل اور افتراء و بہتان  
 عظیم ہے اور اس طرح ہے کہ کوئی بازاری آدمی بعض دیوبندیوں کے شراب  
 پینے داڑھی منڈانے سینا دیکھنے۔ سو دینے۔ ترک صوم و صلوات اور زکوٰۃ  
 حج کرنے اور دیوبند کے اساتذہ کی اعلام بازی و زنا کاری کرنے اور گنگوہی  
 صاحب کی قبرپرستی اور نذرانہ وغیرہ کو دیوبندییت و وہابیت کی علامت و شعار  
 قرار دے اور ان سب کو اپنے ذاتی مشاہدے سے ثابت کر دے اور ان  
 پر شہادتیں پیش کر دے تو کوئی عاقل ان امور کو علامت دیوبندییت و وہابیت  
 نہیں سمجھ سکتا ہے کہ بدعمل ہرگز میں ہوتے ہیں تو ان کی بدعملی مذہب کی  
 علامت نہیں ہوا کرتی ہے۔ مصنف کو اگر اتنی بھی عقل و سمجھ ہوتی تو وہ  
 ایسی لچرات کبھی زبان پر نہیں لاتا۔

پھر مصنف محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد شمار کرتا ہے اور  
 دیوبندیوں کو ان عقائد کا مخالف ثابت کرنے کی ناپاک سعی کرتا ہے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا پہلا عقیدہ

| محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان |



و یا مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے ہویل  
 کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔  
 (از شہاب ثاقب ص ۵۱)

**جواب مصنف نے یہ ابن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ پیش کیا اور**  
 اپنے اکابر وہابیہ دیوبندیہ سے اس عقیدہ کے مخالفت میں گنگوہی جی کی  
 رسالہ لطائف رشیدیہ کی ایک طویل عبارت پیش کی اور اس کے بعد  
 مصنف نے ان الفاظ میں اس کا نتیجہ نکال کر عوام کو یہ فریب دیا۔

حضرات غورخاںیہ کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز اور  
 ان کے اتباع کس قدر تکفیر اور مشرک کہنے وغیرہ میں احتیاط فرماتے  
 ہیں اور کس طرح سلف صالحین کے اتباع میں سرگرم ہیں  
 .مخلاف وہابیہ کے کہ تمام کو ادرے شبہ خیالی سے کافر و مشرک  
 کرتے ہیں اور ان کے اموال و دیار کو حلال جانتے ہیں غ  
 بیہ تفاوت رہ از کجا ست تا یہ کجا (شہاب ثاقب ص ۵۳)

**جواب مصنف نے اپنی فریب کاری سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی کہ**  
 اکابر دیوبندیہ وہابیہ اس عقیدے کے بالکل مخالف ہیں۔ لہذا یہ مصنف  
 کا صریح جھوٹ اور مکر عظیم ہے ہم مصنف کے پیش کردہ گنگوہی صاحب کی  
 وہ مسلمہ کتاب جس کی تعریف میں وہ یہ تخریر کرتے ہیں :-

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور دشمن  
 بدعت میں لا جواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ

اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے (فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی ج ۱ ص ۱۱۵) (اسی میں ص ۶۲ پر ہے) بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے۔

اس میں انہیں گنگوہی صاحب نے تقویۃ الایمان کے تمام مسائل کو صحیح مانا تمام کتاب پر عمل کرنے کا حکم دیا بلکہ اس کے نہ فقط عمل کرنیکہ بلکہ اس کے پڑھنے کو بلکہ صرف رکھنے کو عین اسلام قرار دیا تو جس کتاب کا پڑھنا اور عمل کرنا تو درکنار بلکہ رکھنا بھی عین اسلام ہوگا اس کے مضامین و مسائل تو جان اسلام ہونگے۔ لہذا اس تقویۃ الایمان میں ہے:-

پھر کوئی کسی پیرو پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا چھوٹی قبر کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو کسی تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو دے یا باندھ کر چھڑا دے یا ایسے مکانوں میں دوڑ دوسے قصد کرے جاوے یا وہاں ریشنی کرے۔ غلاف ڈالے۔ چادر چڑھائے۔ ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رخصت ہوتے وقت اٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بیسہ دیسے مور جھیل جھیلے۔ اس پر شامیانہ کھڑا کرے۔ چوکھٹ کو بیسہ دیسے۔ ہاتھ باندھ کر التجا کوے۔ مراد

مانگے۔ مجاورین کے بیٹھ رہے۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل  
کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتیں کریں تو اس پر شرک ثابت  
ہوتا ہے۔ اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی کسی  
تعظیم کسی کی کرنی پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے  
لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ  
خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول  
دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

﴿تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور ص ۱۱﴾

اس عبارت میں امام ابوہریرہؓ نے اتنے مسلمانوں کو مشرک بتایا  
سنیئے جو مسلمان کسی بنی دلی کی سچی قبر کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو وہ مشرک  
ہے جو کسی بنی دلی کی قبر کی زیارت کے لئے دور دور سے سفر کر کے جائے  
وہ مشرک ہے۔ جو کسی بنی دلی کی قبر پر روشنی کرے وہ مشرک ہے جو کسی بنی  
دلی کے مزار پر غلاف ڈالے وہ مشرک ہے۔ جو کسی بنی دلی کے مزار پر چادر  
چڑھائے وہ مشرک ہے۔ جو کسی بنی دلی کے مزار سے رخصت ہونے  
وقت اٹھ پادوں برائے ادب چلے وہ مشرک ہے جو کسی بنی دلی کی قبر  
کو بوسہ دے وہ مشرک ہے۔ جو کسی بنی دلی کی قبر کو مور جھیل جھلے وہ مشرک ہے  
جو کسی بنی دلی کی قبر پر شامیہ کھڑا کرے وہ مشرک ہے۔ جو کسی بنی دلی کی  
چوکھٹ کو بوسہ دے وہ مشرک ہے۔ جو کسی بنی دلی کی قبر پر ہاتھ باندھ کر کچھ  
عرض کرے وہ مشرک ہے جو کسی بنی دلی کی قبر پر کسی طرح کی کوئی مراد مانگے وہ

مشرک ہے۔ جو کسی <sup>۱۳</sup> بنی دلی کی خدمت کے لئے مجاور بن کر رہے وہ مشرک ہے۔  
 جو کسی <sup>۱۴</sup> بنی دلی کے مزار کے ارد گرد کے جنگل کا ادب کرے وہ مشرک ہے۔  
 پھر یہ بھی صاف کر دیا کہ اگر انبیاء کرام و اولیاء عظام کو خدا کا بندہ اور مخلوق  
 سمجھ کر اور یہ جان کر کہ ان کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ان کے ساتھ  
 یہ معاملہ کرے وہ بھی مشرک ہے۔ یہ تو وہ بیوں دیوبندیوں کی شرک کی مشین  
 ہے اب کفر کی مشین ملاحظہ ہو۔ تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان ملاحظہ ہو۔

اس زمانہ میں ہندوستانی مسلمانوں میں ہزاروں نئی باتیں اد  
 نئے عقیدے اور رسم و رسوم جو رائج ہیں اور ایک جہان  
 اس میں گرفتار ہے جیسے لڑکا پیدا ہونے وقت ایک بکرہ  
 ذبح کرنا۔ اور بندوبستیں چھوڑنا۔ چھٹی کرنا۔ اور نام فلاں بخش  
 اور غلام فلاں رکھنا۔ بسم اللہ کی شادی کی محفل کرنا۔ اور ختنہ  
 میں شادی اور محفل اور رسم و رسوم کرنا۔ رسوم منگنی کرنا۔ سہرا  
 باندھنا۔ شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرنا۔ محرم کی  
 محفلیں کرنا۔ ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا۔  
 اور حب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آدے کھڑے  
 ہو جانا۔ اور ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا۔ شعبان میں حلوا  
 پکانا۔ اور رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع اور نضا عمری  
 پڑھنا۔ شوال میں عید کے روز سو یاں پکانا اور بعد نماز عید  
 بجلیگر ہو کر ملنا۔ یا مصافحہ کرنا۔ کفن کے ساتھ جانا اور چادر

ضرور بنانا۔ کھتی پر کلمہ وغیرہ لکھنا۔ اور قبر میں قتل کے ڈھیلے اور  
 شجرہ رکھنا۔ اور تیجہ دسواں۔ چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی  
 عرس مردوں کے کرنا۔ قبروں پر چادریں ڈالنا۔ مقبرے بنانا  
 قبروں پر تاریخ لکھنا۔ وہاں چراغ جلانا۔ اور دور دور سے  
 سفر کر کے قبروں پر جانا۔ اور مقلد کے حق میں تقلید ہی کو  
 کافی جاننا۔ مہر عورتوں کا زیادہ مقرر کرنا۔ اپنے جسم و مکان  
 اور سواری وغیرہ کی زینت بہت سی کرنا اور چند باتیں شمار  
 کر کے بکھتے ہیں (مغز عن کہ یہ باتیں اور سوا اس سے ہزاروں سہی  
 رائج ہیں کہ ہزاروں آدمی یہ رسمیں کرتے ہیں) پھر ان باتوں کے  
 کرنے والے کا حکم آخر میں یہ بکھتے ہیں) جو شخص اس کی برائی  
 دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا برائے لگے  
 تو صاف جان لیا چاہیے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب  
 مسلمان نہیں (یعنی کافر ہے) از تذکیر الاخوان بقیہ  
 تقریۃ الایمان مطبوعہ مذکور از ص ۸۶ تا ص ۸۸)

اس عبارت میں کس قدر مسلمانوں کو کافر بنایا۔ اس کو اس طرح شمار کیجئے۔  
 جو مسلمان بوقت پیدائش فرزند بکرا نفع کرے وہ کافر۔ جو اس وقت بتدوین  
 چھوڑے وہ کافر۔ جو چھٹی کرے وہ کافر۔ جو پیر بخش یا علی بخش یا حسین بخش  
 یا بنی بخش یا غلام محمد یا غلام احمد یا غلام مصطفیٰ یا غلام بنی یا غلام رسول۔  
 یا غلام علی یا غلام امام یا غلام حسن یا غلام حسین یا غلام محی الدین یا غلام جلیلی

یا غلام محین الدین یا غلام صابر وغیرہ نام رکھے وہ کافر۔ جو بسم اللہ کی محفل  
 کرے وہ کافر۔ جو ختنہ کی محفل کرے وہ کافر۔ جو منگنی کی رسم کرے وہ کافر  
 جو سہل باندھے وہ کافر۔ جو قبل شادی برادری کو کھانا دے وہ کافر۔ جو  
 محرم کی محفلیں کرے وہ کافر۔ جو ربیع الاول میں مولود شریف کی محفل منعقد  
 کرے وہ کافر۔ جو پختہ ذکر ولادت قیام کرے وہ کافر۔ جو ربیع الاخر میں  
 گیارہویں کرے وہ کافر۔ جو شعبان میں علوا پکائے وہ کافر۔ جو رمضان میں  
 اخیر جمعہ کو خطبہ الوداع پڑھے وہ کافر۔ جو قضا عمری پڑھے وہ کافر۔ جو  
 عید کے دن سویاں پکائے وہ کافر۔ جو بعد نماز عید معانقہ کرے وہ کافر۔  
 جو اس دن مصافحہ کرے وہ کافر۔ جو کفن کے ساتھ جائنازائے وہ کافر۔  
 جو کفن کے ساتھ چادر نائے وہ کافر۔ جو کفن پر کلمہ لکھے وہ کافر۔ جو قبر میں  
 قل کے ڈھیلے رکھے وہ کافر۔ جو قبر میں شجرہ رکھے وہ کافر۔ جو تہہ کرے وہ  
 کافر۔ جو دسواں کرے وہ کافر۔ جو چالیسواں کرے وہ کافر۔ جو چھ ماہی کرے  
 وہ کافر۔ جو برسی و عرس کرے وہ کافر۔ جو قبر پر چادر ڈالے وہ کافر۔ جو مقبرہ  
 بنائے وہ کافر۔ جو قبر پر تاریخ لکھے وہ کافر۔ جو قبر پر چراغ جلائے وہ کافر۔  
 جو قبر پر دور دور سے سفر کرے جائے وہ کافر۔ جو مقلد کے حق میں تقلید کو کانی  
 جانے وہ کافر۔ جو عورتوں کا ہر زیادہ مقرر کرے وہ کافر۔ جو اپنے جسم کو زینت  
 دے وہ کافر۔ جو اپنے مکان کو بہت زینت دے وہ کافر۔ جو اپنی  
 سواری کو زینت دے وہ کافر۔ جسے ان باتوں کا ترک کرنا برائے لگے  
 وہ کافر۔

تو یہ امام الوہابیہ و پیشوایانِ دیوبندیہ کی شرک کی مشین اور کفر کی ٹکسال  
کا صرف نمونہ پیش کیا گیا ہے جس سے جملہ اہلِ عالم اور تمام اہلِ اسلام مشرک  
و کافر ٹہرتے ہیں اور جب تمام اہلِ اسلام مشرک و کافر ہوئے تو ان سے قتل  
و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا بھی حلال ہوا۔ تو مصنف  
نے جو عقیدہ نجدی کا لکھا تھا بالکل وہی عقیدہ اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا ثابت  
ہوا۔ لہذا مصنف کا اپنے اکابر کو اس عقیدہ نجدی کے مخالف ثابت کر شکی  
نا پاک سعی کرنا کی صریح کذب بیانی اور کھلی ہوئی فریب کاری نہیں ہے۔

مصنف کا پیکر ذرا کذب

الحاصل مصنف کے اکابر بن عبد الوہاب نجدی کے پورے پورے  
متبع ہوئے۔ اور اس کے قدم بقدم چل کر تمام مسلمانوں کو مشرک کافر بنانے  
والے ثابت ہوئے۔ اب مصنف ہی بتائے کیا اس کے یہ اکابر محبِ رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم اور حامیانِ دین کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں اور کیا  
شارع علیہ السلام و ائمہ کرام نے اور سلف صالحین نے اسی کی تعلیم دی  
تھی کہ اہلِ اسلام کو مشرک و کافر بناؤ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

مصنف کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تفسیق و تضلیل کی اور علماء  
دیوبند کی تضلیل و تکفیر و تفسیق کی تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو حکم دیا اس کی تصدیق  
تمام علماء کرام و مفتیانِ عظام عرب و عجم نے کی دیکھو حسام الحرمین و قنادی  
الحرمین برجت ندوۃ المبین و الصوارم الہندیہ و غیرہ رسائل۔ نیز جب اعلیٰ حضرت  
قدس سرہ عقائد نجدیہ کو کفر فرماتے ہیں اور نجدی کو کافر کہتے ہیں تو وہ متبع  
نجدی کس طرح ہوئے۔ ہاں متبع نجدی نہ اکابر دیوبندیہ ہیں جو اس کے عقائد کو

عقدہ بتائیں اور نجدی کو اچھا کہیں۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا دوسرا عقیدہ

پھر مصنف محمد بن عبدالوہاب نجدی کا دوسرا عقیدہ لکھ کر اپنے  
کابر کو اس کا مخالف اس طرح ثابت کرتا ہے۔

(۲۱) نجدی اور اس کے اتباع کا اتنا ہی عقیدہ ہے کہ انبیاء  
علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ  
دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں اگر  
بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیات برزخ ہے جو  
آحاد امت کو ثابت ہے بعض ان کے حفظ جسم بنی کے قائل  
ہیں مگر بلا علاقہ روح اور متعدد لوگوں کے زبان سے الفاظ  
کر رہے کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں دربارہ حیات نبوی علیہ السلام  
سنا جاتا ہے۔ اور انہوں نے اپنے رسائل اور تصانیف  
میں لکھا ہے۔ اب غور فرمائیے کہ ان اکابر کے رسائل اور  
اعتقادات بالکل اس کے مخالف نہیں (شہاب ثاقب ص ۵۴)

جواب مصنف کا یہ کھلا دوا جھوٹا اور دجل و فریب ہے کہ اکابر

دیوبند نجدی کے اس عقیدہ کے مخالف نہیں۔ اور ہم یہ دکھانے میں کہ دیوبندیوں  
کا بھی یہی عقیدہ ہے جو نجدی کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول  
کی عبارت ص ۱۸ میں منقول ہونی کہ گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ نجدی کے  
عقائد عقدہ تھے تو گنگوہی جی کے نزدیک نجدی کا یہ عقیدہ ہی عقدہ ہوا۔



اور ہر اہل عقل جانتا ہے کہ باطل عقیدہ کو عمدہ کہنا اس عقیدہ کی موافقت ہے نہ کہ مخالفت ہے۔ اہل دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے رسالہ حفظ الایمان ص ۳۱ میں صاف لکھ دیا ہے:-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں گفتگو تھی جس میں  
آپ نہایت قوی حیات برزخیہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔

دیکھو تھانوی نے نہایت صاف الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریفہ کو حیات برزخیہ مانا جو امت کو ثابت ہے۔ یعنی وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ لہذا جو نجدی کا عقیدہ تھا بالکل وہی تھانوی اور تمام دیوبندی قوم کا عقیدہ ہوا۔ بلکہ دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بھی بدرجہا بدتر امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی نے توبہ جرات کی کہ اپنے ناپاک عقیدہ کو حدیث بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر دی کہ حضور فرماتے ہیں:-

یعنی میں بھی ایک دن مکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(تعمیر الایمان مطبوعہ مذکور ص ۶۹)

اور ظاہر ہے کہ مٹی میں ملنے کا یہی مطلب ہوا کہ حضور کا جسم اقدس ریزہ ریزہ ہو کر مٹی کے ذروں میں مل گیا تو امام الوہابیہ کے نزدیک جسم اقدس معہ نہ رہا۔ تو نجدی عقیدہ میں توبہ بھی تھا کہ بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں اور امام الوہابیہ نے اپنا عقیدہ یہ بتا دیا کہ جسم نبی ہرگز محفوظ نہیں رہا بلکہ وہ ریزہ ریزہ ہو کر مٹی کے ذروں میں مل گیا۔ الحیا ذبا للہ۔ اور گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ کی عبارات ص ۱۸۵ میں منقول ہوئی کہ بندہ کے نزدیک

سائل اس کے (تقویۃ الایمان کے) صحیح ہیں اور حرام تقویۃ الایمان پر عمل کر لے۔ تو گنگوہی صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہوا۔ امام الوہاب نے اور گنگوہی صاحب اور تقاضوی صاحب وغیرہ تمام اکابر اہل دیوبند کا عقیدہ بالکل نجدی عقیدہ کے موافق ثابت ہوا بلکہ دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے ہر جہاں تر قرار پایا۔ تو اب مصنف کا یہ قول کہ ان اکابر کے سائل و اعتقادات بالکل اس کے مخالف ہیں۔ کس قدر جیتا جھوٹ اور جہل و فریب کا اہل بھیات ہدیہ الشیخہ و اجوبہ اربعین و لطائف قاسمہ و زبۃ الناسک وغیرہ رسائل میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب کفر و فریب کا عمامہ کہیں قبضہ سے نہ نکل جائیں۔ ورنہ گنگوہی جی اور ساری دیوبندی قوم جس کو صحیح چلنے اور قرآن و حدیث کا مستغنیٰ ملنے اور عین اسلام اعتقاد کرے۔ اس کی مخالفت کیسے کر سکتے ہیں۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا تیسرا عقیدہ

پہر مصنف شہاب ثاقب میں نجدی کا تیسرا عقیدہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔  
 (۳) زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مظہرہ کو یہ طائفہ ہمت و حرام وغیرہ لکھا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا منظور و مشروع جانتا ہے لاکتشد و الرجال الا الی ثلثۃ مساجد ان کا استدلال ہے بعض ان میں کے سفر زیارت کو مساجد اللہ تعالیٰ کے روضہ کو پہنچاتے ہیں۔ اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلاۃ و سلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۵۵)

مصنف اس عقیدہ کو لکھ کر اپنے اکابر و یوبند کو اس عقیدہ نجدی کا مخالف ثابت کرنے کے لئے عوام کو اس طرح فریب دیتا ہے کہ:

صاحبو ہمارے اکابر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح سے مخالف اس طائفہ باغیہ کے ہیں (چند سطر کے بعد میں ہے) ان کا عقیدہ ہے کہ سفر زیارت قبر حضور اکرم علیہ السلام افضل مستحبات میں سے ہے بلکہ قریب واجب ہے (شہاب ثاقب ص ۵۶) اور صحت پر آخر میں ہے، حضرت مولانا گنگوہی صاحب، قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز صریح مخالف ہو کر فرماتے ہیں کہ فقط زیارت قبر مطہرہ کی نیت ہوئی جا ہیے اب دیکھئے دو نونہ ہوں میں کس قدر ترقی ہو گیا (شہاب ثاقب ص ۵۶)

مصنف نے اس عبارت میں کھلا ہوا جھوٹ اور صریح کذب بولا کہ دیوبندی کا بار کا عقیدہ عقیدہ نجدی کے مخالف ہے اور مذہب نجدی و مذہب دیوبندیہ میں فرق ہے یہ اس کا بڑا ٹکڑا اور کھلا ہوا فریب ہے۔ ہم نے جب فتاویٰ رشیدیہ کی یہ عبارت پیش کر دی کہ نجدی کے عقائد عمدہ تھے اور وہ اس کے مقتدی اچھے ہیں تو گنگوہی جی کے حکم سے نجدی کا یہ عقیدہ بھی عمدہ ہوا اور ان کے نزدیک بھی زیارت قبر اطہر کلمے سے کرنا بدعت و حرام اور منظور و ممنوع قرار پایا بلکہ ان کے عقیدہ میں بھی یہ سفر زیارت دنیا کے وجہ کو پہنچا اور انہوں نے بھی مسجد نبوی میں جا کر نہ صلوٰۃ و سلام پڑھا ہوگا اور نہ روضہ اقدس کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگی ہوگی۔ کہ نہ تو عمدہ عقیدہ کی مخالفت کی جاسکتی ہے نہ اچھے کے فعل کو بڑا کہا جاسکتا ہے بلکہ اچھے کے

نا پر عمل نہ کرنا بھی بُرا ہے۔ بلکہ عقیدہ دیوبندیہ عقیدہ بخدی سے بہت زیادہ  
 ہے کہ عقیدہ نجد میں تو سفر زیارت قبر محظور و ممنوع اور بدعت و حرام اور زنا  
 اور جہ کے برابر ہے اور عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ میں یہ سفر کفر و شرک ہے دیکھو امام  
 ابیہ اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کی عبارت جو شرک کی مشین میں منقول ہے  
 اس میں صاف موجود ہے کہ ایسے مکانوں میں دُور دُور سے قصد کر کے جاوے  
 کسی تقویۃ الایمان کے صحت پر ہے کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر  
 نا اور دُور سے قصد کرنا (ان کا آخر میں حکم لکھا) یہ سب شرک کی باتیں ہیں اور  
 ری مشین میں بقیہ تقویۃ الایمان کی عبارت صحت پر منقول ہے کہ دُور دُور سے  
 فر کر کے قبروں پر جانا۔ اور پھر گنگوہی صاحب کا فتوے کہ تقویۃ الایمان  
 مسائل بندہ کے نزدیک صحیح ہیں اور ان پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ تو  
 کتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ اکابر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک سفر زیارت  
 اظہر کفر و شرک ہے۔ لہذا ان اکابر وہابیہ کا سفر زیارت قبر اظہر کفر و شرک ہے  
 یہ بواجب کہا صریح کذب اور بڑا مکرو فریب ہے اور اپنے عمدہ عقیدہ کا  
 لاف ہے بلکہ کفر و شرک کو مستحب و واجب ٹھہرانا ہے۔ تو اب مصنف اور اس کے  
 اکابر کا وجہ و فریب کفر و کید روشن ہو گیا۔

مفسرین کتب کلامیہ کتب کلامیہ

پھر مصنف اسی سلسلہ میں اپنے اکابر دیوبندیہ اور نجدیوں کا ایک یہ

ق اور ظاہر کرتا ہے کہ دیوبندی شفاعت کو ثابت کرتے ہیں چنانچہ لکھتا ہے  
 ششم یہ کہ شفاعت حضرت رسول مقبول علیہ السلام کی  
 اثبات مانتے ہیں بخلاف وہابیہ کے کہ مسئلہ شفاعت میں

میں ہندوؤں تاویلیں اور گھڑنت کرتے ہیں اور قریب قریب انکار  
شفاعت سے بالکل پہرہ چھ جاتے ہیں (شہاب ثاقب ص ۱۵)

جو مصنف کی یہ بھی کذب بیانی اور فریب کاری ہے کہ اکابر وہابیہ دیوبند  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو مانتے ہیں کہ جب نبوی عقیدہ  
شفاعت کا انکار ہے تو گنگوہی صاحب کے نزدیک نبوی کا یہ عقیدہ  
عمرہ ہے تو انکار شفاعت کا عقیدہ اکابر مصنف کے نزدیک عمرہ عقیدہ  
ثابت ہوا تو شفاعت کو ثابت مان کر کیا؟ اکابر عمرہ عقیدہ کی مخالفت کرتے  
ہیں تو مصنف کا یہ قول غلط و باطل ہے بلکہ اپنے اکابر پر ستان و انتراہ  
مگر ہم تو مصنف کو یہ دکھا میں کہ اکابر وہابیہ دیوبند پر چڑیوں سے بہت  
بڑے چڑوہ کر منکر شفاعت ہیں۔ چنانچہ امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی اسی تہ  
الایمان میں صاف طور پر لکھتا ہے :-

وینخبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر  
نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے  
تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرنے  
تھے مگر یہی پکارنا اور منیتیں مانتی اور نذر و نیاز کرنی اور انکو اپنا  
دکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی  
کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی  
سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے -

(از تہذیب الایمان مطبوعہ مذکور ص ۱۵)

بھارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ اللہ کے کسی بندہ و مخلوق کو چاہے وہ ولی ہو یا سید لانی یا ہی کیوں نہ ہوں جو کوئی اپنا وکیل و سفارشی سمجھے یعنی ان کی اہلیت کو ملنے تو وہ ابو جہل کی برابر مشرک ہے تو اکابر و ہابیہ دیوبندیہ کا تو یہ یہ ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وکیل و شفیع اور سفارشی ماننے ابو جہل کی برابر مشرک ہے اور عقیدہ دیوبندیہ میں تقویۃ الایمان کی یہ بات صحیح بلکہ عین اسلام ہے تو عقیدہ دیوبندیہ میں انکار شفاعت عقیدہ سے بدرجہا بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا تو اب مصنف کا کس قدر وجہ و فریب ہے کہ اکابر دیوبندیہ کو نجدیوں کا مخالف ثابت کرنے کی سعی کر رہا ہے۔ علاوہ مصنف کے نزدیک جب اکابر دیوبندیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اہلیت کو ثابت مانتے ہیں تو خود اپنے امام اسمعیل دہلوی کے حکم سے یہ اکابر بند ابو جہل کی برابر مشرک قرار پائے تو اب مصنف اپنے اکابر دیوبندیہ کے حکم صحیح مانتے یا امام دہلوی کے حکم کو یا دونوں کے حکموں کو۔ یا کسی کے حکم کو یا ماننا۔ غالباً تقویۃ الایمان کے حکم سے تو انحراف کر نہیں سکتا وہ اس کے ایک عین اسلام ہے لہذا مصنف اس گتھی کو تو سلجھائے ورنہ اس کو سب اکابر دیوبندیہ کو ابو جہل کی برابر مشرک کہنا پڑے گا۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا چوتھا عقیدہ

(۴) شان نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپکو ماثلی ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت

تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔ اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لارہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کو کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذوات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل و دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان کے بڑوں کا اصول ہے <sup>ہوگا</sup> معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاکھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع رہنے والی ہے ہم اس سے تو سکتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (از شہاب ثاقب ص ۵۶ و ۵۷)

جواب اس عقیدہ نجدی میں اتنے امور ہیں (۱) شان نبوت میں نجدی ہمارے گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں (۲) نجدی اپنے آپ کو حضور بنی کرے صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل خیال کرتے ہیں (۳) نجدی اپنے آپ کو حضور علیہ السلام نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں (۴) نجدی اپنے آپ کو جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لارہے ہیں۔ (۵) نجدی حضور کو اپنے آپ کو کوئی حق مانتے ہیں نہ کوئی احسان (۶) نجدی حضور کی ذات پاک سے بعد وفات کوئی فائدہ نہیں مانتے (۷) نجدی بعد وفات شریفہ کے آپ کی ذات پاک سے دعا میں توسل کو ناجائز کہتے ہیں (۸) نجدی اپنے ہاتھ کی لاکھی

عنور کی ذات سے زیادہ نفع دینے والی کہتے ہیں (۹) نجدی اپنی لاشی کو کہتے  
 لئے واقع مانتے ہیں (۱۰) نجدی حضور فخر عالم علیہ السلام کی ذات کو  
 نفسی کی برابر بھی واقع نہیں مانتے ہیں۔ تو نجدیوں کا یہ عقیدہ گویا اس عقائد کا  
 نوع ہے۔ مصنف اس عقیدہ کو لکھ کر اپنے اکابر و ہابیبہ دیوبند کی صفائی  
 لئے شہاب ثاقب میں اس طرح لکھا ہے :-

مشہور ہے جب اس کے مقابلہ میں ان ہمارے حضرات اکابر  
 کے اقوال و عقائد کو ملاحظہ فرمائے۔ مشہور ہے اس تمام عبارت  
 میں مخالفت و ہابیبہ بات بات سے ظاہر ہے نہ وہ اس قسم کی باتیں  
 کہتے ہیں امدان کا یہ عقیدہ ہے مشہور ہے کیا وہ ایسے عقائد  
 و خیالات رکھتے ہیں ہرگز نہیں۔ مشہور ہے ہرگز مولانا گنگوہی  
 اور ان کے متعلقین کا عقیدہ نسبت حضرت سرور کائنات  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نہیں کہ جو ہابیبہ خبیثہ کہتے ہیں مشہور ہے  
 وہ کوئی کلمہ گستاخی کا بہ نسبت حضور سرور کائنات علیہ السلام کہہ  
 سکتا یا اعتقاد کر سکتا ہے۔ مشہور ہے یہ اکابر بالکل از سر تریا  
 مخالف و مبائن عقیدہ و ہابیبہ کے ہیں۔ (یہ کل عبارات  
 شہاب ثاقب میں اسی عقیدہ نجدی کے ضمن میں ہیں)

مصنف نے اس عقیدہ نجدی کے ضمن میں اپنے اکابر دیوبند گنگوہی و نانوتوی  
 وغیرہ کی عبارات اور اشعار۔ قصائد۔ اور حکایات و واقعات کے نقل کرنے  
 میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے اور اپنی انتہائی کذب بیانی اور فریب کاری



اور بطرح کے دجل و کید کا استعمال کیلئے اور شہاب ثاقب کے منہ سے منہ تک اپنے اکابر کے عقائد و اقوال کو لکھ مارا ہے اور عوام کو یہ باور کرانے کا زور لگا رہا ہے کہ اکابر یونہی اس نجدی عقیدہ کے بالکل مخالف ہیں ان کے اعتقادات و اقوال عقیدہ نجدی کے ازسرتا پامقابل ہیں یہ شان رسالت کے گستاخوں کو کا زور مرتد کہتے ہیں۔ لیکن ہم مصنف کے منہ کے

اس قول (جملہ تصانیف حضرات اکابر موجود ہیں اور چھپی ہوئی جگہ جگہ دستیاب ہوتی ہیں) پر عمل کر کے اس مصنف کا جیتا جھوٹا اور صریح کذب اور دہلی و فریب اور مکر و کید کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ان کا بروہا بیہ دیوبندیہ کی شان رسالت میں سٹری ہوئی گالیاں اور بدترین گستاخیاں اور اتہائے بے ادبیاں انہیں کی مطوعہ تصانیف سے پیش کرتے ہیں۔

کتاب ۱۹۷۷

مسلمانو اگر ہم اس عقیدہ نجدی کی مجموعی اعتبار سے موافقت اور تائید ان اکابر یونہی کے قول سے پیش کریں تو پھر اس کے لئے گنگوہی صاحب کا فتویٰ جو فتاویٰ رشیدیہ سے منہ میں نقل کیا ہے نہایت کافی ہے۔ کہ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور ان کے مقتدی اپنے میں لٹھیا۔ اس میں جب گنگوہی صاحب نے نجدی عقائد کو عمدہ کہا تو یہ عقیدہ نجدی بھی ان کے نزدیک عمدہ ٹہرا اور وہ باوجود اس عقیدہ کے اچھا قرار پایا۔ تو اس عقیدہ نجدی کی ہر بات ہر گستاخی ہر بے ادبیاں ہر توہین گنگوہی صاحب کے نزدیک عمدہ ہوئی اور وہ نجدی باوجود اس توہین و گستاخی کے اچھا ہوا تو اس عقیدہ نجدی کی اس سے زیادہ موافقت تائید

اد کیا ہو سکتی ہے۔ تو مصنف کا ان گنگوہی وغیرہ اکابر دیوبند کو اب اس عقیدہ  
 نجدی کے مخالف بتانا۔ اور اس کے مقابل انہیں گنگوہی وغیرہ اکابر کی عبارتیں  
 اور اقوال پیش کرنا صریح کذب اور کھلا ہوا مکرو فریب نہیں ہے تو اور کیا ہے  
 بلکہ مصنف کا اس عقیدہ نجدی کو گستاخی و توہین بتانا گویا اپنے اکابر گنگوہی  
 وغیرہ کو گستاخ و توہین کرنے والا کہہ کر انہیں کافر و مرتد بتانا ہے۔ بلکہ ان  
 اکابر کو خدا ان ہی کی دوسری عبارت و اقوال سے کافر بتانا ہے اور اپنے  
 اکابرہ اقبال ڈگری کرانا ہے۔ تو ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہے کہ مصنف نے  
 اس کتاب میں اپنے اکابر کی حمایت نہیں کی بلکہ ان پر انہیں کے اقوال سے کفر  
 ثابت کر دیا۔

اور اگر نجدی عقیدہ کے ہر ہر منمنی عقائد کی موافقت و تائید ان اکابر  
 دیوبندیہ سے دیکھنی مقصود ہو تو ان کی مطبوعہ عبارات گئے کہ اس نجدی  
 عقیدہ کا (۱) یہ تھا:-

(۱) نجدی شان نبوت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے  
 ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں وہابی دیوبندی اس گستاخی سے زائد شان نبوت  
 میں گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور مکہ کر چھاپتے ہیں دیکھو (۱)  
 فتاویٰ رشیدیہ میں انہیں گنگوہی صاحب کا فتوے مطبوعہ موجود ہے۔  
 استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ لفظ رحمتہ للطلین  
 مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو  
 کہہ سکتے ہیں۔

الجواب لفظاً رحمة للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و علماء و علماء ربانین  
 بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہذا اگر دوسرے پر اس  
 لفظ کو بتاویں بول دیوے تو جائز ہے فقط۔  
 بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ راز فتاویٰ رشیدیہ ج ۱۴  
 ص ۱۲ مطبوعہ قاسمی دیوبند

مسلمانو دیکھو قرآن کریم نے رحمتہ للعالمین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی صفت خاصہ بیان فرمائی وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (ترجمہ)  
 ہم نے آپ ہی کو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، اس میں اور انبیاء  
 شریک نہیں چہ جائیکہ اور اولیاء و علماء گنگوہی صاحب نے اس صفت  
 خاصہ کو اس بے قدری سے بیٹھا کہ اپنے آپ کو اور ہر دیوبندی کے لئے کہ رحمتہ  
 للعالمین بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسر اور برابر کر دیا۔ کیسے مصنف صاحب  
 گنگوہی نے کیا شان نبوت میں گستاخی کا کلمہ استعمال نہیں کیا۔ کیا کسی  
 کی صفت خاصہ کا مشادینا اس کی توہین و گستاخی نہیں ہے کیا اس میں  
 حضور کی ہمسری اور برابری کا دعویٰ مفسر نہیں ہے۔

(۲) یہ نانو ترقی جن کے بہت سے اشعار مصنف نے نقل کئے ہیں اور

انہیں زبردست عاشق سرکار رسالت ثابت کیا ہے وہ تحذیر الناس  
 میں لکھتے ہیں :-

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں  
ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر  
امتی مساوی برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

(تحدیر الناس مطبوعہ خیر خواہ پریس سہارنپور ص ۵)

مسلمانوں میں عبارت میں تانا توئی نے فضل و کمال علم و عمل میں منحصر کیا پھر  
عمل میں امتیوں کو نہ فقط انبیاء کی ٹھہرایا بلکہ امتیوں کو انبیاء سے بڑھا دیا۔  
تو امتیوں کا انبیاء کرام سے مقابلہ کرنا ہی کونسی کم گستاخی تھی اور پھر امتیوں  
کو انبیاء کرام سے بڑھا دینا تو شانِ نبوت میں سخت گستاخی و بے ادبی  
ہے۔ کچھ مصنف صاحب جراتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں وہ علماء  
دیوبندی ہوں گے۔ چونکہ ہم اہلسنت تو آپ کے عندیہ میں کافر و مشرک  
ہیں تو ہمارے اعمال کب قابل اعتبار ہو سکتے ہیں تو تانا توئی صاحب کا مقصد  
یہ ہے کہ انبیاء پر علماء دیوبند کو عملی فوقیت حاصل ہے۔ اب باقی رہا عملی امتیاء  
اس کو اس طرح ختم کیا۔

(۳) یہی گنگوہی اور سنبھٹی صاحب جن کی تعریفوں سے مصنف نے

ورق کے ورق سیاہ کر دئے ہیں وہ براہین قاطعہ میں سکتے ہیں۔

شیطان و ملک الموت کو بے وسعت نص سے ثابت ہوئی  
فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے (اور چند سطر  
بعد ہے) افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم  
آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ  
(براہین قاطعہ مطبوعہ سادھوہ ص ۵)

مسلمانوں ابیہمی اور گنگوہی جی نے اس عبارت میں شیطان و ملک الموت کو علم میں حضور علیہ السلام سے بڑھا دیا تو شیطان و ملک الموت کو حضور علیہ السلام سے علم میں بڑھا دینا شان نبوت میں کیسی سخت گستاخی و بے ادبی ہے۔ اب کوئی مصنف سے دریافت کرے کہ نالو تو یسے تو حضور کی علیٰ فضیلت و فوقیت کو میٹ دیا اور گنگوہی نے علیٰ فضیلت و فوقیت کو ختم کر دیا۔ تو کیا یہ شان نبوت میں گستاخی اور بے ادبی اس کو نظر نہیں آتی۔

اسی مولوی اشرف علی تھانوی جن کو حکیم الامت کا لقب مشہور کر دیا ہے وہ اپنے رسالہ حفظ الایمان میں لکھتے ہیں:-

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو در پانٹ طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب میں یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تم اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر مہمی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۷)

مسلمانو تھانوی جی نے اس عبارت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو زید و عمر ہر بچے اور پاگل اور تمام جانوروں چوپایوں کی برابر کر دیا۔ تو کیا شان نبوت میں شدید گستاخی۔ سڑی گالی۔ کھلی توہین نہیں اب چند گستاخیاں دیوبندیوں کی عین اسلام کتاب تعریۃ الایمان سے پیش کر دیا ہے

(۵) جیسا ہر قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار سوان  
 معنوں کو سرچھیرا اپنی امت کا سردار ہے (تقویۃ الایمان ص ۲۷)  
 (۶) ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار  
 ہی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۹)

(۷) اولیاء و نبیاء و امام زانوہ پیرو شہید یعنی بقیۃ اللہ کے  
 مقرب بندے ہیں سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور  
 ہمارے بھائی (تقویۃ الایمان ص ۱۸)

(۸) سبحن اللہ اثرات المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے  
 مونہ سے اتنی بات کتنے ہی مارے دہشت کے بے حواس  
 ہو گئے (تقویۃ الایمان ص ۱۷)

(۹) جس کا نام محمد یا علیؑ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔  
 (تقویۃ الایمان ص ۱۶)

(۱۰) سب انبیا اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز  
 سے بھی کمتر ہیں (تقویۃ الایمان ص ۱۵)

ان عبارات میں امام الوہابؒ کا حضرات انبیاء کرام کو عاجز اور اپنا  
 بھائی کہنا انہیں بے حواس لکھنا۔ انہیں چودہری اور زمیندار جیسا بتانا  
 انہیں چار سے زیادہ ذلیل ٹھہرانا انہیں ذرہ ناچیز سے کمتر قرار دینا۔ کیا  
 منصف کے نزدیک توہین اور گستاخی نہیں ہے تو پھر مصنف کے نزدیک

گستاخی و بے ادبی کے یہ کلمات نہیں ہیں تو کیا ایسے کلمات علماء دیوبند کو  
 سمجھا جاسکتے ہیں اور اگر یہ کلمات گستاخی کے ہیں تو دیوبندیوں نے یہ وہ کلمات  
 گستاخی استعمال کئے جنہیں نجدی نے بھی استعمال نہیں کیا۔ تو ثابت ہو گیا  
 کہ شان نبوت میں دیوبندیوں نے بھی گستاخی کے کلمات استعمال کئے اور  
 اپنی کتابوں میں چھاپے۔

(۲) نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا مثل خیال کرتا ہے۔ تو دیوبندیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے چنانچہ  
 تارکے رشیدی سے نقل ہوا کہ گنگوہی نے اپنے آپ اور ہر دیوبندی  
 کو رحمتہ العالمین بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسرد مثل بنایا۔ اور شیخ  
 الہنود نے توصات لکھ دیا:-

زبان پراہم اہوا کے لئے ہے کیوں اعلیٰ صبل شاید  
 اٹھا عالم کوئی بانی اسلام کا ثانی امرتہ گنگوہی مشبوہ  
 ساڈھورہ صلا

مسلمانو۔ اس میں ثانی یعنی مثل کے ہے تو دیوبندی اکابر نے بھی حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل گنگوہی کو قرار دیا تو جو نجدی عقیدہ تھا وہی دیوبندی  
 عقیدہ ہوا۔

(۳) نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کی  
 نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی جانتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی  
 یہی ہے۔ دیکھو انہیں گنگوہی کے عین اسلام تقویۃ الایمان میں صفات

موجود ہے۔ اس کے صفحہ ۲۸ پر ہے :-

انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں کے بڑا بنایا ہے  
سوان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں  
اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں)

مسلمانوں میں امام الوہاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و بڑائی  
سرت آئنی مانی کہ وہ راہِ خدا بتاتے ہیں یعنی تبلیغ کرتے ہیں تو جو نجدی عقیدہ تھا  
نکل وہی دیوبندی وہابی عقیدہ ہوا کہ اس سے تمام معجزات اور خصوصیات  
اور فضائل و محاسن کا انکار ہے بلکہ رسالت کا بھی انکار ہے کہ ایسی راہ  
بانے کے لئے رسالت کب ضروری ہے ہر عالم مبلغ کی یہ شان ہے۔

(۲) نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو جانتے ہیں کہ ہم عالم کو  
ہدایت کر کے راہ پر لارہے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے دیکھو مژدہ

گنگوہی ص ۱۲ خدا ان کا مربی وہ مرہلے تھے خلائق کے

مرے مولا مرے ہادی تمہیں شیخ ربانی

ہد ہر کو آپ اہل تھے اُدبر ہی حق بھی دائر تھا

مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسرے جاگے ہوا گمراہ

وہ میرا اب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

مسلمانوں اس میں شیخ الہنود نے گنگوہی جی کو ہدایت کرنے والا بتایا کہ یہ  
حق کے تابع نہیں تھے بلکہ حق ان کا تابع تھا۔ اور اپنی ہدایت سے تمام مخلوق



کی تربیت کرتے تھے اور ہدایت کا صرف یہی ایک ایسا پر نالہ تھے کہ ان کے  
سوا کہیں ہدایت نہیں مل سکتی تھی تو یہ دیوبندی عقیدہ تو نہ فقط نجدی عقیدہ کے موافق  
بلکہ بہت بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

(۵) نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اوپر نہ  
کوئی حق مانتا ہے نہ احسان۔ دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے۔ تقویۃ الایمان کی عبارت  
منقول ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چیز کے مختار نہیں وہ عاجز ہی  
ذرہ ناچیز سے کمتر ہے۔ بلکہ اسی میں انہیں ناکارہ بھی کہا چنانچہ تقویۃ الایمان  
کے ص ۳۳ پر ہے :-

محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ اسے

ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ تقویۃ الایمان ص ۳۳

تو جو بے اختیار و عاجز ہوں۔ ذرہ ناچیز سے کمتر ہوں ناکارہ ہوں تو ظاہر  
ہے کہ ایسے بے اختیار و عاجز ناکارے اور ذرہ ناچیز سے کمتر کا نہ کسی  
پر کوئی حق ہو سکتا ہے نہ کوئی احسان تو دیوبندی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کا اپنے اوپر نہ کوئی حق مانتے ہیں نہ کوئی احسان تو دیوبندی عقیدہ بھی نجدی  
عقیدہ کے بالکل موافق ثابت ہوا۔

(۶) نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ کی ذات پاک

بصوفات شریفہ کوئی فائدہ نہیں مانتے اور دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے  
چنانچہ گنگوہی کے عین اسلام یعنی تقویۃ الایمان میں جب حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کو بے اختیار عاجز ناکارہ لکھ دیا تو ثابت ہو گیا کہ ان کی ذات سے

وئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا پھر اور صاف لکھا ہے۔

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (تقویۃ الایمان ص ۶۶) اللہ صاف  
 نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ لوگوں کو سنا دیو میں کہ میں تمہارے نفع  
 و نقصان کا کچھ مالک نہیں (تقویۃ الایمان ص ۳۳) نفع و نقصان  
 کی امید رکھنی اسی سے چاہیے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے  
 (تقویۃ الایمان ص ۴۲) ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ  
 پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی (تقویۃ الایمان ص ۶) پھر  
 خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ  
 یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح  
 شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص ۱۱)

مسلمانو! اس میں امام الوہاب نے صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نفع اور فائدہ پہنچانے کی قدرت ہی نہیں بخشی اسی  
 جہ سے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو پھر ان کی ذات سے کس نفع  
 و فائدہ کی امید رکھنا چاہے ان کی خداداد طاقت ہی سے کیوں نہ ہو  
 رک ہے تو نجدی عقیدہ میں تو ذات پاک مصطفیٰ سے بعد وفات کے  
 وئی فائدہ نہ ماننا تھا۔ اور دہر بندی عقیدہ میں بعد وفات کی تید بھی رہی  
 بلکہ حضور کی ذات پاک سے مطلقاً کسی فائدہ اور نفع کی امید رکھنا چاہے  
 خداداد طاقت سے ہو ممنوع بھی ایسا کہ شرک ہے تو دیوبندی عقیدہ تو نجدی  
 عقیدہ سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

(۷) نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ بعد وفات شریفیہ کے آپ کی ذات پاک سے دُعا میں توسل کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور دیوبندی عقیدہ بھی بالکل یہی ہے تقویۃ الایمان میں ہے :-

جو بعض لوگ اگلے بزرگوں کو ووردوسو پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دُعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں

مانگی بلکہ دُعا کروالی ہے سو یہ بات غلط ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۷)

مسلمانو! اس میں امام الوہاب نے بزرگوں سے دُعا میں توسل کرنے کو نہ فقط ناجائز بلکہ شرک قرار دیا تو یہ دیوبندی عقیدہ تو نجدی عقیدہ سے بھی بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

(۸) نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے ہاتھ کی لاکھی کو حضور کی ذات سے زیادہ نفع دینے والی کہتے ہیں۔ دیوبندی بھی اس جیسا ہی ہے۔ یہی گنگوہی جی کے فتاویٰ ہے۔

کلوخی میں ہر مرض میں نافع ہوتا آیا ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۷ ج ۳) (اسی میں ہے) مولوی قاسم صاحب کو میرے یہاں سے نفع ہوا ہے اور ان سے اوروں کو نفع پہنچتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۷ ج ۳)

مسلمانو! اس میں گنگوہی صاحب نے کلوخی کو نافع مانا اور اپنی ذات

کو مولوی قاسم کے لئے نافع قرار دیا اور مولوی قاسم کو اوروں کے لئے نافع  
 ٹھہرایا۔ اور عقیدہ نجدی نمبر ۶ میں تقوتہ ایمان کی عبارت منقول ہوئی کہ انبیاء  
 کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے نہ نقصان کرنے کی تو گنگوہی  
 صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے مولوی قاسم کو نفع و فائدہ پہنچانے کی  
 قدرت دی بلکہ خود ہی گنگوہی جی کو بھی نفع و فائدہ پہنچانے کی قدرت دی  
 ہے بلکہ کلونجی تک کو نفع پہنچانے کی قدرت دی ہے۔ اور انبیاء کو نفع و فائدہ  
 پہنچانے کی قدرت نہیں دی۔ لہذا گنگوہی جی و نانا تو جی جی و کلونجی تو نفع  
 پہنچانے والے ثابت ہوئے اور حضرات انبیاء کا نفع پہنچانا تو درکنار ان سے نفع  
 کی امید رکھنی بھی شرک ہے۔ تو دیوبندی عقیدہ تو نجدی عقیدہ سے بہت  
 بڑھ چڑھ کر ہوا کہ نجدی تو حضور کی ذات کو نفع دینے والے جانتے تھے۔  
 البتہ ان کی ذات سے زیادہ لاطنی کو نفع دینے والی ثابت کرتے ہیں۔ اور  
 دیوبندی حضور اور تمام انبیاء کی ذات ہی کو نفع والے نہیں مانتے۔ چہ جائیکہ  
 زائد اور غیر زائد نفع دینے والے کا فرق۔ تو دیوبندی عقیدہ میں حضور اور انبیاء  
 کرام علیہم السلام کی ذات بالکل نفع دینے والی نہیں اور گنگوہی جی و نانا تو جی  
 جی اور کلونجی یقیناً نفع و فائدہ دینے والے ثابت ہوئے تو گنگوہی جی و نانا تو جی  
 اور کلونجی حضور و انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات سے بہت بہتر و اعلیٰ و اصل  
 ٹہرے تو دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بڑھ گیا بلکہ گنگوہی جی و نانا تو جی  
 جی اور کلونجی میں نفع کی امید مان کر خود مشرک ہوئے۔ مصنف اس گتھی کو  
 بھی سلجھائے کہ عین اسلام کے حکم سے گنگوہی جی بھی خود مشرک ٹہرتے ہیں

تو وہ اب عین اسلام کا حکم مانتا ہے تو گنگوہی کو مشرک کہنا پڑے گا۔

(۹) نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنی لائٹھی کو کتے کے لئے دافع

مانتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے۔ کہ یہ کلوہنجی کو مرض کے لئے دافع

مانتے ہیں۔ کیوں کہ کلوہنجی اگر مرض کو دفع نہیں کرتی ہے تو وہ نافع نہیں ہوتی

اور اس کا نافع ہونا ثابت تو اس کا دافع مرض ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

(۱۰) نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور فخر عالم علیہ السلام کی ذات

کو لائٹھی کی برابر بھی دافع نہیں مانتے۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہوا کہ

کلوہنجی کو دافع مرض جلنا اور ماننا تو جائز اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی ذات پاک کو دافع البلار و المرض ماننا شرک ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے

چوں آل کہ دراں (یعنی درود درود تاج دافع البلار و المرض الخ)

کلمات شریکہ مذکور اند اندیشہ خرابی عقیدہ عوام است لہذا

ورد آل ممنوع است پس تعلیم درود تاج ہما ناسم قاتل بعوام

سپردن است کہ صد ہا مردم بفساد عقیدہ شریکہ مبتلا شوند موجب

ہلاکت ایشان گردد (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۳۰)

مسلمانو دیکھو نجدی عقیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات لائٹھی کے

برابر دافع نہیں اور دیوبندی عقیدہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

کلوہنجی کی برابر بھی دافع مرض نہیں بلکہ دیوبندی عقیدہ اس سے بڑھ گیا۔

کہ حضور کی ذات کو دافع مرض ماننا شرک ہے۔ اور کلوہنجی کو دافع مرض

ماننا ایمان ہے۔

الحاصل اس نجدی عقیدہ کے ضمنی دس عقائد کے ہر ہر عقیدہ کی موافقت و تائید ہم نے اکابر دیوبند خصوصاً گنگوہی صاحب کی مطبوعہ تصانیف سے پیش کر دی جسکو مطالعہ کرنے کے بعد ہر منصف مزاج شخص یہ فیصلہ کرنے کے لئے مجبور ہے کہ اکابر دیوبند یہ فی الواقع نجدی کے اس عقیدہ کی ہر ہر بات کی موافقت و تائید کرتے ہیں تو مصنف نے شہاب ثاقب کے مدھے ص ۲۱ تک اس عقیدہ نجدی کی مخالفت میں اپنے ان اکابر دیوبند خصوصاً گنگوہی و ناتو تومی کی جس قدر عبارات پیش کی ہیں یہ سب انتہائی مکر و کید اور دجل و فریب ہے۔ اور عوام کو سخت مغالطہ میں ڈال دینا ہے

علاوہ بریں اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ اکابر دیوبند نے اس نجدی عقیدہ کی مخالفت میں بھی کچھ عبارات لکھی ہیں تو یہ تائید کی عبارات کی شرذمہ جرم کو نہیں مہیٹ سکتیں۔ اگر یہ طریقہ کسی کے توہین آئینہ اقوال اور گستاخوں کی صفائی کے لئے کافی ہو تو نصارے اور ہنود کے بھی بہت اقوال و عبارات مطبوعہ اسلام کی تعریف اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و مدح میں نثر و نظم میں بکثرت موجود ہیں ہم اگر ان کو نقل کریں تو یہ گفتگو بہت طویل ہو جائے لیکن کوئی عاقل نصارے و ہنود کے ایسے اقوال و عبارات ان کے مسلمان ہونے اور عاشق رسول ہونے پر استدلال نہیں کرتا ہے۔ نہ خود انکا ان اقوال و عبارات کو باوجود ان کے کفریات کے اپنے عاشق رسول اور محبوب اسلام ہونے کی دلیل بنا کر پیش کر دینا کسی مسلمان کی نظریں کوئی معتبر چیز ہے تب تک کہ وہ اپنے کفریات سے تائب نہ ہوں۔ اسی طرح یہ اکابر دیوبند یہ

جب تک اپنی گستاخیوں اور توہین آمیز اقوال سے توبہ نہ کریں اس وقت تک ان کی وہ عبارات جنکو مصنف نے نقل کیا ہے کسی طرح قابل اعتبار اور لائق استناد نہیں۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ اکابر دیوبند کی نجدی عقیدہ کی موافقت و تائید میں ان کی مطبوعہ کتابوں میں جب ایسی عبارات موجود ہیں جن سے انکی توبہ یا رجوع ثابت نہیں تو مصنف کا بلا انکی توبہ اور رجوع کے صرف مخالف عبارات کو پیش کر کے شہاب ثاقب میں یہ نتیجہ نکالنا۔

اس تمام عبارت میں مخالفت و ہابیہ (نجدیہ) بات بات سے ظاہر ہے نہ وہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور نہ انکا یہ عقیدہ ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۶)

صریح فریب اور انتہائی مکر و کید ہے کہ ہم عقیدہ نجدی کا عقیدہ اکابر دیوبند ہونا اور اس کی ہر بات کی موافقت و تائید کرنا اکابر دیوبند کی مطبوعہ مصنفات سے ثابت کر چکے تو مصنف کا یہ گھلا ہوا فریب اور صریح کذب ہے تو اور کیا ہے۔ اسی طرح مصنف کا صفحہ ۶۱ پر یہ کہنا

یہ (اکابر دیوبند) جملہ حضرات رضی اللہ عنہم جس قدر تعظیم و ادب واجب بہ نسبت حضور علیہ السلام جانتے اور کرتے ہیں کوئی طائفہ روئے زمین پر آج اس درجہ پر نہیں۔

(شہاب ثاقب ص ۶۱)

جتیٹا جھوٹ ہے۔ کہ دیوبندیوں کی ایسی گستاخانہ عبارات کے باوجود

شہاب ثاقب ص ۶۱

نہیں تعظیمِ آداب کرنے والا کہنا مصنف جیسے کذاب ہی کو زیبا معلوم ہوتا ہے  
 ورنہ تو واقعہ ہے کہ روئے زمین پر آج کوئی طائفہ ایسا نہیں ہے کہ جو شانِ  
 رسالت میں انتہائی سٹری سٹری گالیاں بھی دیتا جائے اور اس کے ساتھ  
 اپنے آپ کو شانِ رسالت کی تعظیم اور آداب کرنے والا بھی کہتا جائے۔ یہ  
 بڑا امتیاز اس طائفہ و ہابیہ دیوبندی کا ہے۔ پھر مصنف کی شہادتِ ثاقب  
 میں یہ دیدہ دلیری ملاحظہ ہو:-

آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہرگز مولانا (گنگوہی) اور ان کے  
 متبعین کا عقیدہ بہ نسبت حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کے وہ نہیں ہے کہ جو وہابیہ خبیثہ (نجدیہ) کہتے ہیں۔  
 (شہادتِ ثاقب ص ۶۵)

مخبر گنگوہی صاحب تو یہ فتوے دیں کہ وہابیہ خبیثہ نجدیہ کا عقیدہ عمدہ ہے  
 اور وہ اچھے ہیں۔ اور مصنف ان پر یہ انفرادی بہتان بانڈھے کہ گنگوہی صاحب  
 اس عمدہ عقیدہ کے مخالف ہیں اور نجدی خبیثہ ہیں۔ بھلا دیکھو کہ گنگوہی  
 صاحب اپنے بتائے عقیدہ کی کس طرح مخالفت کریں گے اور اچھوں کو  
 کیونکر خبیث ٹھہرائیں گے مصنف اپنی شوخی سے مدعی سست اور گواہ  
 چست کی مثل کو بھی پس پشت ڈال کر اپنی بے حیائی کا نزاع سین پیش کرنے  
 لگا۔ نیز مصنف کا صریح کذب یہ ہے:-

یہ اکابر (یعنی دیوبندی) بالکل درست تاپا مخالف و سببین عقیدہ  
 وہابیہ کے ہیں (شہادتِ ثاقب ص ۶۹)



مصنّف کا ان اکابر دیوبند (جو سرتاپا عقیدہ وہابیہ نجدیہ کے موافق اور موید ہیں) کو مخالف و مبین کہنا کیسا صریح کذب اور شدید فریب ہے کہ ان کی مطبوعہ تصنیفات و فتاویٰ کے موجودہ میں اور ان میں نجدی عقائد کی موافقت ایک دو جگہ نہیں متحد جگہ موجود ہے۔ مگر مصنّف کی دیدہ دلیرکا ملاحظہ ہو۔ لحنۃ اللہ علی الکا زمین۔

انہیں صفحات بلکہ ساری کتاب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں مصنّف نے جس قدر سب و شتم اور دریدہ دہنی کی ہے ہم اس کے متعلق یہ ابتداء کے کتاب میں بھی عرض کر دیا ہے اور پھر یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم گالیوں کا جواب گالی سے دینا کسی مہذب انسان کے لئے مناسب نہیں سمجھتے۔ اس طرح کی گالیاں بک دینا مصنّف کے لئے زیبا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عاجز کے پاس سوائے گالیوں کے اور کوئی سرنا یہ ہی نہیں ہوتا۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا پانچواں عقیدہ (۵) وہابیہ اشغال باطنیہ و اعمال صونیہ مراقبہ و ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال افعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں۔ فیوض روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز

(نہیں ہیں۔) از شہاب ثاقب ص ۷۳

جو ایسا یہی عقیدہ اکا بردیو بند کا ہے کہ گنگوہی صاحب نجدی کے عقائد کو عمدہ بتاتے ہیں گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ سب فضول و لغو اور بدعت و ضلالت ہوئے۔ اور انوال و افعال صوفیہ شرک قرار پائے۔ اور ان سلاسل میں داخل ہونا مکروہ و مستفحج بلکہ اس سے زاید ٹہرا اور فیوض روحیہ کوئی چیز نہیں ہوئے بلکہ گنگوہی صاحب کے عین اسلام یقیہ تقویہ الایمان تذکیر الاخوان میں تو صاف طور پر لکھ دیا :-

تم اپنے دین میں نئی نئی رسم اور نئے نئے عقیدے اور طریقے نہ نکالو اور بھڑٹ نہ ڈالو کہ کوئی محترمی ہووے کوئی خارجی بنے اور کوئی رافضی اور کوئی تاصبی اور جبری اور کوئی قدری اور کوئی مرجبی کہادے اور کوئی سرپر بال رکھ کر اور چار ابرو کا صفایا دے کر فقیری جتادے پھر ان میں کوئی قادری کوئی سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے حکم یہی ہے کہ سب بلکہ قرآن و حدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی فرقے مت ہو جاؤ (از تذکیر الاخوان ص ۷۹) نیز اسی کے ص ۸۱ پر ہے، ایک فرقے نے گوشہ نشینی اور ترک امر بالمعروف و نہی عن المنکر اختیار کر کے شغل برزخ اور نماز معکوس اور ختم

اور نوشتے اور طرح طرح کے درود و طیفہ اور فالنامے اور  
گنڈے تحوید اور آثار کے اور حاضران میں عوس اور قبروں پر  
مراتبہ اور باجا راگ سُننا اور حال لاتا ایجا دکیا اور مشائخ  
اور پیر کہلائے پھر کسی نے آپ کو حشمتی مقرر کیا اور کسی نے  
قتادری اور کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی کسی نے  
رفاعی ٹھہرایا (از تذکیر الاخوان ص ۸۱)

اس عبارت میں قادریوں حشمتیوں نقشبندیوں سہروردیوں کو بد مذہبوں  
گمراہ فرقوں محترمہ روہ نفس - خوارج - نو اصحاب قدریہ - جبریہ - مرجیہ کی  
طرح بد مذہب اور گمراہ ٹھہرایا۔ اور نہ فقط اتنا بلکہ انہیں یہود و نصاریٰ کا  
فرقوں کی طرح کافر قرار دیا۔ اور مشائخ کے اشغال ختم۔ اوراد۔ وظائف گنڈے  
تحوید۔ مراتبہ۔ حال وغیرہ اعمال کو نہ فقط لغو و فضول بلکہ بدعت و گمراہی  
اور ضلالت و کفر بتایا۔ اور ان چاروں سلاسل میں داخل ہونے والوں  
کو گمراہ و کافر بنایا تو جو نجدی عقیدہ تھا باسکل وہی دیوبندی عقیدہ ثابت ہوا  
پھر مصنف کا امداد السلوک کی عبارات نقل کرنا کیا کھلا ہوا دجل  
و فریب نہیں ہے اور اپنے اکابر کو نجدیوں کے خلاف ثابت کرنا کیا صریح  
کذب نہیں ہے :-

ابن عبد الوہاب کا چھٹا عقیدہ

(۶) وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالہ جانتے  
ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ

واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہو گئے چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شیعہ کے پیرو ہیں ہا یہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عملدرآدان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے موافق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا بھی مثل غیر مقلدین ہند اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ و

بے ادبانہ استعمال کرنا معمول ہے۔ (از شہاب ثاقب ص ۷۷)

جواب جو عقیدہ نجدی کا ہے وہی اکابر دیوبند کا عقیدہ ہے۔ کہ گنگوہی صاحب جب نجدی عقائد کو عمدہ بتاتے ہیں تو گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی کسی خاص امام کی تقلید شرک فی الرسالة ہے اور مقلدین ائمہ اربعہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کا استعمال صحیح ہے بلکہ گنگوہی صاحب کے عین اسلام تقویۃ الایمان میں صاف موجود ہے :-

کسی کی راہ رسم کا ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۷)

غرض کہ مسلمان کو چاہیے کہ جب تک مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو تب تک مجتہد کی پیروی اور تقلید نہ کرے اور تحقیق کی فکر میں رہے اور کوشش کرے محض تقلید ہی پر خاطر جمع کرنے بیٹھ رہے۔ (بقیہ فتویٰ الایمان ص ۲۱۳ جیسے خدا کے حکم کو ماننا ویسے ہی اور کسی مولوی۔ درویش کا حکم ماننا شرک ہے۔ (بقیہ فتویٰ الایمان ص ۲۱۳)

ان عبارات میں عداوت طور پر کہہ دیا کہ مقلدین چونکہ اپنے امام کی راہ رسم کو ماننے ہیں اور اسی کے حکم کو سند سمجھتے ہیں تو یہ مشرک ہیں اور ان کا اس طرح کی تقلید کرنا شرک ہے اور جو مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو اس پر کسی مجتہد کی پیروی و تقلید ہرگز نہ کی جائے۔ اور کسی مولوی کا حکم دین و مذہب سمجھ کر ماننا شرک ہے۔ لہذا ان عبارات میں تقلید کو شرک ٹھہرا کر نجدی عقیدے کی موافقت و تائید کی اب مصنف کا شہاب ثاقب میں اکابر دیوبند کے یہ لکھنا :-

یہ اکابر ان امور میں بھی بالکل مخالفت اس طائفہ کے ہیں -  
 (شہاب ثاقب ص ۷۷) (اور یہ لکھنا) وہابیہ اہلسنت کے مخالف ہوئے ہیں اور یہ اکابر طریقہ اہلسنت پر ثابت قدم رہ کر اس طائفہ کی مخالفت کرتے ہیں (شہاب ثاقب ص ۷۷)

یہ صریح کذب اور شدید کفر و فریب ہے کہ فتویٰ گنگوہی و فتویٰ الایمان کی ان عبارات کے خلاف ہے۔ مصنف کی یہ بات کہ نجدی غیر مقلدین طریقہ اہلسنت

مخالف ہیں باعتبار حقیقت کے تو صحیح ہے۔ لیکن خود اس کے اکابر کے نزدیک  
 لفظ ہے چنانچہ گنگوہی صاحب امام غیر مقلدین مولوی نذیر حسین دہلوی کے  
 تعلق صاف لکھتے ہیں :-

ان (نذیر حسین دہلوی) کو مردود اور خارج اہلسنت سے کہنا  
 بھی سخت بجا ہے عقائد میں سب مستند مقلد و غیر مقلد ہیں  
 البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد  
 گنگوہی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ قاسمی پبلیشرز ۱۹۰۸ء)

مصنف تو یہ کہتا ہے کہ غیر مقلدین وہاں یہ طریقہ اہلسنت کے مخالف ہیں اور گنگوہی صاحب  
 انہیں عقائد میں اہلسنت مقلدین کے مستردان کر طریقہ اہلسنت جانتے ہیں اور  
 انہیں خارج اہلسنت کہنا سخت بجا سمجھتے ہیں تو ان میں مصنف سچا ہے  
 یا گنگوہی جی۔ لہذا ظاہر یہ ہے کہ گنگوہی جی کس طرح جھوٹ بولیں گے تو جھوٹا  
 کذاب مصنف ہی قرار پایا۔ پھر مصنف نے جو ایک ورق اس میں سیاہ کیا  
 کہ اکابر دیوبند گنگوہی وغیرہ نے ان کے رد میں رسائل تحریر کئے ہیں اور  
 ہندوستان میں ان کے مقابل عقائد اہلسنت کی حمایت کی ہے اور مذہب  
 حقیقت کی تائید کی ہے کس قدر صریح کذاب اور کھلا ہوا لکرو ذریعہ ہے۔  
 مصنف اس کو نہ سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر زبان لعن و طعن کھولنا ہے۔ اور اپنے  
 اکابر کی تحریروں کے خلاف لکھ کر عوام کی آنکھوں میں رُحوں جھونک ہاڑے۔  
 لعنة اللہ علی الکاذبین۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا ساڈاں عقیدہ

(۱) مثلاً الرحمن علی العرش استنوی وغیرہ آیات میں طائفہ  
 وہابیہ استوار ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی  
 وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس نداء  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں۔  
 وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ وہ الصلوٰۃ والسلام  
 عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت  
 نفرین اس نداء و خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے  
 ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ وہابیہ نجدی بھی  
 اعتقاد رکھتے ہیں اور بر ملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استغاثت  
 غیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔ یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں  
 آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جلتے ہیں اور روئے اقدس پر حاضر  
 ہو کر صلیۃ و سلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے  
 ہیں۔ (از شہاب ثاقب ص ۹ صحت لخصاً)

**جواب نجدی کا یہ عقیدہ اس قدر عقائد پر مشتمل ہے (۱) نجدی خدا**  
 کے لئے استوار ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتے ہیں (۲) نجدی کے  
 نزدیک خدا کے لئے جسمیت لازم آتی ہے (۳) نجدی الصلوٰۃ والسلام عَلَیْكَ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ کو سخت منع کرتے ہیں (۴) نجدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو نداء و خطاب کرنے والوں پر سخت نفرین کرتے ہیں ان کا استہزاء اڑاتے ہیں  
 کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں (۵) نجدی بر ملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں

ستائت لغير الله ہے جو شرک ہے تو نجدوں کا یہ عقیدہ گویا پانچ عقائد  
 مجموعہ ہے۔ اکابر دیوبند کی اس عقیدہ نجدی سے بحیثیت مجموعی اگر موا  
 درتاً یہ مقصود ہو تو گنگرہی جی کا وہ فتوے نہایت کافی ہے کہ نجدی عقائد  
 گندہ ہیں اور اچھے ہیں۔ تو یہ عقیدہ بھی بحیثیت مجموعی عمدہ ثابت ہوا۔ اور  
 نجدی باوجود ان گندہ عقائد کے اچھے ٹہرے۔ اور اگر یہ تفصیل ہر عقیدہ  
 لی موافقت و تائید دیکھنی ہے تو سنیے کہ :-

(۱) نجدی عقیدہ میں تھا کہ وہ خدا کے لئے استوار ظاہری اور جہات  
 وغیرہ ثابت کرتے ہیں۔ تو اکابر دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ چنانچہ امام الہادی  
 اسمعیل دہلوی لکھتا ہے :-

نسبہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت  
 و اثبات رویت بلا جہت و محاذات  
 (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات  
 حقیقہ است اگر صاحب آن  
 اعتقادات مذکورہ را از جنس  
 عقائد دینیہ می شمارد و مختصاً  
 اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان اور جہت  
 سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بے  
 کیف و بلا جہت اور بغیر مقابلہ ماننا  
 بدعات حقیقیہ کے قبیل سے ہے  
 اگر یہ اعتقاد والے نہیں عقائد دینیہ  
 کی جنس سے شمار کرتا ہے۔

(از البصاح المحق مطبع فاروقی دہلی ص ۳۵ و ص ۳۶)

مسلمانوں اس عبارت میں امام الہادی نے اللہ تعالیٰ کے لئے مکان  
 اور جہت ثابت مانا اور ان سے پاک سمجھنے کو بدعت حقیقیہ ٹھہرایا۔ تو  
 جو نجدی عقیدہ تھا وہی اکابر دیوبند کا عقیدہ ثابت ہوا۔ محضف کا



اپنے اکابر کو اس کا مخالف ثابت کرنا کذب صریح اور فریب ہے۔

(۲) نجدی عقیدہ میں تھا کہ اس کے نزدیک خدا کے لئے جسمیت لازم آتی ہے۔ اکابر وہابیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب عبارت مذکور میں خدا کیلئے مکان و زمان اور جہت ثابت تو اس سے خدا کے لئے جسمیت لازم آتی ہے تو جو نجدی عقیدہ تھا وہی اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا عقیدہ ہوا۔ اب مصنف کا اپنے اکابر کو اس کا مخالف ثابت کرنا نہایت رجل و فریب ہے۔

(۳) نجدی عقیدہ میں تھا کہ وہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کو سخت منع کرتے ہیں۔ اور بر ملا کہتے ہیں کہ يَا رَسُولَ اللَّهِ میں استعانت بغیر اللہ ہے جو شرک ہے۔ اور اس ندا و خطاب کرنے والوں کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ تو جو نجدی کا یہ عقیدہ ہے بالکل ایسا ہی اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا بھی عقیدہ ہے جس کو یہ مختلف عبارات اور الفاظ میں لکھتے ہیں :-

سوال یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں الجواب عوام کو منع کرنا چاہیے (فتاویٰ امدادیہ حصہ چہارم ص ۱۲ مطبوعہ مجتہبی دہلی) جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دوسرے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۷ ص ۱۸) مجمع میں ہر قسم کے مبتدع و فساق موجود ہوتے ہیں لہذا اگر

عقیدہ قاری کا درست ہو مگر عوام کی وجہ سے مکروہ و ناجائز  
 ہے (براہین قاطعہ ص ۲۱۷) بہشتی زیور میں کفر و شرک کی باتوں میں  
 ہے کسی کو دوسرے سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی (بہشتی زیور  
 مطبوعہ سال ۱۳۵۰ھ ص ۲۱۷) پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے  
 بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا  
 بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں  
 کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور بتیں مانتی اور نذر و نیاز کرنی اور انکو  
 اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی  
 کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے  
 سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے (تقویۃ الایمان ص ۷)  
 روح خوانی مجمع جہلاء عوام میں کون سی حدیث سے ایسے خطابات  
 واجب ہیں مولف اس کو بتا دے تاکہ یہ بھی درست ہو جائے  
 اور منع ابہام کا رفع ہو جائے (براہین قاطعہ ص ۲۱۸)

ایسے کلمات (یا رسول اللہ) کو نظم ہو یا نشروں و کرنا مکروہ تنزیہی  
 ہے کفر و فسق نہیں کیونکہ وجہ کفر کی غیر کو حاضر و متصرف  
 جانتا ہے اور وجہ فسق کی احتمال نسا و عقیدہ عوام اور اپنے  
 اوپر تہمت شرک رکھنا ہے اور کراہت تنزیہی یہ کہ فی الجملہ  
 مشابہت استعانت غیر سے ہونے کی . . . . . کھنی گوشت  
 نہیں (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۶)

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ یا رسول اللہ کہنا ممنوع و ناجائز ہے اور دوسرے علم غیب سے سُننے کے عقیدہ کی بنا پر کفر ہے ورنہ یہ کلمہ شاید کفر ہے اور صحیح عوام میں اگرچہ عقیدہ قاری درست ہو جب بھی ناجائز ہے کہ اس میں خطا ہے اور مشابہت استغانت بخر ہے اور اپنے اوپر شرک کی تہمت رکھ لینا اور پکارنا شرک ہے اور ابو جہل کی برابر شرک ہے تمنا کا برد پر بند کا بھی بالکل وہی عقیدہ ہے جو عقیدہ نجدی تھا اب مصنف کا اس کے خلاف اپنے اکابر کو بتانا جتنا جھوٹا اور کھلا ہوا فریب ہے۔ کہ جب یہ عبارات ان کی مطبوعہ تصانیف میں موجود ہیں تو اکابر پر بند کا ان کے خلاف عقیدہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کو نجدی کا ہم عقیدہ ثابت کرنا ایک ایسی غلط اور بے بنیاد بات ہے جس پر خود مصنف کا ضمیر بھی اس پر انتہائی ملامت کرنا ہوگا۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا آٹھواں عقیدہ

وہابیہ جیشہ کثرت صلاۃ و سلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام و ذرات دلائل الخیرات و تصیدہ بردہ و تصیدہ ہمزہ و غیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض بعض اشعار کو تصیدہ بردہ میں شرک و غیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں مثلاً۔

یا اشرف الخلق مالی من لوزیدہ سوائے عند حلول المحادث العم

(شہاب ثاقب ص ۸۱)

جو اس میں نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابر پر بند کا عقیدہ ہے جب گنگرہ سی ما

بچے فتوے میں یہ لکھ چکے کہ نجدی کے عقائد عمدہ ہیں تو گنگوہی صاحب کے  
 ایک کثرت صلوة و سلام و قرأت دلائل الخیرات و تصیدہ بردہ و تصیدہ ہمزہ  
 فیہ کا ورد سحت قبیح و مکروہ قرار پایا۔ اور تصیدہ بردہ کے بعض اشعار شرک ٹہرے  
 اس کے علاوہ وہ اکابر دیوبند اور گنگوہی صاحب کی عین اسلام تقویۃ الایمان  
 رد یکھئے اس میں صاف طور پر موجود ہے۔ بہشتی زیور کی کفر و شرک کی باتوں میں ہے۔

کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جینا (از بہشتی زیور حصہ اول ص ۱۴۱)  
 آداب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا اور اس کا نام جینا انہیں  
 کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کیلئے  
 ٹہرائے ہیں۔ اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے (تقویۃ الایمان  
 ص ۴۴) فتاویٰ رشیدیہ میں ہے :-

مثلاً ورد وظیفہ ان اشعار ذیل کا اگر کوئی کرے تو کیا حکم ہوگا  
 جائز یا منع اور صغیرہ یا کبیرہ اور شرک کیا ہوگا جیسے ورد  
 یا رسول اللہ انظر حالتنا۔ یا رسول اللہ اسمع قائلنا۔  
 انی فی بحر ہمہ مخرق۔ حدیدی سہل لنا اشکا لنا۔  
 یا یہ شعر تصیدہ بردہ کا ورد کرنا یا اکتروم الخلق مالی کرم  
 الودیب۔ سواک عند حلول المحادث العجم۔ یا اور کوئی  
 شعر یا نثر میں ورد اسما مخلوق بطور وظیفہ کرنا تو جناب ممدوح  
 نے اس کے جواب میں عبارت ذیل تخریر فرمائی وہ عبارت یہ ہے۔  
 از بندہ رشید احمد غنی عنہ بعد سلام سنون آنکہ آج خط آیا

جواب آپ کے اس سئلہ کا تو لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے  
 کلمات کو نظم ہو یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے کفر و فسق نہیں  
 کیونکہ وجہ کفر کی غیر کو حاضر و متصرف جانتا ہے اور وجہ فسق  
 کی احتمال عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے۔  
 اور کراہت تنزیہی یہ کہ فی الجملہ مشابہت استعانت غیر سے  
 ہونے کی تھی گو نیت نہیں۔ از فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۶

ان عبارات میں اکابر دیوبند نے صاف لکھ دیا کہ کسی بزرگ کا نام بطور  
 وظیفہ کے چینا شرک ہے اور کسی بزرگ میں اور کسی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم بھی داخل ہیں کہ وہ بھی غیر خدا ہیں۔ اور کثرت درود اور صلوات و سلام  
 میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام چینا ہی تو ہے۔ نیز دلائل الخیرات  
 میں درود شریف ہی تو ہے

تو دلائل الخیرات کے وظیفہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام چینا  
 ہی تو ہوا تو اکابر دیوبند کے نزدیک کثرت صلوات و سلام اور قرأت لائل  
 الخیرات شرک ہونے پھر خاص قصیدہ بردہ شریف کے اسی شعر کے متعلق  
 گنگوہی صاحب نے فتویٰ دیدیا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے جب حاضر و متصرف  
 جانکر نہ ہو ورنہ کفر ہے۔ اور اس کے وظیفہ پڑھنے والے کو اپنے اوپر تہمت  
 شرک رکھنے والا اور استعانت بالعیز کرنے والا قرار دیا تو اکابر دیوبند نے  
 نہ فقط نجدی عقیدہ کی موافقت کی بلکہ نجدیوں کے قبیح و مکروہ بتائے ہوئے کو  
 کفر و شرک تک پہنچا دیا۔ اب مصنف انھیں کھول کر دیکھے کہ نجدی عقیدہ

ل موافقت کیا اس کو اس سے زیادہ درکار ہے۔ اب مصنف کا یہ کہنا۔

ہمارے مقدس بزرگان دین اپنے متعلقین کو دلائل خیرات وغیرہ  
کی سند دیتے رہے ہیں اور ان کو کثرت درود و سلام و تحریب  
نرات دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں (شہاب ثاقب ص ۸۱)

تنا صریح کذب اور کیسا شدید افترا اور کس قدر کھلا ہوا دلیل و فریب ہے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا نواں عقیدہ

(۹) وہابیہ تمباکو کھانے اور اس کے پینے کو حقہ میں ہو یا چرٹ میں  
اور اس کے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکبائر میں سے شمار  
کرتے ہیں ان جہلا کے نزدیک محاذ اللہ زنا اور سرزد کرنے والا اس قدر  
لامنت نہیں کیا جاتا جس قدر تمباکو کا استعمال کرنے والا لامنت  
کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے فساق و فجار سے وہ نفرت  
نہیں کرتے جو تمباکو کے استعمال کرنے والے سے کرتے ہیں۔  
(شہاب ثاقب ص ۸۱ و ص ۸۲)

جو اب نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابر دیوبند کا عقیدہ ہے اس لئے  
جب گنگوہی صاحب فرما چکے ہیں کہ نجدی کے عقائد عمدہ ہیں تو گنگوہی جی  
نے نزدیک بھی تمباکو کھانے اور حقہ وغیرہ پینا حرام و اکبر الکبائر میں سے ہے  
و تمباکو استعمال کرنے والا زانی اور چور سے زائد لامنت کا حقدار اور اعلیٰ درجہ  
فساق و فجار سے زیادہ نفرت کا مستحق ہے۔ اکابر دیوبند اس کا فتویٰ دیتے  
ہیں۔ تھانوی صاحب کے امداد الفتاویٰ معروف بقاوس اشرفیہ حصہ دوم

کے کتاب المحطروالاباحہ میں مبسوط فتوے جس کا خلاصہ یہ ہے :-

یہ حقہ قریب تین سو برس کے ہوئے کہ کفار نے نکالا ہے۔ اور کثرت اس کی مضر ہے۔ پھر تباکو میں بھی بعض اقسام بہت تیز اور مضر ہیں بعض کم درجے میں ہیں کسی میں بو زیادہ ہے کسی میں نوبت نشہ یا قنور کی ہے کسی میں نہیں۔ اسی طرح حقہ اور نیچے میں بھی بعض نیچے کے کپڑے پاک ہیں کسی کے ناپاک کسی کے مشتبہ۔ ہر ایک کا حکم جدا پس اگر کسی نے ضرورت شدہ میں کسی مرغن دشوار کے علاج کے لئے احتیاط سے بطور دوا کے گھسی ایک آدھ بار پی لیا چنداں جرم نہیں اور جو بعد ازالہ بغیر ضرورت نشہ پیوے جیسا آجکل شائع ہے کہ یہی محفل کی زینب و زینت ہو گئی اور آخر میں مضر بھی ہوتا ہے اور منہ میں برا بڑبڑ آتی ہے اور ہر دم منہ میں گھسار رہتا ہے اور جاس میں بھی کدور کا جاتی ہے اور تشبہ اہل تار کے ساتھ ہے کہ منہ اور ناک میں سے دھواں نکلتا ہے اور خود دھواں اور ناک بھی آگ بھی آگ عذاب کا ہے اس کے ساتھ منسب رہتی ہے اس طور پر اس کا عاری ہو جانا بسبب اجتماع ان امور کے بیشک برا اور سخت مکرہ ہے بعض پینے والے جو یہ احتیاط ہیں اور سڑے ہوئے حقے ناپاک نیچے نیز تباکو کہ پیتے پینے نشہ ہو جاتا ہے اور شراب کیسی مہوشی ہوتی ہے اس کی حرمت میں کچھ شبہ نہیں۔ حاصل یہ کہ کوئی حقہ زیادہ

مکروہ کوئی کم مکروہ کوئی حرام کوئی ضرورت شدیدہ میں بطور دوا کے ایک آدھ بار روا۔ بہر حال پینے والا اس کا گناہ سے حالی نہیں اور اصرار گناہ پر سخت گناہ ہے۔ اس کا پینے والا محفل مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دخل نہیں پاتا اور بعضوں نے اس کے پینے والوں کو محذب بھی دیکھا ہے اعاذ اللہ منہ کسی نے کیا خوب کہا ہے تمباکو نوشی راسینہ سیاہ است۔ اگر باور نہ نہ داری لے گواہ است ہذا عندی واللہ تعالیٰ اعلم لخصاً۔

از فتاویٰ اشرفیہ حصہ دوم مطبوعہ مجتہبائی دہلی ۱۳۹۹ھ تا ۱۴۰۱ھ  
 (مولوی امیر بانجاں واعظ جامع سہارنپور کے رسالہ انکار انجلیبان  
 مطبوعہ ہاشمی کے صفحہ ۳ میں ہے) یوم تاتی السماء بدخان  
 مبین یعنی الناس یعنی لاریگا آسمان دھواں نکلا ہر کہ آسمان سے  
 مینہ بر سے گا اور اس سے ایک درخت پیدا ہوگا کہ وہ لوگوں کو  
 حادی ہوگا۔ یعنی بہت سے لوگ حقہ نوشی کے وقت میں اس کے  
 اندر کھینس گے فرمایا ہذا عذاب الیم یہ عذاب دروینے والا ہے  
 کہ مزا اس کا کڑوا ہے اور آخرت میں باعث ماخوذی کا ہے۔  
 (پہر صفحہ ۶ پر ہے) حقہ نوشی سے ل سیاہ ہو جاتا کیونکہ جب ہوا تانبہ اور کڑا بنی  
 لگ جاتا ہے تو وہ سیاہ ہو جاتی ہیں جب یہ دھواں جلتی اور  
 جگر اور دل اور انتڑیوں پر پہنچا تو وہ کیسے کھینچا ہو جائیں گی  
 و تتم باقیل سے  
 کہ حقہ نوشی راتلب سیاہ است اگر باور نہ داری لے گواہ است



اسی کا اشارہ فرمایا حکیم علی الاطلاق نے کلاب ران علی قلبہم

ماکانوا یکسیون ایسا نہیں جو یہ کہتے ہیں بلکہ زنگ لگا دیا یعنی

سیاہی جمادی ان کے دلوں پر اس چیز نے کہ تھی وہ کرتے مثل

حقہ نوشی اور دھواں کشی کے الخ (از براہین قاطعہ لیا رساطہ ص ۶۸ و ۶۹)

ان عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ اکابر دیوبند کے نزدیک تمباکو کا استعمال اور

حقہ نوشی سخت مکروہ اور حرام اور اس کا پینے والا گنہگار اور اس پر اصرار کرنے

والا سخت گنہگار۔ اور محفل نبوی سے محروم اور معذب اور حقہ پینے میں اہل

نار سے تشبہ۔ اور خورد دھواں اور آگ آلہ عذاب ہے۔ اور اس کی ممانعت

دو آیات سے ثابت۔ اور حقہ نوشی سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور آخرت

میں سبب ماخوذی۔ اور یہ عذاب دردناک ہے۔ لہذا اکابر دیوبند کا عقیدہ

نجدی عقیدہ کے موافق ہوا بلکہ نجدی عقیدہ سے بھی بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا کہ اہل

نے حقہ نوش کو معذب سیاہ دل اور اہل نار سے تشبہ کرنے والا بھی بتایا اور

یہ امور نجدی عقیدہ میں نہ تھے۔ اب مصنف کا شہاب ثاقب میں یہ کہتا ہے۔

ان حضرات کا خیال دیکھئے تو یہ جملہ بزرگانِ دین تمباکو کے

استعمال پر سوائے کراہت تشریحی و خلاف اولے دوسرا کوئی

حکم نہیں فرماتے (از شہاب ثاقب ص ۸۲)

کس قدر شدید کذب اور جتیا فریب ہے۔ ہر شخص ان مطبوعہ عبارتوں

کو دیکھ کر مصنف پر لعنت اللہ علی الکاذبین تو پڑھ ہی دے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا دسواں عقیدہ۔

وہا یہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔ (از شہاب ثاقب ص ۸۲)

جو آپ نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابر دیوبند ہی کے موافق ہے کہ گنگوہی تب نجدی عقائد کو عمدہ لکھ چکے تو گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی انکا شفاعت عمدہ عقیدہ ہوا۔ اب گنگوہی صاحب کا عین اسلام تقویۃ الایمان ملاحظہ ہو کہ شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحببت ہر دو سے صامتاً نکار ہے۔

امیر کی وجاہت کے سبب اس کی سفارش قبول کی سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل (تقویۃ الایمان ص ۳۵) بلو شاہ نے محبت کے سبب سفارش قبول کر لی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چہرہ کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھ کو ہو گا اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں اور جو کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل جیسا اول مذکور ہو چکا (تقویۃ الایمان ص ۳۵) وہ بڑا کریم و رحیم ہے وہاں کسی کی دکالت کی حاجت نہیں (تقویۃ الایمان ص ۳۵) (گویا حضور فرماتے ہیں) اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار

سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا (تقویۃ الایمان ص ۲۲) کوئی کسی کا وکیل و حمایتی نہیں بننے والا (تقویۃ الایمان ص ۹) اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرنے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو البوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۰)

ان عبارات میں امام ابو ہامیہ نے صاف طور پر لکھ دیا کہ خدا کے حضور میں کسی کی سفارش و شفاعت اور وکالت و حمایت کی حاجت نہیں نہ کوئی کسی کی حمایت کر سکتا ہے نہ کوئی شفیع اور وکیل بن سکتا ہے اور جو کسی جی دل کو اللہ کا بندہ اور مخلوق سمجھ کر شفیع و وکیل جانے وہ بڑا جاہل اور اصلی شرک بلکہ بوجہل کی برابر شرک ہے اور شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت ماننا دونوں شرک ہیں۔ تو یہ امام ابو ہامیہ شفاعت کا کبھی صاف انکار کر رہا ہے لہذا اکابر و ہامیہ کا عقیدہ بھی نجدی عقیدہ کے باطل موافق ہے بلکہ اس سے

ت بڑھ چڑھ کر ہے اب مصنف اس عقیدہ نجدی کو لکھ کر اپنے اکابر کے لئے  
یہ لکھا ہے :-

یہ اکابر ظاہراً و باہراً تحقق اور ثبوت شفاعت کے حضرت  
رسالت آبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قائل ہیں (شہاب ثاقب ص ۸۲)  
صریح کذب جیتا جھوٹ ہے اور کھلا ہوا دجل و فریب ہے اور عوام کو سمجھت  
مغالطہ میں ڈالتا ہے ۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا گیارہواں عقیدہ

وہابیہ سوائے علم احکام و الشرائع جملہ علوم اسرار و حقانی وغیرہ  
سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کو خالی جانتے ہیں (شہاب ثاقب ص ۸۲)

جواب نجدی کے اس عقیدہ کی اکابر دیوبند نے بھی موافقت  
کی۔ گنگوہی صاحب نکتہ نجدی عقائد کو عمدہ ہی قرار دیا تو گویا گنگوہی جی کے  
نزدیک بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سوائے علم احکام و شریع  
کے جملہ اسرار حقانی سے خالی ہے۔ نیز گنگوہی صاحب نے اس میں چند فتوے  
دئے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو علم  
غیب تھا صریح شرک ہے فقط افتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم  
(مطبوعہ قاسمی دیوبند ص ۱۸)

اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۸)

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہو نیکا  
معتقد ہے ساداتِ خفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر  
ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۳۶)

اس میں ہر چہ ائمہ مذاہب و جملہ علما متفق ہیں کہ انبیاء  
علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں (رسالہ مسئلہ در علم غیب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱)

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر  
بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب  
سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں  
تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر  
ملکہ ہر عصبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے  
(حفظ الایمان ص ۱ مصنف مولوی اشرف علی تھانوی)

اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ  
مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ  
پیر و شہید سے خواہ امام و امام زاد سے خواہ بھوت و پری  
سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ  
اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک  
ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص ۱)

ان عبارات اکابر و علماء دین سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

ت پاک علوم غیب و اسرار سے خالی ہے تو جو نجدی کا عقیدہ تھا بالکل ہی ان اکابر دیوبند کا عقیدہ ثابت ہے۔ بلکہ اکابر دیوبند کا یہ عقیدہ نجدی عقیدہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے کہ نجدی عقیدہ میں حضور کے لئے لیم غیب و اسرار ثابت کرنے والے کا حکم مذکور نہیں تھا اور انہوں نے اس کا حکم بھی بیان کر دیا کہ وہ کافر و مشرک ہے۔ اب مصنف کا یہ لکھنا۔

علوم اولین و آخرین سے آپ مالامال فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو۔ (شہادت ثاب ص ۸۲)

ریح کذب اور شدید فریب ہے اور اپنے اکابر کے مسلک کے بالکل خلاف، اور خود گنگوہی جی و سید بیٹھی صاحب کے قول کے مقابل ہے وہ کہتے ہیں:-

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی  
 فخر عالم کی . . . . . وسعت علم  
 کی کہ نسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک  
 شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۷) (پھر چند مسطر  
 بعد میں ہے) ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز  
 ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر  
 بھی ہو چہ جائیکہ زیارہ (براہین قاطعہ ص ۵۷)

اس عبارت میں اکابر دیوبند نے صاف کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم میں نہ فقط ہم پلہ فرشتہ ملک الموت ہی ہے بلکہ شیطان لعین بھی ہے

بلکہ حضور علی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے افضل شیطان و ملک الموت کے علوم ہیں۔ تو مصنف کا یہ کلام کس قدر لغو اور کذب و فریب ہے۔ پھر مصنف کا یہ قول :-

دیکھئے کس قدر فرق ان حضرات (اکابر دیوبند کے عقائد اور وہابیہ کے عقائد میں ہے) (شہاب ثاقب ص ۸۲)

کس قدر جتیا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے بلکہ اکابر دیوبند عقائد نجد کو عمدہ ٹہرا کر ان کے ہر ہر عقیدہ کو عمدہ بتائے و لٹا اور نجدی عقائد کے زبردست موافق اور موید ثابت ہوئے۔ بلکہ عقیدہ نجدی سے بڑھ چڑھ کر وہ باتیں کہنے والے ثابت ہوئے۔ ہماری پیش کردہ عبارات جو عقیدہ میں ہم نے پیش کیں انہیں دیکھ کر ہر منصف یہ انصاف کرنے پر مجبور ہے کہ اکابر دیوبند کے اقوال نجدی عقائد کے بالکل موافق ہیں مصنف کو چاہیے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کو پٹھ کر اپنے اوپر دم کرے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا بارہواں عقیدہ

وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں و علیٰ ہذا القیاس اذکار اولیاء

گرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی برا سمجھتے ہیں (شہاب ثاقب ص ۸۳)

جواب نجدی کے اس عقیدہ کی بھی اکابر دیوبند نے موافقت کی کہ

گنگوہی صاحب نے جب عقائد نجدی کو عمدہ کہا تو انہوں نے حضور علی اللہ

علیہ وسلم کے نفس ذکر ولادت کو قبیح و بدعت کہا اور اذکار اولیاء کو بھی برا

بجھا۔ نیز انہیں لنگوہی کے فتوے ملاحظہ ہوں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۰۸)۔

عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداویٰ اس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانے میں درست نہیں سوال محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف گداز اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے الجواب ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے فقط (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۳۱)

العقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایات صحیحہ درست کیا نہیں الجواب العقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے تداویٰ امر مندوب کے واسطے منع ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۹۲)

سوال جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں الجواب کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی عرس و مولود درست نہیں (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱۲)

یہ مجلس میلاد ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے شرعاً اور کوئی صورت جواز اس کی نہیں ہو سکتی (براہین قاطعہ ص ۱۲۱)

لنگوہی جی کی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ اکابر و بابہ دیوبند یہ کے نزدیک جس میلاد شریف میں کوئی نامشروع بات نہ ہو وہ بھی درست نہیں۔ اور



جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور کسی قسم کا کوئی لائف و گڈانٹ ہو اور روایات موضوعہ اور کاذبہ بھی نہ ہوں اور وہ بھی ناجائز ہے اور جس میں صحیح روایات پڑھی جائیں اور قیام بھی نہ ہو وہ بھی ناجائز ہے۔ جس میں صرف قرآن شریف کی آیات پڑھی جائیں وہ بھی ناجائز ہے یہاں تک کہ صحت کہہ پا کہ کوئی ساموئل درست نہیں کہ وہ بدعت و منکر ہے شرعاً میلاد شریف کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ اکابر دیوبند کا یہ عقیدہ بالکل عقیدہ نجدی کے موافق ہوا اب مصنف کا اس کے بالکل خلاف عوام کو دھوکہ دینے اور اپنے اکابر کی صفائی کے لئے یہ کہنا:-

یہ (اکابر دیوبند) جملہ حضرات نفس ذکر و لادت شریفہ کو جبکہ روایات معتبرہ ہو مندوب اور مستوجب برکت فرماتے ہیں۔  
(شہاب ثاقب ص ۸۳)

کس قدر لخوا اور کینا صریح کذب اور زبردست فریب ہے اور اپنے اکابر کے اصل عقیدہ پر پردہ ڈالنا ہے اور مصنف کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے اکابر دیوبند پر محض اپنی طرف سے گڑبگڑ برستی ایسے عقائد پیش کئے جو عقائد نجدی کے موافق ہو گئے ہیں۔ تو مصنف کے اس مکر و کید اور راجل و فریب کی حقیقت ہمارے جوابات سے ظاہر ہو گئی کہ اعلیٰ حضرت نے جو فرمایا وہ بالکل حق فرمایا۔ فی الواقع اکابر دیوبند کے عقائد بالکل عقائد نجدی کے موافق ہیں ان کے اکابر کے اقوال ان کی مطبوعہ تصنیفات میں موجود ہیں ہم نے بطور نمونہ کے ہر عقیدہ نجدی کی موانعت میں اکابر

یونہی کے اقوال پیش کر کے ہر منصف شخص پر یہ فیصلہ رکھ رہا ہے کہ وہ اپنی انصاف  
بغذ طبیعت سے اعلیٰ حضرت مقدس سرہ کے فرمان کی صداقت اور مصنف کے  
ذہب و ذریب کا اعتراف کرے اور گھل کر صاف طور پر اقرار کرے کہ فی الواقع  
کا بر دیوبند تو اپنے ان اقوال سے بالکل عقائد نجدیہ کی موافقت اور تائید  
رہے ہیں۔ مصنف کا اپنے اکابر دیوبند کو نجدی عقائد کا مخالف ثابت کرتا  
مراسر جھوٹ بالکل کذب مروج ہے۔

مسلمانوں اب انصاف سے کہہ دو کہ بڑا مسکار اور فریبی کون ہے۔ اور  
سلطان الرحابین اور زبردست چال باز کون کہلانے کا حقدار ہے۔  
ساتواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی صاحب اور انبیٹھوی صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ  
میں یہ صاف لکھا ہے جس کو سچ اور جھوٹ کا فیصلہ مضمود ہو وہ  
لے اس کی مطبوعہ عبارت یہ ہے :-

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ  
کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافت نصوص کے باوریل محض  
قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا  
حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے  
ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعاً ہے کہ جس سے  
تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(از براہین قاطعہ مطبوعہ ہلالی ساڈہورہ ص ۵)

مسلمانوں تمہیں انصاف سے کہنا کیا اس عبارت میں گنگوہی و ابیچھوی نے ابلیس شیطان لعین کے لئے محیط زمین کی وسعت علم نص سے ثابت مانی اور عنور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسی وسعت علم کا انکار کیا اور خلافت نص میں قرار دیا تو صاف طور پر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع علم والا شیطان کو نہ کہا۔ کہا اور یقیناً کہا۔ ہر اُردو خواں اس کے ماننے کے لئے مجبوراً تو اب اس مصنف سے دریافت کرو کہ اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا جھوٹ بولا اور کیا بہتان کیا اور کیا بے حیائی کا کام کیا۔ جب کتاب مطبوعہ موجود اس میں یہ عبارت موجود۔ اس میں یہ تصریح موجود تو مصنف کا اس کو الزام کہتا۔ خود انتہائی صریح کذب اور جھٹیا جھوٹ اور شرمناک بھائی ہے اب خود مصنف ہی لعنت اللہ علی الکاذبین کا طوق اپنے گلے میں ڈالے اور مؤرخہ پر خود ہی فتوک لے۔

آکھواں بہتان اور اس کی حقیقت

جب گنگوہی و ابیچھوی کی یہ عبارت براہین قاطعہ میں مطبوعہ موجود ہے تو اس میں صاف موجود ہے کہ انہوں نے محیط زمین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماننا تو شرک کہا اور شرک یہی تو ہوتا ہے کہ خدا کی صفت دوسرے کے لئے ثابت کرنا جس سے وہ شریک خدا ہو جائے اور اسی مجاہد زمین کے علم کو ابلیس لعین کے لئے ماننا اور اسے نصوص قطعیہ سے ثابت ماننا تو نہایت روشن طور پر صاف صاف کہا دیا کہ ابلیس لعین دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا شریک ہے کہ خدا کی یہ صفت اس کے لئے ثابت ہے تو براہین قاطعہ

میں یہ بات نہایت واضح طور پر موجود ہے تو اب مصنف سے پوچھو کہ اس میں  
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا بہتان کیا ہے اور صراحتاً عبارتیں کے باوجود  
 ہمت لگانا اور جھوٹ پر کمر باندھنا کس طرح پایا گیا۔ لہذا اب ہر اوسے نے عقل  
 والا بھی یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اس عبارت براہین قاطعہ میں گنگوہی و  
 انبیٹھری نے اہلبیس کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔ اور یہی دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔  
 اور علماء حرمین شریفین کا کفری فتوے ان پر بالکل صحیح ہے اور اعلیٰ حضرت  
 قدس سرہ کا قول بالکل حق ہے اور مصنف کی یہ ساری گنگوہی لغو و باطل ہے۔

نواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی جی کا وقوع کذب باری تعالیٰ کا دستخطی نہری فتوے موجود ہے۔  
 اس کے نوٹو بھی ہمارے پاس ہیں یہ سنہ ۱۳۰۸ھ میں میرٹھ میں چھپ کر  
 شائع ہوا اور اس پر اسی وقت مواخذات کیے گئے اس کے پندرہ برس  
 تک گنگوہی صاحب زندہ رہے اور انہوں نے اپنی حیات میں اس فتوے  
 کا انکار نہیں کیا۔ اور آج تک مطبوعہ کتابوں میں اس کے مضامین چھپے  
 ہیں۔ جس کی تفصیل ہم بھی آئندہ فصل کے جواب میں پیش کریں گے۔ تو  
 سے سوال کرو جو چیز چھپی ہوئی موجود۔ پندرہ برس برابر اس کا لکھنے والا انکا  
 نہ کر سکا تو پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا اس میں بہتان کیا ہے اور جھوٹی ہمت  
 بندی کیا ہے۔ علماء حرمین شریفین کے سامنے اس کا نوٹو موجود تھا تو ان  
 فتوے کفر مصنف کے نزدیک بھی حق ثابت ہو گیا۔ اب مصنف ہی لغت  
 علی اسکا زمین کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔

## دسواں بہتان اور اس کی حقیقت

مولوی قاسم نانوتوی کی مطبوعہ کتاب تحذیر الناس موجود ہے اس میں جس کا دل چاہے دیکھ لے وہ صاف طور پر لکھتے ہیں :-

بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہونو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چاہے آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس ص ۲۸)

اس عبارت میں صاف طور پر لکھا گیا کہ جب زمانہ نبوی کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا تجویز کیا جائے گا تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا انکار ہی نہ ہوا اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے آجانے میں کچھ مضائقہ نہ ہونا ہی تو انکار لہنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے نانوتوی کا جو عقیدہ حسام الحرمین میں ظاہر فرمایا وہ اس کی عبارت سے ظاہر ہے تو اس میں افتراء بازی اور تہمت و بہتان کو نسا ہوا۔ مصنف کا خود عترت کذب اور شدید فریب ہے کہ وہ دبدبہ و دانستہ اس سے انکار کرتا ہے تو اہل حرمین شریفین کا فتوے کفر صحیح ثابت ہوا۔ پھر مصنف کا بہ کمال دلیری یہ لکھنا :-

مولانا علیہ الرحمۃ (یعنی نانوتوی) اس عقیدے اور خیال سے بالکل بری اور پاک ہیں (شہاب ثاقب ص ۵۵)

کیا جینا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب نہیں ہے کہ نانوتوی اس عقیدے اور خیال کو تحذیر الناس میں لکھ رہے ہیں اور مصنف انہیں بری اور پاک بتا رہے

اور یہ مصنف کا دل جانتا ہے کہ کفر سیدھا دیوبند پہنچا اور نانو تووی کے اندر داخل ہو گیا۔ اس مسئلہ پر ہم بھی اسی فصل میں مفصل گفتگو کریں گے جس میں مصنف اس پر کچھ بولے گا۔ اور یہ آنتاب سے زیادہ روشن طور پر دکھا دینگے کہ نانو تووی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا منکر ہے۔

.. .. . اور اس اخیر زمانہ میں

تو کیا کسی صدی میں بھی ایسا منکر خائنیت کوئی دوسرا بمشکل نکلے گا۔ اور اس مصنف مفتری کذاب کو یہ منواویں گے کہ نانو تووی بہت بڑا منکر خائنیت تھا۔

گیا ہواں و بارصواں بہتان اور اسکی حقیقت

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان میں صاف طور پر لکھتے ہیں یہ مطبوعہ کتاب ہے وہ نہایت دلیری سے یہ ناپاک الفاظ تحریر کرتے ہیں :-

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر نبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہو کیونکہ ہر شخص کو کسی کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب

کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے  
 جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات  
 نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی  
 اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ (حفظ الایمان ص ۱۰۷)

تھا نبوی صاحب نے اس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب  
 کو جانوروں اور پانگلوں کے علم سے ملا دیا۔ اور وہ تھا نبوی رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم اور جانوروں یا پانگلوں میں فرق نہ جاننے والا ہے اس عبارت کے  
 پڑھ لینے کے بعد ہر اردو خواں اس نتیجے پر پہنچے گا کہ تھا نبوی نے حضور کے  
 علم غیب کو پانگلوں اور جانوروں کے علم سے واقعی ملا دیا اور وہ خود حضور  
 اور جانوروں یا پانگلوں میں فرق نہ جاننے والا ہے۔ تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ  
 نے اس پر کیا بہتان بندی اور دیدہ دلیری کی۔ اور یہ الزام بالکل بے اصل  
 کس طرح ٹھہرا۔ اور اس میں تحریف کیا ہوئی۔ عبارت حفظ الایمان مطبوعہ  
 موجود ہے۔ لیکن مصنف کو نظر نہیں آئی۔ اس عبارت کی مکمل بحث آئندہ  
 آتی ہے۔ جس پر ہم مصنف کی ہر بات کا مکمل دستخط جواب دیں گے۔

تیرھواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی جی کا وقوع کذب باری تعالیٰ کا فتویٰ جس کے نوٹ موجود ہیں وہیں  
 صاف موجود ہے۔ اس میں ہے :-

بعض علماء وقوع خلف وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح  
 ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام کیونکہ کذب بولنے میں

قول خلات واقع کو سدوہ گاہ و عید ہوتا ہے گاہ و عدہ گاہ  
 خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود ذریعہ کا وجود جنس  
 کو مستلزم انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوگا۔ لہذا  
 وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اگر بضمن فرد کے ہو۔  
 پس بناءً علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ  
 اس میں تکفیر علماء سلف کی لازم آتی ہے (نوٹو فتویٰ گنگوہی،  
 نیز براہین قاطعہ میں ہے) امکان کذب کا مسئلہ نہ اب  
 جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدام میں اختلاف ہوا ہے کہ خائف  
 و عید آیا جائز ہے یا نہیں پس اس پر طعن کرنا مولانا کا پہلے  
 مشارح پر طعن کرنا ہے لمخصاً (انہ براہین قاطعہ ص ۱۷)

گنگوہی جی نے ان عبارات میں حیات کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کذب  
 اور جھوٹ کو ثابت کرنا علماء کے سلف کا بھی مذہب تھا اور اس پر طعن کرنا  
 پہلے مشارح پر طعن کرنا ہے اور اس سے تکفیر علماء کے سلف کی لازم آتی  
 ہے تو عبارت براہین قاطعہ اور نوٹو فتویٰ گنگوہی میں موجود ہے جس کو  
 اس کی تحقیق مقصود ہے وہ ان کا مطالعہ کرے۔ تو مصنف کا اس کو  
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا افزا و بہتان اور سفید جھوٹ کہنا خود جینا جھوٹ  
 و صریح کذب اور شدید جمل و فریب ہے۔

چند ہواں بہتان اور اس کی حقیقت

اکا بوردیو بند کا خدا کی طرف کذب کی نسبت کرنا بھی براہین قاطعہ اور



نتوائے گنگوہی کے نوٹس سے ظاہر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سٹری  
سٹری گالیوں دینا دیوبندیوں کی کتابوں رسائل میں صدمہ کی تعداد میں موجود  
ہیں جن کا مفصل ذکر الاستمداد علی اجدیال اولادند اذ لقب کشف ضلال  
دیوبند اور رسالہ کاشف سنیت و دہا بیت وغیرہ رسائل میں موجود ہے  
جن کے دس احوال اسی کتاب میں چوتھے عقیدہ نجدی کے جواب میں پیش کیے  
گئے اور باوجود ان عبارات تو میں خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم  
کے اکابر دیوبند اپنی صرف کلمہ گوئی کو اپنے اسلام کی دلیل بنا رہے ہیں اور  
تبلیغ کلمہ شریف کا بڑھونگ بنا کر عوام کو فریب دیتے پھرتے ہیں جبکی تحقیق  
ہر ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کر سکتا ہے۔ آج اہل دیوبند کے مطبوعہ رسائل  
موجود ہیں۔ مصنف کو شرم دیا نہیں آتی کہ وہ ایسی ظاہرات کا انکار کرتا  
ہے اور کمال بے حیائی و بے شرمی اعلیٰ حضرت، قدس سرہ کو انرا دہتان کرنے والا  
اور الزام و اتہام لگانے والا کہہ کر عوام کو فریب دیتا ہے۔ اور اپنے اکابر کی  
محض اپنی زبان درازی سے صفائی پیش کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور  
لگاتا ہے۔ اگر اکابر دیوبند کی کتابیں اور رسائل مطبوعہ موجود نہ ہوتے تو  
اس کی بات کوئی باور بھی کر لیتا لیکن جن کے رسائل خود چنچ چنچ کر اللہ و رسول  
جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی شانوں میں انتہائی گستاخوں اور سٹری سٹری گالیوں  
کا اعلان کر رہے ہیں۔ مصنف محض اعلیٰ حضرت کو گالیاں دے کر اور اپنے  
اکابر کی مدح سرائی کر کے ان کے سارے اقوال پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس  
طرح تو ہر قادیانی علماء اہلسنت کو گالیاں دیکر اور غلام احمد کی تخریف کر کے

اپنے پیشوا کی صفائی پیش کر سکتا ہے اور اس کی ساری گستاخوں بے ادبیوں پر پردہ ڈال سکتا ہے۔ لہذا جس طرح ایک قاریانی کے اس انداز صفائی کو کوئی سمجھدار انسان کافی نہیں سمجھتا۔ اسی طرح مصنف کے اس انداز صفائی کو بھی کوئی عاقل کافی نہیں سمجھ سکتا۔

پندرھواں بہتان اور اس کی حقیقت

اکابر دلیہ بند کا یہ خیال کہ غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتائے سے بھی نبی کو معلوم ہوتا محال و ناممکن ہے اور رسول اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے انکی کتابوں رسالوں سے ظاہر ہے۔ چند عبارات ہم نے گیارہویں عقیدہ نجدی کے جواب میں نقل کیں کہ گناہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم کے سنہ پر ہے۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اگر خدا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی ایک بات بتائی ہوتی تو پھر حضور کے لئے مطلقاً علم غیب کا اعتقاد شرک نہ ہوتا اور تقویۃ الایمان کی یہ عبارت کہ:-

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ایک بات کے غیب کا اعتقاد اگر خدا کے

دینے کے لحاظ سے بھی ہو جب بھی شرک ہے تو ان کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ  
کو ایک غیب کے بتانے اور دینے کی قدرت ہوتی تو وہ بنی ہی کو بتاتا اور دیتا  
تو بنی کو ایک غیب کا علم نہ محال ہوتا نہ ناممکن اور بنی کے لئے علم غیب کا اعتقاد  
نہ کفر ہوتا نہ شرک۔ اور جب بنی کے لئے ایک بات کے غیب کا علم شرک ہے تو  
نہ تو خدا کو ایک غیب کے بتانے اور دینے کی قدرت ہے نہ بنی کو ایک غیب کا  
علم ممکن اور جب خدا بنی کو ایک غیب کا علم نہیں دے سکتا تو اور کسی کو ایک غیب  
کا علم کس طرح دے سکتا ہے تو انہیں دو عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ اکابر  
دیوبند کے خیال میں غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتانے سے بھی بنی کو  
معلوم ہونا محال و ناممکن اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا  
علم دے سکے۔ تو دیوبندیوں کے خیال تو خیال بلکہ کتابوں میں یہ عقیدہ چھپا  
ہوا موجود ہے۔ مصنف محض عوام کو دھوکہ دینے اور اپنا مکر و فریب کا جال  
پھیلانے کے لئے اپنے اکابر کے اس عقیدہ سے انکار کرتا ہے اور اپنے اکابر  
کی مطبوعہ عبارت پر پردہ ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو علم غیب کے عطنا  
کرنے پر قادر نہیں مانتا۔ اور بنی کے لئے ایک بات کا علم غیب بھی محال و ناممکن  
جانتا ہے اور محض دریدہ دہنی سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو افتراء بہتان کرنے  
والا قرار دے کر اپنے اکابر کی گلو خلاصی کی فکر میں دل بھر کر جھوٹ بولتا ہے  
انتہائی فریب کی راہیں نکالتا ہے۔ اور ہر طرح عوام کو مخالطہ اور فریب مکر و کید  
میں پھانتتا ہے۔ فرہد اکا اللہ تعالیٰ الیٰ دینہ القدریم و صراطہ  
المستقیم۔

## باب ثانی

مصنف نے باب ثانی کو نو فصلوں پر تقسیم کیا اور فصل اول و دوم کو ص ۸۸، ص ۹۸ تک لکھا جس میں تحذیر الناس کی کفری عبارت کو بحث مقرر کیا۔

مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس والی عبارت

مصنف نے شہاب ثاقب کے دس صفحات تراپے نصیب کی طرح بیاہ، جس میں ادھر نانوتوی کی دل کھول کر تخریب کا خطبہ بھی دیا اور ادھر صرحی بھڑکے حضرت قدس سرہ کو سب و شتم اور لباس اخلاق سے ننگا ہو کر خوب لیاں بھی دیں۔ اور تحذیر الناس کے متعدد صفحات سے کچھ عبارات بھی پیش کرویں۔ اور اپنی قابلیت کی اچھی طرح ڈینگیں بھی ماریں لیکن اعلیٰ حضرت میں سرہ نے تحذیر الناس کی جن عبارات پر مواخذہ فرمایا اور علماء حرمین شریفین نے جن پر حکم کھرویا تو ان عبارات کو ان دس صفحات میں نقل کیا۔ ان کی ایسی ضیح و تفسیل کی جس سے وہ کفری معنی سے بچ جائیں۔ نہ ان کی ایسی تادیبات پیش کریں جن سے ان کا مفہوم اسلامی تعلیم کے موافق ہو جائے اور اہل عقل کے نزدیک اس سے صاف اور بری ہو جائیں۔ مصنف کو جب کتاب لکھنے کا شوق پیدا ہوا تھا تو اس کے لئے سب زیادہ ضروری اور اہم امر یہی تھا چاہے اس بحث میں دو چار صفحات ہی لکھنا لیکن ان عبارات سے کفری الزام کو اٹھا دیتا۔ اور دلائل شرعیہ اور اقوال سلف سے اسکی نہایت روشن طور پر تائید نقل کرتا اور اپنے مخالفین کو بھی نانوتوی کا حجتہ اللہ علی الخلیل

اور مرکز دائرۃ التحقیق والتدقیق وغیرہ اوصاف باور کر دیتا۔ اور دیکھئے اہل  
والمسلمین پر اس کا قطبِ افلاک الحکم و اسرار التشریح ہونا ثابت کر دیتا۔  
مگر مصنف میں نہ ادھر اتنی علم و قابلیت تھی۔ نہ اس قدر دلیری و جرات  
تھی۔ نہ ادھر ان عبارات تخریر انسان میں ایسی گنجائش و صلاحیت تھی۔  
نہ ان پر سے الزاماتِ کفریہ کے اٹھا دینے کی قدرت و طاقت تھی۔ اس سے  
بیچارے مصنف نے نہ ان عبارات کفریہ کو نقل کیا نہ ان کی ترویجیات پیش  
کیں۔ بلکہ عوام کو فریب دینے اور اپنے جاہلوں پر نا تو قوی کا وقار باقی رکھنے  
کے لئے اس صفحات محض لحدیات سے بھر دئے۔ اور اپنے عمل سے  
اعتراف کر لیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مواخذات کے کچھ جوابات نہیں  
ان عبارات سے کفری معنی کا بچا دینا اس کے امکان سے باہر ہے۔  
اب ہم اس مسئلہ کی تفصیل و دلائل کی روشنی میں پیش کریں اور یہ دکھائیں  
کہ تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا شک  
خاتم النبیین یعنی آخر الانبیاء ہیں یعنی آپ کا زمانہ ابتیاری سابق کے زمانے کے  
بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ اس پر نصوص صریحہ بکثرت دلالت کرتی  
ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ  
رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ  
وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ  
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (سورہ اخزاب ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ  
نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور  
سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سے  
کچھ جانتا ہے۔

یہ معاملہ التشریح میں میں سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
یہ تفسیر نقل کی :-

ابن عباس ان الله تعالى  
حكم ان لا بتى بعد لم يعطه  
ان ذكر العالم مصرى ج ۵ ص ۲۱۸  
ان تو انہیں کوئی لڑکا نہ عطا فرمایا۔  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے  
روی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب  
حکم فرمایا کہ حضور کے بعد کوئی بنی

علامہ خازن تفسیر لباب التاویل فی معانی التاویل میں تحت آیت کریمہ  
لئے ہیں :-

فانتم النبیین ختم الله به النبوة  
ان نبوة بعد اى ولا معه  
كان الله بكل شئ عليمًا  
ان دخل في علمه انه لا نبى بعد  
خازن مصرى ج ۵ ص ۲۱۸  
خاتم النبیین یعنی اللہ نے ان سے  
نبوت کو ختم کیا تو ان کے بعد کوئی  
بنی نہیں نہ ان کے زمانے میں۔ اور  
اللہ سب جانتا ہے یعنی یہ اس کے  
علم میں ہے کہ حضور کے بعد کوئی بنی نہیں۔

علامہ بخاری نے تفسیر معالم التشریح میں خاتم النبیین کے معنی یہ ذکر کئے۔  
فانتم النبیین ختم به النبوة و  
را ابن عاصم خاتم بفتح  
تاء اى اخرهم۔  
خاتم النبیین یعنی ان پر نبوت ختم کی  
گئی اور ابن عاصم اور امام عاصم نے  
خاتم کو تا کے زیر سے پڑھا یعنی آخر

العالم التشریح مصرى ج ۵ ص ۲۱۸  
الانبياء سب انبياء میں آخرینی۔

علامہ نسفی تفسیر مدارک التشریح میں تحت آیت کریمہ فرماتے ہیں :-

و خاتم النبیین (بفتح التاء عاصم) لفتح التاء عاصم  
بعض الطالبر ای اخر ہم یعنی لاینباء سے پڑھا یعنی آخر الانبیاء جن کے  
احد بعدا (مدارک ج ۳ ص ۳۳۲) بعد کوئی نبی نہ کیا جائے۔

علامہ شیخ احمد جیون تفسیر احمدی میں تحت آیت کریمہ فرماتے ہیں:-  
هذه الاية في القرآن تدل  
على ختم النبوة على نبينا صريحا  
وخاتم النبیین ای لم یبعث  
بعدا نبی قط و یختم بها ابواب  
النبوة ویخلق الی یوم القيمة  
محصا (تفسیر احمدی مطبوعہ دہلی ص ۳۲۲)  
یہ آیت قرآن ہمارے نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ختم نبوت پر صراحت  
کرتی ہے اور خاتم النبیین کے یہ  
ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی ہرگز  
نہ ہوگا۔ ان کے ساتھ نبوت  
دروازے قیامت تک ختم اور  
کدے گئے۔

ان تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت  
ثابت ہونے کے لئے یہ آیت صریح دلیل ہے اس میں یہ فرمایا گیا کہ  
ہی خاتم النبیین ہیں اور ان ہی پر نبوت کے دروازے بند کر دئے گئے۔  
آخر الانبیاء ہیں تو قیامت تک اب دروازہ نبوت بند ہو گیا۔ لہذا اب  
زمانے میں یا ان کے بعد کوئی اور نبی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ  
کا علیم ہے اس کے علم میں بھی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
کوئی نبی نہ ہوگا۔

بالجملہ یہ تو خالق عالم جل جلالہ کا فرمان واجب الادعان تھا۔ ا

صنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی سُنئے۔ مُسلم شریف و ترمذی شریف  
 میں یہ حدیث مروی ہے:-

فصلت علی الانبیاء ببت اعطیت  
 توامع الکلم ونصرت بالرعب  
 واحملت لی الغنائم وجعلت لی  
 الارض طهورا ومسجدا وارسلت  
 الی المخلوق كافة وختم بی النبوت  
 رجامع الصغیر مصری ج ۲ ص ۶۳  
 جگہ قرار دی گئی۔ اور میں تمام خلق کی طرف رسول ہوا۔ اور مجھ پر انبیاء ختم کئے گئے۔  
 بخاری شریف، مسلم شریف، میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:-

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 مثلي ومثل الانبياء كمثل قنطرة  
 بنيانها ترك منه موضع لبنة  
 فطاف به المنظار فجمعون من  
 حسن بنيانها الا موضع تلك  
 اللبنة فقلت اناسدت موضع  
 اللبنة ختم بي البيان وختم  
 بي الرسل (وفي رواية) فانا للبنة  
 وانا خاتم النبیین (از مشکوٰۃ شریف  
 باب فضائل النبی ج ۲ ص ۲۶)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 میری اور تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے  
 جیسے ایک نہایت عمدہ محل بنایا گیا  
 اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی  
 رہی دیکھنے والے اس کے آس پاس  
 پھرتے اور اس کی خوبی تمیہ سے تعجب  
 کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ نہ لگا ہو  
 میں کھسکتی ہے میں نے تشریف لا کر وہ



جگہ بند کی مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی۔ مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی۔ میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں۔  
بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ان لی اسماء انا محمد وانا احمد  
وانا الماحی۔ لندی یحو اللہ بی الکفر  
وانا الحاشی الذی یحشر الناس  
علی قدحی وانا العاقب والعاقب  
الذی لیس بعدا بنی۔  
(مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۱۰)

میرے متعدد نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔  
میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ  
میرے سبب کفر مٹاتا ہے میں شہ  
ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر  
ہوگا۔ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ  
جس کے بعد کوئی بنی نہیں۔

ترمذی شریف اور مستدنام احمد اور مستدرک میں حاکم نے حضرت انس  
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-  
ان الرسالۃ والنبوۃ قد تقطعت  
فلا رسول بعدی ولا بنی۔  
(الجامع صغیر ج ۱ ص ۶۷)

بے شک رسالت اور نبوت ختم  
ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول  
ہو نہ کوئی بنی ہو۔

امام احمد نے اپنے مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء حضرت  
خدیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-  
فی امتی کذا یون دجالون سبعة  
وعشرون منہم اربع نسوة وانی  
میری امت میں ستائیس کذاب  
دجال ہوں گے۔ انہیں چار عورتیں ہیں

خاتم النبیین کا بنی بعدی -  
 (از جامع صغیر مصری للبیوطی ج ۲ ص ۶۵)  
 حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے  
 بعد کوئی بنی نہیں۔

ان احادیث شریفہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 پر نبوت ختم ہو گئی۔ وہ خاتم الانبیاء ہیں وہ عمارت نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔  
 ان کے بعد کوئی بنی ہو نہ رسول وہی آخر الانبیاء ہیں۔ وہی مرسلین ہیں آخری  
 رسول ہیں۔ اب جو شخص اس کے خلاف کہتا ہے وہ آئیہ کریمہ اور احادیث شریفہ  
 کا منکر ہے اور منکر قرآن و حدیث کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں علامہ  
 شیخ ابن نجیم الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں۔

اذا لم یعرف ان محمدا صلی  
 اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء  
 فلیس بمسلم لانه من الضروریات  
 ازالا اشباہ والنظائر کشوری  
 مع حموی ص ۲۶۴

جب یہ نہ جانے کہ حضرت محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں  
 تو وہ مسلمان نہیں کہ یہ ضروریات  
 دین سے ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر نبی  
 نہ جانے اور آپ کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا ممکن بتائے وہ بلا شک کا ف  
 و مرتد ہے اور آیتہ کریمہ خاتم النبیین میں خاتم کے معنی باعتبار لغت کے آخر  
 ہیں اور خاتم النبیین کا لغوی ترجمہ آخر النبیین ہے۔ علامہ ابوبکر حبیبانی کے  
 تخریب القرآن میں ہے۔

قوله خاتم النبیین آخر النبیین  
 غریب القرآن مصدوی ج ۱ ص ۲۴۴

خاتم النبیین کا ترجمہ آخر النبیین ہے۔

خود مفتی دیوبند محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالہ ہدیۃ المہدیین میں لکھتے ہیں  
 ان اللغة العربية حاكمة بان . بے شک لغت عربی اسی پر حاکم  
 معنی خاتم النبیین فی الابیۃ ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے  
 ہوا خاتم النبیین لا غیر۔ اس کے معنی آخر النبیین ہیں۔ نہ  
 (ازہدیۃ المہدیین ص ۲۱) کچھ اور۔

یہی مفتی دیوبند اسی میں تصریح کرتے ہیں اور تفسیر روح المعانی سے  
 ناقل ہیں کہ اسی معنی پر اجماع امت بھی منعقد ہو چکا ہے۔  
 اجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی امت نے خاتم کے یہی معنی ہونے  
 خلافہ ویقتل ان اصغر۔ پر اجماع کیا ہے تو اس کے خلاف  
 (ہدیۃ المہدیین ص ۳۵) کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر

اسی پر اصرار کرے قتل کیا جاوے۔  
 الحاصل آیۃ کریمہ خاتم النبیین میں خاتم کے لغوی معنی اور تفاسیر و  
 احادیث اور اجماع امت سے شرعی معنی متواتر اور قطعی یہی ہیں کہ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کرام کے زمانے کے بعد میں ہیں اور سب میں آیت  
 آخر نبی ہیں۔ اسی معنی پر ایمان فرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ اب ناظرین  
 اس کے مقابل قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس کی پوری عبارت بخور پڑھیں  
 وہ لکھتا ہے:-

بعد حمد و صلوة کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ ادل  
 معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ

وقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا باہیں محض ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں مگر اہل فہم پر پوشش ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار دیکھے تو البتہ خاتمیت یا اعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک توفیق کی جانب نحوذبا اللہ زیادہ کوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و کثرت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا ارفضا کل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اور وہ کو ذکر کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب انحصار قد کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمال سے ذکر کیا کر سکتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں سے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔ (تخذیر الناس مطہرہ خیر خواہ سرکار ہسپتال سہارن پور ص ۱۱)

نالوتی صاحب کی اس عبارت میں اس قدر کفریات ہیں (۱) خاتم النبیین کے معنی سب میں آخری ہونے کو تو لغاً میرزا احمدیث اور اہل اہل سنت سے متواتر اور قطعی ثابت ہو چکے انہیں عوام جاہلوں کا خیال بتانا (۲) انہیں ما فہم

ٹہرانا (۳) تمام امت کو عوام اور نا فہم قرار دینا (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ عوام اور نا فہم کہنا (۵) مخالفین معنی تفسیر و حدیث اور اجماع کو اہل فہم بتانا (۶) معنی متواتر و قطعاً صحیح احادیث و اجماع ہیں کچھ فضیلت نہ ماننا (۷) اس متواتر معنی کو مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جاننا (۸) خاتمیت باعتبار تلخ زمانہ جیسا تک صحیح نہیں کہ یہ مانو کہ یہ مقام مدح کا مقام اور یہ وصف اوصاف میں سے ہے (۹) اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری مانا جائے اور اس وصف کو مدح جانیں تو خدا کی طرف زیادہ گوی کا وہم ہونا (۱۰) اور حضور کی جانب نقصان قدر اور کم رتبہ ہونے کا احتمال پیدا کرنا۔ زیادہ گوی بے ہودہ بکوال کو کہتے ہیں اس میں خدا کی توہین بھی ظاہر ہے۔

بالجملہ اس عبارت میں نانوٹوی نے خاتم النبیین کو بمعنی آخر الانبیاء ہونے کا کس قدر تاکید اور شدت کے ساتھ انکار کیا۔ بس معنی پر قرآن و حدیث اور اجماع نے ایمان لانا ضروری اور فرض قرار دیا تھا۔ اس نانوٹوی نے اسی معنی کا کیسا صاف انکار کیا۔ تمام امت اور اللہ رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم سب کو عوام جاہل اور نا فہم ٹہرا یا۔ خدا کو زیادہ گواور بے ہودہ کیا۔ اس کرنے والا کہا تو اگر یہ امور بھی کفر نہ ہوتے تو پھر مصنف کے نزدیک کفر کی کیا تعریف ہے۔ علاوہ ہرین دیوبندی لوگ یہی چختے پھرتے تھے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے قاسم نانوٹوی کو کافر کہا، علمائے عرب و عجم نے اس پر کفری فتوے صادر کیے۔ لیکن اب تو پیسے دینے پر گئے کہ مستحق دیوبند محمد شفیع دیوبندی کے حکم اور اس پر اکابر دیوبندی تصدیقوں نے بھی قاسم

نانوتوی کو کا فر مرتد واجب القتل قرار دیا۔ تو مصنف پہلے اپنے گھر کی توخیر لے  
اور ان سب کو مفتری۔ کذاب۔ و جال۔ شیطان کہے۔ اور ان کی گردنوں میں  
کفر و لعنت کا طوق ڈال کر سو دا اللہ و جوہرہم و وجوہ اتباعہم فی الکونین  
کو لکھ کر چھاپے۔

آب مصنف کا اعلیٰ حضرت پر افترا کرنا اور صریح جھوٹا بولنا۔

اس نے قطع و برید کر کے عبارت تحذیر الناس کی اس طرح  
نقل کی کہ ایک سطر صفحہ ۲ کی لے لی اور دو سطریں صفحہ ۱۳ کی  
لے لیں اور ہر دو سطحوں میں سے عبارت سابقہ و لاحقہ حذف  
کر دیں اور ان دونوں عبارتوں کے جمع کر کے سے ایک خراب و فاسد  
معنی پیدا کر ڈیئے۔ (دو سطر کے بعد ہے) اس مفتری کذاب نے  
قطع و برید کر کے مولانا نانوتوی پر بتیان باندھا ہے۔

(شہاب ثاقب ص ۸۹)

کس قدر غلط اور کتنا مکروہ ہے۔ ہم نے تحذیر الناس کے ص ۲ کی  
پوری عبارت نقل کی تو نانوتوی پر حکم کفر تو اسی عبارت پر لگ گیا۔ کہ نانوتوی  
حضور علیؑ کے خاتم النبیین یعنی آخر الانبیاء ہونے کا منکر ہے  
اس میں قطع و برید کہاں ہے ناظرین اسکے اس صریح جھوٹا اور شدید فریب کو  
ملاحظہ کریں۔ اور تحذیر الناس کے ص ۱ کی عبارت یہ ہے :-

بلکہ اگر بالفرض آپ کے زلمے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو  
جب بھی آپ کا خاتمہ ہونا بدستور باقی رہتا ہے (تحذیر الناس ص ۱)



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو  
 اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ  
 آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے تو وہ کافر ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۸۹)

**جواب مصنف کا یہ صریح کذب اور جیتا جھوٹ ہے کہ تحذیر الناس**  
 میں نانوتوی کی یہ عبارت بلفظ کہیں موجود ہو اگر کہیں ہو تو مصنف بتائے  
 فلاں صفحہ پر یہ عبارت بحینہ و بلفظہ موجود ہے۔ پھر اگر ہم اس سے قطع نظر  
 بھی کر لیں اور یہ تسلیم بھی کر لیں کہ یہ عبارت تحذیر الناس میں بلفظہ مذکور ہے  
 یہ عبارت ہمارے خلاف نہیں کہ اس میں نانوتوی نے خود اپنے ہی اوپر  
 لہر کا فتویٰ دہرایا اور اپنی ہر عبارت ص ۲ و ص ۳ و ص ۴ کو کفر قرار دیا اور  
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور علماء حرمین کے فتاویٰ پر صاد کر دیا اور خود اپنے منہ  
 پر قویک لیا۔ اور مصنف کی ان ہر عبارت کی حمایت اور محنت پر پانی پھیر دیا۔  
 علاوہ برین مصنف ص ۲ پر کفر یک چکا اور ص ۳ پر اس کا اقرار کفر ہے  
 تو محض اقرار کفر اس کو اس کفر سابق سے نہیں بچا سکتا۔ مصنف ہی بتائے  
 کیا کسی کافر کا محض اقرار کفر اس کو مسلمان ثابت کر دے گا۔ پھر اس عبارت  
 میں نانوتوی نے خاتم النبیین کو بمعنی آخر النبیین کے افکار کو سنے اور آپ کا  
 زمانہ سب انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے اور آپ کے بعد اور کوئی نبی کے  
 آسکنے کو کفر قرار دیا۔ اور خود تحذیر الناس کے صفحہ ۲۴ خاتم النبیین کو آخر النبیین  
 کے معنی میں لینے کو خیال عوام قرار دے کر انکار کیا۔ اور اسی طرح آپ کے زمانہ  
 کو انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے کو خیال عوام ٹھہرا کر اس کا انکار کیا۔ اور اسی طرح



ص ۱۲ و مشک کی عبارتوں میں آپ کے بعد اور کوئی نبی آ سکنے کی تصریح کر کے خود اپنے اوپر کفر کا حکم دیا تو یہ اپنے کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی۔ لہذا مصنف نے اس عبارت کو پیش کر کے نانو توہی کی حمایت نہیں کی بلکہ اس کے کفر کو اور مستحکم کر دیا۔

پھر مصنف شہاب ثاقب کے صفحہ ۹۰ پر تحذیر الناس والی عبارت نقل کر کے نتیجہ نکالا۔

دیکھئے اس عبارت میں کس طرح تصریح - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کی فرما رہے ہیں اور آپ کے خاتم زمانی ہونے کے منکر کو خود کافر کہہ رہے ہیں پھر اس شخص گمراہ کنندہ عالم مجدد الدجالین کی جہالت اور غلوئی کو دیکھئے کہ کس طرح انکی نسبت بکفہا اور تشبیہ کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کے منکر ہیں اور آپ کے بعد دوسرے جی کے آنے کو جائز فرما رہے ہیں۔ بھلا اس خباثت اور نجاست کا کیا ٹھکانا ہے (از شہاب ثاقب ص ۹)

جو آپ جب نانو توہی صاحب بقول مصنف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے اور خاتم النبیین کے یعنی آخر النبیین ہی کے قائل تھے تو انہیں اس تحذیر الناس کے تصنیف کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئی کھٹی۔ اور تیرہ سو برس کے بعد خاتم النبیین کے شارع علیہ السلام و صحابہ و تابعین و ائمہ دین کے بیان کردہ معنی متوازن کے خلاف نئے معنی

تراشنے اور پھر اس پر اپنے ایجاد بندہ ہونے پر فخر کرنے کے لئے کونسی طاقت  
 مجبور کر رہی تھی۔ اور تمام اہمیت کے بتائے ہوئے معنی متواتر کو خیال عوام  
 دینے کے لئے کون اس کے سر پر تلوار لے کر جبر کر رہا تھا اور زمانہ نبوی  
 میں یا اس کے بعد میں اور دوسرا نبی تجویز کرنے کے لئے کون بد وقت لپکھ  
 سینے پر سوار تھا۔ اور جب انہ کوئی ضرورت شرعی تھی نہ جبر و اکراہ تھا تو  
 نانوتوی صاحب کا تخریر الناس کے لئے پر حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و  
 صحابہ و تابعین و ائمہ دین کے بتائے ہوئے معنی متواتر کو خیال عوام کہنا کیا  
 ضرور بائندہ دین کا انکار نہیں۔ کیا ان بزرگان دین حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو محاذ اللہ معنی قرآن مجید سے جاہل و نا فہم ٹھہرانا نہیں۔ پھر ص ۱۴  
 و ص ۲۸ پر زمانہ نبوی میں یا بعد زمانہ نبوی کے اور کسی نبی کا تجویز کرنا کیا معنی  
 متواتر ختم نبوت کے خلاف نہیں اور اس معنی متواتر کا انکار کیا ضروریات  
 دین کا انکار اور کفر نہیں ہے تو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا  
 کہ نانوتوی صاحب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے  
 اور خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہونے کے منکر ہیں اور زمانہ نبوی میں  
 یا بعد زمانہ نبوی دوسرا نبی جائز ہونے کے قائل ہیں تو یہ نانوتوی  
 یقیناً کافر و مرتد ثابت ہوا۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ و علماء حرمین کے  
 کفر کے فتاویٰ کے بلاشبہ حق ثابت ہوئے۔ یہاں تک کہ اس نانوتوی نے  
 بھی اپنے اس کفر کو تسلیم کر کے خود اپنے کافر ہونے کا اقرار کر لیا جس کا  
 خود مصنف بھی اعتراف کر رہا ہے۔ تو یہ نانوتوی کی خود اپنے اُدبِ قبالی دگری

ہوئی۔ اور اس کا خود اپنے کفر کا اقرار کرنا اس کو کفر سے بچا سکتا ہے۔ اس کی صفائی کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ اب مصنف کا اس کفر پر پردہ ڈالنا اور نانوتوی کی حمایت میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیوں دینا اور دروغ گو اور وہمال کہنا۔ خود اس کے عاجز ہونے اور مفتری و کذاب ہونے کی بین دلیل اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مصنف سوائے گالیوں دینے کے۔ نانوتوی کے سر سے کفر کو ٹال سکتا ہے نہ ایک کلمہ اس کی تائید و تادیب میں کہہ سکتا ہے اور جو کوئی لفظ اس کی حمایت میں کہے گا اس سے نانوتوی کا کفر اور زیادہ مستحکم ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس مثال سے ظاہر ہے۔ اب باقی رہا مصنف کا ختم زانی پر پانچ دلیلوں کا پیش کرنا اور اس کے منکر کو ثابت کرنا یہ ہمارے خلاف نہیں بلکہ ہمیں ہمارے بھائی کا اثبات ہے اور نانوتوی کے مسلک کی کھلی ہوئی مخالفت ہے۔ مصنف کی یہ بدحواسی ہے کہ نانوتوی کی حمایت کا نام لے کر اس کے خلاف لکھ دیا۔ اور خود بھی اس کو کافر بنا دیا۔ یہ ہے اعلیٰ حضرت کی کرامت کہ اس سے انہی کھلوالی۔

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۹۱ و ۹۲ پر تحذیر الناس کے صفحہ ۸ کی عبارت اس طرح نقل کر کے یہ غلط نتیجہ مرتب کیا ہے :-

یا بھلا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وصف نبوت میں  
موصوفت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور اپنا موصوف  
بالعرض الخ شہاب ثاقب ص ۹۱ و ص ۹۲ تک نقل کر کے یہ  
نتیجہ نکالا (حضرات ذرا اس عبارت کو غور سے ملاحظہ

فرمائیے دیکھئے مولانا مرحوم کس تصریح کے ساتھ خاتمیت  
 زمانی کو اپنے معنی راجح یعنی خاتمیت مرتبی کے لازم مانتے  
 ہیں اور ثبوت خاتمیت زمانی کے واسطے دلائل قائم فرما رہے  
 ہیں۔ یہ عبارتیں صاف طور سے بتلا رہی ہیں کہ مجرباً لتضلیل

۹۲  
 نے عمدہ عبارتوں کی قطع و برید کو کے انفرادی واری کی ہے انحراف شہادت ثبوت  
**جواب مصنف** یہ بتائے کہ خاتم النبیین کے حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین نے یہ معنی کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ  
 و السلام نبی بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء نبی بالعرض ہیں کہاں بتا  
 ہیں تو مصنف ثبوت پیش کرے اور ان بزرگوں نے اگر نہیں بتائے ہیں  
 تو اس نانوٹوی نے یہ تفسیر بالرائے کی۔ اور تفسیر بالرائے کرنے والے کے متعلق خود  
 نانوٹوی نے اسی تحذیر الناس کے حنا پر یہ حدیث پیش کی ہے صوف  
 فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ فَقَدْ كَفَرَ بِعَنِي جِسْنِ الْقُرْآنِ كِتَابِ تَفْسِيرِ الرَّائِي كِي  
 نو وہ کافر ہو گیا) تو نانوٹوی خود اپنی پیش کردہ حدیث کی بنا پر آیہ خاتم النبیین  
 کی یہ تفسیر بالرائے کر کے کافر ہو گیا۔ لہذا اگر مصنف اپنے پیشوا نانوٹوی کے  
 نئے معنی کسی معتبر کتاب سے ثبوت میں پیش نہ کر سکا تو یہ نانوٹوی کی تفسیر  
 بالرائے قرار اگر خود مصنف کے نزدیک بھی نانوٹوی کا فرقرار پائے گا۔ تو اب  
 ہر ذی عقل اس کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہے کہ اگر مصنف کو واقعی نانوٹوی کی حمایت  
 مقصود ہے تو جلد از جلد اس کے بیان کردہ معنی جدید کا ثبوت پیش کرے گا  
 ورنہ اس کے کفر کا اقرار کرے گا۔

آبِ یاقنی رہا مصنف کا اس عبارت تحذیر الناس کو نقل کر کے یہ نتیجہ نکلا کہ خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے . . . . تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب نانوتوی نے بعد زمانہ بنوی نیابنی تجویز کر کے خاتمیت زمانی کو جو لازم تھی باطل کر دیا تو خاتمیت مرتبی جو لازم تھی وہ بھی باطل ہو گئی کہ بطلان لازم بطلان ملوث کی دلیل ہے تو آبِ نانوتوی کے نزدیک نہ خاتمیت مرتبی رہی نہ خاتمیت زمانی لہذا آبِ اس نانوتوی نے بالکل خاتمیت ہی کا خاتمہ کر دیا۔ اور عند ربی کرو صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے ہی صاف انکار کر دیا۔

مصنف نے اپنے پیشوا نانوتوی کی کیسی عجیب حمایت کی کہ اس کے کفر کو اور واضح کر دیا اور اس کو ختم نبوت کا صاف طور پر منکر ثابت کر دیا۔ اس عبارت پر بہت اچھل کر بولا تھا جس نے نانوتوی کے کفر کو اور زیادہ بے حجاب کر دیا اور اس کو منکر ختم نبوت آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا۔ مصنف کو شرم نہیں آئی کہ اسی ناپاک عبارت پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ پراقرار پر داری اور قطع و برید کا ناپاک الزام لگاتا ہے۔ بہر صورت اسکی ہماری شیخی کر کر رہی ہو گئی۔ اور نانوتوی کے کفر پر مزید ہر لگ گئی۔

پھر مصنف اسی نانوتوی کی تحذیر الناس کے صفحہ ۲۱ سے دو عبارتیں نقل کر کے یہ غلط نتیجہ نکالتا ہے:

مگر در صورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جائے تو اس کے لئے کوئی مقصود بھی ہوگا۔ جس کے آنے پر حرکت منتهی ہو جائے سو حرکت سلسلہ نبوت کے لئے نقطہ ذات محمدی منتهی ہے الخ

(الی قولہ) البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے اھ مولانا ممدوح فرما رہے ہیں کہ حضور اکرم علیہ السلام نبی آخر الزمان ہیں اور سلسلہ نبوت بوجہ انقطاع حرکت ارادی دربار نبوت اب بعد ظہور سرور کائنات علیہ السلام بالکل منقطع ہو گیا کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی ذی حال خبیث و غویٰ نبوت کر کے مقصد میں کامیابی حاصل کرے پھر تعجب ہے کہ مجدد بریلوی آنکھوں میں دھول ڈال رہا ہے اور کذب خالص کو مشہور کر رہا ہے۔ لعنة الله علىٰ فی الدارین۔ (شہاب ثاقب ۹۲ و ۹۳)

جواب مصنف ڈوبنے والے کی طرح کہ وہ تنکے تک کا سہارا ش کیا کرتا ہے۔ یہ بھی اسی طرح نانوٹوی کی تحذیر الناس میں ایک ایک لفظ تلاش میں سرگرداں ہے۔ لیکن کسی طرح اس کی بات بنا کے سنتی نہیں۔ اس کا کفر اس کے سر سے اترتا نہیں۔ اور اس کی عبارت کی کوئی ایسی مع تاویل نہیں ہوتی جس سے اس کا قائل ختم نبوت ہونا ثابت ہو جائے۔ مسلمانوں کو دیکھو جب یہ نانوٹوی تحذیر الناس کے ص ۱۲ و ص ۱۸ میں صاف طور پر لکھ چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یا بعد زمانہ نبوی کے اور نیایشی تجویز کر لیا جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ نبوت جدیدہ کا تجویز کرنا ہی ختم نبوت کے بالکل خلاف ہے۔ اور جب ختم نبوت ہی کا انکار کر دیا تو خاتمیت مرتبی اور

خاتمیت زبانی دونوں کا اسی انکار کر دیا تو اس نانو تووی نے حضور نبی کریم صلی  
 علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخر الزماں ہونے کا صاف طور پر انکار کر دیا۔  
 نئے نبی کو جائز مان کر سلسلہ نبوت کو غیر منقطع مان لیا لہذا نانو تووی ختم نبوت  
 کا انکار کر کے اور بعد زمانہ نبوی کے نیا نبی تجویز کر کے اور ان ضروریات  
 کا انکار کر کے کا فر مرتد ہو گیا۔

اب مصنف کا نانو تووی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی  
 ہونے کا قائل ثابت کرنا اور سلسلہ نبوت کا منقطع ماننے والا کہنا بالکل  
 کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ اور صریح کذب اور جتیا جھوٹ  
 کہ نانو تووی صاحب جب ختم نبوت کے خلاف نئے نبی کی تجویز کر رہا ہے تو  
 مصنف و مجال تعمیر نبوت کی تیاری کر رہا ہے تو پھر مصنف لعنة اللہ فی الدار  
 اس نانو تووی کے لئے چھاپے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر مصنف نے  
 افترا پردازی کی اور جھوٹ بولا اس کے جواب میں ہم آیہ کریمہ تلاوت کر دے  
 نہایت کافی سمجھتے ہیں لعنة اللہ علی الکاذبین۔  
 پھر مصنف نے نانو تووی کی تحذیر الناس کی حدیث کی عبارت عجیب  
 و متکاری سے اس طرح نقل کی :-

حضرت مولانا تصریح فرما رہے ہیں باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری  
 دین تھا اس لئے سداً باب مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے  
 دعوے کر کے خلافت کو گمراہ کریں گے الخراب اس عبارت کو بلا  
 کریں کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے آیا انکار نبی آخر الزماں ہونے کا

یا اقرار (چند سطر کے بعد ہے) مجد الدجالین نے اپنے ثبوت  
 دعا کے واسطے اس عبارت و نیز دیگر عبارات مسطورہ کو بالکل  
 ہضم کر دیا ہے اور جس قدر کہ ان کو خواہش شیطانی پورا ہونے  
 میں کافی تھا ذکر کیا۔ اور سمجھنے کی طرف یا تو قصداً توجہ نہیں کی  
 اور یا نہ سمجھا چونکہ لوگوں کو غلطی میں ڈالنا مقصود تھا اس لئے  
 اس کے معنی کو خراب کیا۔ اب ان جملہ عبارتوں سے آپ  
 حضرات بخوبی سمجھ گئے ہونگے کہ حضرت مولانا ہرگز نبی  
 آخر الزماں اور خاتمیت زمانی کے منکر نہیں بلکہ اس وصف  
 کے ثبوت کو غمزدگی اور واجب سمجھتے ہیں اس لئے ان کے  
 دامن مقدس تک کوئی دعبہ نہیں لگ سکتا اور اہل حرمین کو  
 بوجہ ناواقفیت دھوکہ ہوا۔ کذاب نے ان کے ساتھ مکر  
 کیا الخ شہاب ثاقب ص ۹۲ و ص ۹۳۔

جواب مصنف نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر تول کھول کر جیتا جھوٹ  
 بولنے صریح کذب بیانی کرنے۔ انتہائی افتراء پر بازی کرنے میں کوئی کمی نہیں  
 کی ہے۔ اور ان کی نقل عبارات پر جس قدر ناپاک الفاظ کہہ سکتا تھا ان سے  
 ایک صفحہ سیاہ کر دیا ہے۔ اور ان کو جس قدر گالیاں دے سکتا تھا ان میں  
 کوئی گالی باقی نہیں چھوڑی ہے۔ لیکن مصنف نے تہذیب الناس کی جس قدر  
 عبارات نقل کی ہیں ان میں نہایت مکاری انتہائی فریب کاری سے کام  
 لیا ہے اور اپنے مطلب کے موافق جو کہیں کوئی لفظ مل گیا ہے اس کو



قطع و برید کر کے نقل کر دیا ہے اور اس کی عبارات کا مفہوم نہ معلوم اپنی کم فہمی یا عیاری سے بالکل اُلٹ دیا ہے۔ اور عوام کو دھوکہ دینے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ جن تین عبارتوں میں کفر کے معنی ہیں اور جن پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور علماء حرمین شریفین نے کفر کے فتاویٰ صادر فرمائے ہیں۔ اور جن کی تائید میں شہاب ثاقب کے دس صفحات نے سیاہ کئے ہیں۔ اور جن کی صفائی میں اور عبارات پیش کی ہیں اور جنہیں جھوٹا اور صریح فریب کاریاں کی ہیں اور جن کی حمایت میں اعلیٰ حضرت اور علماء حرمین کو سٹری سٹری گالیاں دی ہیں۔ تو مصنف نے ان اصل تینوں عبارتوں کو شہاب ثاقب کی ان ہر دو فصلوں میں کہیں نقل نہیں کیا۔ حیرت ہے کہ ان ہر سہ عبارتوں کی حمایت میں ادھر تو دس صفحات سیاہ کر ڈالے لیکن ادھر ان عبارتوں کے چند جملے نقل نہیں کئے جاسکے۔

مصنف نے ان عبارتوں کو اس شہاب ثاقب میں نقل نہیں کیا کہ اگر انہیں نقل کر دیتا ہے تو ہر شخص اس کی نقل کر وہ عبارت تحذیر الناس اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی نقل کر وہ عبارت تحذیر الناس سے تصحیح نقل کرتا۔ مطابقت دیکھتا پھر یہ خود فیصلہ کر لیتا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان عبارتوں کو اجنبی و بلفظہ بالکل مطابق اصل و موافق نقل شہاب ثاقب میں نقل فرمایا ہے پھر مصنف کا اس کو صریح کذب اور انرا کہنا خود اس کے دجال و کذاب اور عیار فریب کار ہونے کی روشن دلیل ہوتا۔ اور وہ ایک کلمہ اعلیٰ حضرت کی شان کے خلاف نہیں لکھ سکتا تھا اور انہیں وہ موافق

پھر کے ایسی گالیاں نہیں دے سکتا تھا۔ اور ایک کلمہ ان عبارات کی تائید نہیں لکھ سکتا تھا۔ اور عوام کو کسی طرح کا دھوکہ اور فریب نہیں دے سکتا۔ اسی بنا پر مصنف نے قصداً جان بوجھ کے ان ہر سہ عبارات تحدیرالتائبہ ثابت کے وس صفحات میں پوری بحث میں کہیں نقل نہیں کیا۔

اور ممکن ہے کہ مصنف نے نانوتوی کی ہر سہ کفری عبارات کو اس لئے اس باب ثابت میں نقل نہ کیا ہو کہ جب ان عبارات کو بلفظہ نقل کر دیا تو وہ عبارات اردو زبان میں ہی تو ہیں اور اردو خوانوں ہی کے لئے یہ کتاب بھی گئی ہے لہذا ہر اردو کا جاننے والا جب ان عبارات کو دیکھے گا تو ان کے معنی کفری پر مطلع ہو جائیگا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کفری فتوے کی تردید کرنے کے لئے اس کا ایمان اس کو مجبور کر دے گا تو اس نانوتوی کا

فراشکارا ہو جائے گا۔ مصنف نے اسی خطرے کی بنا پر ان عبارات نانوتوی وغالباً نقل نہیں کیا ہے۔ اور اس کے کفر پر پردہ ڈالنے کی ناپاک سعی کی ہے۔ ہم نے ان ہر سہ عبارات کفری کو اسی کتاب میں بلفظہ نقل کیا ہے۔

نور اردو خواں ان کو دیکھ کر اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ بھروسے کی نانوتوی صاحب نے ان عبارات میں خاتم النبیین کے معنی میں آخری ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیا سابق کے زمانہ کے بعد ہونے کو عوام جاہلوں نامہوں کا خیال ٹھہرایا اور خاتمیت باعتبار تاخر زمانی میں بالذات کچھ ختمیت نہ ہونے کو عقیدہ اہل فہم قرار دیا۔ تو اب یہ نانوتوی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیا اور آخر الزماں ماننے کے تو یہ عوام جاہلوں نامہوں میں شمار ہوتا ہے

اور اگر حضور کے آخرالنبیا اور آخرالزمان ہونے کا صاف طور پر منکر قرار دیا جائے

ہے تو اہل فہم میں محدود ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصنف اور ہر دیوبندی

اس نانو توئی کو عوام جاہلوں، فہموں میں داخل نہ کریں گے۔ اہل فہم ہی میں شمار

کریں گے۔ تو یہ نانو توئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخرالزمان ہونے کا اور

خاتمیت زمانی منکر قرار پایا۔ تو اب مصنف کا اس کی دیگر عبارات کو نقل کرنا

ہر جگہ یہ تصریح کرنا کہ نانو توئی صاحب تجدیر الناس میں حضور علیہ السلام کو بڑا

آخرالزمان مانتے ہیں کس قدر غلط چیز اور صریح کذب ہے۔ اور لوگوں کی آنکھوں

میں دھول ڈالنا اور ان کو زریب دینا ہے۔ اور اسی طرح صفحہ ۱۲

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یا بعد زمانہ نبوی کوئی اور

دوسرا نبی جائز مانکر اس نانو توئی نے مدعیان نبوت کے لئے دروازہ کھول دیا ہے

اور نئے دین کے جاری کرنے کے لئے نیابنی تجدیر کر لینے کا راستہ بنا دیا ہے

اس تعمیر نبوت کو دیکھ کر غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کر کے خلائق

کو گمراہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اگر بقول مصنف نانو توئی حضرت نبی اکرم صلی

علیہ وسلم کو نبی آخرالزمان مانتا اور ان کی خاتمیت زمانی کا قائل ہوتا اور اس

وصف کے ثبوت کو ضروری اور واجب سمجھتا تو ہرگز ہرگز تجدیر الناس کے صغیر

صغیر و صغیر پر ان ناپاک عبارات کو نہ لکھتا۔ نانو توئی نے ان ہر سہ عبارات

کو لکھ کر ادھر مصنف کے منہ پر نقوک دیا اور اس کی تمام صفائیوں پر پانی پھیر دیا

اور ادھر اپنی پیشانی پر نشیمن والا کفری نشان کا شیکہ لگا لیا۔

ابنہذا علی حضرت قدس سرہ نے ان ہر سہ عبارات کے نقل کرنے میں

بہتر ہے کہ

مکرو فریب نہیں کیا۔ اہل حرمین شریفین نے ان پر کفر کا حکم کرنے میں کسی طرح دھوکہ کھایا۔

بالجملہ مصنف ان ہر سہ عبارات کو ہضم کر گیا اور ان کے کفریات کی تائید کے حکم قرآن و حدیث کا فر ثابت ہوا۔ اور اس نے دوسروں پر جھوٹ بول کر اور افترا کر کے حسنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا۔ اور اپنے اکابر کے کفر پر اہل حرمین کو بھی گواہ یا۔ اور مدنیہ منورہ پہنچ کر خود حضرت حیات البنی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایذا دی دیکر بحکم آید کر یہ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي نُبُوِّهِمْ وَالْآخِرَةُ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا کا مستحق بن کر بندوستان میں آیا۔ پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۹۵ صفحہ ۹۶ تک فصل فی تفصیل ختم نبوت اجالا کی سُرخی قائم کر کے تین صفحات میں تحذیر النبا کے مضمون کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے اور اس میں صاف طور پر یہ قرار کیا

وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَانَةَ الْبَيْتِ فِي تَفْسِيرِ فِي عَامِ مَفْسَرِي  
 اس طرت گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے  
 خاتمیت مرتبتی جو کہ دوسرے معنی ہیں وہ نہیں حضرت لانا نوتوی  
 رحمۃ اللہ علیہ اس حصر پر فکار فرما رہے ہیں (شہاب ثاقب ص ۹۶)  
 (اور خود نانا نوتوی تحذیر الناس کے صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں) اگر بوجہ  
 کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں  
 کیا نقصان آگیا۔ اور کسی طفل نادان نے کون ٹھکانے کی بات  
 کہدی تو اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔

گاہ باشد کہ کو دکاں ناداں بغلط بردہف زند تیرے

تخذیر الناس صلعم

اس میں مصنف نے صاف اقرار کر لیا کہ نانو تووی نے خاتم النبیین کے ان سے  
کا انکار کیا جن کو امت کے تمام مفسرین صحابہ زبا بعینہ بلکہ خود سید المرسلین  
صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا اور سمجھایا تھا۔ بلکہ جن معنی متواتر کواہوں نے ضرورت  
دین اور وصف مدح قرار دیا تھا۔ اس کے خلاف نانو تووی جی نے  
تفسیر بالمرائے سے وہ نئے نئے معنی گڑھے جن تک اکابر کا فہم نہ پہنچا اور انہ  
نے عقیدہ ضروریہ و پنی ایمانی میں کم التفاتی کی۔ اسی بنا پر تاکا بر جاہل و نا فہم  
ثابت ہوئے۔

اس کو دکاں ناداں نانو تووی نے خاتم النبیین کے اپنے ایجاد کردہ معنی کے  
بیان میں اسی تذخیر الناس میں تمام مفسرین و اکابر دین کے لئے گویا اس قدر  
الفاظ کے (۱) عوام (دیکھو تذخیر الناس ص ۳۳ (۲) نا فہم (دیکھو تذخیر الناس  
ص ۳۳ (۳) ضروریات دین کی طرف کم التفات (دیکھو تذخیر الناس ص ۳۳  
(۴) کم فہم (دیکھو تذخیر ص ۲۹ ص ۵) مقام مدح کے سمجھنے سے قاصر (دیکھو تذخیر  
(۶) اوصاف و فضائل کی معرفت سے نا آشنا (دیکھو تذخیر ص ۳۳ ص ۶)  
تناسب جمل قرآنی سے نا واقف (دیکھو تذخیر ص ۳۳ ص ۱۳) (۸) عطف و استدراک  
کے فوائد سے جاہل (دیکھو تذخیر ص ۳۳ ص ۱۵) (۹) ذکر و عدم ذکر کے مقاصد سے لاعلم  
(دیکھو تذخیر ص ۳۳ ص ۱۰) کلام الہی کی بے ربطی سے نادان (دیکھو تذخیر ص ۳۳  
نو اس نانو تووی نے ان حضرات اکابر دین مفسرین کو یہ دس خطابات محض ای بنا

کے کہ انہوں نے خاتم النبیین کے معنی خاتمیت و مانی بیان کے نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء میں آخر نبی مانا اور اس معنی کو مقام مدح میں  
حضور کے لئے وصف مدح سمجھا۔

حضرات صحابہ کرام نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنی سمجھے اور بیان کے  
در حضور کو باعتبار زمانہ کے آخر نبی مانا اور اس معنی کو وصف مدح جانا۔  
اس نانو تووی کے نزدیک حضرات صحابہ کرام بھی اسی تفصیل سے عوام  
فہم - کم التفات - کم فہم - قاصر - نا آشنا - ناواقف - جاہل - لاعلم -  
ادان قرار پائے۔ اور یہ دس خطابات ان کے بھی ہوئے۔

بلکہ اس نانو تووی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص  
پہن کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا۔ حتیٰ کہ حضور کے لئے کئی یہ دس خطابات عوام  
فہم - کم التفات - کم فہم - قاصر - نا آشنا - ناواقف - جاہل - لاعلم - نادان  
لہ دیدے اس لئے کہ حضور نے بھی یہی معنی سمجھے اور تمہارے حدیث شریف  
میں فرمایا اِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا بَیْنَ بَعْدِیْ رِیْسٍ مِّنْ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ہوں۔  
یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں (تو یہ نانو تووی سداری امت تمام اکابر دین -  
سب مفسرین صحابہ و تابعین بلکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ  
خطابات دیکر تنقیص و توہین کرتا ہے۔ اور سب کو جاہل و نا فہم بنا کر صرف  
اپنے آپ کو عالم مفسر اہل فہم ثابت کرتا ہے۔

یہاں ایک حقیقت قابل اظہار ہے کہ اس نانو تووی نے  
بالآخر خاتم النبیین کے معنی متواتر کے خلاف اپنے ہدیدے سے کس تحویل کی

بنا پر گرکھے۔ اور تمام اکابر دین مفسرین صحابہ و تابعین حتیٰ کہ حضور سید المرسلین  
 صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین کے سمجھے ہوئے اور بتائے ہوئے معنی کی مخالف  
 کس زبردست منصوبہ کو مد نظر رکھ کر کیا۔ اور تفسیر بالرائے جیسا جرم عظیم کس  
 کے ماتحت کیا۔ اور تمام امت کے اکابر دین مفسرین صحابہ و تابعین کو جاہل  
 کم التفات بنا کر اپنے آپ کو سب سے زیادہ بڑا عالم مفسر اہل فہم۔ ذی عقل کس  
 مقصد کے حصول کے لئے قرار دیا۔ تو اس کا اصل راز یہ ہے کہ ان نانو تو  
 کو بنی بنے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اس سلسلہ تعمیر نبوت میں حضرت  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اس کے زبردست پہاڑ نظر  
 تھا تو اب یہ تو ممکن نہیں تھا کہ اس وصف خاتم النبیین سے بالکل صاف  
 ہی کر دیا جائے کہ یہ قرآن کریم میں مذکور تھا۔ تو اس نانو تو نے یہ سوچا کہ  
 النبیین کے وہی معنی متواتر باقی رہے۔ تو میں کھل کر نبوت کا دعویٰ کس  
 کر سکتا ہوں۔ اور لوگ میری نبوت پر ایمان کیسے لائیں گے۔ تو نانو تو  
 جی نے اسی جذبہ کے ماتحت یہ کتاب مخدیں الناس تصنیف کی اور  
 اس میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنے کی ناپاک سعی کی حضور نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنی متواتر کہ حضور کا زمانہ  
 انبیاء کے زمانے کے بعد ہے اور وہ سب میں آخر نبی ہیں علوم جاہلوں نانو  
 کے سمجھے ہوئے بتائے ہوئے معنی ہیں۔ اور نانو تو نے اور اس کے اذکار  
 اہل فہم کے نزدیک خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے زمانے میں کہیں  
 اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے اور اگر بعد

دی بھی اس زمیں میں کوئی بنی تجویز کر لیا جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ  
 قی نہ آئے گا۔ نواب خانم البنین کے اس نئے معنے سے اس زمین پر آب  
 وید بنی کے تجویز کر لینے سے ختم نبوت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ لہذا اب ہر امید وار  
 دت کے لئے راستہ آسان ہو گیا اور بنی بن جانے کا موقع مل گیا۔ اور وہ  
 لطف خاتمیت اس کے لئے مانع نہیں رہا۔

اس نانوٹوی نے اگرچہ خانم البنین کے حسب منشا یہ جدید معنے گروہ کو  
 میر نبوت کی بنیاد قائم کر دی ہے۔ لیکن مسلمان اس کے خلاف اگر  
 مادیت پیش کرتے ہیں تو پھر اس کے مذہب دیوبندیت کا یہ جو اسب ہے کہ  
 ریت قرآن و حکم رسول اللہ ہی تو ہے اور حکم رسول کا نام شرع نہیں ہے  
 لہ جو حکم رسول کو شرع جانتا ہے وہ شرک ہے چنانچہ امام ابو ہامیہ مولوی  
 سعید دہلوی نے تقویۃ الایمان کے صفحہ ۴۲ پر اس کی صاف تصریح کر دی ہے:-

خود پیغمبر ہی کو بولیں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی  
 چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی  
 اُمت پر لازم ہو جاتی تھی۔ سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا  
 ہے (از تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکضائل دہلی ص ۴۲)

حدیث شریف کوئی شرع نہیں ہے جس کا ماننا ضروری ہو۔ بلکہ اسکو شرع  
 سمجھنا ہی شرک ہے۔ لہذا ہم دیوبندی لوگ نانوٹوی کے قول کے خلاف  
 حدیث کو نہیں مانتے۔ علاوہ یہ حدیث جس رسول علیہ السلام کا کلام ہے  
 وہ ہمارے مدرسہ دیوبند کے تعلیم یافتہ شاگرد ہی تو ہیں۔ چنانچہ پینوائے



وہابیہ اس کو اس طرح لکھتے ہیں۔

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس کا معلم ہوا (برہان قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص ۲۶)

اس میں صاف لکھ دیا کہ فخر عالم علیہ السلام نے مدرسہ دیوبند میں اہل تعلیم پائی تو وہ رسولِ علماء دیوبند کے شاگرد ہوئے۔ اور جب رسول ثابت ہوئے تو یہ نسبت علماء دیوبند کے وہ کم علم اور کم فہم قرار پائے۔ اور علماء دیوبند باعتبار استاد ہونے کے ان رسول سے زیادہ ذی علم اور اہل فہم ثابت ہوئے۔ تو خاتم النبیین کے جو معنی نانو توئی نے ایجاد کئے ہیں وہ اس سے زیادہ صحیح ہیں جو ان کے مدرسہ کے شاگردوں کے شاگرد نے حدیث بیان فرمائے۔ یہ ہے دیوبندی مذہب میں حدیث شریف کی عزت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت۔ العیاذ باللہ۔

اب باقی رہا خاتم النبیین کا قرآن کریم میں مذکور ہونا تو حقیقت تھی۔ کہ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن کریم کلام الہی نہیں ہے بلکہ صحابہ کا باہمی ہے۔ خود انام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی نقویۃ الایمان میں تحریر کرتا ہے: اس کے دربار میں ان کا تویہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے اور اذوب اور گشت

کے بارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے  
 بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں  
 تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمناء قنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔  
 (تقویۃ الایمان ص ۳۴)

معاذ اللہ اس نے صاف کہا کہ انبیا بوقت نزول وحی عربیہ جو اس ہو جانے  
 ہیں کلام نہیں سمجھ سکتے دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے آپس میں پوچھ کر آمناء قنا  
 کر لیتے ہیں تو یہ قرآن آپس کا مشورہ ہی تو ہوا کلام الہی کب ہوا۔ اور نالوتوی  
 کہنا ہے (۱) قرآن میں جملوں کے درمیان کوئی متناسب نہیں (دیکھو تحذیر اناس  
 ص ۳ سے ۱۵) قرآنی جملوں کے عطف میں کوئی متناسب نہیں (دیکھو تحذیر اناس  
 ص ۳ سے ۱۳) قرآن میں بے ربطی و بے ارتباطی ہے (دیکھو تحذیر اناس ص ۳ سے ۱۴) قرآن  
 میں فضیل گوئی ہے (دیکھو تحذیر اناس ص ۳) تو جس قرآن میں دیوبندیوں کے  
 نزدیک ایسی چار کمزوریاں اور عربیت کی غلطیاں ہوں اس کو دیوبندی اہل نہم  
 کیسے مان سکتے ہیں۔ تو یہ ہے دیوبندی مذہب میں قرآن کی عزت و عظمت  
 العیاف و بال اللہ تعالیٰ۔

اب باقی رہا یہ امر کہ خاتم النبیین اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو کیا نالوتوی  
 اور اس کے ازنا ب دیوبندی کلام الہی کا انکار کر سکتے ہیں۔ تو بعنور ملاحظہ  
 کیجئے کہ انکار کر سکتا تو مرتبہ امکان محض بلکہ انہوں نے تو اللہ تعالیٰ کی ذات  
 میں وہ عیب لگائے جس سے صاف اقرار وقوع میں آگیا۔ دیکھو امام الوہاب  
 مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے :-

اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو چاہے  
 کر لیجئے یہ اللہ صابہ کی شان ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۳)

اس میں صداقت کہہ دیا کہ غیب کا دریافت کرنا خدا ہی کے اختیار میں ہے اگر وہ  
 دریافت کرنا چاہے تو عالم ہو جائے گا۔ اور اگر دریافت نہ کرنا چاہے تو جاہل  
 رہے گا۔ تو دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا عالم ہونا ضروری نہیں ہے۔ گنگوہی  
 صاحب اپنے فتوے میں خدا کے لئے صاف لکھتے ہیں۔ وقوع کذب کے  
 معنی درست ہو گئے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ خدا سے جھوٹ کا واقع ہونا  
 درست ہو گیا۔ لہذا دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا حضور اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا تو اس کے عدم علم کی بنا پر ہے کہ اس نے غیب کو  
 دریافت ہی نہیں کیا کہ تیرہویں صدی میں نانو تووی صاحب یا نھانوی صاحب  
 نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہیں اگر وہ دریافت کر لیتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کو خاتم النبیین ہرگز نہ فرماتا۔ یا اللہ تعالیٰ کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو خاتم النبیین فرمانا کذب ہو۔ تو ان دیوبندیوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ رس  
 عیوب ثابت کیے (۱) اللہ تعالیٰ کا علم ضروری نہیں (دیکھو تقویۃ الایمان ص ۲۳)  
 (۲) خدا سے وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے (دیکھو فتوے گنگوہی)  
 (۳) خدا فضول گو ہے (دیکھو تحذیر الناس ص ۳) (۴) خدا کا کلام بے ربط ہے۔  
 (دیکھو تحذیر الناس ص ۳) (۵) خدا کے اس وصف بیان کرنے میں کوئی کمال نہیں  
 (دیکھو تحذیر الناس ص ۶) (۶) خدا نے وصف غیر مدح کو مقام مدح میں بیان فرمایا  
 (دیکھو تحذیر الناس ص ۳) (۷) خدا نے حضور کو تو نبوت قدیم عطا فرمائی اور انبیاء

کو نبوتِ حادثِ دمی اور کچھو تحذیر الناس ص ۸۱) خدا نے انبیاء کے کمالات میں یہ فرق رکھا کہ حضور کے کمالات ذاتی ہیں اور کسی نبی کا کوئی کمال ذاتی نہیں۔ اور کچھو تحذیر الناس ص ۹۱) خدا نے حضور کو وصفِ نبوت میں موصوفت بالذات کیا اور انبیاء کو موصوفت بالعرض اور کچھو تحذیر الناس ص ۱۰۱) خدا نے تمام علماء و ائمہ دین، مفسرین، صحابہ و تابعین بلکہ خود حضور پر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایسی عقل صائب عطاء فرمائی جو خاتم النبیین کے اصل معنی تک رسائی کرتی۔ اور تیسری صدی کے طفل نادان (نانو توئی صاحب) کو وہ فہم دی کہ انہوں نے ٹھکانے کی بات کہہ دی اور خاتم النبیین کے اصل معنی سمجھ لے اور کچھو تحذیر الناس ص ۲۹) یہ ہیں دیوبندی مذہب کے اللہ تعالیٰ کی جناب میں باطل عقائد اور غلط اقوال۔ اور اس کی شانِ عظیم میں غیوب و نقائص کا اثبات اس نانو توئی نے جذبہ تعمیر نبوت میں خاتم النبیین کے لئے معنی گڑھ کر اکابر دین کے لئے کس قدر گستاخیاں لکھیں۔ صحابہ کرام کی کتنی توہین کی۔ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر تنقیص شان کی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کتنے غیوب ثابت کئے۔ قرآن کریم پر کیسے الزامات لگائے۔ اور اس ضمن میں کتنے بے شمار کفریات بکے۔ بلکہ باقر خود تفسیر بالرائے کر کے خود بھی کافر بنا۔ مسلمانو! کیا انہوں نے خدا کا مرتبہ جانا۔ حاشا و کلا انہوں نے نہ اللہ تعالیٰ کا مرتبہ جانا۔ نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو سچا جانا۔ نہ قرآن کریم کی عظمت کو مانا۔ نہ صحابہ و تابعین کی عزتوں کو سمجھا۔ نہ ائمہ و مفسرین کے مراتب کا امتیاز باقی رکھا۔ سب آنکھیں بند کر کے نانو توئی جی و ہلوی جی۔ گنگوہی جی کے

غلط و باطل اقوال پر ایمان لے آئے۔

مصنف کو اس فصل ثانی میں اگر واقعی ختم نبوت کی بحث ہی کرنی تھی تو پہلے خاتم النبیین کے ائمہ و مفسرین صحابہ و تابعین کے بیان کردہ معنی متواتر کا رد کرتا۔ اس معنی کا باطل و غلط ہونا ثابت کرتا۔ اور اس کے خلاف احادیث پیش کرتا۔ اقوال ائمہ و مفسرین نقل کرتا عبارات سلف و خلف لکھتا۔ پھر نانوتوی کے جدید معنی کی تائید میں کم از کم ایک صحیح حدیث ہی پیش کر دیتا اقوال ائمہ و مفسرین صحابہ و تابعین سے اس کی تائید کرتا۔ اور پھر سارے نانوتوی جی کو تفسیر بارائے کے جوم عظیم اور کفر صریح سے بچانے کی امکانی کوشش کرتا۔ مگر مصنف بجائے اس کے علیحضرت قدس سرہ پر سب دہشتم۔ گالی گالوج دینے پر اتر پڑا اور تقریباً ایک صفحہ اس میں اپنے نصیب کی طرح سیاہ کر ڈالا۔ تو کیا ان گالیوں سے نانوتوی کا کفر اس کے سر سے ٹل گیا۔ اور اس کے معنی جدید کو کوئی قوت پہنچ گئی۔ علماء حرمین کے کفری فتوے کا حکم ختم ہو گیا۔ کسی نے خوب کہا ہے ع

ہمیشہ گالیاں بکتا ہے وہ جو ہو گیا عاجز

جواب فصل ثالث و فتویٰ گنگوہی در وقوع کذب باری تعالیٰ

مصنف نے تین سطروں میں گنگوہی جی کے اوصاف ذکر کئے اور انہیں

دیوبندی قوم کے لئے امام ابوحنیفہ۔ اور حضرت جنید۔ اور امام ربانی و محبوب

سبحانی سب کچھ بنا ڈالا۔ اور یہ محض اس نظریہ کے ماتحت کہا۔ کہ دیوبندی قوم

ان کے ان اوصاف و القاب کو دیکھ کر ان کے ہر غلط فتوے اور باطل قول

پر بھی ایمان لے آئیگی لیکن اس نے یہ نہ سوچا کہ اور اہل اسلام تو درپور بند یوں کی طرح اندھے نہیں ہیں۔ وہ اچھی طرح ان کی علمی قابلیت۔ حدیث دانی و نقاہت۔ اور علمی حالت و مقبولیت کو پہچانتے ہیں کہ ان پر اندھوں میں کانا را جبر کی مثل صادق آ رہی ہے۔ میں بخوبی طوالت ان کی جہالتوں سمجھتا ہوں۔ غبا و لوہوں۔ حماقتوں۔ غلط فتوؤں۔ باطل عقیدوں۔ ایجاد کردہ مسکوں۔ خلاف تحقیق باتوں کو نہیں پیش کر رہا ہوں ورنہ ناظرین بھی یہی فیصلہ کرنے کے لئے مجبور رہوں گے کہ واقعی وہ مثل صادق ہے۔ پھر مصنف علی حضرت قدس سرہ کا عجب کا یہ واقعہ لکھتا ہے۔

شہاب ثاقب ص ۹۸ پر ہے۔

میرے پاس ایک فرٹوگراف نٹوے کا موجود ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر کوئی خداوند تعالیٰ جل شانہ کو بالفعل جھوٹا کہے (نعمو ذبا اللہ) تو اس کی کفیر نہ کر دے بلکہ تفسیق اور تضلیل بھی نہ کر دے اور بہت سے لوگ سلف صالحین اور ائمہ ماضیین میں سے اس کے قائل ہوئے ہیں۔

جواب علی حضرت قدس سرہ نے یہ بالکل صحیح فرمایا انہیں گنگوہی جی کا اسی مضمون کا فتویٰ فہری دستخطی علی حضرت قدس کے پاس موجود تھا۔ اس کے نوٹ آج بکثرت علماء کے پاس موجود ہیں۔ یہ فتوے گنگوہی جی کے سامنے سے طبع ہو رہے ہیں۔ ملک میں برابر شور مچا ہوا ہے۔ گنگوہی جی نے اپنی حیات میں اس فتوے سے انکار نہیں کیا اس فتوے کا نوٹ میرے پاس بھی موجود ہے جس کو بلغم ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

سوال بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ما قولکم رحمکم اللہ۔ دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے۔ ایک کی طرف واری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشک بہ ویغفر ما دون ذلک الخ لفظ عام ہے۔ شامل ہے معصیت قتل مومن کو، پس آئیہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد کی بھی فرمائے گا۔ اور دوسری آیت میں ہے من قتل مومنا متعذبا فجزاؤا جہنم خالد الخ لفظ من عام ہے شامل ہے مومن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ مومن قاتل بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قاتل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے کیونکہ آیت میں یغفر ہے نہ یکن ان یغفر۔ یہ سنکر اس قاتل نے جواب

دیا میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کا قاتل نہیں ہوں۔ اور دوسرا قول اسی قاتل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح یعنی للطح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعضے مواضع میں جائز رکھا ہے۔ اور توریہ وعین کذب بعضے مواضع میں دونوں اولے ہیں نہ فقط توریہ۔ آیا یہ قاتل مسلمان ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو برعتی خال یا اہل سنت و جماعت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری تعالیٰ کے بیوا تو جروا۔

الجواب اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی ہے

مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے۔ کیونکہ وقوع  
 خلف وعید کو جماعتہ کثیرہ علماء سلف کی قبول کرتی ہے چنانچہ  
 مولوی احمد حسن صاحب رسالہ تنزیہ الرحمن اپنے رسالہ میں تصریح  
 کرتے ہیں بقولہ علاوہ اس کے مجوزین خلف وعید و وقوع خلف  
 کے بھی قائل ہیں چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے عیث قالوا لآ  
 لیس نقص بل ہو کمال الخ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علماء وقوع  
 خلف وعید کے قائل ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف وعید خاص  
 ہے اور کذب عام ہے۔ کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلافت واقع کو  
 سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے۔ گاہ وعدہ۔ گاہ خبر اور سب کذب کے  
 الذراع ہیں۔ اور وجود نزع کا وجود جنس کو مستلزم ہے۔ انسان اگر  
 ہو گا تو حیوان بالضرور موجود ہو ویگا۔ لہذا وقوع کذب کے معنی  
 درست ہو گئے۔ اگرچہ بعض من کسی فرد کے ہو۔ پس بناؤ علیہ اس  
 ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علماء سلف  
 کی لازم آتی ہے۔ ہر چند یہ قول ضعیف ہی ہے۔ مگر تاہم متقدمین  
 کے ذہب پر صاحب دلیل قوی کی تخیل صاحب دلیل ضعیف  
 کی درست نہیں۔ دیکھو حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قوت دلیل  
 اپنی کے طعن و تخیل نہیں کر سکتا۔ انا مومن انشاء اللہ کا مسئلہ  
 کتب عقائد میں خود لکھتے ہیں۔ لہذا اس ثالث کو تخیل و تفسیق  
 سے مامون کرنا چاہیے۔ البتہ بزمی اگر فہمائش ہو بہتر ہے۔ البتہ قدرت



علی الکذب مع اتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ اس میں  
 کسی کا خلاف نہیں۔ اگرچہ اس زمانے میں لوگوں کو انکار بجا ہو گیا  
 ہے قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لآتینا کل نفس ہدھا  
 ولكن حق القول منی لا ملئین جہنم من الجنة والناس  
 جمعین الا یہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد  
۱۳۰۱

مصنف اب آنکھیں کھول کر دیکھے کہ اس شخص ثالث نے صات الفاظ

میں اقرار کیا کہ میں نے کہا کہا ہے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں  
 اور جب وہ اس کا قائل ہوا تو اس نے خداوند تعالیٰ جل شانہ کو بالفعل جھوٹا  
 کہہ دیا۔ گنگوہی جی نے جواب میں اس شخص ثالث ہی کے لئے فتویٰ دیا کہ

اس کو کافر کہنا یا برعتی ضال کہنا نہیں چاہیے بلکہ اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا  
 چاہیے۔ اس کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔ نو گنگوہی جی نے  
 اللہ جل شانہ کو بالفعل جھوٹا کہنے والے کے لئے یہ فتویٰ دیا کہ اس کی تکفیر  
 بلکہ تضلیل و تفسیق بھی نہ کرو بلکہ اس کو کوئی سخت کلمہ بھی نہ کہو۔ اس لئے کہ

یہ شخص ثالث صحیح کہتا ہے کہ وقوع کذب کے معنی وزمت ہو گئے۔ اور خلف  
 وعید کذب کی انواع میں داخل ہے۔ اور بعض علماء وقوع خلف وعید کے  
 قائل ہیں تو یہ علماء وقوع کذب کے بھی قائل قرار پائے۔ تو مصنف کی یہ پیش  
 کردہ امور سب اسی فتوے گنگوہی میں موجود ہیں۔ لہذا علی حضرت رضی اللہ  
 اپنے دعوے میں بالکل صادق اور سچے ثابت ہوئے۔ اسی طرح علی حضرت رضی اللہ

کا دوسرا یہ دعویٰ اور قول جس کو مصنف ان الفاظ میں اسی شہاب ثاقب  
میں اس کے بعد ذکر کرتا ہے۔

اور مع اس کے اپنی جھوٹی بڑائیاں کہ اولاً مولانا موصوف الصد  
یعنی گنگوہی جی، مسئلہ امکان کے قائل تھے اور پھر میں نے  
ایک رسالہ ایسا لکھا اور یہ واقعہ پیش آیا۔ (از شہاب ثاقب ص ۹۸)

جواب اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ بھی بالکل سچ فرمایا کہ اسی گنگوہی  
نے پہلے امکان کذب باری تعالیٰ کا قول لکھا تھا۔ چنانچہ براہین قاطعہ  
میں صاف تصریح کی۔

امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ

قدار میں اختلاف ہوا ہے کہ خلعت و عید آیا جائز ہے یا نہیں

(براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص ۲)

تو اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ یہی گنگوہی مسئلہ امکان کذب کا  
قائل تھا۔ پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ قول بھی صحیح ہے کہ میں نے اس کے  
رد میں ایک رسالہ لکھا جس کا مصنف کو بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ اسی شہاب  
ثاقب کے ص ۱۱ میں لکھا کہ اعلیٰ حضرت نے ایک رسالہ مسیٰ بہ سجن اسبوح  
لکھ کر کھینچ مارا۔ تو اعلیٰ حضرت قبلہ کی ہر بات ہر لفظ صحیح اور سچا اور مطابق واقعہ  
کے ہے۔ گنگوہی جی کے فتوے اور کتاب میں سب باتیں موجود ہیں۔ اس  
صداقت کے جواب میں مصنف نے شہاب ثاقب کے ص ۹۶ میں دل بھر کر  
اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو سٹری سٹری گالیاں دیں۔ ان پر شرمناک سب و شتم

کی نہیں جعل ساز جھوٹا، مفتری۔ بے حیا۔ بے ایمان وغیرہ لکھ کر اس صفحہ کو سیاہ کیا بلکہ اپنے نصیب کو اور زیادہ سیاہ کر لیا۔ لیکن ہم اس کا فیصلہ ناظرین پر رکھتے ہیں۔ کہ جب اعلیٰ حضرت قبلہ کے سارے مواخذات خود گنگوہی جی کے فتوے اور براہین قاطعہ میں مطبوعہ موجود ہیں تو اعلیٰ حضرت قبلہ تو واقعی صادق القول اور سچے ثابت ہو گئے۔ تو اب مصنف ہی جھوٹا کا سردار۔ جلسانوں کا ٹھیکہ دار۔ بیجا دس کا مقتدا۔ بے ایمانوں کا پیشوا۔ مغزبوں کا رہنما قرار پایا اور اس مصنف میں اتنی قابلیت تو ہے نہیں کہ اپنے اکابر کی کوئی بات بنا سکے تو مجبور ہو کر گالیوں پر اتر آتا ہے۔

پھر یہ مصنف گنگوہی کے اس فتوے کی صفائی میں ان کا کوئی انکسار تو لانا نہ سکا بلکہ اس فتوے کے بالمقابل ایک فتوے قادیان شیعہ حصہ اول کا شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۰۰ پر نقل کر کے اس پر نتیجہ نکالتا۔

الحاصل مولانا گنگوہی نے خود اس شد و مد سے اپنے فتاوے میں اس کو تحریر فرمایا کہ جو شخص نسبت کذب باری ع. شانہ کی طرہ کرے گا وہ کافر ملعون ہے ہرگز مومن نہیں۔ . . . . پھر معلوم کہاں سے اس مجدد التخلیل نے

یہ جنیٹ فتویٰ اختراع کیا۔ از شہاب ثاقب ع. شانہ

جواب۔ مصنف اس میں یہ ثابت کر چکی سچی کر رہا ہے کہ گنگوہی جی کا قائل قائل

کذب باری تعالیٰ کے حق میں فتوے صرف یہ ہے جو اس نے شہاب ثاقب کے حصہ

پر نقل کیا ہے جس کا خلاصہ حکم اسکی اس عبارت میں ہے کہ وہ قائل کافر و ملعون ہے ہرگز مومن

نہیں پھر انہیں گنگوہی ہی کا اس قائل و فروع کذب باری تعالیٰ کے حق میں وہ فتوے

جس میں اس قابل کو نہ فقط کانفرنس بلکہ اس کو بدعتی و ضال کہنے بلکہ اس کی تفصیل و تفسیق کرنے بلکہ اس کو سخت کلمہ تک کہنے سے منع کیا گیا ہے جسکو نوٹ سے ہٹنے ابھی نقل کیا ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کو عرب کے سامنے پیش کیا ہے تو مصنف کے نزدیک یہ عدم تکفیر و تفصیل و تفسیق والا فتویٰ گنگوہی جی ہی کا نہیں ہے۔ اس کو اعلیٰ حضرت نے اپنی طرف سے گڑھ کر گنگوہی جی کی طرف نسبت کر دی ہے۔ مصنف اپنے اس دعوے پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتا۔ اسی طرح تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ مصنف نے جو گنگوہی جی کا فتویٰ پیش کیا ہے یہ ہرگز ہرگز گنگوہی صاحب کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ مصنف ہی نے اپنے دل سے گڑھ کر گنگوہی جی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور یہ مصنف کی وہ پرانی عادت ہے جس کی بہت سی نظریں پیش کی جا سکتی ہیں۔ دو نظریوں ہم لے اسی شہاب ثاقب سے اپنی اسی کتاب میں پیش کیں کہ حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی کے نام سے ایک کتاب خزینۃ الاولیاء گڑھ دی۔ اس کا مطبع کا پورا اپنے دل سے تراش لیا۔ اس کا صفحہ ۱۵ تجویز کر لیا۔ اس پر ایک عبارت اپنی طرف سے گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کر دی۔ اور حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی کے نام سے ایک کتاب ہدایتہ الاسلام گڑھ دی۔ اس کا مطبع صبح صادق سیتا پور اپنے دل سے تراش لیا۔ اس کا صفحہ ۱۲ تجویز کر لیا اس پر ایک عبارت اپنی طرف سے گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کر دی۔ اگر مصنف کی یہ گڑھنت اور جلسا سازی دیکھنی ہو تو اسی شہاب ثاقب کا صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲ ملاحظہ کیجئے۔ تو جو مصنف کسی کے نام سے پوری کتاب گڑھ لینے میں جری ہو۔ مطبع تجویز کر لینے میں دلیر ہو۔ صفحہ بنا لینے

میں بے جھجک ہو۔ اپنے دل سے ایک عبارت گڑھ کر پیش کر دینے کا عادی ہو۔ اس قدر بے خرم و بچیا ہو کہ اپنے خصم کے مقابل حجت بنا کر لکھدے طبع کرادے شائع کر دے۔ تو وہ مشاق مصنف کیا اپنے اکابر کی صفائی میں ایک فتوے بھی نہیں گڑھ سکتا ہے۔ اور اس کو اپنے ہی مطبع قاسمی دیوبند میں نہیں چھاپ سکتا۔ اور اس کو فتاویٰ رشیدیہ میں درج نہیں کر سکتا کہ جس فتاویٰ رشیدیہ کے جامع اور طابع اور ناشر یہی دیوبندی لوگ ہیں۔ ہمنے تو مصنف کی جلسہ ساز اور مہنت کی دو نظریں اسی شہاب ثاقب ہی سے پیش کر دیں۔ اور اس کے علاوہ اس کی اور دیوبندی قوم کی ایسی جلسہ سازی کی بہت سی نظریں پیش کیا سکتے ہیں ہم نے اپنی اسی کتاب کے شروع میں ان کی پانچ نظریں بطور نمونہ پیش کیں ہیں۔ انہیں کو ملاحظہ کر کے دیوبندیوں کی عادت کو پہچان لو۔

اور مصنف کو ہم سلیخ دیتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا اسم گرامی تو کیا ذکر کریں ہماری جماعت اہلسنت کے کسی معتد و مستند عالم کی ایسی ایک شہادت شال پیش کر دو۔ کہ اس نے ایسی گڑھ مہنت اور جلسہ سازی کی ہو۔ اور کتاب اور فتوے تو بڑی چیز ہے ایک جگہ کسی کی طرف سے گڑھ کر چھاپ کر شائع کیا ہو مگر یہ کہ یہ مصنف اپنی صفائی میں یہ کہے کہ گنگوہی جی کا وہ تکفیر والا فتوے جو شہاب ثاقب میں نقل کیا ہے وہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول میں موجود ہے جس کا اول چلہ ہے دیکھ لے۔ اور گنگوہی جی کا یہ دوسرا عدم تکفیر والا فتوے جو نوٹ سے نقل ہوا وہ فتاویٰ رشیدیہ میں چھپا ہوا موجود نہیں ہے تو یہی اثر جعلی ثابت کرنے کے لئے کافی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ

فتاویٰ کے اے دیو بند یو تم ہی جرح کرنے والے تم ہی طبع کرنے والے  
 تم ہی شائع کرنے والے۔ تم ہی اس کو ذر ذر کرنے والے۔ تو تم نے عدم تکفیر والے فتوے  
 کو تصدًا گنگو ہی پر بخوف تکفیر ہو جانے کے فتاویٰ رشیدیہ میں درج ہی نہیں  
 کیا۔ اور گنگو ہی کی صفائی پیش کرنے کی غرض سے تکفیر والا فتوے اپنی طرف سے  
 گڑھ کر فتاویٰ رشیدیہ میں درج کر کے طبع کرا دیا۔ تو جعلی فتوے تکفیر والا ہے درج  
 کو جعلی کہنا غلط ہے۔

اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ گنگو ہی جی کا دہ تکفیر والا فتویٰ بھی انہیں کا ہے  
 تو فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول کے دیکھنے سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ فتویٰ ۱۳۰۷ھ کا  
 ہے اور ہم جو عدم تکفیر والا فتویٰ پیش کر رہے ہیں یہ ۱۳۰۸ھ کا ارجواہ ریح الاخرین  
 میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا۔ تو اس پر ہر طرف سے اعتراضات شروع ہوئے  
 اور اس کے رو میں ایک رسالہ صیانت الناس لکھا گیا جو مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں  
 طبع ہوا۔ پھر یہی فتوے ۱۳۱۸ھ میں رو بلخ کے مطبع گلزار حسنی بمبئی میں چھپا پھر  
 ۱۳۲۲ھ میں یہی فتویٰ معہ قاہرہ رد کے پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا تو یہ  
 فتویٰ عدم تکفیر مصنف کے پیش کردہ فتوے سے ایک سال بعد کا ہوا تو ہمارے  
 پیش کردہ فتوے نے مصنف کے پیش کردہ فتوے کو منسوخ کر دیا کہ وہ اس  
 ایک سال پہلے کا ہے۔ تو مصنف کو شرم نہیں آتی کہ منسوخ شدہ فتوے کو پیش  
 کر کے ناسخ فتوے کا انکار کرتا ہے اور لوگوں کو فریب میں مبتلا کر کے مغالطہ بنا  
 چاہتا ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا فریب دہی اور افزا پردازی کرنا مصنف ہی کو  
 اپنے اسلاف سے ترکہ میں ملا ہے۔

اور اگر ان امور سے بھی قطع نظر کیجئے تو مصنف کو یا کسی دیوبندی کو گنگوہی  
 جی کے اس فتوے سے انکار کرنے کا کوئی حق ہی حاصل نہیں کہ جن کو اس فتوے  
 سے انکار کرنے کا حق تھا وہ صرف ایک گنگوہی صاحب تھے۔ . . . .  
 تو گنگوہی صاحب کی حیات ہی میں پہلے یہ فتویٰ ان کی قلمرو اور ان کے معتقدین کے  
 شہر خاص میرٹھ میں چھپا۔ اور ۱۳۰۸ھ میں اس کے رد میں رسالہ صیانتہ ان  
 مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ مطبع ہو کر شائع ہوا۔ گنگوہی جی نے نہ اس فتوے ہی کا  
 انکار کیا نہ اس رد کا جواب دیا۔ پھر ۱۳۱۸ھ میں یہ فتویٰ مع روایت کے بمبئی کے  
 مطبع گلزار حسنی میں طبع ہوا تو پھر بھی گنگوہی جی نے نہ اپنے فتوے ہی سے انکار کیا  
 نہ اس کا کوئی جواب ہی شائع کیا۔ پھر ۱۳۲۰ھ میں یہ فتوے مع قاہرہ کے پٹنہ  
 عظیم آباد کے مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا۔ پھر بھی گنگوہی صاحب نے اپنے فتوے کا  
 نہ انکار کیا نہ یہ چھپا پا کہ یہ میرا فتوے نہیں ہے۔ گنگوہی جی کی وفات ۱۳۲۳ھ  
 میں ہوئی تو گویا گنگوہی صاحب اس فتوے کو لکھ کر پندرہ برس زندہ رہے بلکہ  
 میں اس فتوے کا شور ہوتا رہا۔ اس کا برابر رد چھپتا رہا۔ لوگ ان کو اس فتوے  
 کی بنا پر کافر کہتے اور اعلان کرتے رہے۔ اور گنگوہی پندرہ برس تک اپنے آپ کو  
 کافر کہلاتے رہے۔ بالکل خاموش اور مکتوبہ۔ دم سادے پڑے رہے  
 اپنی طرف اس فتوے کی نسبت کرانے رہے۔ اس کا رد کرنے والے رد کرتے  
 رہے۔ شائع کرنے والے اس رد کو شائع کرتے رہے۔ اس پر ہر طرف سے ان کے  
 پاس اعتراضات پہنچتے رہے۔ علماء دین اس فتوے پر حکم کفر دیتے رہے۔ دنیا بھر  
 میں ان کی اس گستاخی کے شور مچتے رہے۔ لیکن گنگوہی جی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ میرا

فتوے نہیں۔ میری طرف اس فتوے کی نسبت غلط اور جھوٹ ہے۔ میرے علم سے ایسا خبیث مضمون ہرگز نہیں نکل سکتا۔ میں اس کا اعلان کرتا ہوں کہ یہ نص ثالث جو وقوع کذب باری کا قائل ہے قطعاً یقیناً کا زولمخون ہے۔ جو دئی اس کی تفسیق و تضلیل تو کیا بلکہ تکفیر نہ کرے وہ خود کا فر ہے۔ یہ اس کا آیات استدلال باطل و گمراہی ہے۔ اس کو خود چھاپتے اشتہار دیتے۔ اس فتوے کے ہر جگہ ذکر کے اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں درج کرتے۔ مگر یہاں تک کہ گنگوہی جی کا ہم نکل گیا۔ اور وہ شہر خموشاں میں چل بسے۔ تو کوئی عاقل اس کو قبول کر سکتا ہے کہ ان کو اس فتوے سے انکار تھا۔ کوئی وہابی بھی یہ باور کر سکتا ہے کہ ان کی طرف اس فتوے کی نسبت غلط اور جھوٹ تھی۔ کوئی ادنیٰ عقل والا بھی تسلیم کر سکتا ہے کہ وہ فتویٰ گنگوہی جی کا نہیں تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اس فتوے میں ایک حرف کا بھی ان کی اصل تحریر سے فرق ہوتا جس سے انہیں موٹا کفر آتا چٹ پڑنے۔ اشتہار پر اشتہار چھاپتے۔ کہ یہ مجھ پر افرا ہے۔ میرے اصل فتوے میں یہ حرف تھا اسکو یوں بنایا ہے۔ چہ جائیکہ اتنے خبیث کفر کا سارا فتوے ہی گنگوہی صاحب کے نام سے چھپے۔ اس پر رد کے جائیں تکفیر میں ہوں۔ اور گنگوہی جی پندرہ برس تک خاموش ہو کر سوتے رہیں۔ اور دنیا سے چل بسیں۔ اور لطف یہ ہے کہ جب تک گنگوہی جی بغیر زیارت سے تمام محققین متوسلین مریدین بھی خاموش رہے کسی نے نہ کہا کہ یہ فتویٰ گنگوہی صاحب کا نہیں ہے۔ ان پر یہ افرا ہے۔ بلکہ انہوں نے تو قائل وقوع کذب پر یہ تکفیر کا فتویٰ دیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ساری دیوبندی قوم گونگی ہو گئی تھی۔ کوئی ایک کلمہ



انکار کا اس فتوے کے متعلق کہنے پر قادر ہی نہیں تھا۔ اور جب ہی گنگوہی صاحب  
آنکھیں بند کیں اور وہ تیر میں مقید ہو گئے تو ہر دو بندی کی زبان گویا ہو گئی کہ  
فتویٰ ان کا نہیں ہے۔ ان پر یہ انتر ہے۔ اس سے تو آسان ہی تھا کہ مصنف  
یہ کہہ دیتا کہ گنگوہی میں کوئی مولوی رشید احمد پیرا ہی نہیں ہوئے۔ ایک انسانی  
شکل میں ایک بھوت تھا۔ جس کو لوگ رشید احمد گنگوہی کہنے لگے تھے۔ تو  
مصنف کی جان تو چھوٹ جاتی۔

اگرچہ ہر ذی عقل نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا ہوگا کہ مصنف نے  
اس فتویٰ کے انکار کرنے میں صریح جھوٹ بولا ہے۔ اور انتہائی فریب ہے  
سے کام لیا ہے۔ بلکہ یہ فتویٰ گنگوہی صاحب ہی کا فتویٰ ہے کہ جب انہوں  
نے پندرہ برس کی طویل مدت میں خود اس کا انکار نہیں کیا ان کے زمانہ حیات میں  
کوئی دو بندی اس کا انکار نہ کر سکا تو ان کی موت کے بعد کس کو انکار کر نیکا  
حق حاصل ہے اور کوئی کس طرح انکار کر سکتا ہے جب اس پر گنگوہی جی کی ہر  
رستخط ہیں۔ انہیں کی طرز عبارت ہے۔ انہیں کا معروف خط ہے۔ اعلیٰ حضرت  
قدس سرہ کی احتیاط ملاحظہ کیجئے کہ جبکہ انہوں نے اصل فتویٰ حاصل نہیں  
کر لیا اس وقت تک اس کی تکفیر نہیں فرمائی اور یہ سارے امور فولوڈ کے  
دیکھنے سے حل ہو جاتے ہیں۔ تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس خبیث فتویٰ  
کا اختراع نہیں کیا بلکہ اصل فتویٰ کو حاصل کر کے حکم کفر تحریر فرمایا۔ لیکن ہم  
اس مصنف کے انکار کا بالکل خاتمہ ہی کئے دیتے ہیں کہ جس کے بعد انکار کا  
لفظ پھر زبان پر بھی نہ لاسکے گا۔

سُنیے۔ گنگوہی صاحب نے جس طرح براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد راہی  
 کے نام سے تصنیف کی ہے۔ اسی طرح ایک رسالہ تقدیس القدیر رسالہ  
 نزیہ الرحمن کے رد میں ایک اور شخص کے نام سے تصنیف کر کے شائع کیا  
 اس فتوے کی تائید میں اسی تقدیس القدیر کی چند عبارات پیش کرتے ہیں:-

جواز وقوعی میں بحث ہے (تقدیس ص ۷۸) گفتگو جواز وقوعی  
 میں ہے نہ جواز امکانی میں (تقدیس ص ۷۹) جواز وقوعی کا بعض  
 اثبات کرتے ہیں (تقدیس ص ۸۰) کذب جنس ہے۔  
 اور خلف وعید ایک نوع اس کی ہے اور یہ میزان منطوق داں بھی  
 جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس لازم و واجب ہے۔  
 پس یہ فرمانا کہ جواز خلف وعید کے معتقد جواز کذب کے معتقد  
 نہیں طرفہ فقرہ ہے کیا پہلے علماء متکلمین کو کوئی ایسا گمان کر سکتا  
 کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس  
 پُر ضروری ہے کہ وہ جواز کذب کے قائل ہونگے۔ یہ وہی مضمون  
 ہے کہ ابتداءً براہین قاطعہ میں ہے کہ خلف وعید میں علمائے  
 متقدمین کا اختلاف ہوا ہے اور امکان خلف کی امکان کذب  
 فرع ہے یعنی کذب جنس ہے اور خلف وعید نوع اس کی  
 (تقدیس ص ۸۱)

اب اس مصنف سے دریافت کرو کہ تم نے گنگوہی جی کے فتوے سے  
 محض اسی بنا پر انکار کر دیا تھا کہ اس میں یہ صاف طور پر موجود ہے کہ وقوع

کذب کے معنی درست ہو گئے اور قائل وقوع کذب کی تکفیر و تفسیق نہ کرنی چاہیے  
اب بالکل یہی مضمون اس تمہارے اتہام اور مطیع کی چھپی ہوئی کتاب تقدیس القدر  
میں بھی موجود ہے۔ کہ اب گنگوہی جی گفتگو جواز امکان کذب میں نہیں کرتے  
ہے ان کی پہلی تحقیق تھی جو پاہاں ہو چکی اب تو وہ بحث وقوع کذب کے جائز ہونے  
میں کر رہے ہیں۔ اور علماء متقدمین کا مذہب بھی یہی ہے کہ کذب الہی کے وقوع  
میں کچھ استحکام نہیں اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ تو مصنف  
بتائے کہ اس فتوے میں کیا زہر گھول دیا تھا جس پر ہائے دوائے مچائی تھی۔  
اب تو تمہاری اس چھپی ہوئی کتاب نے بھی ڈنکے کی چوٹا دہی وقوع کذب کے  
معنی درست مان لئے۔ اور یہ تقدیس القدر بے پردہ و بے حجاب ہو کر وہی گار  
ہے۔ جو فتوے کا مضمون ہے یہاں وہی فتوے کی دلیل اس میں ہے۔ لہذا اب  
اس مصنف میں اس فتوے گنگوہی کے انکار کی جرأت دہمت ہے۔  
نیز ہم یہ بھی دکھانا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کا ابتدائی مذہب امکان کذب  
ہی تھا۔ گنگوہی صاحب بھی پہلے صرت اس کے ہی قائل تھے۔ چنانچہ خود  
مصنف بھی اس بات کا شہاب ثاقب میں اقرار و اعتراف ان الفاظ  
میں کرتا ہے :-

مسئلہ امکان کے البتہ حضرت مولانا اور ان کے متبعین

حسب رائے اکابر سلف صالحین قائل تھے اور میں شہاب

اس کے بعد گنگوہی جی نے ترقی کی اور اس فتوے اور اس کتاب

تقدیس القدر کے لکھنے کے بعد وقوع کذب کے قائل بنے اور اپنے اکابر سلف

لمحیل دہلوی وغیرہ کی رائے کو ٹھکرا دیا۔ اور اب گنگوہی جی کے متبعین تمام  
 دیوبندیوں کا مذہب تھا وقوع کذب باری تعالیٰ ہے۔ چنانچہ محرم مذہب دیوبندی  
 مصوٰر خیالات وہاں بیت مولوی مرتضیٰ حسن صاحب درمکنگی نے اپنے  
 سالہ اسکات المعتمدی میں تصریح کر دی :-

تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جواز الخلف فی الوعد کا قائل  
 ہے نہیں بدل سکتا۔ فتویٰ اس کے باب میں منصوص ہے کہ وہ  
 وقوع کذب کا قائل ہو کر کافر ہوا یا نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس صاحب  
 مسائره نے جو اکابر اشاعہ کا مسئلہ نقل کیا ہے وہ لوگ بھی وقوع  
 کذب کے قائل ہوئے یا نہیں۔ ان کی نسبت کیا حکم ہے۔

(اسکات المعتمدی ص ۲۱)

الحاصل ان عبارات سے یہ ظاہر ہو گیا کہ گنگوہی صاحب اور ان کے  
 تمام متبعین دیوبندیوں کا مذہب ہے کہ وہ محاذ اللہ۔ رب العالمین حکم الحاکمین  
 اللہ تبارک و تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانتے ہیں اور اس پاک ذات کیلئے وقوع  
 کذب ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ مزید افتراء اور جھوٹا بولتے ہیں کہ علماء دیوبند  
 اشاعہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ ہم اکابر علماء اسلام۔ متکلمین کرام۔ سلف  
 عظام کے مسلک اور اقوال، بھی فصل رابع میں نقل کریں گے۔

مصنف نے مشہور ثاقب میں گنگوہی جی کا فتویٰ تکفیر جو تارے  
 رشید سے نقل کیا ہے اس کا یہ حکم اور اس کے اتنے کلمات :-  
 ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک اور منزہ ہے اس سے کہ

متصف بصف کذب کہا جاوے معاذ اللہ اس کے کلام میں  
 ہرگز شائبہ کذب نہیں ہے قال اللہ تبارک وتعالیٰ و من  
 اصدق من اللہ قیلاً جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ  
 رکھے یا زبان سے کہے وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر و ملعون  
 ہے اور مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع امت کا ہے وہ  
 ہرگز مومن نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً  
 کبیراً (شہاب ثاقب ص ۱۱)

ہمارے خلاف نہیں۔ اب ہم یہ ظاہر کرنا ضروری جانتے ہیں کہ وہ ظالم جو حق تعالیٰ  
 کی ذات پاک کو متصف بصف کذب کہتا ہے اور وہ کافر جو اللہ تعالیٰ کی  
 نسبت وقوع کذب کا عقیدہ رکھتا ہے اور وہ ملعون جو خدائے پاک کے  
 متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ کذب بولتا ہے رشید احمد گنگوہی ہے کہ اس نے ہمارے  
 پیش کردہ فتوے میں اس کی صاف تصریح کر دی۔ اور خدا کو کاذب  
 بالفعل مان لیا۔

یہ مصنف صاحب تمہارے پیش کردہ فتوے سے تمہیں کیا فائدہ  
 پہنچا۔ اس فتوے سے گنگوہی صاحب کی ہی تکفیر تو ہوئی۔ تم نے خود نہیں  
 کی بلکہ خود ان کے مونہہ سے ہی کرا دی کہ تم دالیح ہو اور ان کے حق میں اتالی  
 ڈگری ہو جائے۔ اور ہمیں اس فتوے سے یہ فائدہ پہنچا کہ ہمیں قائل وقوع  
 کذب کی تکفیر کے لئے دلائل اور عبارات کے نقل کرنے کی حاجت نہیں رہی  
 اب ہمارے عوام بھائیوں کے دلوں میں ایک یہ شبہ باقی رہ گیا ہوگا

لہ دنیا میں کوئی شخص چاہے ناخواندہ ہی کیوں نہ ہو وہ دو متضاد مضمون نہیں  
 لہا کرتا ہے۔ چہ جائیکہ خواندہ شخص کس طرح دو متضاد باتیں کہہ سکتا ہے۔  
 فاضل کوئی مولوی اور مفتی ہو کر کس طرح دو متضاد فتوے لکھ سکتا ہے،  
 تو گنگوہی جی نے یہ دو متضاد فتوے کس طرح تخریر کئے۔ اس کا جواب یہ ہے  
 کہ تسلیم ہے کہ دو متضاد فتوے کوئی مفتی بھی نہیں لکھ سکتا۔ مگر جس فرقہ نے  
 اپنے مذہب کی بنیاد ہی متضاد باتوں۔ متضاد فتوؤں۔ متضاد رسالوں  
 متضاد مسئلوں۔ متضاد عقیدوں پر رکھی ہو تو ان کے عقیدہ میں متضاد  
 ہونا ان کے مذہب کی جان ہے۔ لہذا کیا یہ متضاد باتوں کو چھوڑ کر اپنے  
 مذہب کو چھوڑ دیں۔

مذہب و ہابیت و دیوبندیت کی بنیاد بھی متضاد باتیں کرنے۔ متضاد  
 فتوے دینے۔ متضاد رسالے تخریر کرنے ہی پر ہے۔ اگر ہم اسکی مثالیں  
 اور نظریں پیش کرنے کے درپے ہو جائیں تو یہ رسالہ بہت بسوٹا ہو جائے گا  
 ہم یہاں بطور نمونہ کے ایک دو نظریں پیش کریں گے۔

پہلی نظیر انہیں گنگوہی صاحب کی اسی فتاویٰ رشیدیہ ہی سے پیش  
 کی جاتی ہے کہ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور  
 کون مذہب تھا تو اس کا جواب یہ ملحوظ رہے کہ حصہ اول ہی کے صفحہ پر تو یہ لکھا۔

محمد بن عبدالوہاب کے معتدلوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد  
 عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول  
 (اور اسی حصہ اول کے صفحہ پر یہ لکھا) محمد بن عبدالوہاب کے عقائد  
 کا محمد کو حال معلوم نہیں۔

دوسری نظیر بھی انہیں گنگوہی صاحب کے اسی فتاویٰ رشیدیہ ہی سے پیش کی جاتی ہے جس میں سائل توشہ اور گیارہ تاریخ کو گیارہویں کرنے والے کے متعلق سوال کرتا ہے تو جواب یہ ہے :-

۱۔ لاجواب ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں دن توشہ کرنا درست ہے فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۵۲ (اور اسی حصہ اول کے صفحہ پر ہے) گیارہویں دن توشہ حرام و نادرست بالخصوص (اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم کے صفحہ ۹ پر ہے) گیارہویں بدعت بھی ہے (اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم کے صفحہ ۱۱۹ پر ہے) گیارہویں بدعت ہے (اور اسی کے صفحہ ۶۹ پر ہے) توشہ شرعاً حرام ہے۔

تو دیکھو گنگوہی جی نے حصہ اول کے صفحہ ۵۲ کے فتویٰ میں محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کا حال خود ہی بیان کر دیا کہ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اور اسی حصہ اول کے صفحہ ۶۲ والے فتویٰ میں صاف انکار کر دیا کہ ان کے عقائد کا مجھ کو حال معلوم نہیں۔ تو ان دونوں رد میں گنگوہی جی کی کیسی دو متضاد باتیں ہیں کیسی دو متضاد فتوے ہیں کہ ایک میں اس کے عقائد سے بے علمی کا اظہار ہے اور دوسرے میں اس کے عقائد کے ایسے علم کا اقرار ہے کہ وہ عقائد عمدہ تھے۔ اور پھر طرفہ یہ ہے کہ پہلے فتویٰ میں علم ہے اور دوسرے میں عدم علم۔ اس کے خلاف ہوتا تو توجیہ بھی ہو سکتی تھی اور اس کی تو کوئی تاویل ہی نہیں۔ اسی طرح ان گنگوہی جی نے حصہ اول کے صفحہ ۵۲ والے فتویٰ میں گیارہویں شریف اور توشہ کو درست کہا اور اسی حصہ کے صفحہ ۱۱۰ والے فتویٰ میں انہیں حرام و نادرست

کہدیا۔ پھر حصہ دوم کے صفحہ ۹۱ والے فتوے میں اس کو بدعت کہا۔ پھر حصہ سوم کے صفحہ ۱۶۹ والے فتوے میں بھی بدعت کہا۔ پھر حصہ سوم کے صفحہ ۶۹ والے فتوے میں تو شہ کو حرام کہا۔ تو گویا گیارہویں اور تو شہ درست بھی ہیں نادرست بھی ہیں۔ بدعت بھی ہیں غیر بدعت بھی ہیں تو ان فتوؤں میں گنگوہی جی کی کیسی دو متضاد باتیں۔ متضاد حکم ہیں اور کیسے متضاد فتوے ہیں۔ ان گنگوہی جی کی ایسی متضاد باتیں بہت پیش کی جا سکتی ہیں۔ اور ان کے متبعین دیندہ کے تو نہ فقط فتاویٰ کے بلکہ رسالے آپس میں متضاد ہیں۔ دیکھو صراط مستقیم۔ تقویۃ الایمان کی ضد ہے اور دونوں کا مصنف ایک ہے۔ براہین قاطعہ اور المہند میں تضاد ہے اور مولف دونوں کا ایک ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مسئلہ وقوع کذب باری تعالیٰ میں اگر گنگوہی جی کے دو متضاد فتوے موجود ہیں تو اس کا تعجب وہ کرے گا جو ان کے فتاویٰ سے ان کی باتوں سے ان کے رسالوں سے ناواقف اور بے خبر ہو۔ اور اس پر حیرت اسی کو ہوگی جو ان کے طریقہ تبلیغ و ہدایت سے نا آشنا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہابی بنانے کا سب سے موثر طریقہ زبردست پرزویہ راز ہی یہی ہے کہ انہوں نے متضاد فتاویٰ چھاپ لئے ہیں۔ متضاد رسالے طبع کرائے ہیں انہیں متضاد حکم لکھوائے ہیں۔ متضاد مسئلے درج کر دیئے ہیں متضاد عقیدے بنائے ہیں۔ پھر اپنے مبلغین مدرسین۔ واعظین کو بھی متضاد باتیں کرنا۔ متضاد احکام دینا۔ متضاد مسئلے بتانا۔ متضاد عقیدے تعلیم کرنا انہوں نے خاص طور پر سکھائے ہیں کہ وہ جیسا شخص جیسا مقام اور جیسی نصاب۔ جیسے ذوق کا اندازہ کر لیتے ہیں ویسا ہی کر جاتے ہیں ویسا ہی کہہ جاتے ہیں۔



اگر کسی نے بحث کی تو اس کو اس کے ذوق کا عقیدہ یا مسئلہ انہیں دیوبندی  
علمائے قنادوں رسالوں میں دیکھا دیا اور اس کو دیوبندی بنا لیا۔

لہذا یہ ہے اس دیوبندی مذہب اور وہابی قوم کی تبلیغ کا اصل راز۔ تو  
متضاد ہونا ان کے مذہب کی جان ہے۔

ہم سے کچھ۔ غیروں سے کچھ۔ دریاں سے کچھ

پھر شہاب ثاقب کے صاٹا پر مصنف نے یہ ظاہر کیا ہے کہ امکان  
کذب کے خلاف جس قدر رسائل تنزیہ الرحمن۔ عجلالہ الراکب وغیرہ علمائے دیوبندی  
نے تصنیف فرمائے تھے۔ ان کے جوابات دیوبندی علمائے لکھ کر شائع کر  
ہیں۔ مصنف صاحب غالباً وہ ایسے ہی جوابات ہوں گے جیسے کہ انوار ساطع  
کا جواب براہین قاطعہ۔ اور مجموعہ حسام الحرمین کا جواب یہی رسالہ شہاب ثاقب  
ہے جو بے ہودہ بکواس۔ لایعنی باتوں۔ بازاری گالیوں۔ شرمناک سبب  
پرفریب مغالطوں۔ بے تعلق عبارتوں۔ صریح کذب و افتراء سے پر ہیں۔ ہل  
کی حمایت کرنے والا کبھی واقعی تحقیقی مدلل جواب ہرگز نہیں دے سکتا۔ اگر  
تمہاری جماعت میں علمی قابلیت تھی اور جواب لکھنے کی جرأت تھی تو اعلیٰ حضرت  
قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ سبحان السبوح کا جواب دیا ہوتا۔ اس کی ہر دلیل  
کا رد کیا ہوتا۔ اگر کسی ایک میں ہمت نہیں تھی تو ساری دیوبندی پنجابیت کو  
جمع کر کے جواب تو لکھا ہوتا۔ مگر اس کے ثبوت استدلال کو دیکھ کر سب کو شاک  
سونگ گیا۔ جو اس باختہ ہو گئے۔ چہروں کے رنگ فق ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس کی  
لا جوابی کا مصنف نے ان الفاظ میں اعتراض ہی کر لیا۔

مجدد صاحب نے ایک رسالہ مسہمی بسجن اسبوح لکھ کر کھینچ مارا۔ اس کو دیکھا گیا تو سوائے گالی گلوج اور مزخرفات و بازاری باتوں کے اور کوئی مضمون علمی ایسا نہیں تھا جس کی طرف توجہ کی جاوے۔ اور ان کے رسالہ کے رد کی طرف توجہ کرنا محض بے سود و ملخصاً۔

(شہاب ثاقب ص ۱۱۱)

مصنف صاحب گالی گلوج لکھنا، بازاری باتیں کرنا، مزخرفات کو تحریر کرنا۔ یا سورا و رگندی گھنونی لغویات کا بکنا تو جناب ہی کا طرہ امتیاز ہے کہ یہ شہاب ثاقب کے کل صفحات ۱۳۶ ہیں اور آپ کی اس میں موٹی موٹی گالیاں (۶۳۰) ہیں کہ بعض صفحات تو صرف گالیوں سے پر ہیں۔ اور شاید ہی کوئی صفحہ گالی سے خالی ہوگا۔ عیاں راجہ بیاں۔

مصنف سے پوچھو کہ رسالہ بسجن اسبوح نے امکان کذب کے رد میں تحقیقات اور دلائل و براہین اور حجج و نصوص کے جس قدر دریا ہائے ہیں اور عبارات و اقوال سلف و خلف کے جتنے انبار لگائے ہیں کہ نیس نصوص پیش کیں۔ پچیس دلائل۔ دس حجبتیں قائم کئے اور پورے دو سوتازبانے لگائے ان سے قصر و ہا بیت میں زلزلہ پیدا ہو گیا۔ اور عمارت دہ بندیت سز خاک ہو کر رہ گئی۔ اس رسالہ نے دیوبندیوں کے ہوش اُڑائے۔ چھلکے چھڑائے۔ قلم توڑ دئے۔ دل نچوڑ دئے۔ گنگوہی جی پر دو سوتازبانے قائم کئے۔ اور دیگھا زبانا برصد دلائل قائم کئے۔ لکے ساپے رسالوں کے دلائل کی دیجیاں اُڑادیں۔ ان کے تمام استدلالوں کے پڑنیچے اُڑائے۔ ان کے امام سے لیکرنیچے کے تمام متبعین کے

اقوال رسائل - مضامین کے ایسے قاهرہ ذکر دئے - ان کے جملے جملے - کلمے کلمے - حرف حرف کے ایسے مسکت جوابات دئے کہ اس کے بعد سے دیوبندیوں نے اس مسئلہ امکان کذب کا تحریروں میں کھنا - زبانوں پر لانا ہی بند کر دیا ہے۔

مصنف کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی اس میں کوئی علمی مضمون نہیں تھا جس سجن السبوح میں کثیر آیات قرآنی اور تفسیر کبیر - تفسیر بیضاوی - تفسیر مدارک تفسیر ابی سعور - تفسیر روح البیان - تفسیر عزیزی - فقہ اکبر - شرح السنوسی - موافقت<sup>۱۱</sup> - شرح موافقت - عقائد<sup>۱۲</sup> - شرح عقائد - شرح مقاصد - مسألہ<sup>۱۵</sup> مسائل<sup>۱۶</sup> حدیقہ ندیہ شرح طریقہ مجموعیہ - کنز الفوائد - طوائع الانوار - شرح طوائع<sup>۱۹</sup> - شرح عقائد جلالی - مسلم الثبوت - فوائح الرحموت - مفاتیح الغیب - ارشاد<sup>۲۱</sup> العقل - منع الروض - شفلے قاضی عیاض - نسیم الریاض - شرح مقاصد<sup>۲۸</sup> الطالبین - رد المحتار - علیہ - المحدثہ - المنتقد کی متعدد عبارات منقول ہوں ان میں اس مصنف کو علمی مضمون نہیں ملا - اور یہ عبارات علمی مضمون سے خالی ہیں - اور واقعہ تو یہ ہے کہ جب اس مصنف میں ان عبارات کے سمجھنے کی قابلیت ہی نہیں تو اسے ان میں کیا علمی مضمون نظر آئے - کہ علمی مضمون کے لئے اہل علم ہی کو ملتا ہے - یہ مصنف تو علمی مضمون گالی گلوج کو جانتا ہے جس کو وہ خود اور اس کے اکابر لکھا کرتے ہیں - چنانچہ مصنف کے علمی مضامین کی فہرست ہم نے اس کتاب کے ابتدائی اوراق میں پیش کی ہے - نیز یہ مصنف اپنی اور اپنی جماعت کی عاجزی و مجبوری - لاچارگی و بے مائیگی پر اس طرح پردہ ڈالنا چاہتا ہے - کہ سجن السبوح کا جواب دینا

اور رد کرنا بے سود تھا۔ اسی لئے اس کا جواب اور رد دیوبندیوں نے نہیں لکھا۔ مصنف صاحب سنیے کسی دیوبندی میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصنیف کے کما حقہ سمجھنے کی تو اہمیت ہی نہیں تو بھلا وہ ان کا جواب کیسے لکھ سکتا ہے۔ بڑے بڑے اکابر علماء دیوبند ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت کی بازو صد ہا کتب و رسائل کے ان پر آجتک کوئی معقول مواخذہ بھی نہیں کر سکے ہیں چہ جائیکہ ان کے کسی لفظ کو بے محل ثابت کریں۔ تو ان کے رسالہ سبحن سبحور کا رد اور دیوبند کے لئے کر سکیں یہ مؤمن اور مسور کی دال۔

### فصل رابع اور مسئلہ امکان کذب

امکان کذب کا قائل امام ابو ہامیہ مولوی اسماعیل دہلوی تھا۔ اور اس کی تائید انہیں گنگوہی جی نے کچھ زمانہ کی جس کے رد میں علماء اہلسنت نے کثیر رسائل تصنیف کئے۔ سبحن سبحور بھی اصل ہی کے جواب میں لکھا گیا۔ ان رسائل نے دہامیہ کے ہوش پر آگندہ کر دیئے۔ انہیں ایسا مبہوت و ساکت کر دیا کہ ان کو اس کا زبان پر لانا دشوار ہو گیا۔ اس پر کوئی نیا رسالہ لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس پر کسی طرح بحث و مناظرے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ گنگوہی جی جب اتنا ع کذب کے دلائل قاہرہ و نصوح ظاہرہ اور براہین لامعہ و حج قاطعہ کے جوابات سے عاجز و مبہوت ہوئے۔ اور سبحن سبحور کے دوسو تازیانے لکھا کر مہوش ہوئے تو وہ غصہ میں بھر کر ذریعہ کذب کے قائل ہو گئے۔ اور انہوں نے ہمارا پیش کردہ فتوے لکھ مارا۔ اور ایک سالہ تقدیر تصنیف کر کے معاذ اللہ۔ خدا نے عزوجل کو کاذب بالفعل کہا۔

تو اب تمام دیوبندیوں کا مذہب و وقوع کذب باری تعالیٰ ہوا نہ کہ امکان کذب۔  
تو اب مصنف کو جس قدر بحث کرنی اور دلائل قائم کرنے تھے مسئلہ وقوع کذب  
پر کرتا۔ اور اس میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتا۔ اور قرآن و حدیث۔ کتب  
عقائد و فقہ۔ اقوال سلف و خلف سے وقوع کذب کا اثبات کرتا۔

لیکن مصنف نے وقوع کو تو چھوا نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف قائل  
وقوع کذب کی تکفیر کر کے خود گنگوہی جی اور ان کے متبعین دیوبندیوں کی  
تکفیر کر گیا۔ حتیٰ کہ خود اپنی بھی تکفیر کر گیا کہ جب گنگوہی جی کا مذہب وقوع کذب کا  
ہے تو مصنف کا مذہب بھی یہی ہے۔ اور بجائے بحث وقوع کذب کے مسئلہ  
امکان کذب پر اتر پڑا۔ تاکہ دیوبندیوں کے قلب میں گنگوہی جی کا وقار باقی رہ  
جائے۔ اور عوام کو فریب دیکر بحث وقوع کذب کو بھلا دیا جائے۔ اور مسئلہ  
امکان میں بھی دل بھر کر جھوٹ بول کر سلف پر صریح افترا کیا جائے۔

تو اس نفل کی ابتدا ان الفاظ سے کرتا ہے :-

محمد والصابین صاحب فرماتے ہیں کہ "مولانا گنگوہی جی بعض اتباع  
مولانا شہید جی مسئلہ امکان کذب کے قائل ہوئے ہیں، یہ قول  
ان کا محض افترا و جہالت ہے۔ مولانا گنگوہی جی نے سلف علما  
امت مرحومہ کا اتباع کیا ہے۔ تمام اشاعرہ بلکہ تمام ماتریم جی  
حضرت کے اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ کتب معتبرہ علم کلام کی شاہ  
ہیں اور ان کی نصوص صراحتہ موجود ہیں۔ شرح مواقف میں اس  
مسئلہ کو اسی طرح تین جگہ ذکر کیا ہے۔ مسامرہ میں بھی تفصیلاً

مذکور ہے۔ تقریر الاصول شرح تخریر الاصول میں محقق ابن ہمام صاحب  
فتح القدر اور ان کے تلمیذ ابن امیر الحاج رحمہما اللہ نے اس  
مسئلہ کو اور یہ کہ یہی رائے اکابر اہل علم اور معشر اہلسنت افاضہ  
وماتریدہ کی ہے نہایت وضاحت سے بیان کر کے یہ دکھا رہا ہے  
کہ بعض لوگوں نے جو در بیان اشاعرہ و ماتریدہ کے اس مسئلہ  
میں خلاف ثابت کیلئے وہ محض نزاع لفظی ہے اور اس کی  
تقریر فرمائی ہے۔ (از شہاب ثاقب ص ۱۰۳)

مصنف جب اللہ تعالیٰ کی جیسی منزہ و پاک ذات کے لئے اثبات امکان  
کذب میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے تو اس کے نزدیک کذب عیب و نقص  
ہی نہیں ہوا تو پھر یہ مصنف اپنے لئے تو صریح جھوٹ بولنے اور صریح انرا  
کرنے کو واجب اور ضروری اعتقاد کرتا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس بحث میں تو اس نے  
شاید قسم ہی کھالی ہے کہ وہ کہیں بیچ نہ بولے گا۔ چنانچہ اس کی اس عبارت  
کے جھوٹ شمار کراؤں۔

پہلا جھوٹ :- کہ گنگوہی جی مسئلہ امکان کذب میں مولوی سمیع  
دہلوی کے متبع نہیں۔ مصنف نے یہ جملہ محض جو ش مخالفت میں کہہ دیا اور  
سوچا کہ اس سے گنگوہی جی کی روح کو کس قدر اذیت پہنچی ہوگی۔ بلکہ انکی  
روح اس مصنف کو یہ کہہ کر کوستی ہوگی کہ وہ امام دہلوی جس کے اتباع  
کی خاطر میں نے مسلک اہلسنت و جماعت کو چھوڑا۔ وہ امام دہلوی جس کے  
اتباع کی خاطر میں نے طریق مشائخ سے موئبہ موڑا۔ وہ امام دہلوی جس کے

اتباع کی خاطر میں نے متاخرین کی تحقیقات کو ٹھکرایا۔ وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے متقدمین کے اقوال کو ناقابل عمل ٹھہرایا۔ وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے اکابر سلفِ دائمہ کو پس پشت ڈالا۔ وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے صحابہ و تابعین کے کسی قول کو نہ مانا۔ وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے فرمانِ شارعِ علیہ السلام کی پرواہ نہ کی۔ وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے حکمِ خداوندی سے روگردانی کی۔ وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے شرحِ حدیث کی کوئی بات نہ مانی۔ وہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے قرآن و حدیث کی قصداً غلط تاویلات کیں۔ وہ امام دہلوی جس کی میں نے ہر تہذیب کو حرفِ بکرت مانا۔ وہ امام دہلوی جسکی مہر ہر بات کا ماننا میں نے فرض جانا۔ وہ امام دہلوی جس کی میں نے آنکھ بند کر کے اندھی تقلید کی۔ وہ امام دہلوی جس کے ہر قول کی بلا سوچے سمجھے میں نے تائید کی۔ وہ امام دہلوی جس کے پیچھے میں نے اپنا ایمان بگاڑا۔ وہ امام دہلوی جس کے اتباع میں میں نے کفر و ضلالت کو خریدا۔ وہ امام دہلوی جس کے اتباع کو میں نے اتباعِ ائمہ سے زیادہ ضروری جانا۔ وہ امام دہلوی جس کے اتباع کو میں نے اتباعِ شارعِ علیہ السلام پر ترجیح دی۔ اے میرے ناخلف! فرزند نادان! ہمدردی نے میرے لئے ان کے اتباع کا انکار کر کے مجھے سخت تکلیف پہنچائی۔ یہ کہہ کر تو نے میری حمایت نہیں کی۔ بلکہ میرے دل کی آواز اور جذبہ قلبی کی مخالفت کی۔ میں نے ان کے ساتھ جیسی عقیدت ہے اس کی توجہانی اپنے اس فتوے میں کی ہے۔

مولوی محمد اسماعیل صاحب عالم متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں ہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاء و اولیاء المتقون کوئی نہیں اولیاء حق تعالیٰ کے سوائے متقیوں کے۔ بموجب اس آیت کے مولوی اسماعیل ولی ہوئے۔ اور حسبِ فخرائے حدیث من قاتل فی سبیل اللہ فواتق ناقته فقد وجبت له الجنة الحدیث کے وہ جنتی ہیں۔ سو جو ایسا شخص ہو کہ ظاہر میں ہر روز تقویٰ کے ساتھ تھا اور کچھ حق تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوا وہ قطعاً جنتی ہے اور مخلص ولی ہے۔

انتادے رشیدیہ ج ۳ ص ۲۹

پھر مصنف کے اس قول پر کیا دلیل ہے کچھ نہیں ہے۔ یہ مصنف کی منہ زوری ہے۔ جھوٹ ہے۔ بیجا حمایت ہے۔ اپنوں کو مخالطہ میں ڈالنا ہے۔ عوام کو فریب میں مبتلا کرنا ہے۔

دوسرا جھوٹ :- کہ گنگوہی جی نے سلف صالحین امت کا اتباع کیا ہے۔ مصنف کا اس میں صریح جھوٹ و افترا ہے کہ سلف صالحین امت



امکان کذب کے قائل ہیں۔ بلکہ تمام سلف صالحین امت کا اجماعی اتفاق  
قول یہ ہے جس کو علم کلام کی مشہور و معتبر کتاب شرح مواقف میں  
نقل کیا ہے۔

انہ تعالیٰ یمتنع علیہ الکذب  
اتفاقاً اما عندا معتزلة ان الکذب  
قبیح و هو یجندہ لا یفعل القبیح  
واما امتناع الکذب علیہ عندنا  
فانہ نقص والنقص علی اللہ  
تعالیٰ محال اجماعاً  
المحضاً از شروح مواقف کشوری ص ۶۷  
اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال اور ممتنع ہے۔

از شرح مواقف  
جہاں ص ۶۷

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ تمام سلف صالحین امت بالاجماع متناع  
کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں و کہ امکان کذب کے۔ اور اس میں اکثر معتزلہ کا بھی  
یہی قول ہے۔ تنوای مصنف کا اس کے خلاف سلف صالحین امت کو امکان  
کذب کا قائل بتانا کیا صریح جھوٹ اور جینا انرا ہے۔ مصنف کو ایسا جھوٹ  
وافرا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ فلعنة الله على الكاذبین۔

تیسرا جھوٹ:۔ گنگوہی جی کو ان سلف صالحین کا متنع کہنا  
جبکہ ابھی یہ ثابت ہو چکا کہ سلف صالحین بلکہ ساری امت کا یہ اجماعی عقیدہ  
ہے کہ اللہ کے لئے کذب ممتنع و محال ہے۔ تو گویا سلف صالحین امت متناع

جہاں ص ۱۰۵

کذب کے قائل ہوئے۔ اور گنگوہی جی اس کے بالکل خلاف امکان کذب کے قائل ہے۔ تو گنگوہی سلف صالحین امت کا متبع کب ہو بلکہ ان کا کھلا ہوا مخالف ثابت ہوا۔ تو اب مصنف کا گنگوہی جی کو سلف صالحین کا متبع کہنا کیسا صریح کذب جیتا جھوٹا ہوا۔

چوتھا جھوٹا یہ ہے کہ تمام اشاعرہ و ماتریدیہ گنگوہی جی کے متفق ہیں مصنف کا یہ حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ پر انرا ہے کہ وہ گنگوہی کی طرح امکان کذب کے قائل ہوں۔ بلکہ حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ کا متفقہ قول یہ ہے۔ بس کو مصنف ہی کے پیش کردہ کتاب سامرہ نے تصریح کی۔

قلنا لا خلاف بین الا شعریۃ  
و غیر ہم فی ان کل ما کان  
وصف نقص فی حق العباد فالیار  
تعالیٰ منزہ عنہ و هو محال  
علیہ تعالیٰ و الذب وصف  
نقص فی حق العباد سامرہ ص ۸

بہنے کہا اشاعرہ و غیر اشاعرہ کسی کا ہمیں خلاف  
نہیں کہ ہر وہ چیز جو بندوں کے حق  
میں صفت عیب ہے باری تعالیٰ  
اس سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ  
پر ممکن نہیں اور بندوں کے حق میں  
کذب صفت عیب ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اشاعرہ و ماتریدیہ سب کا بلا کسی اختلاف  
کے یہی مذہب ہے کہ کذب صفت عیب ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے لئے محال  
و ناممکن ہے۔ تو بلا خلاف تمام اشاعرہ و ماتریدیہ امتناع کذب باری تعالیٰ  
کے قائل ہیں نہ کہ امکان کذب کے۔ تو مصنف کا تمام اشاعرہ و ماتریدیہ کو مسئلہ  
امکان کذب میں گنگوہی جی کے متفق کہنا کیسا صریح کذب اور ان پر کیسا صریح

افتر ہے۔ فلحنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پانچواں جھوٹ یہ ہے کہ کتب معتبرہ علم کلام گنگوہی جی کے قول  
امکان کذب کی شاہد ہیں۔ علم کلام کی معتبر کتب۔ حتیٰ کہ تفاسیر۔ علم اصول فقہ  
فقہ کی کسی کتاب میں اس آیت کا مذہب امکان کذب کہیں نہیں بتایا گیا۔  
بلکہ یہ اہلسنت کا مذہب ہو بھی نہیں سکتا کہ علم کلام کی مشہور کتاب شرح مقاصد  
میں ہے :-

الکذب محال باجماع	جھوٹ باجماع علماء محال و ناممکن
العلماء لان الکذب نقض	ہے کہ وہ باتفاق عقلا عیب ہے
باتفاق العقلاء وهو علی اللہ	اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے
تحال محال لمخاض شرح مقاصد	یعنی ممکن نہیں۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ پر باجماع علماء کذب ممکن  
نہیں۔ تو علم کلام کی ایسی کون سی معتبر کتاب ہو سکتی ہے جو اجماع کے خلاف  
امکان کذب کی شاہد بن سکے۔ تو مصنف کا یہ کتب علم کلام پر زبردست افتراء  
اور صریح کذب ہے۔ مصنف جھوٹ بولنے میں کس قدر جری ہے۔

چھٹا جھوٹ یہ ہے کہ کتب معتبرہ علم کلام کی نصوص میں صراحتہً  
امکان کذب موجود ہے۔ اس مغتری کذاب مصنف کا یہ صریح کذب ہے  
ہم اس کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اگر اپنی بات کا پکا اور قول کا سچا ہے تو علم کلام  
کی کسی معتبر کتاب کی نص میں امکان کذب کا صراحتہً موجود ہونا دکھائے۔ ورنہ  
اپنے اوپر لعنت بھیجے۔

ساتواں جھوٹ یہ ہے کہ امکان کذب شرح مواقف میں تین جگہ  
 مذکور ہے۔ مصنف میں اگر کچھ بھی حیا و شرم باقی ہے تو شرح مواقف کی ان  
 بن جگہوں کو دکھائے جنہیں امکان کذب کی تصریح موجود ہے۔ مگر سخت مغتری  
 کذاب ہے۔ وہ ایسی ایک جگہ بھی نہیں دکھا سکتا۔ اور وہ کیسے دکھا سکتا ہے  
 ببا شرح مواقف میں امکان کذب کے خلاف امتناع کذب کی جگہ جگہ تصریح  
 موجود ہے۔ ہم موافق عدد مصنف تین جگہ سے اسی شرح مواقف سے امتناع  
 کذب کی تصریح دکھاتے ہیں۔ جن میں سے ایک عبارت تو ابھی دوسرے جھوٹ  
 کے رد میں پیش کی کہ باجماع امت امتناع کذب باری تعالیٰ الہنت کا  
 رہا ہے۔ اور اکثر محترمانہ نے بھی اس پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ تو پہلی  
 بارت تو نقل ہو چکی دوسری عبارت دیکھئے :-

قد مر فی مسئلۃ الکلام من      بیشک موقف الہیات سے مسئلہ  
 موقف الالہیات امتناع      کلام میں بیان کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ  
 الکذب علیہ سبحانہ      کا کذب ممکن نہیں۔

و تعالیٰ (از شرح مواقف کشوری ص ۶۵)

تیسری عبارت ملاحظہ کیجئے

علم استحالة الکذب علی اللہ      اللہ تعالیٰ پر کذب کا متنع و محال  
 (از شرح مواقف ص ۶۲)      ہونا جان لیا گیا ہے۔

شرح مواقف کی ہر عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ اس میں امتناع کذب کا  
 ذکر ہے نہ امکان کذب کا اب مصنف کا سخت مغتری و کذاب ہونا ثابت ہو گیا۔

آٹھواں جھوٹ یہ ہے کہ مسامرہ میں بھی امکان کذب تفصیلاً مذکور ہے  
مصنف کا مسامرہ پر یہ سخت انزرا اور صریح کذب ہے۔ وہ اس کو مسامرہ  
ہرگز ثابت نہیں کر سکتا۔ اور کیسے کر سکتا ہے۔ جب اس کی یہ تصریح موجود ہے  
کہ بلا خلاف اشاعرہ وغیر اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ کذب بوجہ عیب کے اللہ تعالیٰ  
کے لئے ممتنع و محال ہے جس کی عبارت ابھی چوتھے جھوٹ کے رد میں نقل ہو  
اب مزید دوسری عبارت پیش کرتے ہیں :-

انا قلنا لا خفاء فی ان الکذب  
وصف نقص عند العقلاء فقد  
کونه وصف نقص بالنسبة الی  
جناب قداسة تعالیٰ فرہو مستحیل  
فی حقه عز وجل ملخصاً  
(از مسامرہ مطبوعہ انصاری دہلی ص ۸۴)

ہم اہلسنت کہتے ہیں اس میں کوئی  
پوشیدگی نہیں ہے کہ بیشک عقلاً  
نزدیک کذب صفت عیب ہے اور  
اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف کذب  
کا صفت عیب ہوتا دلیل سے  
ثابت ہو چکا۔ پس اللہ عزوجل کے  
حق میں وہ کذب ممتنع و محال ہے۔

تو مسامرہ میں بھی اتنا ع کذب کا ذکر ہے نہ کہ امکان کذب کا۔ مصنف  
کو چاہیے کہ لعنة الله على الكاذبين اپنے اُپر پڑھ کر دم کر لے۔  
نواں جھوٹ :- یہ ہے کہ محقق ابن ہمام صاحب فتح القدر بھی  
امکان کذب کے قائل ہیں۔ مصنف کا یہ حضرت محقق پر صریح انزرا ہے  
تقریراً اصول شرح تخریماً کا حصول تو میرے پاس نہیں ہے ورنہ اس  
بھی یہی دکھادیتا کہ مصنف نے یہ انزرا کیا ہے لیکن میرے پاس حضرت محقق

دوسرا رسالہ خاص المسایرہ فی العقائد المنجیۃ فی الاخرۃ موجود ہے  
 ن کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ حضرت محقق نے اس میں اہل اسلام کے  
 عقائد حقہ کو جمع فرمایا ہے جو آخرت میں نجات دینے والے ہیں۔ لہذا میں  
 نرت محقق کا مسامک ان کی اسی کتاب مسایرہ سے نقل کرتا ہوں۔

تخیل علیہ (سبحانہ) سمیحا نہ (سماۃ) اللہ تعالیٰ پر محال ہیں جتنی نشانیاں  
 نقص کا لچھل والکذب (عیب کی ہیں جیسے جہل اور  
 مرہ ص ۱۶۶) کذب۔

حضرت محقق نے آخر مسایرہ میں اس کو وضاحت عقیدہ اہلسنت  
 اعت میں تحریر فرمایا ہے تو حضرت محقق ابن ہمام نے امتناع کذب بارتیجالی  
 عقیدہ اہلسنت قرار دیا تو حضرت محقق دوسرے رسالہ میں عقیدہ اہلسنت  
 اعت کے خلاف امکان کذب کا قول کس طرح ذکر فرما سکتے ہیں۔ لہذا  
 ت ہو گیا کہ اس مفتری مصنف کا حضرت محقق پر یہ صریح افترا ہے۔

دسواں جھوٹ یہ ہے کہ ابن امیر الحاج رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ امکان  
 ی کے قائل ہیں۔ مصنف اگر ان کی عبارت پیش کرتا تو اس کی حقیقت  
 ظاہر ہو جاتی۔ لیکن اس لئے عبارت اسی لئے نقل نہیں کی کہ ان کی کوئی  
 بت اس کے مفید نہیں تھی۔ یہ تو ابھی انکے استاذ کے کلام سے ثابت ہو چکا کہ  
 نت کا عقیدہ امتناع کذب باری تعالیٰ ہے تو ابن امیر الحاج اپنے استاذ  
 ملک و مذہب کے خلاف بلکہ عقیدہ اہلسنت و جماعت کے مخالف امکان  
 بکے قائل کس طرح ہو سکتے ہیں۔ مصنف کا یہ بھی حضرت ابن امیر الحاج

پر صریح انتر ہے۔ اس مفتری مصنف کو کسی پیشوا پر انتر کرتے ہوئے بتان  
کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

گیارہواں جھوٹ یہ ہے کہ یہی امکان کذب اکابر اہل علم اور معشر اہل  
سنت اشاعرہ و ماتریدہ کی رائے ہے مصنف نے پہلے تو ان کا براہل علم اور  
معشر اہلسنت و جماعت حضرات اشاعرہ و ماتریدہ پر خود انتر کیا تھا اور انکی  
جانب یہ صریح جھوٹی نسبت کی تھی اور ان کے پاک دامنوں پر یہ بدنام  
رہصہ لگایا تھا جس کے خلاف ہم نے شرح مواعظ اور شرح مقاصد اور  
مسامرہ کی عبارات پیش کر کے تمام اشاعرہ و ماتریدہ بلکہ سارے اکابر علماء  
کا اتفاقی جماعی مذہب انتہا کذب باری تعالیٰ ثابت کر دیا۔ پھر اس کو  
خیال آیا کہ لوگ مجھ کو تو مفتری کذاب جانتے ہی ہیں میری بات کا کون اعتبار  
کرے گا۔ تو اس ظالم نفس ناپاک انتر کی نسبت حضرت محقق ابن ہمام اور ان کے  
تلمیذ ابن امیر الحاج کی طرف کر دی کہ یہ دونوں نہایت وضاحت سے بیان  
کرتے ہیں کہ اکابر اہل علم اور معشر اہلسنت اشاعرہ و ماتریدہ کی رائے امکان  
کذب ہے۔ معاذ اللہ جو حضرت محقق انتہا کذب کو عقیدہ اہلسنت و جماعت  
قرار دیں وہ امکان کذب کی نسبت اکابر علماء اہلسنت اشاعرہ و ماتریدہ کی طرف  
کس طرح کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی اہل عقل اس کو تسلیم کر سکتا ہے ہرگز نہیں مصنف  
کی یہ انتر پروازی ان ہر دو حضرات کی طرف سخت ناپاک انتہائی گندی ہے اور  
خود اس کے کمینہ پن اور ذلیل ترین آدمی ہونے کی بین دلیل ہے۔ لعنة الله  
على الكاذبین۔

پھر مصنف نے جب یہ غور کیا کہ میں نے اگرچہ گیارہ صریح جھوٹ بولے۔  
ب معتبرہ علم کلام پر انزاکے۔ حضرات اشاعرہ و ماترید یہ پرستان باندھے۔  
پھر بھی خطہ ہے کہ مسلمان اس مسئلہ امکان کذب کے قائل نہ ہوں۔ لہذا  
ب دل بھر کر جھوٹ بولنا ضروری ہے۔ تو یہ مصنف اس کے بعد لکھتا ہے :-

علامہ کلبنوی نے حاشیہ شرح عقائد جلالی میں اس مسئلہ کی  
پوری تقریر کی اور جمہور اشاعرہ کا یہی مذہب ثابت کر کے دکھلا  
دیا ہے۔ کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس مسئلہ میں مخالف  
مذہب نہیں ہے۔ قاضی عسکری رحمۃ اللہ علیہ شرح مختصر الاصول  
ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ میں اس مسئلہ کی صاف طور سے  
تقریر فرمائی ہے۔ علاوہ اس کے اور بھی کتابیں علم کلام کی اس  
مسئلہ کی توضیح کر رہی ہیں۔ مگر اعتماد کے واسطے یہ کتب مذکور  
بھی کافی ہیں۔ اگر زیادہ تحقیق کرنی منظور ہو جہد المقل فی تنزیہ  
المعزوم المذلل کو ملاحظہ کریں اگر رسالہ کے طول کا خوف نہ ہوتا

تو ان کتب مذکورہ بالا کے نصوص کا ذکر کرتا ہوں از شہاب ثاقب ص ۱۰۲، ۱۰۳

بارہواں جھوٹ :- یہ ہے کہ حاشیہ شرح عقائد جلالی میں اس مسئلہ

امکان کذب کی پوری تقریر ہے۔ مصنف کا یہ علامہ کلبنوی پر صریح افتراء ہے

گر اس میں پوری تقریر مسئلہ امکان کذب کے اثبات کی ہے۔ تو مصنف نے اس کو کیوں

میں نقل کیا۔ جب مصنف کو اپنے آپ کو محقق ظاہر کرنے اور مصنف بننے کا

شوق تھا تو پھر اپنے دلائل کو کیوں نقل نہیں کیا۔ مصنف کا ان کو نقل



نکرنا خود اس امر کی دلیل ہے کہ اس میں امکان کذب کا اثبات نہیں تھا بلکہ  
اس کا رد تھا کہ تزیہ بھی اسی کا مقتضی ہے کہ شرح عقائد جلالی میں یہ تصریح ہے

الکذب نقص والنقص علیہ  
محال فلا یكون من الممکنات  
ولا تشبهه القدرة کسائر وجوه  
النقص علیہ تعالیٰ کالجہل  
والعجز۔

کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ  
پر محال ہے تو کذب الہی ممکنات سے  
نہیں نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے  
شامل جیسے تمام اسباب عیب مثل  
جہل و عجز کہ سب محال صلاحیت

از شرح عقائد جلالی

قدرت سے خارج)

اس عبارت میں امتناع کذب کو ثابت کر کے امکان کذب کا صاف طور پر  
رد کر دیا اور کذب و جہل و عجز الہی کو محال کہہ کر صلاحیت قدرت سے خارج  
کہہ دیا۔ تو علامہ کلنبوی نے اس کتاب کے حاشیہ میں امتناع کذب کا اثبات  
کیا ہوگا اور امکان کذب کے رد میں پوری تقریر کی ہوگی۔ مصنف کا اس علامہ  
پر افترا معلوم ہوتا ہے۔



تیسرے جہواں جھوٹ یہ ہے کہ اس علامہ نے جمہور شاعرہ کا مذہب  
امکان کذب ثابت کیا ہے۔ حیرت ہے کہ جب شرح مواقف شرح  
مقاصد۔ سامرہ سے نہ فقط جمہور شاعرہ کا بلکہ تمام اکابر علماء اہلسنت  
کا بالا جماع بلا کسی کے اختلاف کے امتناع کذب باری کا مذہب ثابت ہو چکا۔  
تو یہ علامہ ان کتابوں کے خلاف جمہور شاعرہ کا مذہب امکان کذب کہا  
سے ثابت کر سکتے ہیں کہ علم کلام کی چوٹی کی کتابیں تو یہ ہیں۔ ان کی تصریحات

کذب ۱۱۶

کی مخالفت اس علامہ سے ممکن نہیں۔ تو ظاہر ہو گیا کہ اس علامہ پر اس منفرتی مصنف کا انقرا و بہتان ہے۔ اسی بنا پر یہ اس علامہ کی عبارت کو نقل نہیں لرسکا۔ اور اگر نقل کر دیتا تو اس کا کذب و انقرا سب پر ظاہر ہو جاتا۔

چودھواں جھوٹ یہ ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس مکان کذب میں مخالف مذہب نہیں ہے۔ یہ مصنف حضرت امام رازی پر انقرا لڑتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں :-

فلن یخلف اللہ عہدک بیدل علی  
انہ سبحانہ منترکہ عن الکذب  
فی وعدہ و وعیدہ قال صحابنا  
لان الکذب صفتہ نقص  
والنقص علی اللہ تعالیٰ محال  
(از تفسیر کبیر)

اللہ عزوجل کا فرمانا کہ (اللہ ہرگز اپنا  
عہد جھوٹا نہ کرے گا) دلالت کرتا ہے  
کہ موئے سبحانہ و تعالیٰ ہر وعدہ و وعید  
میں کذب سے منزه ہے ہمارے  
اہلسنت اصحاب اس دلیل سے  
کذب الہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ  
صفت عیبیہ اور اللہ تعالیٰ پر عیب محال ہے

اسی میں یہی امام رازی فرماتے ہیں

صحة الدلائل السمعیة موقوفة  
علی ان الکذب علی اللہ تعالیٰ  
محال

دلائل قرآن و حدیث کا صحیح ہونا  
اس پر موقوف ہے کہ کذب الہی کو  
محال مانا جائے۔

اسی میں یہ امام فرماتے ہیں

الخیر انما جوز علی اللہ الخلف  
جب خیر میں اللہ تعالیٰ پر خلیفت کو

ذبیہ فقد جوسر الکذب علی اللہ  
تعالیٰ و هذا خطا عظیم بل  
یقرب من ان یکون کفرا  
فان العقلاء جمعوا علی انه  
تعالیٰ منزہ عن الکذب۔

جائز رکھا جائے تو بیشک کذب الہی  
کو جائز ماننا ہوگا۔ اور یہ سخت خطا  
ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے۔  
اس لئے کہ تمام عقلا اس پر اجماع کے  
ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کذب سے پاک ہے۔

تو حضرت امام رازی کا کلام تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وعدہ و وعید میں کذب سے  
منزہ ہے۔ کذب صفت عیب ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے لئے ناممکن و محال ہے۔  
دلائل قرآن و حدیث کا صحیح ہونا امتناع کذب کے ماننے پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ  
پر کذب کا جائز ماننا قریب بکفر ہے۔ اس پر تمام عقلا کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب سے  
پاک ہے تو جو امام رازی امکان کذب کا صاف رد فرما رہے ہیں اور اس کو قریب  
بکفر بتا رہے ہیں۔ اور امتناع کذب الہی کا امتنا ضروری قرار دے رہے ہیں۔ یہ  
مفتری و کاذب مصنف ان امام پر یہ صریح افترا کرتا ہے کہ ان کا کلام  
امکان کذب کے مخالف نہیں ہے۔ فعلیہ لعنة اللہ واملأ سکتہ  
والناس اجمعین۔

پندرہواں جھوٹ:۔ یہ ہے کہ قاضی عضد نے شرح مختصر الاصول  
میں امکان کذب کی صاف طور سے تقریر فرمائی ہے۔ یہ بھی مصنف کا حضرت  
قاضی عضد پر افترا ہے کہ یہی قاضی عضد موافقت میں بکثرت مقامات پر تصریح  
فرمایا ہے جن میں تین عبارات شرح موافقت سے دوسرے اور ساتویں جھوٹوں  
کے رد میں منقول ہوئیں جس میں صاف تخریر فرمایا کہ بالاجماع اللہ تعالیٰ پر

کذب ناممکن و محال ہے تو تاقی عضد نے صاف طور پر امکان کذب کا رد فرمایا ہے اور امتناع کذب کا اثبات فرمایا ہے اب اس کذاب مصنف کو ان پر افترا کرنے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس نے غالباً اس مسئلہ امکان کذب کے بیان کرنے میں جھوٹ بولنا افترا کرنا فرض ٹھہرا لیا ہے۔

سوطھواں جھوٹ :- یہ ہے کہ علم کلام کی اور کتابیں اس امکان کذب کی توضیح کر رہی ہیں۔ مصنف کا کتب علم کلام پر بھی یہ صریح افترا ہے۔ پیرے پاس علم کلام کی جو اور کتابیں موجود ہیں ان کی عبارات پیش کر کے اس مصنف کے مفتری و کذاب ہونے کا مزید ثبوت پیش کر دیا۔  
سینے علامہ علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے :-

والکذب علیہ . . . . . محال  
الذی تعالیٰ پر کذب ناممکن  
و محال ہے۔

علامہ شیخ زین الدین قاسم حنفی کے شرح مسایرہ میں ہے۔  
يستحيل من الله تعالى ان يظلم  
والكذب فلا يوصف الله تعالى  
بكونه قادر عليه  
ان شرح مسایرہ مطبوعہ دہلی ص ۸۹  
مثل ظلم اور کذب کہ اللہ تعالیٰ سے  
ناممکن و محال ہے تو اللہ تعالیٰ  
اس پر قادر ہونے کے ساتھ  
نہیں کیا جائے گا۔ (یعنی خدا کو قادر  
علی الکذب والظلم نہیں کہا جائے گا)

علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی اپنی کتاب عمدہ میں فرماتے ہیں :-  
لا يوصف الله تعالى بالقدرۃ  
الذی تعالیٰ ظلم و صفہ و کذب پر قدرت

على الظلم والسفہ والکذب  
لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ  
کے ساتھ موصوف نہ ہوگا۔ اس لئے  
کہ محال تحت قدرت داخل نہیں۔  
(ارسامہ ص ۸۵)

علامہ سید عبدالحمید بغدادی نشر اللالی شرح امالی میں فرماتے ہیں :-  
والکذب فی حقه تعالیٰ محال  
(از نشر اللالی مصری ص ۹۲)  
ناممکن و محال ہے۔

حضرت قاضی عضد عقائد عضدیہ میں فرماتے ہیں :-

الکذب نقص والنقص علیہ  
محال فلا یكون من الممکنات  
ولا تشمله القدرۃ (ص ۲۲)  
جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ  
پر محال ہے تو کذب الہی ممکنات  
سے نہیں نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت  
اس کو شامل ہے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں :-

کذب کلام اللہ تعالیٰ و هو  
محال (شرح عقائد ص ۱۵۲)  
کلام الہی کا کذب ناممکن و  
محال ہے۔

علامہ شیخ محمد نووی شرح تیحان الداری میں فرماتے ہیں :-

استحال کذبہ تعالیٰ  
شرح تیحان مصری ص ۲۴  
اللہ تعالیٰ کا کذب محال  
و ناممکن ہوا۔

علامہ ناصر الشریعہ محی السنۃ علی ابن ابراہیم بغدادی آیہ من اصدق  
میں اللہ حدیثاً کی تفسیر باب التاویل میں فرماتے ہیں :-

میں اللہ حدیثاً کی تفسیر باب التاویل میں فرماتے ہیں :-

یعنی لا اَحدًا صدَّقَ مِنَ اللَّهِ  
فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز  
علیہ الکنب۔

مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی  
نہیں وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا اور  
اس کا کذب ممکن نہیں۔

(باب التاویل مصری ج ۱ ص ۲۲۱)

علامہ نسفی مدارک التنزیل میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں :-

ای لا اَحدًا صدَّقَ منه فی اَخبار  
و وعدة و وعیدة لا استحالة  
الکنب علیہ لقبہ لکونہ اَخبارا  
عن الشئی بخلاف ما هو علیہ  
(تفسیر مدارک مصری ج ۱ ص ۲۲۱)

اللہ سے سچا کوئی نہیں اس کی خبریں  
میں اور اس کے وعدہ اور وعید  
میں۔ اللہ تعالیٰ پر کذب بسبب  
اس کی برائی کے محال ہے کیونکہ  
وہ کسی شے کی اس کے خلاف  
خبر دیتا ہے جیسی وہ ہو۔

علامہ بیضاوی تفسیر بیضاوی میں اس آیت کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں :-

لا یطرق الکنب الی خبرہ  
بوجه لانه نقص وهو علی اللہ  
تعالی محال (تفسیر بیضاوی ص ۱۵)

کذب اللہ کی خبر میں کسی طرح راہ  
نہیں پاسکتا۔ کیونکہ کذب عیب  
اور عیب اللہ تعالیٰ پر نامکن محال ہے۔

علامہ ابوسعود تفسیر ابوسعود میں زیر آیہ کریمہ فرماتے ہیں :-

والکنب محال علیہ سبحانہ  
(تفسیر ابوسعود ج ۱ ص ۲۱۲)

اللہ تعالیٰ پر تو کذب ممکن ہی  
نہیں۔

علامہ محب اللہ مسلم الثبوت میں اور مولانا بحر العلوم ملک العلماء

اس کی شرح نواتح الرحموت میں فرماتے ہیں:-

المعتزلة قالوا لو لا كون المحكم  
عقليا لما امتنع الكذب منه لكان  
عقلا الجواب انه نقص فيجب  
تنزيهه تعالى عنه كيف وقد  
انه لا نزاع فيه فانه عقلي  
باتفاق العقلاء لان ما ينافي  
الوجوب الذاتي من جملة النقص  
في حق الباري تعالى ومن  
الاستحالات العقلية عليه  
سبحانه (از نواتح الرحموت كشوری ص ۲۱)

معتزله نے کہا اگر حکم عقلی نہ ہو تو  
اللہ تعالیٰ کا کذب محال نہ رہے۔  
حالانکہ ہم تم سے محال عقلی مانتے ہیں  
الہسنت نے جواب دیا کہ کذب سب سے  
محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو وہ عیب  
ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزه  
مانیں اور یہ بات گزر چکی کہ اس میں  
کوئی نزاع نہیں اس کے عقلی ہونے  
پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔ وجہ یہ ہے  
کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ  
الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب اور اس کی شان میں محال عقلی  
یہی ملک العلماء مولانا بحر العلوم اسی نواتح الرحموت میں فرماتے ہیں:-  
پس اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ  
وہاں کذب کا امکان ہی نہیں۔  
هناك (ص ۲۲)

علامہ محقق مولانا عبدالحق خیر آبادی شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:  
الكذب وهو مستحيل على الله  
تعالى لانه صفة نقصان -  
شرح مسلم مطبوعہ کا پتور ص ۱۱۶

اللہ تعالیٰ پر کذب نامکن و محال ہے  
کیونکہ وہ عیب کی صفت ہے۔

مصنّف اور ساری دیوبندی قوم آنکھیں پھاڑ کر دیکھے کہ یہاں تک پچیس<sup>۲۵</sup> عبارتیں ہیں کتابوں سے ہنّے نقل کیں۔ تو ان کتب علم کلام میں امکان کذب کا اثبات ہے یا تردید ہے۔ ہر کم علم بھی یہ کہنے کے لئے مجبور ہے کہ ان کتب میں امکان کذب کا زبردست رد موجود ہے۔ اور امتناع کذب کا نہایت وضاحت کے ساتھ اثبات ہے تو جب ان مشہور معتبر مستند کتابوں میں امتناع کذب کا اثبات ہے۔ تو یہ مصنّف اور دیوبندی قوم امکان کذب کو پھر کس کتاب ثابت کر سکتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ سلف و خلف کی کسی کتاب سے ماہتہ ہی نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ لوگ اس امکان کذب کو اپنے کذب اور افتراء سے ماہتہ کیا کرتے ہیں جیسے ظہر بن نے مصنّف کا حال دیکھا کہ کتابوں کا نام لکھ دیا اور ان کی عبارت نہ ارد۔ مصنّف نے کتاب کا نام لکھ دیا اور اس کا قول غائب۔ اور پھر یہ بے شرم مصنّف اپنے کذب و افتراء پر یہ کہہ کر پردہ ڈالتا ہے۔ کہ جسے تحقیق مقصود ہو وہ جہد المقل کو دیکھے اور میں نے بخوف طوالت عبارات کو نقل نہیں کیا ہے واہ رے مصنّف تیری شوخی و عیاری۔ کہ مصنّف بننے کا شوق ہے جب ریل و حوالہ کا وقت آیا تو جہد المقل کا نام لے کر اپنے سر سے بارشوت کو اتار دیا۔ اور سارے مطالبہ کا جواب ایک ہلکے سے جملہ میں دیدیا کہ میں نے رسالے کے خوف طوالت کی بنا پر عبارات نقل نہیں کیں۔

مسلمانو! جب اس امکان کذب کے اثبات میں اس شاگرد مصنّف نے سولہ صریح جھوٹ بولے ہیں تو جہد المقل کا مصنّف تو اس کا استاد ہے تو اس نے تو کم از کم ایک سو ساٹھ جھوٹ ضرور بولے ہونگے کہ مرتبہ استاد کی



بلندی کے لئے صرف ایک صفر ہی بڑھا دیا گیا ہے۔ اور مصنف خوف طوالت رسالہ کا عذر اسکا زبردست فریب اور غیاری ہے۔ کہ مصنف کو اِدھر کا دلائل نقل کرنے میں خوف طوالت رسالہ مانع ہو جاتا ہے اور اِدھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیاں دینے۔ کو سنے۔ ان پر صریح انفر اکر نے کے لئے صفحہ سیاہ کرتا ہے۔ اور اس وقت طوالت رسالہ کے خوف کا وہم تک بھی پیدا نہیں ہوتا اور دلائل جیسی ضروری چیز کے سکھنے میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ مصنف کو بوتت نقل دلائل کے خوف ضرور پیدا ہوتا ہے اس کی تائید میں بھی کرتا ہوں مگر وہ خوف طوالت رسالہ کا نہیں ہے بلکہ اپنے خصم کا ہے کہ جس کتاب سے جو عبارت نقل کی جائے گی اس میں قطع و برید۔ خیانت و کبیر ضرور ہوگا۔ اور خصم اس کی تصحیح نقل میں اس خیانت اور قطع و برید کا مواخذہ کرے گا۔ اور تصحیح کا سخت مطالبہ کریگا۔ اصل یہ خوف ہے جو اس مصنف کو ان عبارات کے نقل کے وقت پیش آیا۔

اور حقیقت الامر یہ ہے کہ مصنف کو امکان کذب ثبوت میں اکابر علماء اہلسنت و جماعت۔ سلف و خلف کی کسی کتاب سے کوئی قول دیتا ہی نہیں ہوسکتا۔ اور یہ اس لئے ناممکن ہے کہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ امتناع کذب باری تعالیٰ ہے۔ جیسے کہ آپ کو بھی ان کتابوں سے ظاہر ہوگا۔ کسی عالم اہلسنت کا کوئی قول خلاف عقیدہ مذہب کے کس طرح ممکن ہے۔ مصنف بار بار جو سلف صالحین۔ اور اکابر علماء کے اتباع کا نام لیتا ہے میں اس فریب سے بھی مطلع کئے دیتا ہوں۔ جیسے فرق باطلہ میں ایک فرقہ

باطل ہے جس کا نام معتزلہ ہے۔ جن میں کئے اکثر کا قول تو امتناع کذب باری تعالیٰ ہے۔ چنانچہ شرح مواقف وغیرہ کتب کی عبارات ہیں کہ وہ اہلسنت کے ساتھ امتناع کذب میں متفق ہیں۔ اور انہیں معتزلہ کی ایک جماعت جو مزداریہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان کا یہ مذہب ہے کہ امکان کذب حق ہے اور اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے۔ چنانچہ شرح مواقف میں ہے :-

المنذارية هو ابو موسى عيسى بن جسيم المزمار هذا القبيہ من باب الا فتعال من الزيادة وهو تلميذ بشر أخذ العلم منه وتزهد حتى سمى راهب المعتزلة قال الله تعالى قادر على ان يكذب او يظلم ولو فعل لكان المرها كما ذابا لما تعالى الله عما قاله علوا كبيرا (شرح مواقف ص ۷۹)

فرقہ مزداریہ - مزدار ابو موسیٰ عیسیٰ ابن صبیح کا لقب ہے یہ لفظ زیارت کو باب افتعال میں لاکر بنایا گیا یہ شخص بشر کا شاگرد ہے۔ استاز سے علم حاصل کر کے زاہد بنا یہاں تک کہ راہب معتزلہ کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بوا اور ظلم کرنے پر قادر ہے اور اگر کہے گا تو خدائے کاذب و ظالم ہوگا۔ برتر

ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو اس مردود نے کہا بہت برتر۔

اس عبارت میں حضرت قاضی عضد نے تصریح کر دی کہ امکان کذب و ظلم پر قدرت والا فرقہ معتزلہ میں سے فرقہ مزداریہ ہے۔ اور خود قاضی عضد نے اللہ تعالیٰ کی برتری بیان کر کے اس فرقہ سے بیزارگی کا اظہار کیا تو اصل

ع کا قائل اور اللہ تعالیٰ کو بزرگ

امکان کذب کا قائل فرقہ مزداریہ ثابت ہوا۔ اور اہلسنت اس ناپاک مذہب کے  
بیزاری ظاہر کرنے والے قرار پائے۔ مصنف یہ فریب دیتا ہے کہ اسی گمراہ  
فرقہ مزداریہ کو سلف صالحین۔ اکابر اہل علم۔ معشر اہلسنت کہہ کر مراد لیتا  
ہے۔ اور گنگوہی جی دہلوی جی کو اسی کا متبع کہتا ہوگا۔

اور حقیقت بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ وہابیہ دیوبندیہ اسی معتزلہ کے  
گمراہ فرقہ مزداریہ کے متبع ہیں۔ اسی بنا پر یہ اہلسنت و جماعت کے خلاف  
امکان کذب کے قائل بنے۔ اور امتناع کذب جو عقیدہ اہلسنت و جماعت  
تھا اس سے انکار کیا۔ تو یہ مصنف اب نہ فقط وہابی دیوبندی ہوا بلکہ معتزلی  
مزداری بھی ثابت ہوا۔

اب باقی رہا مصنف کا شہاب ثاقب کے حوالہ پر اعلیٰ حضرت قدس  
سرفہ کو گالیاں بکنا۔ اور انہیں بے بضاعت و کم علم و کم فہم لکھنا۔ تو یہ گویا  
دن کے دوپہر میں آفتاب کا انکار کرنا ہے۔ ان کے علم و فضل کا لوہا نہ فقط  
اہل ہند بلکہ حرمین شریفین عرب۔ عراق۔ شام و غیرہ کے علماء کرام۔ بلکہ  
دنیائے اسلام کے علماء و سب مانتے ہیں۔ اور انہیں مجدد و امام کا خطاب دیتے ہیں  
تو عجیب ہے کہ وہ نصوص کتب کو ان دیوبندی ملوں سے دریافت کریں جن  
ناداروں کو نصوص کا تو کیا ذکر خود کتب دینیہ کے نام بھی معلوم نہیں۔

اس مصنف کی عبارات نقل نہ کرنے کا ایک یہ سبب بھی معلوم ہوتا ہے  
کہ اسے یہ خوف بھی تھا اگر جہد المقل ہی سے کوئی عربی عبارت نقل کر دی  
اور کوئی مخالف تصحیح نقل کے لئے اصل کتاب بھی لے آیا تو پھر ساری شیخی

لڑ کر ہی ہو جائے گی کہ نہ کتاب سے عبارت نکال دینے کی اہمیت ہے۔ نہ صحیح  
 عبارت پڑھنے کی قابلیت ہے۔ نہ ترجمہ کرنے کا مادہ ہے۔ نہ عربی کے  
 بے تکلف سمجھنے کا سلیقہ ہے۔ نہ بحث کرنے کی ہمت ہے۔ نہ اس کو ساکت  
 کرنے کی قوت ہے۔ تو ممکن ہے کہ مصنف کو نقل عبارات کے وقت یہ خوف  
 بھی ہو۔ اسی نظریہ کے ماتحت اپنی قابلیت کو مد نظر رکھ کر اپنے ثبوت میں  
 ایک اردو کی کتاب جہد المقل کی ایک صفحہ کی عبارت شہاب ثانیہ کے  
 ص ۱۳ کی آخر سطروں سے شروع کرتا ہے اور ص ۱۵ کی اوائل سطروں میں ختم  
 کرتا ہے۔ ہم مصنف کی اس بات کی نار دیتے ہیں کہ اس نے اپنی بے بضاعتی  
 اور قابلیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا ثبوت اپنی مادری زبان اردو میں پیش  
 کیا۔ مگر اس سے مناظرہ سے نااہلیت کی بنا پر یہ زبردست غلطی ہو گئی کہ  
 ان کا مقابل منکر کے رد پر اس عبارت جہد المقل کا اپنے دعوے کی دلیل  
 کی بنا پر پیش کرنا بے سود ہے بلکہ خود مصنف کے جہل کی دلیل ہے۔  
 عبارت جہد المقل کا اکثر حصہ تو تعینِ محبت میں ہے جس میں فضول گوئی  
 اور تحقیق کے خلاف امور ہیں جو اس محبت سے بے تعلق ہونے کے علاوہ  
 معنی ذاتی تجیل ہے جس پر نہ کوئی سند ہے نہ حوالہ۔ اور اس سے بھی قطع نظر  
 کیجئے تو اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے کذب پر قادر ہونے کا اہانت اذرا ہے  
 چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے:-

ایک دوسرے ذریعہ کا یہ قول ہے کہ اہمیت (دیوبندیوں)  
 کے نزدیک جملہ مذکورہ (زیادہ کھڑا ہے) کے تکلم پر دونوں حالتوں

حالت قیام زید و حالت قعود زید) میں سرمو تفاوت نہیں  
مگر چونکہ وہ ذات بابرکات اپنے صفات و افعال میں جملہ قہار سے  
منزہ اور تمام ذائم سے مقدس ہے اس لئے کسی کلام غیر مطابق  
واقع کے تکلم کا ارادہ مستحقق نہیں ہو سکتا۔

اجہد المقل از شہاب ثاقب ص ۱۰۱

اس عبارت میں غور کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کلام مطابق  
واقع کو کلام صادق کہتے ہیں۔ اور کلام غیر مطابق واقع کو کلام کاذب کہتے  
ہیں۔ تو اگر واقع میں زید کھڑا ہوا ہو اور یہ جملہ زید کھڑا ہے) کہا تو کلام سچا  
ہے اس لئے کہ خبر مطابق واقع کے ہے۔ اور اگر واقع میں زید بیٹھا ہوا ہو اور  
اسی حالت میں یہ جملہ زید کھڑا ہے) کہا تو کلام جھوٹا ہے۔ اس لئے یہ خبر  
واقع کے غیر مطابق ہے۔ الحاصل زید کھڑا ہے۔ اس جملہ کا بجا انت قیام  
زید تکلم اور بولنا صدق اور سچ ہے۔ اور بجا انت قعود زید اس جملہ کا تکلم  
اور بولنا کذب اور جھوٹا ہے۔ اب جہد المقل کی عبارت پر ٹیپے۔ کہ یوں بندوں  
کے نزدیک حق تعالیٰ کے لئے مثلاً اس جملہ کے تکلم پر دونوں حالتوں میں سرمو  
تفاوت نہیں یعنی اللہ تعالیٰ جس طرح بجا انت قیام زید (زید کھڑا ہے)  
کے کہنے پر قادر ہے۔ جو صدق ہے۔ اسی طرح بجا انت قعود زید (زید کھڑا ہے)  
کے کہنے پر بھی قادر جو کذب ہے۔ اور غیر مطابق واقع ہے ان دونوں میں  
سرمو تفاوت نہیں یعنی دونوں حالتوں میں بال بھر بھی فرق نہیں کہ وہ خدا جس  
طرح صدق پر قادر ہے اسی طرح کذب پر بھی قادر ہے۔ تو اس میں صاف

قرار کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے اگرچہ وہ عیب اور مذمت سے بچنے کے لئے کذب کا ارادہ نہ کرے گا۔ یہ بالکل وہی قول ہوا جو گمراہ فرقہ مرزا نے کہا ہے۔ ہم اس کے جواب میں وہی حضرت قاضی عسکری کے لئے لکھ دینا کافی سمجھتے ہیں تعالیٰ اللہ عما قالہ علواً کبیراً۔ مگر گنگوہی کا اس کے پیر نے نتویٰ دیکر اور وقوع کذب باری تعالیٰ کو درست نہ کر اس جملہ (مگر وہ کذب کا ارادہ نہ کرے گا) کو بھی ختم کر دیا کہ جب وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے تو وہ کذب کا ارادہ کیوں نہ کرے گا۔ لہذا جب اللہ تعالیٰ نے بالارادہ بحالت قصور زید (زیادہ کھڑا ہے) کہا تو نعوذ باللہ من کاذب بالفعل ہو گیا۔ کہ اس نے کلام غیر مطابق واقعہ کا تکلم کیا۔ اور یہی کہ کذب کہتے ہیں۔ تو اس صاحب جہد المقل نے خدا کو کاذب مان لیا۔ یہ اس کا اس کے بعد یہ لکھنا:-

خلاصہ نزاع یہ نکلا کہ صدق کے وجوب اور کذب کے امتناع

پر سب متفق ہیں (جہد المقل از شہاب ثاقب ص ۱۴)

یہ بات ہے۔ اس استاد مصنف نے تو ساری دیوبندیت کی تعمیر کو ہدم کر دیا اور نہ فقط مصنف بلکہ گنگوہی جی و دہلوی جی بلکہ دیوبندی قوم کا عمر بھر کی کمائی پر پانی پھیر دیا کہ وہ سب اہلسنت کے خلاف امکان کذب کے قائل بنے تھے۔ اور یہ اہلسنت کے ساتھ اتفاق کا دعوے کر کے امتناع کذب کا قائل بنا اور یہ بھی ملحوظ رہے۔

..... کہ یہاں امتناع کے ساتھ بالغیر کی قید بھی نہیں ہے اور

ہو سکتی بھی نہیں ہے کہ اگر بالغیر کی قید معتبر رکھی جائے تو پھر اس کا اہمیت کے ساتھ اتفاق کا دعوے غلط اور جھوٹ ہو جائے گا کہ اہمیت تو امتناع ذاتی کے قائل ہیں نہ کہ بالغیر کے۔ بالجملہ اس صاحب جہد المقل نے کذب کو ممنوع مان کر سب دیوبندیوں کے مونہ پر ٹھوک دیا۔ اور ان کے امکان کذب کے دعوے کو خاک میں ملا دیا۔ مصنف محض اپنی جہالت سے اس کو امکان کذب کی دلیل بنا کر لایا تھا باوجودیکہ اس میں امتناع کذب کا اقرار ہے۔

اب باقی رہی یہ بات کہ صاحب جہد المقل کذب کو تحت قدرت الہی قرار رہا ہے جیسا اس کی پہلی عبارت سے ظاہر ہے تو اس کا جواب یہ ہے یہ نادار جاہل ہے علم سے بے بہرہ ہے۔ کتابوں سے بے خبر ہے۔ تصریحات علم کلام سے ناواقف ہے۔ تو اتنی بات ہم بتائے دیتے ہیں کہ شرح موافقین ان علمہ تعالیٰ یعمد المفہومات  
 کلہا الممكنة والواجبة والممتنعة  
 فہو اعلم من القدرة لا  
 نہا تختص بالمکنات دون  
 الواجبات والممتنعات  
 (شرح موافقین ص ۵۹۲)

اللہ تعالیٰ کا علم مفہومات ممکنہ اور واجبہ اور ممنوعہ سب کو عام ہے تو علم الہی قدرت الہی سے عام ہے اس لئے کہ قدرت الہی ممکنات کے ساتھ خاص ہے نہ کہ واجبات اور مستنعات کو شامل۔

سامرہ میں ہے

متعلق القدرة الممكن دون  
 الواجب والممتنعم (از سامرہ ص ۶۵)

قدرت الہی کا تعلق صرف ممکن ہے نہ واجب اور ممنوع سے۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ قدرتِ الہی کے تحت میں صرف ممکن داخل ہے اور واجبات و ممتنعات تحت قدرت ہی داخل نہیں۔ توجب صاحب جہد المقل کے نزدیک کذب الہی ممتنع ہے تو ممتنع تحت قدرت داخل نہیں لہذا اب اس کا کذب الہی کو ممتنع مانکر تحت قدرت الہی کہنا سخت جہالت ہے۔ اور پھر اس پر قدرت کو مجبور اور عاجز کہنا اس کی دوسری جہالت ہے۔ اگر اس کو کچھ علم ہوتا تو ایسی جہالت آمیز بات ہرگز نہ لکھنا پھر اس کا صریح جھوٹ بھی ملاحظہ ہو وہ کہتا ہے :-

حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ اور ان کے اتباع بوجہ ارادہ و اختیار حق تعالیٰ شانہ صدق کو ضروری اور کذب کو محال فرماتے ہیں۔ (جہد المقل از شہاب ثانی ص ۱۲۱)

ہمارا مصنف ہی جھوٹ بولنے کا پورا مشاق ہے۔ مگر یہ پھر شاگرد ہی تو ہے اس نے باقاعدہ جس سے جھوٹا سیکھا ہے اس استاد کے جھوٹ بولنے کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ چنانچہ یہ اسی استاد مصنف کا سفید جھوٹ ہے اور اپنے نام الوہابیہ پر صریح انتر ہے۔ اور اتباع کو شامل کر کے یہ ایک کذب و انترانہ معلوم کس قدر جھوٹ اور انتر پر مشتمل ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں اسماعیل دیہوی ہی مسئلہ امکان کذب کا موجد ہے اور وہ کذب الہی کو محال نہیں مانتا۔ چنانچہ وہ اپنے رسالہ کیروزی میں لکھتا ہے۔

لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی  
ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ  
مستور باشد (کیروزی ص ۱۴۵)  
بولنا محال ہو۔



تو اب اس استاذ مصنف کا صریح جھوٹ اور انرا ملاحظہ ہو کہ خود اسماعیل دہلوی تو یہ کہہ رہا ہے کہ میں کذب الہی کو محال نہیں مانتا اور یہ مفتری صاف لکھتا ہے کہ دہلوی جی کذب الہی کو محال فرماتے ہیں۔ یہ سفید جھوٹ اور اس پر یہ جرات و دلیری ملاحظہ ہو فلحنتہ اللہ علی الکاذبین بلکہ اس استاد نے اس شاگرد مصنف کے مونہ پر بھی تقویٰ کیا کہ یہ مصنف اسی شہاب ثاقب کے صفا پر لکھتا ہے :-

مولانا گنگوہیؒ بعض اتباع مولانا شہیدؒ مسئلہ امکان کذب کے قائل ہوئے ہیں یہ قول ان کا محض افترا و جہالت ہے مولانا گنگوہیؒ نے سلف صالحین امت مرحومہ کا اتباع کیا ہے۔

اس میں مصنف نے دو باتوں کا اقرار کیا ایک یہ کہ اسماعیل دہلوی امکان کذب کے قائل یقیناً تھے دوسرے یہ کہ گنگوہیؒ جی نے مسئلہ امکان کذب میں ضرر دہلوی جی کا اتباع نہیں کیا ہے بلکہ اور سلف کا بھی کیا ہے۔ تو اس سے دہلوی کا قائل امکان کذب ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور گنگوہیؒ جی کا بھی قائل امکان کذب ہونا اور دہلوی کے اتباع میں اس کا قائل ہونا ثابت ہوا۔ اور بقول صاحب جہد المقلد دہلوی صاحب اگر کذب کے محال ہونے کے قائل ہوتے تو مصنف نہ تو دہلوی کی طرف امکان کذب کی نسبت گناہ کرتا نہ گنگوہیؒ کو اس مسئلہ میں ان کا متبع لکھتا۔ بلکہ یہ کہتا دہلوی تو بجائے امکان کذب کے کذب کے محال ہونے کے قائل ہیں تو وہ مخالف مسئلہ

امکان کے ہوئے۔ اور گنگوہی چونکہ امکان کے قائل ہیں تو یہ دہلوی کے متبع کیسے  
بلکہ مخالف قرار پائے۔ تو مصنف کے نزدیک دہلوی صاحب۔ کذب کو محال نہیں  
مانتے۔ لہذا مصنف میں اور اس کے استاذ میں لٹھیا ہو گیا۔ اب اس میں  
ضرور ایک سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں مصنف سچا ہے  
کہ اس کی تائید خود دہلوی کا کیر و مذی کا کلام کر رہا ہے۔ اور استاذ صاحب سخت  
چھوٹے ٹہیں کہ خود دہلوی اس کی تکذیب کر رہا ہے۔ تو اس استاذ صاحب اپنے  
کذاب شاگرد کو بھی جھوٹ بولنے میں بہت پیچھے چھوڑ دیا گیا۔

نیز صاحب جہد المقل یہ کہتا ہے کہ دہلوی کے متبعین بھی کذب کو محال  
فرماتے ہیں۔ اور ان کے متبعین میں جناب گنگوہی جی چوٹی کے متبع ہیں کہ یہ  
اس کی ہر ہر بات کو آنکھیں بند کر کے مانتے ہیں۔ تو اس کے قول کے بموجب گنگوہی  
جی کا مذہب بھی یہی ہوا کہ کذب الہی محال ہے۔ لیکن اس کے خلاف اسی شہاب  
ثاقب میں تصریح موجود ہے کہ:-

مسئلہ امکان (کذب) کے القیہ حضرت مولانا (گنگوہی) اور  
ان کے متبعین حسب رائے اکابر سلف صالحین قائل تھے  
اور میں (شہاب ثاقب ص ۱۱)

تو ان ہر دو باتوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے ظاہر ہے کہ مصنف ہی  
سچا ہے کہ گنگوہی جی پہلے ہی امکان کذب کے مدعی تھے پھر وہ وقوع کذب کے  
قائل ہو گئے جیسا کہ اس سے پہلی فصل میں ثابت ہو چکا۔ تو صاحب جہد المقل  
کا ان کے لئے یہ کہنا کہ وہ کذب کو محال کہتے ہیں کیسا مزید انرا اور حیناً جھوٹ ہے۔

تو مصنف صاحب آپ ایسے جھوٹے مفتری کے جھوٹے کلام کو اپنی دلیل بنا کے لئے تھے۔ اور پھر دلیل بھی ایسی ذلیل جس نے تمہارے دعوے ہی کا قلع قمع کر دیا۔

پھر مصنف شہاب ثاقب کے ص ۱۵ پر ہم اہلسنت کی سچی باتوں کو افترا کہہ کر اپنی عفا کی ان الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک محاذ اللہ خداوند اکرم جل و علا شائد کاذب اور جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ خدا کے کلام میں جھوٹ ہو۔ یہ سب بالکل غلط اور افترا محض ہے۔ ہرگز ہمارے اکابر اس کے قائل نہیں بلکہ اس کے معتقد کو کافر و زندقہ کہتے ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۱۵)

جب گنگوہی جی اور اس کے متبعین کا مذہب اور عقیدہ امکان کذب الہی بلکہ وقوع کذب باری تعالیٰ خود انہیں کے فتوؤں۔ رسالوں سے ثابت ہو چکا تو پھر اہلسنت کا یہ کہنا بالکل سچ اور حق ہے کہ محاذ اللہ۔ دیوبندی قوم خدا کو کاذب بالفعل کہتی ہے۔ ان کے نزدیک خدا کے کلام میں جھوٹ ہو سکتا ہے مصنف کا اس کو غلط یا افترا کہنا اس کی صرف موخہ زوری ہے۔ اور عوام کو مغالطہ دینا اور فریب میں مبتلا کرنا ہے۔ مصنف صاحب اگر تمہارے اکابر قائل امکان کذب اور فتائل وقوع کذب الہی کو کافر اور زندقہ جانتے تو تمہارا جدید مذہب ہی کیوں بنتا۔ اور ہم اہلسنت سے تمہارا اختلاف ہی کیا ہوتا۔ اور اگر تمہارے اس دعوے میں سچائی اور صداقت کا کچھ شائبہ بھی ہے تو تمہارے ہی افترا سے

گنگوہی اور اس کے متبعین امکان کذب الہی کے قائل ہیں تو ان سب پر کفر  
 وافتروئی صادر کرو اور جبر ایک نام بنام کا نرو زندق لکھو۔ چھا پو۔ شائع کرو۔ مگر تم  
 بھی ایسا نہیں کر سکتے۔ تو تمہارا یہ حکم محض کرو فریب ہے۔ عوام کے مخالفہ  
 کے لئے ہے۔

خدا محفوظ رکھے اب تو اس ظالم کے مکروں سے

پھر مصنف اپنی اور اپنے اکابر کی بہالت کو ان الفاظ میں شہاب ثاقب  
 کے عشا پر اس طرح اچھا لتا ہے :-

ہمارے اکابر صاف طور سے تصریح فرما رہے ہیں کہ خداوند کرم  
 جملہ عیوب سے منزہ اور پاک ہے اس کا کاذب ہونا مستحیل  
 بالذات ہے۔

اس جاہل کو اور اس کے اکابر پہلے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ  
 کا کذب محال بالذات ہوا۔ تو محال بالذات تحت قدرت داخل نہیں ہوتا جیسا  
 کہ اوپر کی عبارات میں گذر چکا تو پھر اس کے لئے قدرت علی الکذب اور  
 امکان کہاں سے ثابت ہو گا۔ اور ساری دیوبندی تعمیر ہی منہدم ہو جائیگی  
 اور جب گنگوہی کا وقوع کذب کا بھی فتوے موجود ہے تو پھر خدا نہ جملہ عیوب سے  
 منزہ اور پاک ہوا۔ اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ثابت ہو سکا۔ مصنف کو  
 جھوٹ بولنے شرم نہیں آتی کہ اپنے اکابر کا مذہب بد لکر پیش کرتا ہے۔  
 پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے ۱۶ میں کچھ تو اہل سنت کو  
 گالیاں دے کر اپنے دل کا بخار نکالا۔ کچھ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو دل بھر کر کوسا

تو یہ ہم نے بار بار عرض کر دیا ہے کہ ہم گالیوں کا تو کوئی جواب نہیں دیتے ہیں۔  
 لیکن اس میں اہلسنت کے بالمقابل ہزاروں مناظروں اور خصمِ صدامِ تضحیٰ حسن  
 درکھنگی کے چیلنجوں اور رسالوں کا بڑے فخر سے ذکر کیا ہے۔ اور اپنے  
 رسائل کی لاجوابی اور اپنے مناظروں کی کامیابی کی ڈینگیں ماریں ہیں۔ ان کا  
 جواب ضرور دیتا ہوں کہ معبودِ کاذب بالفعل کے پجاریوں کا جب مذہب  
 ہی یہ ہے کہ جھوٹ عجیب نہیں۔ جھوٹ ان کے معبود کی صفت ہے تو  
 انہیں جھوٹ بولنے میں کس کا ڈر اور خوف ہو۔ اور خاص کر بحثِ امکان  
 کذب ہی میں اگر دل بھر کر جھوٹ نہ بولنا جائے گا تو کذب ثابت کیسے ہوگا۔ ہمارے  
 مستند نے تو یہ طے ہی کر لیا ہے کہ اگر میں جھوٹ کو دلائل سے ثابت نہ کر سکا تو  
 اس کمی کو اپنے عمل سے پورا کئے دیتا ہوں۔ تو یہ اپنی جماعت کے کارناموں پر اتر  
 آیا۔ اپنی تصانیف کو یہ دکھایا کہ اہلسنت نے ان کے جواب نہیں دیئے۔ یہ جھوٹ  
 ہے کذب ہے۔ ہمارے علماء اہلسنت نے ان کے قابل جواب رسائل کے جواب  
 لکھے۔ چھاپے شائع کئے جن سے کتب خانے بھر رہے ہیں۔ وہابیہ کی سب سے بڑی  
 کتاب تقویۃ الایمان ہے اس کے چالیس رد تو وہ ہیں جو انوارِ آفتابِ صداقت  
 نے شمار کرائے۔ براہین قاطعہ کا جواب دوسری ایڈیشن انوارِ باطل ہے حفظاً لایمان  
 و بسط البیان کے جواب میں دو رسائل لکھے گئے۔ ایک وقعات السنان ہے  
 دوسرا ادخال السنان ہے۔ المہند کا جواب راد المہند ہے۔ سیفِ بانی جو  
 ساری دیوبندی قوم کی مجموعی محنت کردہ کتاب تھی اس کا جواب میں نے  
 ردِ سیفِ بانی درجوں لکھنوی و نقانی . . . لکھا اس کے علاوہ اور بھی کتب

اور ان جوانوں کو مصنفین کے پاس بذریعہ جسٹری بھیجا گیا لیکن کج تک کسی  
 دیوبندی کو ایک حرف لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مرتضیٰ حسن درہنگی کے رسائل  
 اور آپ کی اس شہادت ثاقب کے جرات محض اس بنا پر نہیں رکھے گئے۔ کہ ان میں  
 سوائے گالی گارویج۔ سب کچھ شتم۔ انفرادی کتاب کے کوئی علمی بات نہیں تھی۔ آپ  
 اتنی رسبے متاثر ہوئے تھے کہ آپ اس پر سب سے۔ اکثر مناظروں میں میں نے شرکت  
 کی ہے۔ آپ کو باقر حسن درہنگی کو کبھی مناظرہ کرنے دیکھنا مناظرہ گاہ میں  
 موجود دیکھا۔ بلکہ یہاں آپ پر دو معاہدے تھے، علماء راستہ کے گھیر لو قہر بیعت  
 فرما کر گورنمنٹ کو سب سے آپ سخت ہونگے۔ مجسوس ہونگے انفرادی  
 کرنے ہونگے شرم نہیں آتی۔ آج تک تمہارے مناظرہ مناظرے میں دلیل ہونگے  
 لا جواب ہونگے۔ سماعت فرموانے ہونگے۔ مناظرہ گاہ سے کتابیں حتیٰ کہ  
 جوتان تک کو نشانہ جو اس کو دیا گئے۔ دروہ شہر کے شیریں رہا  
 یہی ٹھہارے اکابر کے مذاکرہ کا نام جنی سوس، بیاتوا۔ سنیوں اور اہل حق  
 دار وفد المدو کے نعرے لگانے شروع کر دے۔ اور اسکان کی چہار  
 دیواری میں پوٹریاں چھن کر بچھ گئے۔

اگر میں ہر مناظرہ کی تمہاری نیکستوں اور فراروں۔ اور تلامذہ است  
 الی عظیم الشان کا بیابوں اور نعروں کے محققہ واقعات بھی پیش کرتا ہوں تو یہ  
 رسالہ حویں ہو جائے گا۔ آپ ایک فیصلہ کن مناظرہ ہی کا پتہ دیتا ہوں۔  
 معتقد آپ کے اور میرے درمیان آپ کے اسبانی کی عبارت پر  
 گفتاؤ ہوں۔ آپ مناظرہ فاکل انتظام کر کے بھی مطلع کیجئے میں انشاء اللہ دعا

ہو جاؤں گا۔ پھر دنیا دیکھ لیگی کہ آپ کیسے شیر ہیں۔ اور آپ کے پاس کیا علمی  
 سرمایہ ہے۔ اور آپ کے عقائد اہل سنت و جماعت کے عقائد کے کیسے مخالف  
 ہیں۔ اور آپ سلف صالحین کے اعمال و عقائد کے کتنے دشمن ہیں اور آپ  
 دائرہ اسلام سے کتنے کوسوں دور ہیں۔ اور پھر جہان واقف ہو جائے گا  
 کہ اب آپ مناظرے سے کس قدر ڈال مٹول کرتے ہیں۔ اور میدان مناظرہ  
 میں آپ کس طرح پسپا ہوتے ہیں۔ اور وہاں سے لاجواب و مبہوت ہو کر  
 کس طرح دم دبا کر بھاگتے ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ مستف مناظرے  
 کے لئے تیار ہوتا ہے یا بغلیں جھانکتا ہے اگر تمہیں اپنے شیر کہنے کی کچھ بھی لاج  
 ہے اور اپنی ڈینگیں مارنے کا کچھ بھی پاس ہے۔ اور اپنی تعلیموں کا شمع بھر  
 لحاظ مد نظر ہے۔ تو مناظرہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور اپنے اکابر کے سروں  
 پر سے کفری بوجھ اتار دو۔ اور اپنا مسلمان ہونا۔ اور متبع سلف صالحین  
 ہونا ثابت کرو۔ اور ہمیں تاریخیں مقرر کر کے کسی مشہور مدلی جیسے شہر میں  
 طلب کرو۔ ہم نے تمہارے چیلنج مناظرہ کا جواب دے دیا۔ اب ہر شخص فیصلہ  
 دیکھا کہ مناظرہ کے لئے کون تیار ہے۔ اور کس میں مناظرہ کی ہمت ہے اور  
 کون مرد میدان ہے۔ اور کون شیر ہے۔ اور کون حق پر ہے اور کون باطل  
 پر ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

فصل خامس اور عبارات براہین قاطعہ

مصنف نے براہین قاطعہ کے مصنف ظاہری کی تعریف میں پہلے تین  
 سطریں سیاہ کیں اور اپنے ذہن میں یہ طے کر لیا کہ ان کی صفائی کے لئے

یہ اوصاف ہی کافی ہو جائیں گے۔ پھر اپنے اس ناپاک تخیل کی بنا پر  
اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر یہ الزام قائم کرنا چاہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے:-

مؤلف براہین قاطعہ برتہمت لگائی کہ محاذ اللہ وہ شیطان  
لعین کو حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے  
اعلم و اوسع علماً کہتے ہیں اور یہ بھی کذب محض اور دروغ  
خالص ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۱۸)

لا ریب اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو یہ فرمایا بالکل سچ ہے۔ براہین  
قاطعہ چھپی ہوئی کتاب موجود ہے کوئی چھپی ہوئی چیز نہیں ہے وہ کتاب  
بارہ بیس ہو چکی ہے۔ اُس کے ہزاروں نسخے آج موجود ہیں۔ ہر اردو خواں  
اس کی تصدیق کر سکتا ہے۔ اور سچائی اور حقیقت کا امتحان کر سکتا ہے۔  
چنانچہ براہین قاطعہ میں ہے:-

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر  
عالم (علیہ السلام) کو خلائف لخصوص قطبہ کے بلا دلیل  
محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا  
ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت  
نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علم  
کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک  
شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ مطبوعہ ہلالی سادہ پورہ ص ۱۵)

اس عبارت میں صاف طور پر کہہ یا کہ شیطان و ملک الموت کے لئے تو ساری



زمین کے علم کی وسعت نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کے بالمقابل حضور  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساری زمین کی وسعت علمی ثابت کرنے کیلئے  
 کوئی نص قطعی وارد نہیں ہوئی تو حضور علیہ السلام کے لئے بغیر کسی دلیل کے  
 محض اس فاسد قیاس کی بنا پر کہ حضور ان سے افضل ہیں ساری زمین کی  
 وسعت علمی ماننا نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ اور شرک ہے۔ تو اس عبارت  
 براہین کی ایسی صاف آرد ہے جس کو ہر معمولی آرد و کا پڑھنے والا یہ کہنے کیلئے  
 مجبور ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے براہین قاطعہ کے جس مضمون کو تحریر فرمایا  
 ہے وہ مضمون یقیناً اس عبارت براہین قاطعہ میں بعینہ موجود ہے کہ مولف براہین  
 قاطعہ نے واقعی شیطان لعین کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم  
 (یعنی زیادہ علم والا) ادوسع علماً (یعنی علم میں ناسد و وسیع) کہا کہ حضور علیہ السلام  
 کیلئے تو ساری زمین کی وسعت علمی حاصل مافی اور شیطان لعین کیلئے ساری زمین کی وسعت علمی  
 حاصل مافی تو اس کا نتیجہ کھلا ہوا یہ ہی تو قرار پایا کہ شیطان حضور سے علم ادوسع علماً  
 ساری زمین کی وسعت علمی کے حاصل ہونے کی بنا پر ہوا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا حسام الحرمین  
 یا مہدی الامان میں یہ تحریر فرماتا بالکل صحیح اور حق ہے۔ اب مصنف کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے  
 اص و عو کے کو کذب محض اور دروغ خالص کہنا اور انہیں مولف براہین پر تہمت لگانے والا  
 دینا خود اس مصنف کے دروغ گو اور کاذب و مفتری ہونے کیلئے کافی ہے۔ مصنف نے اپنے  
 میں ایک ورق سے زیادہ سیاہ کر ڈالا۔ مگر سولے یا وہ گوی کے کچھ نہ کہہ سکا۔ باوجودیکہ  
 حسام الحرمین میں اعلیٰ حضرت نے براہین قاطعہ کی اس قدر صاف عبارت بھی تحریر فرمادی جس سے  
 خط کھینچ دیا ہے۔ مگر مصنف کی منہ زوری اور جرات و دلیری ملاحظہ ہو وہ لکھتا ہے:-

اس کا ذب نے دعویٰ تو کیا ہے کہ وہ براہین میں تصریح کر رہے ہیں کہ ابلیس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے اعلم و اوسع علماً ہے اور اس عبارت کا کہیں تمام براہین میں پتہ نہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۱۱۱)

عواب اس کذاب مصنف کی دلیری دیکھئے کہ حسام الحرمین میں براہین کی وہ خط کشیدہ اصل عبارت مع ذیہ صغی کے موجود ہے اور اس میں عداوت لکھا ہے کہ شیطان کو وسعت علمی نص سے ثابت اور فجر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علمی کسی نص سے ثابت نہیں تو اس میں صراحتہ ہی تو یہ اقرار ہوا کہ ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے اعلم و اوسع علماً ہے مصنف اس عبارت براہین کی کوئی ایسی تاویل تو کر نہیں سکا جس سے اس عبارت کی مراد بدل جائے۔ پانچ حضرت قبلہ کے بیان کردہ مضمون کے سوا کوئی اور معنی پیدا ہو جائیگا۔ تو یہ عبارت براہین اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ مضمون میں صریح اور ظاہر المراد ہے۔ یہاں تک کہ ہر اردو خواں اس عبارت براہین کے پڑھنے کے بعد اور کوئی دوسرے معنی نہیں سمجھتا۔ حتیٰ کہ خود مصنف نے بھی مجبور ہو کر اس عبارت براہین کے یہی معنی سمجھے اور بیان کئے۔ چنانچہ مصنف کہتا ہے :-

ایں مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔  
(شہاب ثاقب ص ۱۱۳)

دیکھو اب مصنف نے بھی عبارت براہین کا مضمون یہی بیان کر دیا کہ حضور علیہ السلام کو ایک خاص علم کی وسعت نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو اس خاص علم کی وسعت دی گئی۔ لہذا اب مصنف کے نزدیک بھی ابلیس لعین اس خاص علم کی وسعت کی بنا پر حضور علیہ السلام سے اعلم و اوسع علماً قرار پایا۔ اور ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہو گیا۔ لہذا اب مصنف کے نزدیک بھی براہین میں یہ تصریح ہو گئی کہ ابلیس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے اعلم و اوسع علماً ہے۔ مصنف صاحب ابو تمہارے ہی مؤلفہ سے عبارت براہین میں یہ تصریح کرادی۔ اور تم پر اقبالی ڈگری ہو گئی۔ اور اب تو تمہیں مجھ اس عبارت کا براہین قاطعہ میں پتہ چل گیا۔ تو کاذب کا لفظ اب تمہارے اوپر ہی صادق آ گیا اور تمہاری استرار کی ہوئی نسیم الریاض کے حکم تکفیر سے انہیٹھی جی دنگو جی کافر ہو گئے۔

کتاب ۱۲۵

مصنف کو یہ جاہلانہ گفتگو کر کے سخت شرمندگی بھی اٹھانی پڑی اور اس کے اکابر پر حکم کفر اب خود اس کے اقرار سے بھی ثابت ہو گیا۔ نیز مصنف کی یہ کتنی شرناک بات ہے کہ اس عبارت کا کہیں تمام براہین میں پتہ نہیں۔ براہین قاطعہ ہزار ہا کی تعداد میں موجود ہے۔ ہر اردو خواں اس عبارت کو براہین میں تلاش کر کے اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ عبارت براہین کی تصحیح نقل کر سکتا ہے۔ مصنف کو ایسی کمزور اور ذلیل باتیں کرنے ہوئے شرم نہیں آتی اس سے یہی بہتر ہوتا کہ یہ کہہ دیتا کہ ہل میں قاطعہ کوئی کتاب ہی نہیں ہے تو اس کو جواب میں یہ اور ان سیاہ کرنے کی محنت تو نہ اٹھانی پڑتی

اور اتنے جھوٹ بولنے اور گالیاں بکھنے سے نجات ملجاتی۔ اور مصنف اب اپنی اس بات پر تہیہ بارے کہ :-

(عبارت جو نقل کی ہے وہ ہرگز صریح اس معنی پر نہیں۔)

(از شہاب ثاقب ص ۸۱)

کہ مصنف نے خود ہی وہ معنی بنا کر یہ ثابت کر دیا کہ عبارت براہین قاطعہ اسی معنی میں صریح ہے جو اعلیٰ حضرت مدرس سرہ نے اس کے معنی مخرب فرمائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ سے اہلبیس کو زیادہ علم ہے اور وہ اعلم و اوسع علماً ہے۔ لہذا مصنف کو چاہیے اب تو اس منہ پٹی اور گنگدہ ہی پر کفری فتوے دے۔ اور اعلیٰ حضرت کی موافقت کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلم الخلق ہونے پر ایمان لائے۔ پھر مصنف کا ایک نہایت جہالت آمیز مطالبہ ملاحظہ ہو :-

(بتاؤ براہین قاطعہ میں) کہیں لفظ اعلم کا آیا ہے یا کہیں اہلبیس کو اوسع علماً کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ یا کہیں یہ کہا ہے کہ معاذ اللہ اہلبیس کا علم حضور علیہ السلام سے زائد ہے یہ بحث صفحہ ۴۶ سے لے کر ۴۸ تک لکھی ہوئی ہے مگر کوئی متنفس

ان الفاظ کو کہیں سے نہیں نکال سکتا (شہاب ثاقب ص ۸۱)

تو مصنف کی اگر کتب دینیہ پر نظر ہوتی تو ہرگز ایسی جہالت کی بات نہ کہتا۔ اگر قواعد مذہب معلوم ہوتے تو ہرگز ایسا جاہلانہ سوال نہ کرتا۔ اگر اصطلاح فقہاء پر اطلاع حاصل ہوتی تو ایسا کمزور مطالبہ نہ کرتا۔ تو پہلے اس کے مطالبہ

کا جہالت آمیز ہونا ہی دکھا دیا جائے تو مصنف کے اس کلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ جیسا  
 کسی شے کے الفاظ خاص نہ پائے گئے تو اس کے معنی مراد۔ اور مضمون  
 مقصود اور ان پر دلالت و حکم بھی نہ پایا جائے گا۔ مثلاً ایک عورت کو اپنا  
 نکاح کرنا ہے اور وہ بوقت اجازت لفظ نکاح تو نہیں بولتی بلکہ بجائے  
 اس کے ہبہ یا صدقہ کے الفاظ اس طرح کہتی ہے کہ میں نے اپنا نفس اُستے  
 ہبہ کر دیا یا اُسے صدقہ کر دیا۔ تو فقہا کرام کے نزدیک تو اس نے اگرچہ  
 بجائے لفظ نکاح کے ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کہے لیکن نکاح ہو گیا۔ کیونکہ  
 نکاح کے معنی مراد اور مضمون مقصود ہبہ اور صدقہ کے الفاظ سے دلالت  
 کی جو حکم وہی ہوا جو لفظ نکاح کے کہنے میں ہوتا۔ اسی طرح کسی شوہر نے اپنی بیوی  
 کو بجائے لفظ طلاق کے لفظ تلامح کہا۔ اور یہ کہا میں نے تجھے تلامح دی۔ تو  
 فقہا کرام کے نزدیک تو لفظ تلامح سے بھی عورت اس کے نکاح سے خارج  
 ہو جائے گی۔ کیونکہ طلاق کے معنی مراد اور مضمون مقصود پر تلامح کے لفظ سے  
 دلالت کی۔ اور حکم وہی ہوا جو لفظ طلاق کے کہنے میں ہوتا۔ لہذا ان فقہانے  
 قاعدہ بیان فرمایا۔ العبرة للمعانی دون الالفاظ یعنی اعتبار معانی کا ہے  
 نہ کہ الفاظ کا۔ یہ احکام فقہ کی درسی کتابوں میں بھی ہیں مگر اس نادار مصنف  
 کو اتنا ریختا کب نصیب ہوا ہو گا۔ لہذا ہمارے بے علم مصنف کے نزدیک  
 پہلے مسئلہ میں عورت نے ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کہے ہیں اور لفظ نکاح نہیں  
 کہا ہے تو ہرگز ہرگز ہبہ اور صدقہ کے الفاظ سے نکاح نہ ہو گا۔ فقہا کے دلالت  
 معنی مراد اور مضمون مقصود پر جو حکم نکاح دیا ہے وہ غلط ہے اسی طرح

مسئلہ تانیہ میں شوہر نے لفظ تلامح کہا ہے۔ لفظ طلاق تو نہیں کہا تو لفظ تلامح سے ہرگز ہرگز طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقہا نے ولالتا معنی مراد اور مضمون مقصود کی بنا پر جو حکم طلاق دیا ہے وہ غلط ہے۔ یہ ہر دو مثالیں تو علمی بحثیں شاید مصنف کے ذہن کی رسائی نہ ہو سکے۔ آپ ایک مثال اسکی سمجھنے کے موافق اور بھی پیش کر دوں۔ کوئی مولوی صاحب اپنے وعظ میں کہیں قرآن مجید میں ہے کہ نماز فرض ہے، مجلس میں سے فوراً ایک جاہل ان سے دریا فست کر کے کہ مولوی صاحب سارے قرآن مجید میں مجھے یہ الفاظ کہیں دکھا دو کہ نماز فرض ہے۔ میں قرآن مجید کا حافظ ہوں الحمد سے لے کر والناس تک کا لہجہ ایک کلمہ مجھے خوب یاد ہے کہیں اس میں یہ الفاظ آئے ہی نہیں کہ نماز فرض ہے۔ تم ہرگز ہرگز ان الفاظ کو نہیں دکھا سکتے۔ لہذا تم سخت ذہیب ہو۔ دروغ گو ہو۔ مغتری ہو۔ تو مصنف صاحب آپ بولو کہ اس جاہل حافظ کا جیسا جہالت آمیز مطالبہ ہے اسی طرح تمہارا بھی جہالت آمیز مطالبہ ہوایا نہیں۔ لہذا اس جاہل حافظ کے مطالبہ کا آپ جو جواب دیں وہی جواب ہماری طرف سے آپ کے مطالبہ کا ہے۔ کہیے اب تو آپ کو اپنے مطالبہ کا جہالت آمیز ہونا ظاہر ہو گیا ہوگا۔

مصنف صاحب آپ اپنی جاہل دیوبندی قوم کے سامنے ان جہالت آمیز باتوں کو پیش کر کے خوش ہو جاتے ہوں گے۔ لیکن اہل علم ہی نہیں بلکہ ہر سمجھدار اور ذوالبھی آپکی اس جاہل مطالبہ پر کس قدر بری رائے قائم کرتا ہوگا اور آپکی اس لفظی ایریڈیہ کو کس حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوگا۔

اور پھر اگر اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو کیا آپکی اس عیاری سے انبیٹھوی  
وگنکو ہی کے سروں سے کفر کا بار اتر گیا۔ اور عبارت براہین کے مضمون  
کا تہمین ہونا ختم ہو گیا۔ بلکہ اس لفظی بحث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ عبارت  
براہین اپنے کفری معنی میں ایسی متعین ہے کہ تم سے کوئی ضعیف سے ضعیف  
تاویل نہ ہو سکی اسی بنا پر تم لفظوں کے ایر پھیر پر اتر پڑے۔ اور ایک ورق  
اسی... لغو و بے ہودہ بات میں سیاہ کر دیا۔ اور پھر اس مصنف کا  
ایک صریح جھوٹا اور افترا ملاحظہ ہو :-

اس دریدہ دہرے نے تو علماء حرمین کے آگے یہ ظاہر کیا کہ براہین  
میں اس امر کی تصریح کی ہے جس سے علماء حرمین کو دھوکہ  
دیا گیا۔ (از شہاب ثاقب ص ۱۸)

جواب مصنف نے اس میں ایک بات تو یہ ظاہر کی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ  
نے علماء حرمین کے سامنے اصل عبارت براہین کو اور اس کے عربی ترجمہ کو  
پیش نہیں کیا ہے بلکہ اس کے مضمون کو اپنے ان الفاظ اے علیس کا علم بنی  
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، کی عربی بنا کر علماء حرمین کے سامنے  
پیش کی ہے۔ تو یہ مصنف کا کذب محض اور صریح افترا ہے۔ اعلیٰ حضرت  
قدس سرہ نے اس کی اصل عبارت کا عربی ترجمہ کر کے اس طرح پیش کیا  
ہے۔ چنانچہ حسام الحرمین میں ہے :-

وهذا لغة التشیع بلفظہ  
اللفظی ص ۲ شیطان و ملائمت  
یہ اسد براہین قاطعہ والے کا برا  
قول خود اس کے بدلے الفاظ میں ص ۲

لخای ان هذا لا السعته  
 العلم ثبتت للشيطان  
 ملك الموت بالنص وای  
 قطعی فی سعته علم رسول  
 صلی اللہ علیہ حتی تزیدہ  
 نصوص جمیعا ویتثبت شرک  
 تب قبلہ ان هذا الشراک  
 و فیہ حبة خردل من  
 ن (ازحسام الحرمین ص ۱۵)

اب اس عبارت حسام الحرمین سے ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے  
 حرمین کے سلسلے براہین قاطعہ کی بجائے اصل عبارت کو پیش کیا۔ ہر شخص  
 عبارت کی براہین قاطعہ کی عبارت سے تصحیح نقل کر سکتا ہے لہذا اس مصنف  
 میں پہلی بات میں کس قدر کذاب و مفتری ہونا ظاہر ہو گیا۔

مصنف نے دوسری بات یہ کہی تھی کہ علماء حرمین نے براہین قاطعہ  
 اصل عبارت پر کفر کا فتوے نہیں دیا ہے بلکہ انہیں یہ دھوکا ہو گیا کہ وہ  
 حضرت کے پیش کردہ مضمون عبارت براہین قاطعہ پر جس کو اعلیٰ حضرت  
 اپنے الفاظ مذکورہ میں لکھا ہے۔ اس پر علماء حرمین فتوے کفر کا تحریر فرما گئے  
 ہم مصنف کے کذب خالص اور صریح انفرادی حقیقت کا بھی اظہار کر دیں۔  
 مفت کے سلسلہ مفتی الشافعیہ حضرت محقق مولانا السید احمد بزنجدی مصنف



غایۃ المامول ہی کے فتویٰ کا اتنا جز نقل کرتا ہوں :-

اما قول رشید احمد الکنکوہی

المذکور فی کتابہ الذی سماہ

بالبراہین القا طخہ ان ہذا

السعۃ فی العلم ثبتت للشیطان

وملک الموت بالنص وای

نص قطعی فی سعۃ علم رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حتی تردیہ النصوص جمیعا

ویثبت شرک الخ فہو کفر

من وجہین وجہ الاول

انہ صریح فی ان ابلیس واسع

العلم دونہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم وھذا استخفاف

صریح بصلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم والوجہ الثانی انہ جعل

اثبات سعۃ العلم لرسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرکا

وقد نص ائمتہ المذاہب الاربعۃ

لیکن رشید احمد گنگوہی کا وہ قول

جو اس لئے اپنی کتاب براہین قاطعہ

میں لکھا ہے کہ شیطان و ملک الموت

کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔

فخر عالم کی وسعت علم کی تون سی نص

قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو

زد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے

تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا دو وجہ

کفر ہے۔ ایک یہ کہ اس میں اس کی

نص صریح ہے کہ ابلیس کا علم وسیع ہے

نہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کا اور یہ صاف صاف حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

شان گھٹانا ہے۔ دوسرے یہ کہ

اس نے حضور سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی وسعت ماننے

کو شرک ٹھہرایا اور چاروں مذہب کے

اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ

علیٰ ان من استخف برسول اللہ  
کافروان من جعل ما هو من  
الایمان شرکاً و کفراً کافر۔  
یعنی علیہ السلام کی شان اقدس گھٹانے  
والا کافر ہے۔ اور یہ کہ جملہ کوئی ایمان  
کی کسی بات کو شرک و کفر ٹھہرائے وہ  
(از حسام الحرمین ص ۱۳۲ و ص ۱۳۳) کافر ہے۔

تو اس فتوے سے ثابت ہو گیا کہ علماء حرمین شریفین نے اصل عبارت  
براہین قاطعہ کو نقل کر کے اسی پر حکم کفر دیا ہے۔ اور انہیں کسی طرح کا دھوکہ نہیں  
ہوا ہے۔ اب اس کا زب و مفتری مصنف کی یہ دوسری بات بھی محض کذب اور  
صریح افتراءِ پائی مصنف کو اپنے اوپر لعنت اللہ علیٰ الکاذبین پڑھ کر  
دم کرنا چاہیے۔

پھر مصنف نے براہین قاطعہ کے بعض مضامین فضائل کو دلیل  
بناتے ہوئے اس کفری عبارت کی صفائی میں ایک یہ جیلہ ایجاد کیا جس کو وہ  
ان الفاظ میں لکھا ہے :-

کوئی اونے مسلمان بھی ایسا خیال بہ نسبت حضور علیہ السلام  
نہیں کر سکتا کہ کوئی بھی آپہ سے اعلم ہو چہ جائیکہ ایک عالم متبحر  
جس کی تمام عمر و مشیقات کی کتابیں پڑھانے ہوئے ہو گئی ہزاروں  
علماء اس سے کتب درسیہ و دینیہ پڑھ کر مدرس و ہادی خلق  
بن گئے یہ خیال ہرگز ہرگز اس کا ہو سکتا ہے اور نہ وہ کبھی  
گا۔ (شہاب ثانی ص ۱۰۹)

یہ تو ظاہر ہو گیا کہ مصنف عبارت براہین قاطعہ کی کوئی ایسی توجیہ و

تاویل پیش نہیں کر سکا جس سے اس کے اُدپر سے حکم کفر اٹھ جائے۔ مصنف نے اس کو شش میں بہت سی کروٹیں بدلیں کبھی اصل عبارت کے براہین میں ہونے ہی سے انکار کر ڈالا۔ کبھی اعلیٰ حضرت پر افترا کیا کہ انہوں نے علماء حرمین کے سامنے اصل عبارت ہی پیش نہیں کی۔ کبھی علماء حرمین پر دھوکہ کی تہمت لگا دی کہ انہوں نے اصل عبارت براہین پر کفری فتویٰ نہیں دیا ہے۔ جن کی حقیقت ہم نے اچھی طرح ظاہر کر دی۔ اور مصنف کی عیاری اور فریب دہی کا پردہ ہم نے اچھی طرح چاک کر دیا۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ عبارت براہین قاطعہ میں اب بھی موجود ہے اسی عبارت پر علماء حرمین نے کفر کا فتویٰ دیا ہے تو اب مصنف اس عبارت کے انکار کو چھوڑ کر اور اس کے توہین آمیز معنی لاکر اس عبارت کی بندھوئی صاحب کی طرف نسبت ہی سے انکار کرنے پر اتر پڑا کہ مولوی خلیل احمد صاحب متبحر عالم جنھوں نے عمر بھر دینیات کا درس دیا۔ ہزاروں کو پڑھا کر عالم بنایا وہ ایسی خبیث توہین نہ کر سکتے ہیں نہ لکھ سکتے ہیں۔ تو گویا مصنف کے نزدیک کسی عالم متبحر۔ استاذ العلماء سے نہ کوئی غلطی ہو سکتی ہے نہ کسی طرح کی کوئی لغزش ہو سکتی ہے اور اس کے حرام یا کفر کرنے کا تو کوئی امکان ہی نہیں ہے۔ اور اگر وہ کوئی حرام کر ہی لے یا کفر بک ہی دے تو اس کے اُدپر نہ فاسق ہونے کا حکم دیا جاسکے نہ کافر ہونیکا فتوے لگایا جاسکے۔ تب پھر اگر کوئی استاذ العلماء۔ متبحر عالم اپنی بیوی کو تین طلاق دیرے تو مصنف کے نزدیک اس کی طلاق ہو نہیں سکتی کہ وہ طلاق کے مسائل سے پورا واقف اس نے عمر بھر مسائل طلاق پڑھائے۔ ہزاروں کو مسائل طلاق کا عالم بنا دیا تو

اُسے نہ طلاق دینے کا خیال آسکتا ہے نہ وہ طلاق دے گا تو ہمارا مصنف  
تو اپنے ضابطہ کے تحت میں غالباً یہی فتوے صادر کرے گا کہ اس کی  
عورت ہرگز ہرگز مطلقہ نہیں ہو سکتی۔

اور اگر اس دیوبندی ضابطہ کو دیکھ کر کوئی دیو (شیطان) کا بندہ  
یہ کہنے لگا کہ ہمارا پیشوا المیس دیو تو اس قدر زبردست متبحر عالم ہے کہ محیط  
زمین کی وسعت کا عالم۔ تفصیل انداک کا عالم۔ علوم دینیہ و دنیویہ کا عالم  
علوم شریفہ و ذلیلہ کا عالم۔ حتیٰ کہ اعلم المخلوق نبی کریم علیہ السلام سے بڑا عالم  
اور پھر ایسا زبردست عالم جو کہ معلم الملکوت ہو۔ کر ڈر نہیں بلکہ بے شمار فرشتوں  
کا استاذ ہو۔ اور باوجود اس علم و فضل کے ایسا عابد متقی ہو جس نے  
نہ فقط محیط زمین بلکہ وسعت انداک میں سجدے کئے ہوں۔ زبردست  
عبادتیں کی ہوں۔ خدا کا انتہا درجہ کا مطیع و فرماں بردار رہا ہو پھر اپنی  
اطاعت کی بنا پر ایسے عہدوں پر عرصہ دراز تک فائز رہا ہو۔ بقول علامہ  
صادی کے چالیس ہزار برس تک خازن جنت رہا ہو۔ اسی ہزار سال تک  
فرشتوں کے ساتھ رہا ہو۔ اور بیس ہزار برس تک فرشتوں کو پسند و وعظ  
کہتا رہا ہو۔ اور تیس ہزار برس تک ملائکہ کو پسند کا سردار بنا رہا ہو۔ اور  
ایک ہزار سال تک روحانیوں کا پیشوا بنا رہا ہو۔ اور چودہ ہزار برس تک  
عرش کے گرد اطواف کرتا رہا ہو۔ اور اس کا پہلے آسمان میں نام عابد اور  
دوسرے آسمان میں نام زاہد۔ اور تیسرے آسمان میں نام عارف۔ اور چوتھے  
آسمان میں نام ولی۔ اور پانچویں آسمان میں نام تقی۔ اور چھٹے آسمان میں نام خازن۔

اور ساتویں آسمان میں نام عزازیل مشہور ہو تو اس کی طرف یہ برگزہر گو خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ اس نے خدا کے حکم کو نہ مانا ہو اور سجدہ سے انکار کیا ہو۔ قرآن کریم میں جو انکار سجدہ کی اس کی طرف نسبت ہے یہ کسی ادنیٰ سمجھ والے کی سمجھ میں بھی نہیں آ سکتی۔

کہتے مصنف صاحب اس دیو کے بندہ کا اپنے پیشوا دیو کی صفائی میں یہ استدلال صحیح ہے یا غلط ہے۔ اور اس سے شیطان کی طرف نافرمانی کی نسبت باطل قرار پائی یا نہیں۔ اور شیطان پر کافر ہونے کا حکم حق ہے یا نہیں۔ اگر آپ کہیں شیطان کی صفائی کے لئے یہ استدلال غلط ہے اور اس کی طرف نافرمانی کی نسبت صحیح ہے۔ تو آپ نے اپنے ضابطہ کو خود ہی غلط کر دیا۔ اور اپنے استدلال کو خود ہی باطل قرار دیا۔ اور یہ بھی عائن بتائیے کہ وہ اگر دیو کا بندہ تھا تو آپ بھی دیو بندی میں اس نے اگر شیطان کو ایسا جید متبحر عالم مانا تو آپ بھی تو اسے ایسا عالم بحد برہانتے ہیں۔ کہ اسے مجیب زمین کی وسعت کا علم نص قطعی سے ثابت کر رہے ہیں۔ وہ اگر اس کو استاذ ملائکہ مانتا ہے تو آپ بھی تو اسے معلم الملکوت کہتے ہیں۔ وہ اگر اس کو علم میں سب سے فائق مانتا ہے تو آپ بھی تو اسے اعلم الخلق فخر عالم سے زائد علم ثابت کر رہے ہیں۔ تو بتائیے کہ آپ اس دیو شیطان کو اب کافر کہتے ہیں یا مسلم موحد۔ آپ اگر اس کو کافر کہیں تو کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہی نے اپنے پیشوا گنگوہی جی دانبھٹی جی کے کفر سے بچانے کے لئے آخر میں سب سے بڑی دلیل یہی تو پیش کی ہے کہ انہوں نے عمر بھر دنیا کی کتابیں پڑھیں ہزاروں

ان سے پڑھ کر عالم و ہادی خلق بن گئے۔ یہی دلیل تو وہ دیو کا بندہ اپنے پیشوا دیو ابلیس کے لئے پیش کر رہا ہے کہ گنگوہی جی و انبیٹھی جی نے تو زائد سے زائد پچاس ساٹھ برس ہی دنیات کا درس دیا ہوگا۔ ہمارے پیشوائے تونہ فقط صد ہا و ہزار ہا بلکہ لکھو کھا برس تک دنیات کا درس دیا ہے انہوں نے ہزاروں عالم و ہادی خلق بنائے ہیں اور ہمارے پیشوائے تونہ فقط ہزار ہا بلکہ لکھو کھا بلکہ کروڑ ہا بلکہ بے شمار ملائکہ کو عالم و ہادی خلق بنایا۔ پھر انہوں نے زمین پر درس دیا ہے تو ہمارے پیشوائے آسمانوں پر درس دیا ہے۔ انہوں نے عوام انسانوں کو پڑھایا ہے تو ہمارے پیشوائے خواص ملائکہ کو بھی پڑھایا ہے۔ لہذا محنت کی اس دلیل سے اگر گنگوہی و انبیٹھی جی کافر نہیں قرار پاتے تو اسی دلیل سے بدرجہ اولیٰ ہمارا پیشوا شیطان بھی کافر نہیں ٹھہرا۔ جب چھوٹا علم ان کو کفر سے بچا لیتا ہے تو بڑا علم کفر سے کیوں نہیں بچائے گا۔ جب چند سال کا درس دینا اور چند عالم و ہادی بنانا ان کے لئے فتوے کفر سے مانع ہے تو لکھو کھا برس کا درس دینا اور کروڑ ہا عالم و ہادی بنانا کیوں نہ فتوے کفر سے مانع ہوگا۔

لہذا محنت صاحب اگر آپ کی اس دلیل سے گنگوہی جی و انبیٹھی جی مسلمان قرار پاتے ہیں تو اسی دلیل سے شیطان کو بھی مسلمان ٹھہرایے تو پھر آپ کا دیوبندی ہونا علی وجہ الکمال ثابت ہو جائے گا۔

مسلمانو! یہ ہیں اس مصنف اور دیوبندی قوم کے دلائل جن سے اپنے پیشواؤں کا اسلام ثابت کیا کرتے ہیں۔ کیا ایسے دلائل سے وہ مسلمان

ثابت ہو سکتے ہیں ہرگز ہرگز نہیں۔

پھر مصنف نے شہاب ثاقب ہی میں اہلبیس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم ثابت کرنے والے کے کا فر ہونے کا فتوے خود گنگوہی جی کا یہ نقل کیا۔

مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص اہلبیس لعین کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اسع علمائے وہ کا فر ہے۔ (از شہاب ثاقب ص ۹۸)

ہم گنگوہی جی کے ان متعدد فتاویٰ کا مطالبہ اور پھر ان کی تصحیح نقل کا مطالبہ مصنف سے اس وقت نہیں کرتے ہیں مگر اس قدر اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کے اگر یہ فتوے موجود ہوتے تو فتاویٰ رشیدیہ میں موجود ہوتے اور مصنف اپنی عادت کے موافق فتاویٰ رشیدیہ کے حوالہ سے انہیں لکھتا۔ لیکن جب اس نے حوالہ نہیں دیا تو ثابت ہو گیا کہ گنگوہی صاحب کا ان الفاظ میں کوئی فتویٰ نہیں معلوم ہوتا۔ یہ اس مختری کا افترا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور جب یہ مصنف اپنے خصم کی کتابیں گڑھ لیتا اور ان کے مطبع تراش لیتا ہے ان کے صفحات اور عبارات بنا ڈالتا ہے تو اپنے اکابر کے نام سے فتاویٰ کا بنا لینا اس کو کیا دشوار ہے۔ ہمیں مصنف سے گنگوہی جی کے ان منورد فتاویٰ کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس کے پاس سوائے افترا کے اور کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ اس وقت تو ہمیں یہ دکھانا ہے کہ جب گنگوہی جی کے ایسے متعدد فتاویٰ موجود ہیں اور مصنف اور ساری دیوبند کی

قوم ان کو مانتی ہے تو ان فتاویٰ سے ظاہری مصنف براہین قاطعہ مولوی  
خلیل احمد منٹھی کا کافر ہونا ثابت ہو گیا بلکہ خود گنگوہی جی مصنف حقیقی براہین  
قاطعہ کا کافر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ کہ انہوں نے یقیناً اسی عبارت براہین میں  
شیطان کا علم حضور علیہ السلام سے زائد مانا جس کا اعتراف مصنف نے بھی  
شہادتاً قسید کے ص ۳۱ پر کیا ہے۔ تو یہ فتاویٰ سے ان کے حق میں اتنی ہی ڈگری  
ہو گئے۔ مصنف نے یہ تو بہت آسانی کر دی کہ ایسا نہ نسیم الریاض کی عبارت  
تلاش کرنے کی ضرورت رہی نہ علماء دین کے فتاویٰ سے پیش کرنے کی حاجت  
رہی بلکہ مصنف نے انہیں مصنفین براہین کے فتاویٰ سے پیش کر کے خود نہیں کہ  
کافر ثابت کر دیا۔ اور یہ واقعہ یہ کہ حق بات کبھی حجاب و حجب کی زبان پر تو  
جلا اور ہو جاتی ہے۔ تو مصنف صاحب یہ اتنے ان سے کہہ کر خود تہا جسے اکابر  
پہرا گئی۔ اور فتوے صادر ہو گئے۔ تو جلد از جلد توبہ کرو۔ اور ان کتب کی  
عبارات کی بیجا حمایت اور باطل تاویل سے باز آؤ۔ اور علماء استنباط  
افترا کرنے۔ بہتان بات نہ بنے۔ ان کو گالی گالج دیجئے۔ جتنے اجتناب کرو۔ اعلیٰ اللہ علیہ السلام۔

فصل سادس اور عبارت براہین قاطعہ کی پہلی بحث

مصنف نے ایک صفحہ سے زائد تو علوم کے انواع و اقسام اور ان کے تفاوت  
مراتب۔ اور ان کے مابین بحث اشرفیت۔ اور ہر علم کے کثرت مسائل وغیرہ کی  
غیر متعلق باتوں کو لکھ کر اپنی قاطعیت کو اچھا لایا۔ لیکن نتیجہ پر آکر وہ ساری قاطعیت  
جہالت سے بدل گئی۔ چنانچہ مصنف کہتا ہے :-

جہالت ۹۹

اور ہر عاقل ہر شبہ اس کو بھی جانتا ہے کہ ادنیٰ درجہ کے علوم



پر اطلاع نہ ہونا کسی شخص کا اُس کے اُس کمال میں جو اس نے  
 باعتبار عسائوم کمالیہ و معارف علیہ حاصل کئے ہیں سر و تقاضا  
 نہیں ڈالتا۔ (شہاب ثانی ص ۱۰۱)

مصنف اپنے اکابر کی حمایت میں اندھا ہو گیا ہے۔ اور یہ نہیں سمجھتا کہ جس کو  
 ہر شے کا علم عطا کیا گیا ہو اور اس کا کمالیہ ہی ہے کہ وہ ہر چیز کا عالم ہے تو  
 اُس کے لئے اُسے درجہ کے علوم نہ مانتا صحت <sup>اطلاع</sup> طور پر اس کے کمال جاہلیت  
 سے انکار کرتا ہے اور اس کی تنقیص شان کرنا ہے۔ اور یہ اقرار کرتا ہے کہ اسے  
 ہر شے کا علم حاصل نہیں۔ ایسے جاہل نام کے عاقل انبیٹھ ہی میں بستے ہیں  
 کہ انبیٹھ فقدان عقل میں شرب المثل ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے  
 یہی کافی ہے وطن آپ کا انبیٹھ ہے

تو مصنف کا بنیادی قاعدہ ہی غلط ہے بلکہ یہ قاعدہ ہی تنقیص شان  
 رسالت کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ چنانچہ مصنف اس کے بعد اس قاعدہ  
 پر یہ تفریح کرتا ہے۔

اپنی ہی خیال تراہیں کہ نجاست کا کیرا جو دن رات نجاست  
 میں رہتا ہے بے شک نجاست کے احوال و خواص سے  
 اس قدر واقف ہے کہ جالبینوس اور اسلاطون کو مجدد بریلوی  
 کو ہرگز اس کی خبر نہیں علیٰ ہذا القیاس گٹریا بکر یوں اور اس کے  
 چرانے و غیرہ سے اس قدر واقف ہے کہ بڑے بڑے مورخ  
 و ڈاکٹر کو اس کی اطلاع نہیں اس کو اپنے ادا نے علم میں اس قدر

بڑی وسعت حاصل ہے کہ اتنی وسعت ہرگز ہرگز اس مورخ  
وڈاکٹر کو حاصل نہیں ہے۔ اسی طرح علم شعر میں متبنی اور  
الہوتام اور فردوسی وغالب کو جو وسعت حاصل ہے حضرت  
امام عظیم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل نہیں۔

(از شہاب ثاقب ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲)

جواب یہ فرض بھی کر لیجئے کہ جالینوس و افلاطون کو کیرٹے کی برابر  
نجاست کے احوال کا علم نہیں اسی طرح بڑے مورخ وڈاکٹر کو بکریاں  
چرانے میں گڈریئے کی برابر علم نہیں۔ اسی طرح حضرت امام عظیم کو شعر  
گوئی میں۔ متبنی و الہوتام فردوسی وغالب کی برابر علم نہیں تو اس کا دعویٰ کیسے  
کیا ہے کہ انہیں ہر شے کا علم حاصل ہے۔ یہ اعلم الخلق ہیں۔ انہیں اگر بعض  
چیزوں کا بالکل علم بھی نہ ہو تو ہمارے اصل دعوے پر کیا اثر۔ دعوے تو  
یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر شے  
کا علم عطا فرمایا ان کو اعلم الخلق بنایا۔ مصنف کا اس دعوے کے جواب میں  
ان لوگوں کی مثالیں پیش کرنا بالکل مبحث سے بیگانہ باتیں کرتا ہے جو

اس کے انتہائے جہل کی دلیل ہے۔ پھر مصنف کی ان مثالوں میں بھی مزید  
جہالت ملاحظہ ہو کہ کیرٹے کے لئے علم ثابت کرتا ہے اور اس کے علم کا  
جالینوس و افلاطون کے علم سے مقابلہ۔ اسی طرح چرواہے کے علم کا مورخ  
وڈاکٹر کے علم سے مقابلہ۔ اسی طرح غالب و فردوسی وغیرہ کے علم کا حضرت  
امام عظیم علیہ الرحمۃ کے علم وسیع سے مقابلہ۔ اس جاہل نے اس نقاب

میں کون سا تناسب مد نظر رکھ کر یہ مقابلہ کیا۔ اور اگر اس سے بھی قطع نظر کیجئے کہ توہین تو ذلیل کا مقابلہ کرنے سے ہو جاتی ہے۔ کیا جالیوں و افلاطون کے مقابلہ میں نجاست کے کپڑے کو لانا جالیوں و افلاطون کی توہین نہیں۔ کیا گڈ ریے کے مقابلہ میں مورخ و ڈاکٹر کا ذکر کرنا اس مورخ و ڈاکٹر کی توہین نہیں۔ کیا ثاقب و فرود کا ٹیبلٹ کے مقابلہ میں حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی لینا ان کی سخت توہین نہیں۔ افسوس یہ دیوبندی قوم توہین خدا و رسول جل جلالہ و علیہ السلام کرتے کرتے اپنے احساس توہین کو اس قدر کھو بیٹھی کہ ان کو کسی کی توہین ہی نہیں معلوم ہوتی۔ یہ لوگ اگر اس کو توہین نہیں سمجھتے تو ہم ان کے پیشواؤں کو کہتے ہیں کہ بھنگی کی جو علم خاص حاصل ہے ایسا قاسم نانوتوی کو حاصل نہیں۔ چار کو جیسا خاص علم حاصل ہے ایسا اشرف علی گوہر صاحب نہیں۔ شیطان کو جیسا خاص علم حاصل ہے ایسا رشید احمد گنگوہی کو حاصل نہیں۔ تو کیا دیوبندیوں کے نزدیک نانوتوی <sup>اسمیں</sup> و تھانوی و گنگوہی کی توہین نہیں ہوئی ضرور ہوئی۔ ذرا اس کو غور کرو اور جیا کرو۔ لیکن یہ مصنف تو ایسا گستاخ شاہی رسالت ہے کہ صاف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شہاب ثاقب میں لکھا ہے :-

ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین

کو دی گئی ہے (شہاب ثاقب ص ۱۱۳)

اور اس گستاخی کے باوجود اپنا نائنٹی غنیدہ اور اپنے اکابر کا نائنٹی

عقیدہ یہ ظاہر کرتا ہے اسی شہادتاً ثاقب میں لکھنا ہے :-

پس آپ مصداق اعطی علم الاولين والاخرين اور  
اعلم الخلاق قاطبہ ہوئے کوئی اور نے شخص بھی حضور  
علیہ السلام کے اعلم الخلاق قاطبہ بالذاتہ والصفاتہ و  
افعالہ تعالیٰ اور حکم و اسرار و کلیات کو یہ دیکھ رہے ہیں  
شک نہیں کر سکتا یہ جابیکہ اس کے خلاف کا معتقد ہو۔

(شہادتاً ثاقب علیہ السلام)

تو مصنف کو شرم نہیں آتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم علم الاولین والاخرین  
اور اعلم الخلاق قاطبہ نکھر کر بھی ابلیس لعین کو حضور کے مقابلہ میں وسوسہ  
تعلیٰ ثابت کر رہا ہے تو اس میں اس مصنف نے کیا حضور علیہ السلام کی  
توہیر نہیں کی کیا ان کے علم کو نہیں گھٹایا۔ لہذا اس نے شرہ توحید کی  
تنتیجی شان کی۔ علم شریف کو گھٹایا۔ بلکہ یہ نجاست کے کپڑے اور گھٹا  
کے مقابلہ میں بھی حضور علیہ السلام ہی کا اسم گرامی لکھنا۔ لیکن مسلمانوں کے  
خوف کی بنا پر لکھ نہ سکا۔ غرض اس کی بھی یہی ہے چنانچہ علم شعر کے متعلق  
کھل کر کہا :-

خود باری تعالیٰ فرماتا ہے ما علمتہ الشعر وما ینبغی لہ  
ہم نے حضور علیہ السلام کو شعر نہیں سکھلایا اور نہ ان کے  
لائق تھا۔ پس معلوم ہو گیا کہ بعض علوم ردیہ کا نہ جانتا انبیاء  
علیہم السلام کے کمالات میں نقص نہیں ڈالنا (شہادتاً ثاقب علیہ السلام)

مصنف نے اس میں چند عیاریاں کیں۔ پہلی عیاری یہ ہے کہ آیت صاعلمناہ  
الشعر کا ترجمہ خلافت نصریجات مفسرین محض اپنی غرض ناپاک کی بنا پر غلط  
کر گیا۔ آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے حضور علیہ السلام کو شعر کہنا نہ سکھا  
یعنی حضور کو شعر کہنے کا ملکہ نہیں دیا تو اس میں علم شعر کی نفی نہیں ہے بلکہ ملکہ  
کی نفی ہے کہ علم بمعنی ملکہ کے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے دوسری آیت  
میں ہے وعلمنہ صنعة لبوس لکم اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو تمہارے  
لئے ایک لباس (زرہ) بنانا سکھایا۔ یہاں بھی علم بمعنی ملکہ ہی کے ہے تو اس  
آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم شعر کی نفی نہیں ہے تو مصنف  
کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم شعر کی نفی کر کے غالب اور فردوسی اور  
متینی والوں نام کے لئے علم شعر ثابت کرنا یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی توہین ہے اور ان کے اعلم الخلاق قاطبہ ہونے کا صاف انکار ہے ردی  
عیاری یہ ہے کہ غالب اور فردوسی وغیرہ کے لئے حضرت امام اعظم کے مقابلہ  
میں تو صرف وسعت ثابت کی اور ان کا حضور علیہ السلام سے جو تقابل کیا  
تو حضور سے علم شعر ہی کی بالکل نفی کر دی تو حضور سرے سے عالم شعر ہی ثابت  
نہ ہو سکے اور وہ علم شعر میں اعلم قرار پائے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
عالم علم الاولین والآخرین کا بھی انکار کر دیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی  
تنقیص شان اور صریح توہین کی۔ تیسری عیاری یہ ہے کہ مصنف کا کسی علم  
کو ردی یا ردیل کہنا غلط ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی پارہ اول  
صفحہ ۵۲ پر فرماتے ہیں۔ علم فی نفسہ مذموم نیست ہرچونکہ باشد یعنی کوئی علم فی

نفسہ مذموم نہیں چاہے کسی طرح کا ہو۔ لہذا مصنف کا کسی علم کو دوی یا زویل کہنا غلط ثابت ہوا تو جو مصنف نے اس پر نتیجہ مرتب کیا تھا وہ کبھی غلط ہو گیا۔ جو بھی عیاری یہ ہے کہ بحث تو حضور اعلم الخلق صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں ہے۔ پھر اس کا اور انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کرنا مصنف کو چھوڑ دینا ہے مصنف نے قول ہر ہر کو کیوں پیش کیا اس کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف پر کیا اثر نہ معلوم ہے تھاق امور سے کیوں کتاب کو طویل کرتا ہے۔ پھر یہ مصنف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے گھٹانے کے لئے یہ استدلال کرتا ہے۔

خود رسول مقبول علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرماتے ہیں کہ انتم اعلم باہور دنیا کم کہ تم اپنی دنیا کی باتوں کے زیادہ جانتے والے ہو۔ اس کی وجہ سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ محاذ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم تھے اور نہ ان امور جزئیہ دنیاویہ کا بعض جگہ حضور علیہ السلام سے غائب ہو جانا اور نہ جانتا آپ کی علمیت میں نقص ڈالتا ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۱۱۲)

مصنف نے نمانشی عقیدہ اپنا اور اپنے اکابر محض عوام کو فریب دینے کے لئے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم علوم اولین و آخرین ہیں اور اعلم الخلق قاطبہ ہیں۔ لیکن جو اصل عقیدہ وہاں یہ تھا اس کا اب اظہار کیا کہ حضور علیہ السلام کو امور جزئیہ دنیاویہ کا علم نہ تھا۔ وہ امور اپنے

غائب تھے۔ مصنف بتائے کہ ان کلمات حدیث میں کو نسا کلمہ ایسا ہے جس کا یہ مفہوم ہو کہ حضور علیہ السلام امور دنیویہ کو نہیں جانتے تھے۔ یا وہ آپ سے غائب تھے اور حبیب کوئی ایسا کلمہ نہیں ہے تو پھر اس نے حضور علیہ السلام کے علم شریف سے امور دنیویہ کی نفی اس حدیث سے کس طرح نکالی۔ حقیقت یہ ہے کہ مصنف کو اپنے اکابر کی کفری عبارات کی حمایت میں حدیث شریف کا مضمون کچھ کا کچھ بنا پڑا۔ اور حضور علیہ السلام کا علم وسیع گھٹانا پڑا۔ مصنف نے اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے آنکھیں بند کر لی ہونگی کہ خود حضور فرماتے ہیں

سرفج لی الدنیا فانما انظر الیہما  
والی ماہوا کائن فیہما الی یوم  
القیمة کائنما انظر الی کفنی  
لہذا۔

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو  
ظاہر فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور  
جو کچھ اس میں تاقیامت ہوئی وہاں ہے  
سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں

(از مواہب لدنیہ مصری ج ۲ ص ۱۹۲)

جیسے اپنی اس متیلی کی طرف۔

اس علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹانے والے کو شرح شفا شریف میں یہ عبارت نظر نہ آئی۔ ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

وَمِنْ مَّعْجَزَاتِهِ الْبَاهِرَةُ أَيْ  
آيَاتُ الظَّاهِرِ مَا جَمَعَهُ اللَّهُ  
لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ أَيْ الْجُزْئِيَّةِ  
وَالْعُلُومِ أَيْ الْكُلِّيَّةِ وَالْمَدْرَكَاتِ  
الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِينِيَّةِ وَالْأَسْرَارِ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
ردشن معجزات میں سے یہ ہے کہ  
اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے معارف  
جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدارکات ظنیہ  
اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ

الْبَاطِنِيَّةِ وَالْأَنْوَارِ الظَّاهِرِيَّةِ  
 وَخَصَّةٍ بِهِ أَيْ مَا خَصَّهُ بِهِ مِنْ  
 الْأَطْلَاعِ عَلَى جَمِيعِ مَصَالِحِ الدُّنْيَا  
 وَالدِّينِ أَيْ مَا يَنْصُرُ بِهِ إِصْلَاحَ  
 الْأُمُورِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالْآخِرَوِيَّةِ  
 اسْتَشْكَلَ بِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ الْأَنْصَارَ يَلْقَحُونَ  
 نَحْلَ فَقَالَ لِمَ تَرَكْتُمُوهُ فَتَرَكُوهُ  
 لَمْ يَخْرُجْ شَيْئًا وَأَخْرَجَ شَيْهًا فَقَالَ  
 أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَهْرَادِ بِنَاكُمْ وَأَجِيبُ  
 بِأَنَّهُ رَأَى مَا كَانَ ظَنًّا مِنْهُ لَا وَحْيًا  
 وَقَالَ الشَّيْخُ السَّيِّدِيُّ مُحَمَّدُ السَّنْدِيُّ  
 إِذَا دَانَ يَكْمَلُهُمْ عَلَى خَلْقِ  
 لِحَاثِدٍ فِي ذَلِكَ إِلَى بَابِ التَّوَكُّلِ  
 وَآمَّا هَذَا كَقَوْلِهِمْ يَتَنَبَّلُوا فَقَالَ  
 أَنْتُمْ أَعْرَفُ بِدُنْيَاكُمْ وَكُلُوا مَتَشَلُّوا  
 كَلُوا فِي سِنْتِهِ وَسُنَنِ بْنِ لَكْفُوا أَمْرًا  
 هَذَا هِ الْمَحْتَةُ . انتهى .

(شرح شفا شریف ص ۱۴۲)

جمع کئے اور آپ کو دنیا و دین کی تمام  
 مصلحتوں پر اور امور دنیویہ اور اخرویہ  
 کی اصلاح جن سے تمام ہوتی ہے  
 ان پر اطلاع دیکر خاص کیا اس پر اعتراض  
 وارد ہو سکتا ہے۔ ایک مرتبہ حضور نے  
 ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلیق نحل (یعنی خرما  
 کے نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے  
 تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور بچھل زیادہ لائے)

حضور نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے  
 (تو شاید بہتر ہوتا) لوگوں نے اس کو  
 چھوڑ دیا پس بچھل نہ آئے یا کم اور  
 خراب آئے۔ تو حضور علیہ السلام

نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خراب

جاتے ہو۔ اس اعتراض کا جواب دیا

گیا کہ یہ حفاور کا ظن تھا کوئی وحی اس

بارے میں نازل نہیں ہوئی تھی۔ شیخ

سنوسی نے فرمایا کہ حضور نے ان کو خراب

وخلانا عواد پر برا نگیختہ کرنے اور با

توکل کی طرف پھینچانے کا ارادہ کیا تھا



انہوں نے اطاعت نہ کی (اور جلدی کی) تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خرید ہی جاؤ۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے (اور تلمیح نخل نہ کرتے) تو انہیں تلمیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔

اس حدیث شریف اور اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضور بنی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم کلیہ و جزئیہ، حرکات ظنیہ اور یقینیہ، انوار ظاہرہ و اسرار باطنہ، امور دنیویہ و اخرویہ سب پر اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا۔ دین و دنیا کی تمام مصلحتیں انہیں بتائیں۔ دنیا ہی کو ان پر ظاہر فرمادیا۔ جو کچھ تاقباً ہونے والا ہے وہ سب انہیں اس طرح دکھادیا جیسے اپنی ہتھیلی کا دکھینا اور حضور نے جو انصار سے فرمایا تھا انتم علم ہا مرد دنیا کم کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خوب جانتے ہو۔ یہ ان کی جلد بازی اور بے صبری پر تنبیہاً فرمادیا ورنہ وہ اگر سال دو سال صبر کرتے تو انہیں تلمیح نخل کی محنت ہی سے نجات مل جاتی۔ مصنف نے ان تصریحات کے خلاف محض اپنے اکابر کی کفری عبارات کی حمایت کے جذبہ پر ادھر تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع کو اس طرح گھسایا کہ امور دنیویہ ہی کو آپ سے غائب ٹھہرایا۔ اور انہیں حضور علیہ السلام کے احاطہ علمی سے خارج قرار دیا۔ اور حضور کو امور دنیویہ کا عالم نہ مانا۔ تو اس مصنف نے حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم الخلاق ہونیکا اعانہ کیا کیا۔ عالم علوم اولین و آخرین نہ مانا۔ انہیں ہر شے کا عالم نہ جانا بہذا پیش رسالت میں کھلی ہوئی گستاخی۔ صریح توہین کر رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ کس دلیری سے یہ کہتا ہے کہ یہ حضور کی علمیت میں نقص نہیں ڈالتا ہے۔

ہی تو امور دنیویہ کو حضور کے احاطہ علمی سے خارج کر کے صاف طور پر آپ کی  
ت علمی کو گھٹا رہا ہے۔ اور یہ بھی کہتا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی علمیت میں نقص نہیں  
نا ہے۔ تو یہ حضور کی شان علمیت میں مزید استہزاد تمسخر ہوا جو توہین کو مستلزم  
اور ادھر شیطان لعین کی وسعت علمی کو اس طرح بڑھاتا ہے :-

اسی طرح جزئیات کو نبیہ کے بعض افراد کا علم اگر خبیث ابلیس کو  
بوجہ اس کے کہ وہ عالم کے اضلال و امتحان کے لئے پیدا کیا گیا ہے  
دے دیا گیا ہو اور وہ خبیث ہر وقت اپنی توجہ کاملہ کو اسی طرف  
رکھتا ہو جیسا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔  
(شہاب ثاقب ص ۱۲)

نصف نے شیطان سے اپنی خوش اعتقاری کا صاف اظہار کر ہی دیا کہ شیطان  
سخت علمی کا یہ حال ہے کہ اُسے جزئیات کو نبیہ کا علم دیدیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو دیکھو  
مصنف نے کتنے صاف الفاظ میں شیطان کو جزئیات کو نبیہ کا عالم مان لیا۔  
سب براہین قاطعہ نے تو شیطان کو صرف محیط زمین ہی کی وسعت کا عالم مانا  
مگر اس مصنف نے نہ صرف محیط زمین کا عالم بلکہ جزئیات کو نبیہ یعنی امور دنیویہ  
لم مانا تو اب مصنف کا یہ دعوے بلکہ عقیدہ ہوا کہ شیطان کے لئے جزئیات  
یہ اور امور دنیویہ کا علم حاصل ہے۔ اور اس دعوے کے ثبوت میں نہ کوئی  
تائید پیش کی نہ کوئی حدیث نقل کی۔ مصنف نے محض اپنی جاہل دیوبندی قوم  
اس پر ایمان لانے کے لئے یہ ضرور لکھ دیا ہے۔ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر  
مت کرتی ہیں تو دیوبندی قوم تو آنکھیں بند کر کے اس کو مان ہی لیگی۔ لیکن ہر طاقت

اس مصنف سے مطالبہ کرے گا کہ وہ متعدد آیتیں اور احادیث کون سی ہیں اور کس نے انہیں پیش کیا ہے۔ اور وہ کس کتاب میں ہیں اور ان کی دلالت کس کی ہے۔ ان آیات و احادیث کو جنہیں شیطان کے عالم جزئیات کو نیہ ہونے کی دلالت ہے نہ تو کہیں اس کتاب شہاب ثاقب میں مصنف نے پیش کیا براہین قاطعہ میں نقل کیا۔ مصنف میں اگر کچھ بھی جیا وغیرت کا کوئی ثابہ ہے تو جلد از جلد ان متعدد آیات و احادیث کو پیش کرے جن میں شیطان عالم جزئیات کو نیہ پر دلالت ہے۔ قرنیہ اس کا مقتضی ہے کہ اس کے پاس ایک بھی ایسی آیت و حدیث نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو وہ بجائے ان۔

اس قیاس کرنے کے محنت نہ کرتا بوجہ اس کے وہ عالم کے اضمحلال و انہ

کے لئے پیدا کیا گیا اور وہ ہمیشہ ہر وقت اپنی توجہ کاملہ کو کسی طرف مجھے دکھانا ہے کہ مصنف <sup>شیطان</sup> کے عالم جزئیات کو نیہ ہونے پر تو بغیر کسی آیت و حدیث کے اور بلا کسی دلیل شرعی کے محض اپنے قیاس قاسد ہی ثابت کر کے ایمان لے آیا اور اسی کو اپنا عقیدہ بنا لیا۔

لیکن یہ مصنف اس کے مقابلہ میں اعلم خلائق۔ واقف اسرار عالم علوم اولین و آخرین۔ مطلع مصالح دنیا و دین۔ حاوی علوم کلیہ و جزئیہ امور دنیویہ و اخرویہ۔ سید انبیاء و مرسلین و محبوب رب العالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع کو کس قدر گھٹانا اس کے بعد ہی شہاب ثاقب میں کہتا ہے :-

| (اور حضور علیہ السلام سے اس قسم کے جزئیات غائب ہوں) |

اور ایسے جزئیات کے جاننے سے بوجہ عدم درود و نصوص  
 صریحہ انکار کیا جائے لٰمَحْضًا (از شہاب ثاقب ص ۱۲۲)  
 مصنف نے ہمیں اپنا عقیدہ نہایت کھل کر ظاہر کر دیا کہ حضور علیہ السلام  
 سے جزئیات کو نبیہ۔ اور امور دنیویہ غائب ہیں اس لئے کہ حضور کے لئے  
 جزئیات کو ثابت کرنے والی کوئی نص صریح وارد نہیں ہوئی تو حضور  
 علیہ السلام کے لئے امور دنیویہ کے علم کا صاف انکار کیا جائے۔ یہ مصنف  
 ابیٹھی جی اور گنگوہی جی سے بھی بڑھ گیا کہ وہ صرف محیط زمین کی وسعت  
 علی حضور علیہ السلام کے لئے منکر تھے اور اس مصنف نے حضور علیہ السلام  
 کے لئے نہ صرف محیط زمین کی وسعت علمی کا انکار کیا بلکہ جزئیات کو نبیہ و امور  
 دنیویہ کا بھی صاف انکار کر دیا۔ تو اس مصنف نے حضور علیہ السلام کے علم  
 وسیع کو گھٹایا اور آپ کی علمیت میں یہ نقص نکالا۔ اور یہ صریح توہین شان  
 رسالت ہے۔ اور خالص اس کا شیطان کے لئے جزئیات کو نبیہ کا علم بلا کسی  
 نص صریح کے پیش کئے مان لینا اور اسکے مقابلہ میں حضور علیہ السلام  
 کے لئے ان کے علم کا صاف انکار کرنا کیا حضور علیہ السلام کی بدترین توہین  
 نہیں۔ اور پھر مصنف کا جزئیات کو نبیہ کا علم شیطان کے لئے تو بلا کسی نص  
 صریح کے ماننا اور حضور علیہ السلام کے لئے یہ کہہ کر انکار کرنا کہ نصوص  
 صریحہ وارد نہیں ہیں کیا صریح بے ایمانی اور دشمنی رسول نہیں ہے  
 اس دشمن رسول کو قرآن و حدیث میں نصوص صریحہ نظر نہیں آئیں۔ بخیال  
 اختصار چند نصوص صریحہ پیش کرتا ہوں :-

(آیت) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا - (سورۃ النساء ۷۰)

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(حدیث) فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رِازِ مَشْكُوتِ شَرِيفِ صَدَقَاتِ (حدیث) فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ فَعَرَفْتُ رِازِ مَشْكُوتِ شَرِيفِ صَدَقَاتِ

پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ پس مجھے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

اور مواہب لدنیہ کی حدیث ابھی گزری کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا۔ پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تاقیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کی طرف۔ اس آیت کریمہ میں جب یہ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی حضور نہ جانتے تھے اس کو سکھا دیا تو کیا جزییات کو نہ اس آیت کے عموم میں داخل نہیں ہوئے احادیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں نے سب کو جان لیا۔ مجھے ہر چیز ظاہر ہو گئی۔ میرے لئے دنیا کو ظاہر کر دیا گیا۔ اور اس میں جو کچھ تاقیامت تک ہونے والا ہے سب کی طرف میں مثل اپنی ہتھیلی کے دیکھ رہا ہوں۔ تو وہ جزییات کو نہ آسمان و زمین کے احاطوں سے کیا خارج ہیں۔ یا کیا وہ شے نہیں ہیں اور کیا وہ دنیا کی تاقیامت ہونے والی چیزوں سے خارج ہیں تو آیت سے زیادہ روشن طور ثابت ہو گیا کہ وہ جزییات کو نہ

دُ امورِ دنیویہ انہیں احادیث و آیت کے عموم میں داخل ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ علمی میں داخل ہیں۔ تو یہ نصوص صریحاً اس مصنف کو نظر نہ آئیں۔ مگر کیسے نظر آ سکتی تھیں۔ جب آنکھوں پر عداوت رسول کا چشمہ لگا ہوا دل میں عداوت رسول بھری ہوئی ہو تو اس مصنف نے کیسا صاف انکار کر دیا۔ اور شیطان کی محبت سے دل لبریز ہے کہ اپنے آپ کو دیوبندی کہتا ہے لکھتا ہے تو اپنے شیخ دیوبند کے لئے کیسا منہ بھر کر جزئیات کو نیہ کا علم مانا اور محض برائے محبت اُلفت کہہ دیا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور پھر لکھتے تو لکھ گیا مگر کوئی آیت و حدیث پیش نہ کر سکا پھر بھی شیطان کے عالم جزئیات کو نیہ ہونے پر بلا نصوص صریح ہی کے ایمان لے آیا۔ یہ ہے اس دیوبندی قوم کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت و دشمنی کا نمونہ۔ اور اس کے مقابلہ میں شیطان سے محبت و عقیدت کا زبردست جذبہ۔ اسے دیوبندی کہتے ہیں ایسی تاویلیں کفر سے نہیں چا سکتیں توبہ کرو۔ شر او۔ بارگاہ رسالت کی گستاخیوں سے باز آؤ۔

مصنف کی عبارت براہین قاطعہ کے متعلق تمام فریب کاریاں ختم ہو چکی ہیں وہ خود بھی یہ سمجھ رہا ہے کہ اس کی یہ تحریفیں سب نہیں سکتیں اور مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم جزئیات کو نیہ کی نفی کو قبول نہیں کریں گے تو وہ اس فریب دینے پر اتر پڑا کہ جزئیات کو نیہ دُ امورِ دنیویہ کا علم کوئی کمال ہی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

ان جزئیات دنیاویہ حادثہ کا علم کوئی کمال نہیں ہے۔ علان  
 بریں ان کی طرف توجہ کرنا خود حضور علیہ السلام کے منصب  
 علیا کے مناسب نہیں۔ جیسے کہ شعر کہانتہ و سحر و غیرہ کی طرف  
 توجہ کرنا خلافت شان کمالی حضور علیہ السلام ہے ہزار ہا اقا<sup>د</sup>  
 اس قسم کی موجود ہیں کہ آپ کو بہت سے جزئیات مخصوصہ کا  
 علم نہ ہوا۔ پس مدار کمال و فضل یہ جزئیات ہرگز نہیں نہ ان کی  
 وجہ سے علمیت و وسعیت علم تھی۔ ملخصاً (شہاب ص ۱۱۲)

مصنف کی شوخی و عیاری ملاحظہ ہو کہ دعویٰ تو اتنا بڑا کر دیا کہ جزئیات  
 دنیاویہ کا علم کوئی کمال نہیں اور دلیل کچھ نہیں۔ اگر اس کے دعویٰ میں  
 اونے سا بھی صداقت کا شائبہ ہوتا تو اس پر کوئی آیت پیش کرتا یا کوئی  
 حدیث نقل کرتا۔ محض منہ زوری اور وہ بھی آیات و احادیث کے خلاف  
 اس کو شرم نہیں آتی۔ ہم نے اُدپر ثابت کیا کہ فی نفسہ کوئی علم مذموم و قبیح  
 نہیں ہر عاقل جانتا ہے کہ ہر چیز کا جاننا کمال ہے اور نہ جاننا بے  
 کمالی ہے۔ مصنف اس قدر جاہل اور مذہبگستاخا واقعہ ہے کہ جزئیات دنیاویہ  
 اور شعر و کہانتہ و سحر و غیرہ کے علوم کو جب قبیح جانتا ہے اور ان کے علوم کو  
 خلافت شان رسالت کہتا ہے تو اس کے نزدیک ان جزئیات دنیاویہ اور  
 شعر و کہانتہ و سحر و غیرہ کے علوم اللہ تعالیٰ کو بھی حاصل نہ ہونگے کہ اس کی  
 ذات پاک قبیح و مذموم سے منزہ و پاک ہے۔ اور جب ان کے علوم شان  
 رسالت ہی کے خلافت ہیں اور شان رسالت کے لئے کمال نہیں تو شان

یت کے تو بدرجہ اولیٰ خلاف ہوں گے اور اس کے لئے بھی کمال نہ  
 آگے۔ پھر تو اللہ تعالیٰ وہابیہ کے نزدیک بِكَلِّ شَيْءٍ عَلَيْنَا ہر قرار  
 یا۔ بولو۔ وہابیہ تم اللہ تعالیٰ کے ہر شے کے عالم ہونے پر ایمان لائے  
 انہیں۔ اگر کہو کہ خدا کے بکل شئی علیہم ہونے پر ایمان لائے ہیں تو جزئیات  
 یہ۔ شعر کہانت۔ سحر وغیرہ بھی تو شے ہونے کی بنا پر اسی کے تحت میں  
 ل ہوئے تو اللہ تعالیٰ جزئیات دنیویہ۔ شعر۔ کہانت سحر وغیرہ کا بھی  
 ہوا۔ اور ان کے علوم تمہارے نزدیک قبیح و مذموم تھے۔ تو تم نے قبیح  
 دم کو خدا کے لئے ثابت مانا اور یہ صریح کفر ہے۔ نیز تمہارے عقیدے میں  
 کے علوم کا حصول کمال نہیں تو تم نے بے کمالی کو خدا کے لئے حاصل مانا  
 یہ بھی کفر ہے۔ لہذا اب کھل کر بلا اعلان کہو کہ ہمارے دیوبندی عقیدے  
 اللہ تعالیٰ ہر شے کا جاننے والا نہیں ہمہا کے بکل شئی علیہم ہونے پر ایمان  
 لئے نہیں لائے کہ جزئیات دنیویہ۔ شعر۔ کہانت۔ سحر وغیرہ علوم رذیلہ  
 ہم و قبیح ہیں جب یہ شان رسالت ہی کے خلاف ہیں تو شان الوہیت  
 بھی خلاف ہوئے ان کے حصول میں خدا کے لئے کوئی کمال نہیں یہ  
 کی شان اعلیٰ و ارفع کے مناسب نہیں تو تمہارے نزدیک خدا ان کا ہرگز  
 علم نہیں ہوا۔ اور شیطان ان کا جاننے والا تمہارے نزدیک بدالمت آیات  
 مارٹ ہے تو اسے وہابیہ۔ اب یہ چھاپو۔ کہ جزئیات دنیویہ۔ شعر۔ سحر  
 برو کے علوم خدا کو تو حاصل نہیں ہاں شیطان کو ان کے تفصیلی علوم حاصل  
 اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کرو کہ چونکہ کمال و فضل یہ جزئیات دنیویہ



ہرگز نہیں تو کسی طرح اہلس لعین کا خدا سے اعلم و ادع علماً ہونا لازم نہیں آتا  
اگر واقعی تم نے ایسا چھاپا دیا تو پھر تو تمہارے دیو کا بندہ اور دیوبند  
ہونے پر ہر ہی لگ جائے گی۔

مصنف کی کچھ آنکھیں کھلیں کفری عبارت کی حمایت کا نتیجہ یہ نکلا  
تمہارے استدلال اور کلام سے شان الوہیت کی بھی کیسی سخت توہین  
اور اس کے عقیدے میں خدا بھی بکل شی علیہم نہیں قرار پایا۔ اور اہلس  
کا علم خدا کے علم سے زائد ٹھہرا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسلمانو! یہ ہے اس مصنف کی غلط گفتگو کا ناپاک نتیجہ۔ اس گستا  
خانی علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ احترام ہے نہ شان الوہیت کی  
کا کچھ لحاظ ہے۔ بلکہ اس کی توجہ اپنے شیخ شیطان لعین کے وسعت علم  
کرنے کی ہے یا اپنے اکابر کے کفر کے حمایت کرنے کی۔ اس نادان کی سمجھ یہ  
ہے نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کا کمال علمی اسی میں ہے کہ وہ ہر شے کا علیم ہو۔ اس  
فضل و عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال علمی بھی یہی ہے۔  
وہ ہر شے کے عالم ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں گذرا فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ  
یعنی مجھے ہر شے ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان بھی لیا۔ ہر شے کا جاننا کمال  
اسی شکر نعمت کی بنا پر حضور نے اپنے کمال علمی کا اظہار فرمایا۔ اس مضمون  
بکثرت آیات و احادیث موجود ہیں۔ جن میں سے متعدد میں نے اپنی کتاب  
رد سیف یمانی میں پیش کی ہیں۔ توجیب نصوص صریحہ سے حضور بنی کریم صلی  
علیہ وسلم کے لئے ہر شے کا علم ثابت ہو چکا۔ تو مصنف کا ان کے خلاف

دنیویہ اور شجر۔ کہانت و سحر وغیرہ کا آپ کے احاطہ علمی سے خارج کرنا کیا حضور  
 کے علم شریف کو گھٹانا اور تنقیص شان رسالت کرنا نہیں ہے۔ توجہ عبارت  
 براہین میں صریح تلبین تھی وہ باقی رہی بلکہ وہ توہین اس مصنف کی تقریر  
 سے اور واضح ہو گئی۔

اب باقی رہا مصنف کا یہ صریح جھوٹا کہ ہزار ہا ایسی احادیث ہیں  
 جن سے حضور علیہ السلام کو جزئیات مخصوصہ کا علم نہ ہوتا ثابت ہوتا ہے  
 اگر کوئی ایسی ایک حدیث بھی مصنف کو ملجاتی تو اس کو بہت اچھل کر پیش  
 کرتا اور جب اس نے ایک حدیث بھی پیش نہیں کی تو ثابت ہو گیا کہ سخت  
 جھوٹا اور منفری ہے اس کی اس طرح لکھ دینے کی عادت ہے جیسے ابیس  
 نے لے لے جزئیات کو نبیہ کے اثبات میں صرف یہ لکھ دیا تھا کہ متعدد آیات و  
 احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ حالانکہ وہاں ایک آیت یا ایک حدیث  
 بھی پیش نہ کر سکا۔ اسی طرح اس نے یہاں بھی لکھ دیا ہے کہ ہزار ہا احادیث  
 موجود ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث بھی اگر موجود ہوتی تو اسے پیش  
 کرتا۔ اور نفی علم کی احادیث ہو بھی نہیں سکتیں جب بکثرت احادیث میں یہ  
 آچکا کہ حضور علیہ السلام کو ہر شے کا علم پیدا کیا جن میں سے چند احادیث بھی  
 ہم نے پیش کیں۔ لہذا یہ مصنف سخت جھوٹا ہے۔ بڑا کذاب ہے۔ بہت  
 منفری ہے۔ اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔

پھر مصنف عبارت براہین قاطعہ کی توجیہ اپنے ان الفاظ میں

بیان کرتا ہے :-

وہاں مطلق علم کی وسعت پر ہرگز بحث نہیں اسی وجہ سے لفظ یہ "کا ذرا" رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وسعت یعنی جس میں بحث ہو رہی ہے اور جس کو صاحب انوار معاملہ نے ذکر کیا ہے اور پہلے جس میں گفتگو ہوتی چلی آ رہی ہے پس مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ افسال عالم کرے۔ (از تہاب ثاقب ص ۱۱۳)

مصنف عبارت براہین میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے لیکن کوئی بات بنائے سے بنتی نہیں۔ اس کا کفر بجائے اٹھنے کے اور مستحکم ہوتا ہے ہم مصنف کی خاطر سے اگر یہ بھی تسلیم کر لیں کہ بحث مطلق علم کی وسعت پر نہیں ہے اور بحث محیط ارض کی وسعت پر ہے اور لفظ یہ کا اشارہ اسی کی طرف ہے۔ تو عبارت براہین قاطعہ کا مضمون بقول مصنف یہ ہوا کہ محیط زمین کی وسعت علی حضور بنی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دی گئی۔ اور شیطان لعین کو دی گئی ہے۔ لہذا صاحب براہین کا محیط زمین کی وسعت کا ہی علم شیطان لعین کو تو ثابت کرنا اور اس کے مقابلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صاف انکار کرنا کیا حضور کے علم وسیع کا گھٹانا نہیں ہے۔ اور کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدترین توہین نہیں ہے۔ مگر مصنف کی تفہیم کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میزان صرف مبتدی طالب علم سمجھ لیتا ہے۔ مگر مولوی اشرف علی تھانوی نہیں جانتے تو کیا اس نے تھانوی صاحب کی توہین نہیں کی۔ کیا مصنف والا عذر کام دے جائے گا کہ تھانوی صاحب کے لئے ایک علم خاص ہی کا تو

کار کیا ہے۔ مطلق وسعت علم کا انکار تو نہیں کیا۔ لہذا تھانوی صاحب کی توہین  
 بن ہوئی مائے گستاخان شان رسالت ایسے عذر اس کو کفر سے نہیں بچا سکتے۔  
 تو یہ کروادہ ایسی گستاخیوں سے باز آؤ۔  
 پھر جب مصنف نے دیکھا کہ اس توجیہ سے بھی کام بنتا نظر نہیں آتا تو براہ  
 یہ اس کی ایک یہ مثال پیش کرتا ہے۔

دیکھئے کوئی بھی سببویہ اور ابن حاجب کو امام ابوحنیفہ سے اعلم نہیں  
 کہہ سکتا۔ اسی عبارت میں مذکور ہے۔ "اور ملک الموت سے افضل  
 ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں  
 ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ پس بحث ایک  
 خاص علم کی وسعت میں ہو رہی ہے اور اسی کا جواب دیا جا رہا  
 ہے (شہاب ثاقب ص ۱۱۳)"

مصنف کی ایسی بے شکل مثالوں کے مکمل جوابات اور پرگندہ چلکے کہ سببویہ اور ابن  
 حاجب اگر ایک خاص فن میں جب انہیں زیادہ کمال حاصل ہے تو انہیں اس فن  
 کے لحاظ سے اعلم کہا جاسکتا ہے اور حضرت امام اعظم کو ہر فن کے اعتبار سے اعلم نہیں  
 مانا جاتا ان کے لئے یہ دعویٰ ہی نہیں ہے کہ وہ ہر فن کے امام ہر شے کے عالم ہیں۔ تو یہ مثال  
 بے محل ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو یہ عقیدہ ہے کہ آپ اعلم المخلوق ہیں ہر شے  
 کے عالم ہیں۔ تو ان سے ایک شے کے علم کا انکار کرنا اور ان کے مقابلہ میں اسی شے  
 کا علم کسی دوسرے مخلوق کے لئے ثابت کرنا ان کے علم وسیع کو گھٹانا ہے جس میں

انکی صریح توہین ہے۔

مصنف کا انداز اس کے اکابر کا نام لکھتی عقیدہ تو یہ تھا جس کو اس نے اسی شہاب  
ثاقب کے صلتہ میں ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

یہ حضرات (اکابر علماء دیوبند) علم اور ماسوا کے جتنے کمالات میں سب میں  
بعد خداوند اکرم عزائمہ مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا ہے۔ علوم ادبین و  
آخرین سے آپ مالامال فرماتے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق  
آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ آپ  
سے افضل ہو۔

اب دیوبندی اصلی عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت  
سے زیادہ تو کیا بلکہ برابر بھی نہیں یہاں تک کہ مصنف نے بھی شیطان کو آپ سے  
زائد علم ثابت کیا دیکھو شہاب ثاقب ص ۱۱۳) تو دیوبندی اصلی عقیدہ یہ ہے  
کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت سے بھی کم ہے اور شیطان سے  
بھی کم ہے۔ اور پھر عذر یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت ہم حضور کے لئے نہیں  
لمنتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اسی خاص علم کو ملک الموت اور شیطان کے لئے  
ثابت کر رہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے دیوبندی خاص علم کی وسعت میں  
حضور علیہ السلام سے زائد ملک الموت اور شیطان کو عالم لمنتے ہیں۔ تو یہ  
کیا علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص نہیں۔ اور کیا شان مصطفیٰ صلی  
اللہ علیہ وسلم کی بدترین توہین گستاخی نہیں۔ تو صاحب براہین قاطعہ یقیناً  
کافر ثابت ہو گیا کہ اس نے صاف طور پر ملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام

لعلم سے زائد مانا۔ بلکہ اس کے کافر ہونے کا اقرار خود اسی کی زبان سے  
 پیش کرتا ہوں۔ المہند میں صاف لکھا ہے۔

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم  
 نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔

المہند مطبوعہ ساڈھورہ ص ۲۲

یہ صاف دیکھو خود اسی نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۲ پر یہ صاف لکھا ہے:-

اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت  
 نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو  
 چہ جائیکہ زیادہ:-

اس میں خود ہی اقرار کر لیا کہ ملک الموت کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ  
 زائد مانا۔ مسلمانو! یہ ہیں ان کی شان رسالت میں گستاخیاں و بے ادبیاں  
 العیاذ باللہ تعالیٰ۔

پھر مصنف علم کی تحقیق کرتے ہوئے یہ اقرار کرتے ہیں:-

ہمارے مقدس بزرگان دین کے نزدیک کسی کے علم ہونے  
 کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص ایسے ایسے علوم شریفہ و معارف  
 کمالیہ کو حاوی اور جاننے والا ہو۔ جن کو دوسرا شخص نہ جانتا  
 ہو۔ پس ان علوم نہ جاننے والے سے اس شخص کو علم اور  
 ادب و علم اور نائذ فی العلوم کہیں گے اگرچہ اس شخص ثانی میں  
 وہ علوم موجود ہوں جو کہ نہایت ادنیٰ درجہ کے نسبت شخص

تو وہ اپنے ہی حکم سے کافر ہو گیا اور اقلانی ڈگری ہو گئی اور مصنف  
 بھی کافر ہو گیا کہ اس نے بھی شیطان کا علم نبی علیہ السلام سے

سابق کے علوم کے ہیں۔ ا شہاب ثاقب ص ۱۱۳

مصنف صاحب تمہارے نزدیک کے معنی اعلیت کو کون پوچھتا ہے۔  
 معنی سلف میں سے کس نے بیان کئے ہیں۔ اور کونسی معتبر کتاب میں ہے  
 اس کا بھی حوالہ دیا ہوتا۔ اور جب حوالہ ہی نہیں دیا تو معلوم ہوتا ہے کہ  
 ان بزرگان دین سے مراد دیوبندی تھے ہیں۔ اور یہ معنی ہو بھی انہیں  
 ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ ہر شے کا علم کمال ہے اور نہ جانتا ہے کمالیہ  
 اور جب ایک شخص ایک فن کو جانتا ہے اور دوسرا اس کو بالکل نہیں جانتا  
 تو ہر ذی عقل ان میں فرق عالمیت اور غیر عالمیت کا کرتا ہے کہ جانتے وہ  
 کو عالم کہیں گے اور نہ جانتے والے کو غیر عالم یعنی جاہل کہیں گے۔ مثلاً  
 زید علم طب کو جانتا ہے تو عالم طب کہا جائے گا۔ توفیر اور عمر میں بلحا  
 طب فرق عالمیت اور جاہلیت کا ہوا کہ زید عالم الطب کہلا جائے گا اور  
 جاہل عن الطب کہلائے گا۔ اور اعلیت کا فرق یہ ہوتا ہے کہ زید تو علم  
 میں بہت کافی مہارت و کمال رکھتا ہے اور خالد علم طب کو جانتا ہے  
 اس کو زید کی برابر مہارت اور کمال طب میں حاصل نہیں تو کہا جائے گا کہ  
 میں زید بمقابلہ خالد کے علم و ادب علمائے۔ یا یوں سمجھئے کہ مدرس عربی  
 صدر مدرس تو صرف علم حدیث و علم تفسیر و علم فقہ کی اچھی مہارت و مش  
 درس کی رکھتا ہے۔ اور علم منطق۔ علم فلسفہ۔ علم ریاضی۔ علم حساب۔ ع  
 نحو۔ علم معانی۔ علم ادب۔ وغیرہ علوم مر و جبہ کا علم تو رکھتا ہے لیکن اُن  
 اُن کے درس کی مشق نہیں۔ اور مدرس دوم ان سب علوم اور علم حدیث

علم تفسیر۔ علم فقہ کے بھی درس و تہارت اچھی رکھتا ہے جب تو اس مدرس دوم کو درس اول سے اعلم اور اوسع علا کہیں گے۔ اور اگر وہ مدرس اول سوائے تفسیر و حدیث اور فقہ و اصول فقہ کے اور ان علوم درسیہ کو جانتا ہی نہیں اور مدرس دوم تمام درس نظامی ان چاروں اشرف علوم اور باقی تمام مروجہ علوم کا سب سے اچھا عالم ہے۔ تو صرف مدرس اول کو بوجہ اشرف علوم کے عالم ہونے کے بمقابلہ اس مدرس دوم کے اعلم و اوسع علماً اور زائد فی العلوم کہتا کسی عاقل کا قول تو ہو نہیں سکتا۔ تعجب کہ یہ دیوبندی مٹے اپنے علم کے علم کی بڑی ڈینگے مارا کرتے ہیں۔ اور ابھی انہیں یہ بھی تمیز نہیں کہ اعلم اور زائد فی العلوم ہونے کے کیا معنی ہیں۔ اور یہ واقعہ ہے کہ ان کے مدارس میں ہوتا بھی ایسا ہی ہے کہ فقہ۔ تفسیر کی ایک دو کتابیں پڑھا دیں اور دورہ حدیث کرا دیا۔ اندوہ باقی علوم درسیہ سے بالکل جاہل ہوتا ہے اسے اعلم و زائد فی العلوم قرار دیدیا کہ وہ اشرف علوم سے واقف ہی ہو گیا۔ مگر دنیا کے علم میں ایسے نام کے معلم کو اعلم و زائد فی العلوم و بحر العلوم نہیں کہتے۔

مصنف کے اس معنی کا یہ مطلب ہوا کہ ملک الموت اور شیطان علوم شریفہ اور معارف کمالیہ کے بھی جاننے والے اور علوم غیر شریفہ و معارف غیر کمالیہ کے بھی جاننے والے ہیں۔ اور حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف علوم شریفہ اور معارف کمالیہ پر حاوی اور علوم غیر شریفہ و معارف غیر کمالیہ سے بالکل ناواقف تو یہ دیوبندی لوگ حضور کے لئے براہ قریب یہ کہتے ہیں۔



پس حضور علیہ السلام کو جلیلہ خلایق اولین و آخرین سے اعلم کہتے  
کے یہی معنی ہیں کہ جس قدر علوم شریفہ کمالیہ میں ان سب میں  
آپ کی برابر کسی مخلوق کا رتبہ نہیں ہو سکتا بعد مرتبہ خداوندی

آپ ہی کا مرتبہ ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۱۳)

لیکن اصل عقیدہ دیوبند یہ وہی ہے جو ایراہین قاطعہ میں ہے کہ حضور  
علیہ السلام کو دیوار کے پچھپے کا بھی علم نہیں۔ اور ملک الموت سے افضل  
ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت  
کی برابر بھی سوچہ جائیکہ زیادہ (دیکھو براہین ص ۵۲) اور مصنف کہتا ہے ایک خاص  
علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی، اور اہلبیس بعین کو دی گئی۔ اور تھانوی صاحب  
حفظ الایمان میں لکھتے ہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص  
ہے ایسا علم غیبی تو نزدیک و نثر بلکہ ہر جہی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے  
بھی حاصل ہے۔ تو ان دیوبندیوں کی ان تصریحات کے بعد ظاہر ہو گیا کہ ان کے  
تزدیک حضور علیہ السلام..... کا اعلم داد مع علماء ذرائع فی العلوم کہنا باطل  
فلفظ ہے اور یہ کہہ کر عوام کو مغالطہ دیتے ہیں۔ اور اعلیٰ کے لئے گڑھ کر بھی ہی  
مقصد ہے کہ حضور علیہ السلام کے لئے بعض علوم سے انکار کر کے ان کے کمال  
علمی کی تنقیص کی جائے چنانچہ مصنف اس کے بعد لکھتا ہے۔

اب ہم مجدد صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے تزدیک اعلم ہونیکے  
کیا معنی ہیں آیا یہ معنی ہیں کہ کوئی کلی جزئی شریف ہو یا رومی علوم کمالیہ اور  
علوم دینیہ سے نہ چھوئے اور سب کی سب معلوم ہوں تو اس وقت

میں بہت سے اکابر و افاضل کو عوام الناس بلکہ حیوانات سے  
 اعلم کہتا نہ صحیح ہوگا۔ (از شہاب ثاقب ص ۱۱۲)

اہلسنت و جماعت کے نزدیک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے علم الخلق  
 ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عطائے معارف جزئیہ و علوم کلیہ۔ درکات ظنیہ و یقینیہ۔  
 اسرار باطنہ و النوار ظاہرہ۔ احکام بنیہ و امور دنیویہ۔ اخبار گذشتہ و آئندہ۔  
 زمین و آسمان کی ہر شے۔ تمام ممالک و ممالک کے علوم ان کو حاصل ہیں۔ تمام مخلوق  
 ان کی امت ہے اور جب وہ اعلم الخلق ہیں تو ان کا علم اپنے ماتحتوں کے علم  
 سے اوسع ہوگا۔ اور اس امت کے تمام علوم حضور کے علم سے مکشوب ہونگے  
 فَإِنَّ كُلَّ كَمَا لَمْ يُكْتَسَبْ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيهِمْ مِنْهُ  
 ہیں جو احادیث ہیں آئے اور امت کے سلف و خلف نے جس کی تصریح کی  
 اور شرح شفا شریف کی عبارت تو ابھی گزری یہی اعلیٰ علیہ السلام کے معنی اعلیٰ حضرت  
 قدس سرہ نے بیان فرمائے۔ وہاں سے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی  
 اعلیٰ کو نہ مانا تو انہوں نے نہ آپ کو اعلم الخلق جانا اور مع علماء و زائر علماء  
 مانا۔ پھر ان کے جن میں کسی علم کا انکار کرنا ان کی تنقیحوں شان کرنا ہے۔ اب  
 اتنی رہی مصنف کی تفریح اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے اکابر و افاضل دیوبندی  
 کے ہوں گے جن کو عوام الناس بلکہ حیوانات سے اعلم کہتا نہ صحیح ہوگا۔  
 کثیرا تو ہیں الوہیت اور تنقیحوں شان رسالت تو نہیں کرتا تو وہ خواست کا  
 کثیرا ان دیوبندی گستاخان شان رسالت و الوہیت سے یقیناً پتہ اور  
 افضل ہے۔ اب مصنف کا یہ کہنا ہے۔

الحاصل حضور علیہ السلام کا اعلم الخلق اور اوسع الخلق علماً  
ہونا ہمارے اور مجدد بریلوی کے نزدیک ہر طرح مسلم ہے۔  
(شہاب ثاقب ص ۱۱۴)

مصنف کا یہ فریب ہے کہ حضور علیہ السلام کا اعلم الخلق اور اوسع الخلق علماً  
ہونا خود اس کو بھی مسلم ہے۔ اگر اس کو مسلم ہوتا اور وہ حضور کے اعلم الخلق  
ہونے پر ایمان لاتا تو چار سطر کے بعد یہ نہ لکھتا:-

ہزاروں قصص جزئیہ آپ کے عدم علم پر دلالت کرتے ہیں۔  
(شہاب ثاقب ص ۱۱۴)

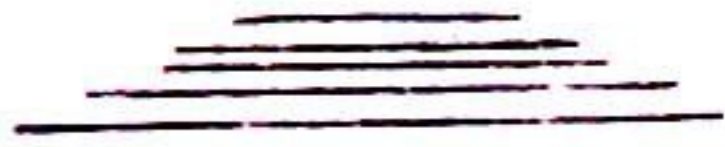
مصنف کی اس عبارت نے اس کے ظاہری اقرار اعلم الخلق کہنے کا حجاب  
اٹھا دیا کہ مصنف حضور نبی کریم علیہ السلام کے لئے ہزاروں  
قصص جزئیہ کا علم بھی نہیں مانتا اور پھر آپ کو اعلم الخلق بھی کہتا جانتا ہے۔ یہ بھی  
اس کا شان رسالت کے ساتھ ایک استہزا ہے۔ جیسے کوئی فقہانی صاحب  
کوہے کہ وہ فلاں مسئلہ نہیں جانتے فلاں حکم نہیں جانتے فقہ کے صدا بلکہ  
ہزار با مسائل کو نہیں جانتے مگر میں ان کو مفتی اعظم ہی کہتا ہوں تو کیا یہ شخص  
فقہا قوی کو مفتی اعظم کہہ کر استہزا نہیں کر رہا ہے۔ اسی طرح یہ مصنف بھی شان  
رسالت کے ساتھ استہزا کر رہا ہے۔ کہ برابر حضور کا عدم علم ثابت کرتا جانتا ہے  
اور پھر آپ کو اعلم الخلق کہہ کر استہزا کرتا ہے۔ اور مصنف کا یہ بھی ایک فریب ہے  
جس کو وہ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

( ہمارے نزدیک جو شخص حضور علیہ السلام سے کسی وقت میں وصف )

( اعلیت کو نفی کرے وہ سب تکفیر تفسیق ہے۔ )

( شہاب ثاقب ص ۱۱۳ )

صنع خود ہی تو شیطان اور ملک الموت کی اعلیت کو بمقابلہ حضور علیہ السلام ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور حضور کی اعلیت نفی میں ورق کے ورق سیاہ کر رہا ہے حتیٰ کہ حضور علیہ السلام سے نہ فقط اعلیت نفی بلکہ عدم علم کے لئے ہزاروں قصص کی دلالت ثابت کر رہا ہے۔ اپنے ہی حکم سے نہ فقط وہ مستوجب تکفیر و تفسیق بلکہ قطعاً کافر و مرتد قرار پایا۔ نسیم الریاض کے حکم کا خود ہی مصداق بنا۔ اور پھر ایسی تنقیح شان رسالت مجتہد کا دعویٰ ہے۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ اعلیت مانتے ہیں جو احادیث سے ثابت۔ تفاسیر سے ثابت صحابہ ام کے اقوال سے ثابت۔ سلف صالحین کی تصریحات سے ثابت ہے حنف کو چاہیے کہ جلد توبہ کرے۔



اور شان رسالت کی ایسی گستاخی سے باز رہے۔ اور ان اکابر و ہابیہ کی حایت کو ترک کرے۔

فصل سابع اور عبارت براہین قاطعہ کی دوسری بحث

براہین قاطعہ کی عبارت میں گزارا کہ محیط زمین کی وسعت علمی شیطان و ملک الموت کے لئے تو نص سے ثابت ہے اور حضور علیہ السلام کے لئے خلافت نصوص قطعہ ہے اور اگر حضور علیہ السلام کے لئے محیط زمین کی وسعت علمی ثابت کی جائے تو وہ شرک ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ کی پوری عبارت یہ ہے

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافت نصوص قطعہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعہ ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۱۵)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حسام الحربین میں جو المعتمد المستند سے اس کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ اس میں اس عبارت براہین کے رد میں ایک یہ مواخذہ بھی فرمایا ہے۔ جس کی پوری عبارت یہ ہے :-

ابنیں کے لئے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے۔ حالانکہ شرک تو اسی کا نام ہے کہ اللہ عزوجل

کے لئے کوئی شریک ٹہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو۔ وہ تو تمام جہان میں جس کے لئے ثابت کی جائے یقیناً شرک ہوگا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا تو دیکھو اہلبیس لعین کا اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیا ایمان رکھتا ہے۔ شرکت تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منتهی ہے۔ لہذا مصداق الحزمین صلی اللہ

اس عبارت میں اعلیٰ حضرت قدس نے جو فرمایا وہ صحیح ہے کہ عبارت براہین کا واقعی یہی مضمون ہے کہ محیط زمین کا علم شیطان و ملک الموت کے لئے ثابت ہوتا شرک نہیں اور حضور علیہ السلام کے لئے ثابت کیا جانا شرک ہے۔ تو اس نے شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔ اس لئے کہ محیط زمین کا علم جب حضور علیہ السلام کے لئے شرک ہے تو جو شرک ہوتا ہے وہ جہان میں جس مخلوق کے لئے ثابت کیا جائے گا شرک ہی ہوگا۔ لہذا اس شرک کو جب شیطان کے لئے وہ مان رہا ہے تو اس کا نتیجہ یہی تو ہوا کہ صاحب براہین قاطع نے شیطان کو خدا کا شریک مان لیا۔

مصنف نے اس پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو تہمت لگانے والا۔ محض افتراء خالص کرنے والا۔ دروغ سفید بولنے والا۔ بے سمجھ۔ غیر متدین عبارات کی قطع و برید کرنے والا۔ غیر طالب انصاف و تحقیق کی گالی گلوچ خوب لکھی حالانکہ ہر اردو خواں منصف مزاج خود ہی اس فیصلہ پر مجبور ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے جو عبارات براہین پر مواخذہ کیا وہ بالکل حق ہے اور فی الواقع اس عبارت

براہین سے یہی لادم آتا ہے کہ اس نے شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرایا یعنی  
اس کی کوئی صحیح توجیہ پیش نہیں کر سکتا ہے۔ تو عاجز ہو کر گایاں بکتا ہے اور  
یہ فریاد دیتا ہے :-

شیطان کو برائے اخلال عالمیان علم بعض جزئیات حادثہ کا  
باری تعالیٰ سے دیدیتا نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ سے  
ثابت ہو چکا ہے پس اس کے قائل ہونے میں کسی طرح شک  
لازم نہیں آتا چنانچہ عبارت براہین میں صاف طور سے فرمایا  
ہے۔ پھر جس کو جس قدر وسعت علم و قدرت وغیرہ عطا فرمادی  
ہے اس سے زیادہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھو سکتا شیطان  
کو جس قدر وسعت دی انجھ ملک الموت اور شیطان کو جو یہ  
وسعت علم دی اس کا حال مشابہہ اور نصوص قطعیہ سے  
معلوم ہوا اور پس جس امر کا اقرار ہے یعنی یہ کہ یہ علم ان دونوں  
کو ذاتی نہیں بلکہ با عطا اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ لفظ دیرینے  
کا متعدد جگہ موجود ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۵۵ و ص ۱۱۶)

مصنف اس میں محیط زمین کا علم ملک الموت و شیطان کے لئے نصوص  
قطعیہ سے ثابت مان رہا ہے۔ تو دعویٰ کے تو یہ ہے اور صاف حیرت برآہین۔  
اور مصنف نے اپنے اس دعویٰ پر کوئی نص قطعی پیش نہیں کی۔ وہابیوں  
نصوص قطعیہ پیش کرو جن سے تم ملک الموت اور شیطان کے لئے محیط زمین  
وسعت علمی پر ایمان لائے ہو۔ دوسری بات مصنف کی یہ ہے کہ شیطان

و ملک الموت کو محیط زمین کا علم ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ علم عطائی ہے۔ مصنف کی اس توجیہ کو اس کے امام ابوہامیہ مولوی اسماعیل دہلوی کا قول کاٹ رہا ہے کہ وہ تقویۃ الایمان میں تصریح کرتا ہے :-

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے  
دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

رتقویۃ الایمان مطبوعہ مرکز سائل دہلی ص ۱۱۱

اگر مصنف کا قول مانا جائے کہ شیطان کی یہ وسعت علم عطائی ہے۔ اور صاحب براہین ان کو علم عطائی ہی کا اثبات کر رہا ہے تو یہ صاحب براہین تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ٹہرے گا کہ وہ صاف کہہ رہا ہے کہ جس طرح ذاتی سے شرک ثابت ہوتا ہے اسی طرح عطائی سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ تو مصنف صاحب اپنے بیٹھی جی کی اچھی حمایت کی اسے مشرک بنا دیا۔ کفر سے بچا کر شرک کے گڑھے میں ڈال دیا۔ بلکہ مصنف کی علم عطائی کی توجیہ خود صاحب براہین ہی کے کلام سے باطل قرار پاتی ہے خود مصنف ناقل ہے :-

دیکھو صفحہ ۲۸ سطر ۳ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں یہ بحث اس  
صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کرے یہ عقیدہ  
اگرے۔  
اشہاب ثاقب ص ۱۱۱

مخبر بال مصنف عبارت براہین قاطعہ میں محیط زمین کے علم کے اثبات و عدم اثبات کی بحث علم ذاتی میں ہے۔ تو عبارت براہین کا اس بنا پر مفہوم یہ ہوا کہ محیط زمین کے علم ذاتی کا حضور علیہ السلام کے لئے ثابت کرنا تو شرک ہے اور



شیطان و ملک الموت کے لئے ثابت کرنا ایمان ہے کہ نصوص قطعہ سے ثابت ہے۔ تو شیطان و ملک الموت کا علم ذاتی قرار پایا کہ خیال مصنف محیط زمین کے علم کے اثبات و عدم اثبات کی بحث ہی علم ذاتی میں ہے نہ اس کا حضور علیہ السلام کے لئے ثابت کرنا شرک کیسے قرار پاتا۔ لہذا جب عبارت براہین قاطعہ میں یہ بحث ہی علم ذاتی میں ہے تو مصنف کا خلاف مراد صاحب براہین و خلاف بحث کتاب اس کو عطائی کہنا یہ اس کی توجیہ و تاویل آیا تحریف تبدیل۔ تو پھر ان میں سچا کون ہے مصنف یا صاحب براہین۔ اچھی توجیہ کی کہ اس کی تکذیب کر ڈالی۔ اور حقیقت یہ ہے عبارت براہین قاطعہ قابل تاویل و توجیہ ہی نہیں ہے۔ باطل کی حمایت کا یہ بُرا انجام نکلتا ہے۔ تو مصنف کا اس کو عطائی کہنا ہر طرح غلط و باطل قرار پایا۔ تو ثابت ہو گیا کہ ذاتی تھا اور ذاتی کا شیطان کو ثابت کرنا شرک ہے لہذا شیطان کا خدا کے ساتھ شریک ہونا عبارت براہین سے ثابت ہو گیا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مواخذہ صحیح ثابت ہو گیا پھر مصنف عبارت براہین کی دوسری توجیہ یہ پیش کرتا ہے :-

حضرت رسول مقبول علیہ السلام کے علم کمالی کو اگر کوئی شخص ذاتی قرار دیکھا۔ بے شک بوجہ مشارکت بصفۃ اللہ تعالیٰ شرک ہو گا اور اگر غیر ذاتی بلکہ باعطاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعتقاد کرے گا ہرگز شرک نہ ہو گا صاحب براہین نے جو حکم شرک لگا یا ہے وہ صورت اولے میں ہے۔ صورت ثانیہ میں نہیں ہے دیکھو صفحہ ۴۸ سطر ۳ صاف طور سے تخریر فرماتے ہیں۔ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو

کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے اور صفحہ ۷۴ سطر ۱۸ میں فرماتے ہیں کہ ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا اگر اپنے فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرماوے ممکن ہوا کہ ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مولف براہین فقط علم ذاتی کو شرک قرار ہے ہیں اور با عطار اللہ سبحانہ جائز فرماتے ہیں مگر بوجہ عدم ثبوت نصوص شرعیہ اس کے اعتقاد سے منع فرماتے ہیں۔

(شہادت ثانیہ ص ۱۱۶)

محقق نے اس میں چند باتیں لکھیں پہلی بات یہ ہے کہ عبارت براہین میں جو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ لکھا ہے۔ علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون ممالک کا حصہ ہے (نیز) فخر عالم کے وسعت علم کی کوئی نصوص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ تو مولف براہین میں علم ذاتی کو شرک قرار ہے ہیں۔ اور جو شخص ذاتی قرار دیکھا وہ مشرک ہو گا۔ تو مستحق یہ مواضع براہین پر انفرادی بہتان کر رہا ہے کہ اس عبارت میں ان کی مراد علم ذاتی ہے۔ اس لئے کہ مولف براہین ایسے بے عقل تو نہ تھے کہ وہ اس بات کا رد کرتے جس کا قائل ان کا خصم ہی نہیں ہے۔ انوار ساطعہ جس کے رد میں براہین قاطعہ لکھی گئی ہے) موجود ہے مصنف کہیں اس میں دکھاوے کہ مولانا عبد السمیع صاحب مصنف انوار ساطعہ نے حضور کے لئے علم ذاتی ثابت

کیا ہو یا دنیا میں کسی سنی عالم نے حضور علیہ السلام کے لئے علم ذاتی کا اثبات کیا ہو۔ تو جب کوئی علم ذاتی کا قائل ہی نہیں ہے۔ تو کیا یہ رد کرنے والا دیوانہ ہو جو علم ذاتی کا رد کرے گا۔ مصنف نے یہ مؤلف براہین کی حمایت نہیں کی۔ بلکہ اس کی تجہیل و تحقیق کی۔ اور یہ توجیہ نہیں بلکہ اس پر انفرادی بہتان ہوا۔

علاوہ بریں عبارت براہین اس بہتان کی تحمل نہیں در نہ علم محیط زمین کا کیا معنی۔ کیا اس سے کم کا علم ذاتی ماننا اس کے نزدیک شرک نہیں ہے۔ اگر اس کو علم ذاتی ہی کا رد کرنا ہوتا تو براہین میں اس طرح لکھتا۔ کہ شیطان و ملک الموت کو محیط زمین کا علم عطائی ثابت ہے اس سے فخر عالم کے علم ذاتی پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے۔

پھر یہ بات بھی غور کرو کہ مؤلف براہین نے وسعت علم کو شرک کہا کہ اس کی عبارت دیکھو فخر عالم کے وسعت علم کی کوئی نص قطعی جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے تو اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے نزدیک علم ذاتی کی وسعت ثابت کرنا شرک ہے اور علم ذاتی غیر وسعت مانا جائے تو نہ شرک ہی ہے نہ خلاف نصوص ہی ہے۔ تو اس تقدیر پر مؤلف براہین مشرک ٹھہرا۔ مصنف نے اچھی توجیہ کی کہ اس کو بجائے کفر سے بچانے کے مشرک بنا ڈالا۔

نیز مؤلف براہین کی اس عبارت کے بعد تیسری سطر میں ہے اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ اس عبارت میں نقلی ملک الموت

کی برابری اور زیادتی کی ہے اس سے کم کی نہیں ہے تو وہاں یہ کہہ لیا کہ الموت سے کم علم ذاتی حضور علیہ السلام کے لئے تم مانتے ہو۔

نیز مولف براہین اس کے ایک سطر کے بعد لکھتا ہے۔ الغرض یہ تحقیق

وہی مولف کی محض جہل ہے وہ آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو۔ مصنف سے پوچھو کہ جب علم ذاتی مراد تھا تو اس کو مان کر اور ملک الموت سے زائد مان کر بھی مولف انوار سا طعہ شرک میں مبتلا نہوا۔ مصنف نے صاف کہا تھا کوئی

شخص ذاتی قرار دیکھا بے شک بوجہ مشارکت بصفۃ اللہ تعالیٰ مشرک ہوگا۔ تو مصنف سے پوچھو جب علم ذاتی مراد تھا۔ تو یہ مولف انوار سا طعہ مشرک کیوں نہیں ہوا۔ یہ ہے مصنف کی توجیہ کی حقیقت۔ کیا اب بھی یہ مصنف یا کوئی وہابی یہ کہہ سکتا ہے کہ مولف براہین کی مراد اس میں علم ذاتی تھی۔

اور اگر اب بھی مصنف کی تسلی میں کچھ کسر باقی ہو تو ایک ضرب اور رسیہ کروں کہ مصنف ہی کی براہین سے پیش کردہ عبارت دوم جس کو وہ علم عطائی کے ثبوت ہی میں پیش کرتا ہے۔ اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمائے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔ مصنف بھی اس عبارت کو علم عطائی کے ثبوت میں پیش کر رہا ہے۔ اور خود بھی انتہا ہے کہ اس میں علم عطائی کا صاف طور پر اقرار ہے۔ خود اس کے الفاظ عطا فرماوے عطا کیا چکا کر یہی اعلان کر رہے ہیں کہ براہین کی عبارت میں حضور علیہ السلام کے علم عطائی کا انکار کیا ہے۔ اسی پر نص طلب کی جا رہی ہے۔ اسی پر عقیدہ

کرنے کی بحث ہے۔ پھر اس کو آب یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ زیر بحث عبارت  
 براہین میں علم ذاتی مراد ہے مصنف اس سے پہلے خود ہی اقرار کر چکا ہے کہ شیطان  
 کے لئے محیط زمین کی وسعت علمی باعطار اللہ تعالیٰ نصوص قطعیہ و احادیث نبویہ  
 سے ثابت ہے اور اس کے لئے لفظ دیدینا عبارت براہین میں بین دلیل تھا اسی  
 طرح حضور علیہ السلام کے لئے الفاظ عطا فرمائے۔ عطا کیا۔ اس عبارت براہین  
 کی روشن دلیل ہیں اور خود اس کا اقرار کہ حضور علیہ السلام کے لئے باعطار اللہ سبحانہ  
 جائز فرماتے ہیں تو ہر دو جگہ بحث علم عطائی میں ہے مگر شیطان کے لئے اس علم  
 کا ثبوت نصوص قطعیہ سے مان لیا اور حضور کے لئے اس علم عطائی کا ثبوت نصوص  
 نہیں مانتا تو بحث ہر دو جگہ علم عطائی میں ہوئی۔ تو پھر اس مصنف کا علم عطائی کی  
 بحث کا اقرار کر کے آب یہ کہنا علم ذاتی مراد ہے کیسی بے ایمانی ہے اور خود اپنے آپ  
 کی صریح تکذیب کر دینا ہے۔ جو مصنف کی بدحواسی و عاجزی کی دلیل ہے۔ اور یہ  
 اقرار کر لینا ہے کہ عبارت براہین کی ایسی کوئی توجیہ نہیں ہے۔ جو سولف کو کفر  
 سے بچا سکے۔ لہذا علی حضرتنا قدس سرہ کا الزام صحیح ہے اور شیطان خدا کا شکر  
 ثابت ہو گیا۔

اب باقی رہا مصنف کا علم ذاتی کے مراد ہونے پر یہ عبارت براہین پیش

کرنا یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے  
 تو یہ اس کا مخالف اور فریب دہی ہے کہ اس میں (یہ) کا اشارہ براہین کی عبارت  
 زیر بحث کی طرف نہیں ہے بلکہ حضور علیہ السلام کو حاضر اعتقاد کرنے کی طرف ہے  
 کہ خود براہین میں اس کے بعد یہ ہے جیسا کہ جہلا کا یہ عقیدہ ہے اگر یہ جہلنے

لہذا حق تعالیٰ اطلاع دیکر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔ مصنف نے اس کو خود ہی نقل بھی کیا ہے۔ تو اس میں حاضر اعتقاد کرنے کی طرف (یہ) اشارہ کیا ہے۔ اور مولف براہین نے اصل بحث (حاضر ناظر ہونے) کی طرف رجوع کیا ہے اور اس میں بتایا ہے کہ حاضر اعتقاد کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک علم ذاتی کی بنا پر اس سے تو حاضر اعتقاد کرنے والا مشرک ہو جاتا ہے اور ایک علم عطائی کی بنا پر اس سے مشرک نہیں ہوتا۔

مصنف کا (یہ) اشارہ براہین قاطعہ کی عبارت زیر بحث کی طرف بتا کر علم ذاتی مراد لیتا سخت مغالطہ و عریض فریب ہے۔ اور اگر مصنف کی خاطر سے فرض ہی کر لیا جائے کہ علم ذاتی مراد ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام کے لئے تو علم ذاتی مراد لیا جائے اور شیطان کے لئے علم عطائی۔ یہ تفرقہ محض بجا اور باطل ہے۔ تو اب عبارت براہین کا یہ مطلب ہو گا کہ شیطان و ملک الموت کے لئے تو علم ذاتی کی وسعت نص سے ثابت ان کی، اور حضور علیہ السلام کے لئے علم ذاتی کی وسعت کا انکار کرتا ہے اور اس پر نص طلب کرتا ہے۔ تو مصنف شیطان و ملک الموت کے لئے علم ذاتی ثابت مان کر اپنے ہی حکم سے خود مشرک قرار پاتا ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ مصنف باکہ مولف براہین تو یہ حکم لگاتا ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کا علم ذاتی قرار دیکر وہ مشرک و کافر ہے۔ اور اصل مصنف براہین گنگوہی ہی یہ تو سے کہتے ہیں کہ (اور جو یہ عقیدہ ہو کہ خود بخود آپ کو علم فقا۔ بدون اطلاع حق تعالیٰ)

کے تو اندیشہ کفر کا ہے لہذا پہلی شق (علم عطائی) میں امامت  
درست ہے دوسری شق (علم ذاتی) میں امام نہ بنانا چاہیے اگر  
کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تادیل کرے واللہ تعالیٰ  
اعلم (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۷۹)

دیکھو گنگوہی جی علم ذاتی کے اعتقاد پر بھی کافر کہنے سے زبان روکنے کا حکم  
دیتے ہیں۔ اب بتاؤ اس میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا اور کس کا حکم صحیح ہے  
اور کس کا غلط۔

مصنف کی دوسری بات یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے علم کمالی کو  
باعطار اللہ تعالیٰ اعتقاد کرے گا ہرگز مشرک نہ ہوگا اور مولف براہین اسکو  
جائز فرماتے ہیں۔ مصنف اور مولف براہین کا یہ قول ناشکی ہے۔ اصل وہابیہ  
کا عقیدہ وہ ہے جو براہین کے اصل مصنف گنگوہی جی کے فتوؤں میں ہے۔

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط۔

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۸ مطبوعہ قاسمی دیوبند) (دوسرے

فتوے میں ہے) علم غیب حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تادیل

سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں فتاویٰ رشیدیہ

حصہ سوم ص ۳۷ (امام الوہابیہ لکھتا ہے) پھر خواہ یوں سمجھے کہ

یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض

اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۸)

ن عبارات سے صاف ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب باعطاء اللہ تعالیٰ  
 متعا و کرنا بھی صریح شرک ہے۔ تو اب مصنف بتائے کہ اس کی بات صحیح ہے  
 اس کے ان اکابر کی۔ اور وہ خود جھوٹا ہے یا اس کے اکابر۔ اور وہ اپنے اکابر  
 حمایت کرتے ہوئے۔ ان کے خلاف لکھتا ہے اور ان کی کھلی ہوئی تکذیب کرتا  
 ہے مصنف کی بدحواسی کا عالم۔

اور اگر مصنف کی یہ بات صحیح ہے کہ مولف براہین قاطعہ حضور علیہ السلام  
 علم کمالی کو باعطاء اللہ جائز فرماتے ہیں اور وہ محیط زمین کے علم عطائی کا حضور  
 لئے انکار نہیں کرتے تو اب حضور کو بر بنائے علم عطائی حاضر کہتا درست  
 یا۔ اور مولوی عبدالسمیع صاحب مولف انوارِ ساطمہ کا دعویٰ ثابت ہو گیا  
 پھر مولف براہین کی عبارت ہی خبط ہو گئی۔ مصنف سے کہو کہ باطل کی حما  
 ہی انجام ہوتا ہے۔ اس کا کلام ہی قابل تاویل و توجیہ نہیں۔ اس لئے ساری  
 بندی قوم کی سعی اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اس کا کفر تمہارے  
 سے نہیں ٹل سکتا۔ تو اب تو توبہ کرو۔

پھر مصنف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے پیش کردہ آیات و احادیث پر یہ  
 لٹی قلی پیش کر کے دُنیا کو فریب دیتا ہے۔

ہم اس نے آیات وغیرہ علوم نبویہ علیہ السلام کے بارے میں  
 ذکر کئے ہیں ان کا کب کسی کو انکار ہے علوم نبویہ میں ایسا کسی  
 وسعت و کمال کے بارے میں سیکڑوں رسالے ہمارے اکابر  
 تالیف کر کے ہیں یہ جملہ آیات و احادیث علی الراس و العین ہیں



حضور علیہ السلام علم الخلق علی الاطلاق و اشرف المخلوقین بالافاق  
ہیں کسی کو اس میں کوئی کلام ہی نہیں البتہ اطلاق عالم الغیب <sup>عیب</sup>  
باری تعالیٰ عزوجل کی ہے اور اس کے دلائل کتابیہ و حدیثیہ  
معروف و مشہور ہیں (شہاب ثانی ص ۱۷۱)

مصنف یا دیوبندی قوم اگر اپنے اس دعوے میں سچی ہے کہ وہ ان آیات و احادیث کو  
مانتی ہے جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علمی اور علم الخلق و  
اشرف المخلوقین ہونا ثابت ہو رہا ہے تو پھر ان سے اہلسنت کا اختلاف ہی کیوں  
ہوتا اور ان وہابیہ کو تو بین شان رسالت کرنے والا کس بنا پر کہا جاتا۔ مصنف  
کا یہ سخت فریب ہے اور مغالطہ ہے۔ اور یہ صریح کذب اور جیتا جھوٹ ہے  
کہ اکابر دیوبند نے حضور علیہ السلام کی وسعت علمی کے اثبات میں رسالے  
لکھے ہیں۔ مصنف اگر اپنے اس دعوے میں سچا تھا تو کم از کم دس رسالے  
نام تو یہاں شمار کرادیتا سیکرڈوں رسالے کہہ دیتا تو سفید جھوٹ ہے صریح  
کذب ہے۔ ہاں دیوبندیوں نے تنقیص علم مصطفیٰ و توہین شان حبیب  
صلی اللہ علیہ وسلم میں ضرور رسالے لکھے ہیں۔ دیکھئے ہم بطور نمونہ کے چند رسالے  
کی عبارات پیش کرتے ہیں۔ ہر ذی عقل اس کا خود فیصلہ کرے گا کہ اس میں  
علم ثابت کی ہے یا تنقیص رسالت کی ہے۔ ان کے پیشوا مولوی اشرف علی  
تھانوی نے لکھا اور حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور  
باگل بلکہ جانوروں کی برابر قرار دیا۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید

صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔  
(حفظ الایمان ص ۶)

انہیں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی اپنے رسالہ تخریر الناس میں (متی کو اعمال میں انبیاء کی برابر مان کر بلکہ امتی کو ان سے بڑھا کر شان انبیاء کرام کی اس طرح تنقیص نشان کرتا ہے :-

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہونے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اذات، بظاہر امتی مساری ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تخریر الناس ص ۶)

اور براہین قاطعہ کی عبارت زیر بحث میں حضور علیہ السلام سے زاپہ شیطان و ملک الموت کے لئے وسعت علمی ثابت کی۔ تو ان اکابر دیوبند نے کیا تنقیص علم نبوی اور توہین شان رسالت نہیں کی حضور کی وسعت علمی کو گھٹایا۔ تو کیا یہ اکابر دیوبند ان آیات و احادیث پر ایمان لائے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور کیا ایسے گستاخان شان رسالت کے متعلق کوئی ذی عقل یہ باور کر سکتا ہے کہ یہ بے ادب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم الحق و اشرف الخلائق ہونے پر ایمان لاسکتے ہیں۔ اور ایسے علم نبوی کے گھٹانے والے کیا وسعت علم نبوی میں کوئی رسالہ لکھ سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ صنف کا

صریح کذب ہے فریب ہے۔

باقی رہا اطلاق عالم الغیب کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاعن ہونا اس کو مصنف نے کسی دلیل سے ثابت نہیں کیا اپنی عادت کی بنا پر صرف یہ کہہ دیا اس کے دلائل کتابیہ و حدیثیہ معروف و مشہور ہیں۔ اس میں کوئی آیت کوئی حدیث پیش نہیں کرتا ہوں کہ اس پر پوری گفتگو اگلی فصلوں میں پیش کی جائے گی۔ اس کے بعد مصنف ایک موضوع حدیث قابلِ حجت ٹھہراتا ہے۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اگر اس روایت کو باعتبار اسناد کے بے اصل قرار دیا تو بوجہ دلائل آخر صحیحہ مقبول المعنی ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا پس بحسب المعنی قابلِ احتجاج ہے۔ حتیٰ کہ خود رجال بریلوی نفی علم ذاتی کا اسی طرز پر موافق حدیث منقول قائل ہے۔ شہاب ثاقب ص ۱۱۷

مصنف اس میں مؤلف براہین قاطعہ کی باطل و بے اصل روایت کی سند پکڑنے کی حمایت میں ناپاک سعی کر رہا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مؤلف براہین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وسیع کی نفی میں کوئی آیت یا حدیث تو مل نہ سکی۔ اور کس طرح مل سکتی تھی کہ آیات و احادیث تو ان کے علم کی وسعت ثابت کرتی ہیں۔ ان کے نفی علم میں کوئی آیت یا حدیث ہو نہیں سکتی۔ تو مؤلف براہین نے ایک بے اصل اور باطل روایت ہی کو اپنی سند بنا لیا اور براہین میں یہ لکھا :-

اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو (یعنی حضور نبی)

| علیہ السلام فرماتے ہیں مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ |  
 (ابراہیم قاطعہ ص ۵)

سُلفِ ابراہیم کی بے ایمانی ملاحظہ ہو کہ شیطان کا علم تمام زمین کو محیط مانا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کے حال سے بے خبر ٹھہرا کر اور اس کی سند میں کیسی بے اصل اور مردود روایت کو پیش کر دیا اور کہا کہ بے حیائی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے سراسر اس کی روایت دہری اور طرفہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اُسے روایت نہیں کیا بلکہ اس کا رد کیا ہے چنانچہ حضرت شیخ نے مدارج النبوة میں فرمایا۔

یہاں ایک شبہ پیش کرتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بندہ ہوں۔ اس دیوار کے پیچھے کا حال مجھے نہیں معلوم۔  
 اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ بات محض بے اصل ہے اور اسکی روایت صحیح نہیں۔

ایں جا اشکال می آرنده در بعضی روایات آمده است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ من بندہ ام نمیدانم آنچه در پس این دیوار است جوابش آنست کہ میں سخن اصیل نہ ارد و روایت ہواں صحیح نشده است (مدارج النبوة کشوری ج ۱ ص ۹)

علامہ علی تازی موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں

حدیث ما علم ما خلف جدارى هذا قال العسقلانی لا اصل له (موضوعات کبیر مجتہدای عنہ)  
 یہ حدیث کہ میں اپنی اس دیوار کے پیچھے کا حال نہیں جانتا ہوں۔ امام عسقلانی نے فرمایا اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

علامہ ابن حجر کی افضل القریٰ میں فرماتے ہیں

لحر لحر ف لہ سند  
 اس حدیث کی کوئی سند نہ پہچانی گئی  
 اب مصنف کی بے ایمانی دیکھو کہ اس بے اصل اور بلا سند باطل روایت کی  
 محض اپنے سپر کی محبت میں حمایت کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 علم وسیع کو گھٹا رہا ہے۔ اور خود یہ اقرار بھی کرتا ہے کہ باعتبار اسناد کے  
 بے اصل ہے۔ اور پھر اس سے سند پکڑتا ہے۔ اور پھر یہ بے حیائی ملاحظہ ہو کہ  
 یہ بحسب المعنی قابل حجت ہے اور اس کے مقبول المعنی ہونے پر دلائل صحیحہ  
 کا صرف نام لیتا ہے۔ اگر ایک دلیل صحیح بھی مصنف کے پاس ہوتی تو اس کو  
 پیش کرتا اور جب ایسے اہم موقع پر پیش نہ کر سکا تو ثابت ہو گیا کہ اس کے پاس  
 کڑی کے جانے برابر بھی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ مصنف کو جھوٹ بولتے  
 ہوئے شرم نہیں آتی۔ اور پھر یہ صریح اقرار بہتان علی حضرت رضی اللہ عنہ پر  
 کرتا ہے کہ وہ بھی موافق حدیث منقول کے طرز کے قائل ہیں۔ اگر وہ قائل ہوئے  
 تو ان کا قول نقل کرنا ضروری تھا تاکہ مصنف کی صداقت ظاہر ہو جاتی اور  
 جب وہ ان کا کوئی قول پیش نہ کر سکا تو معلوم ہوا کہ مصنف سخت مفتری و کذاب  
 ہے۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اس کے بعد مصنف نے تقریباً ایک ورق علی حضرت قبلہ کو صرف گالیاں  
 دے کر اپنے نصیب کی طرح سیاہ کر ڈالا۔ اور آخر میں عبارت براہین کی  
 صفائی میں ایک یہ قطعہ لکھا ہے :-  
 | ہم نے ہزاروں مصنفین پر یہ عبارت براہین کی مع عبارت |

انوارِ ساطعہ پیش کی جن کو پہلے سے بوجہ تشہیر اس کلام لغو  
 کے سو روٹنی حضرت مولف براہین سے ہو چکی تھی انہوں نے  
 جب بتا بل ردوں عبارتوں کو دیکھا تو دیکھتے ہی اور نہ کرتے  
 ہی خود بخود کہنے لگے کہ بے شک حضرت مولف براہین پر  
 افترا محض ہے ہرگز یہ عبارت اس بات پر جو جہاں زمانہ انکی  
 طرف نسبت کرتے ہیں نہیں دلالت کرتی۔ صاحبِ مضمون <sup>تقی</sup>  
 نہیں عبارت عربی و ترکی نہیں سلیس اردو ہے غور فرمائیں۔  
 (شہاب ثاقب ص ۱۱۸)

مصنف نے عبارت براہین قاطعہ کی صفائی میں خوب اچھی طرح ایڑی چوٹی کا  
 زور لگا لیا۔ لیکن اس کی کوئی ایسی توجیہ و تاویل پیش نہ کر سکا جس سے  
 اس کا کفر اٹھ جاتا۔ اور اس کا مولف حکم کفر سے بچ جاتا۔ خود مصنف کا دل  
 بھی جانتا ہے کہ انتہائی سعی کے بعد بھی نتیجہ صفر ثابت ہوا۔ تو اس نے  
 اس عبارت کی صفائی میں ایک یہ قصہ گڑھا۔ اور خوب دل بھر کر جھوٹ  
 بولا۔ افترا کیا۔ مگر اس کا کذب پھر بھی پکڑا گیا کہ اگر اس قصہ کا کچھ بچا وجود  
 ہوتا تو مصنف ان ہزاروں مصنفین میں سے کم از کم دس بیس کے نام لکھ  
 دیتا تو ہر مخالف و موافق اس کی تصدیق کر سکتا تھا نام سے یہ بھی ظاہر  
 ہو جاتا کہ وہ مصنفین کس تا بلیت و شہرت کے مالک ہیں اور کس فرقہ  
 و جماعت کے ہیں تاکہ ان کے جواب پر توجہ کی جاتی۔ اور بقول مصنف ہی  
 کے وہ عبارت براہین جب عربی و ترکی نہیں سلیس اردو ہے تو ان کے جواب ہی

سے ظاہر ہو گیا کہ وہ مصنفین بھی مصنف کی طرح دیوبندی وہابی ہونگے۔

ورنہ ہر سلیس اردو خواں اس عبارت کے دیکھنے کے بعد یہ کہے گا کہ اس عبارت براہین میں شیطان و ملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے زائد ثابت کر کے حضور کے علم کو گھٹا یا گدا ہے۔ اور شان رسالت کی سخت توہین و تنقیص کی گئی ہے۔ جب وہ مصنفین اس قدر سلیس اردو کو بھی نہیں سمجھ سکے تو وہ مصنف کی طرح جاہل مصنفین ہونگے۔ مسلمانو اگر ایسے مجہول الحال مجہول الاسما کی شہادت اس عبارت کی صفائی کیلئے کافی ہو۔ تو ہر قادیانی غلام احمد قادیانی کی عبارات توہین آمیز کی صفائی میں ایسا قصہ گڑھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے ہزاروں مصنفین پر اس کی عبارت کو پیش کیا ہے تو انہوں نے بعد غور و تاویل کے خود بخود کہا بے شک مصنف قادیانی پر انرا محض ہے۔ ہرگز اس کی عبارات اس بات پر جو جاہل دیوبند اس کی طرف نسبت کرتے ہیں نہیں دلالت کرتیں۔

کہے مصنف صاحب تو کیا ایسا قصہ گڑھ کر عبارات قادیانی کی صفائی ہو جائے گی۔ اور یہ ثابت ہو جائیگا کہ اس نے شان رسالت میں گستاخیاں دے ادبیاں نہیں کی ہیں۔ مصنف کی ایسی حرکت سے خوب ظاہر ہو گیا کہ اس کے پاس عبارت براہین کی صفائی میں اتنے سے ادلے توجیہ و تاویل بھی نہیں ہے۔ پھر آخر میں اس کا یہ کہنا۔

ہم نے جب مجدد صاحب مدنیہ میں ان امور اربعہ میں گفتگو  
طلب کی تھی کیوں فرمایا تھا۔ (شہاب ثاقب ص ۱۱۸)

کس قدر جھوٹ اور کیا صریح کذب ہے۔ مصنف کو آج تک ایسی جرات کب ہوئی ہے کہ ان کفری عبارات پر کوئی گفتگو کرتا۔ اور کسی سے مناظرہ کرتا۔ مصنف کو مناظرہ کا نام سنکر تو بخارا جاتا ہے۔ اور جہاں مناظرہ کا شبہ بھی ہر جاتا وہاں پر جانے کی ہمت بھی نہیں کر سکتا۔ تو اس حالی زار پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے گفتگو کرنے کی جرات۔ یہ سوئچ اور مسور کی دال۔ تمہارے پیشوا تھانوی جی تو مراد آباد میں گھر کے اندر چوڑیاں پہن کر چھپ گئے۔ اور اعلیٰ حضرت کے مقابلہ میں میدان میں نہ آسکے۔ اور وہاں فتویٰ فیہ فیہ ارا کی گردان کرتے تھانہ بھون پہنچ کر سانس لیا۔ اور یہ پری نہ پری کا شوبہ اور مناظرہ کی ڈینگ۔

مصنف کو اگر ان کفری عبارات پر مناظرہ کی ہمت ہوا اور اس کے پاس ان کی کوئی توجیہ موجود ہو تو کسی مشہور شہر میں مناظرہ کا انتظام کر کے مجھے طلب کر لے ہیں انشاء اللہ اس کی مقرر کردہ تاریخ پر اسی مقام پر حاضر ہو جاؤنگا۔ مصنف کی ساری شیخی کرکری ہو جائیگی۔ اور دنیا دیکھ لیگی کہ اس کی ساری تجلیاں خاک میں مل جائیں گی۔ اور اکابر دیوبند کا کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جائے گا۔ مجھے اس کا جیلنج قبول ہے۔ اب مناظرہ کے لئے تاریخ و مقام سے مطلع کرے۔

### فصل ثامن اور تھانوی صاحب

مصنف نے تین سطروں میں اس کے ایسے اوصاف بیان کئے اور ایسے الفاظ ذکر کئے جن کا وہ غریب نادار ہرگز ہرگز اہل نہیں۔ میں نے ان کو دیکھا ہے ایک



سیدھا ملا آدمی تھا۔ مصنف نے اس کے اوصاف ہی بیان کئے لیکن اس کی نبوت کا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْرَفُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اور اس کا درود اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَبَنِيْنَا وَمَوْلَانَا أَشْرَفُ عَلَى لَكُنَّا بَهُولُ گيا جس کو رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ۲۵ پر چھاپ کر شائع کیا گیا ہے۔ مصنف کو اس اپنے دیوبندی قوم کے کلمہ اور درود کا بھی لکھنا ضرور تھا تا کہ دیوبندیوں پر یہ ظاہر ہو جاتا کہ ان کا وہ ایسا بنی سے جس کا نام کلمہ میں داخل درود اس کے نام پر بڑھا جاتا ہے۔ وہ یہی تھا نوری جی ہیں۔

مصنف نے اس موقع پر یہ سخت حق تلفی کی۔ بلکہ ان کھانوی جی کی اس زبردست عظمت کا اظہار نہیں کیا۔ جس کو اسی رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ میں چھاپا۔

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھا نوری) کے گھر حضرت عائشہ آسنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا کہ کس عورت کا کلمہ آئیگی۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن تیرہ پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔ (رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ)

یہ دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی ماں ہیں کوئی بے غیرت سبابے غیرت بھنگی چار بھی ماں کو

خواب میں دیکھ کر اس کی تعبیر جو روس سے کرنے کی جرات نہ کریگا۔ کوئی سیے جیا سے بے حیا جاہل بھی ماں کے آنے کی یہ تعبیر نہیں کر سکتا کہ اس کی کمسن غوغا سے شادی ہوگی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کریمہ کو قصہ کہہ کر یہ لکھنا کہ وہی قصہ یہاں ہے۔ اور ان حالات قدسیہ سے اپنی حالت کو تشبیہ دینا اور اپنے ناپاک حال کو حضور کے پاک حال کا عین ٹھہرانا۔ یعنی جو واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ام المومنین صدیقہ کا تھا بعینہ بلا تفاوت تھا نوری و تھا نوری کا قرار دینا یہ اسی تلب کی پیداوار ہو سکتی ہے جو اپنے آپ کو نبی جانتا ہو۔ اپنا نام کلمہ میں داخل کرنے درود میں شامل کرنے کو کشتی بخش بتا کر مریدوں کو لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنے کی ترغیب دینا ہو۔ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ اور اپنی جو رد کو حضرت ام المومنین کی جگہ سمجھتا ہو۔ مسلمانوں! یہ وہ اکابر دیوبند ہیں جن کی تعریف میں محتسف اور دیوبندی قوم شمس العلماء بدرالفضلہ علیہم السلام قاسم البیدعتہ۔ امام اہل السنۃ والجماعۃ۔ حکیم الامت۔ وغیرہ وغیرہ کہا کرتی ہے۔ اور کس بنا پر محض اس بات پر کہ یہ اکابر دیوبند خدا و رسول کو خوب گالیاں دیتے ہیں۔ ان کی ثنائوں میں گستاخیاں رہے ادبیاں کرتے ہیں۔ ان کی توہین و تنقیہوں میں شان کرتے ہیں۔ ان کے علم وسیع کو گھٹاتے ہیں۔ چنانچہ گنگوہی جی و نابھی جی نے تو صرف شیطان و ماکہ الموت کے علم کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کا علم گھٹایا تھا۔ اب ان تقانوی صاحب کی توہین شان رسالت و تنقیہ علم نبوی کا کارنامہ بھی سنئے۔ چنانچہ یہی تقانوی جی اپنے

پسنے سات صفحات کے بسو طر سالہ حفظ الایمان میں لکھتے ہیں :-

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے۔ یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان ص ۷ مطبوعہ بلالی سٹیم سائڈ ہورہ)

اس عبارت میں تھا نوحی جی نے آقا و مولا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیسی توہین کی کہ وہ یہ کہتا ہے کہ دیوبندی مذہب میں تو حضور کی ذات پاک پر علم غیب کا حکم کیا جانا ہی سرے سے صحیح نہیں بلکہ صریح شرک ہے۔ لیکن زید حضور کی ذات پاک پر علم غیب کا حکم کرتا ہے تو ہم اس سے یہ پوچھتے ہیں کہ اسے زید تو حضور کے لئے غیب کے کل علوم ثابت کرتا ہے یا غیب کے بعض علوم ثابت کرتا ہے۔ اگر حضور کے لئے غیب کے بعض علوم ثابت کرتا ہے تو اس میں حضور بنی علیہ السلام کی کیا خصوصیت اور کیا فوقیت نکلی۔ کہ حضور کا جیسا علم غیب ثابت ہوا ایسا علم غیب تو زید و عمر کو یعنی ہر ہر معمولی شخص کو بھی حاصل ہے۔ پھر تھا نوحی جی کو خیال آیا کہ زید عمر اگرچہ ناخواندہ جاہل سہمی لیکن پڑھ کر مولوی عالم ہو سکتے ہیں۔ ان کے علم کی برابر حضور کے علم کو کرنے میں دلوں تکین نہیں تو اس نے اس سے اتر کر کہا ایسا علم تو صبی یعنی بیچے اور مجنون یعنی پاگل کو بھی حاصل ہے پھر تھا نوحی جی کو یہ دہم ہوا کہ میں نے حضور کا

اگرچہ بچے اور پاگل کی برابر بنا دیا لیکن بعض بچے زیرک اور عقلمند ہوتے  
 با اور بعض پاگل پڑھ لکھ کر مجنون ہو جاتے ہیں تو حضور کے علم کو ان کے  
 سے تشبیہ دینے میں بھی کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا تو اس سے بھی نیچے اتر کر کہتا ہوں  
 م جمیع حیوانات یعنی جانوروں اور بہائم یعنی چوپایوں کو بھی حاصل ہے کہ  
 ب تمام جانور اور چوپائے کہا تو گدھے کتے سور سب کو شامل ہو گیا۔ اور  
 نیا جانتی ہے کہ حیوانات ذوی العقول نہیں اور جب ذوالعقول نہیں تو سر  
 ے ذی علم ہی نہیں ہوئے۔ تو جب تھا ذوی نے حضور کو حیوانات کے ساتھ  
 تشبیہ دی تو گویا یہ کہہ دیا کہ حیوانات کو جس طرح علم ہی حاصل نہیں اس طرح  
 حضور کو بھی علم حاصل نہیں۔ چہ جائیکہ زیر حضور کو بعض غیب کا علم ثابت کرتا  
 اس عبارت میں ایک بات قابل توجہ یہ ہے کہ یہ لوگ علم غیب کو اللہ تعالیٰ  
 سے ساتھ خاص مانتے ہیں اسی بنا پر حضور علیہ السلام کے لئے صاف انکار ہے اور  
 ان کے لئے دلائل قطعیہ کا مطالبہ ہے اور اس کے مقابلہ میں حیوانات گدھے  
 سور وغیرہ کے لئے علم غیب حاصل ہونیکو تسلیم کر لیا۔ اور حیوانات کے علم غیب  
 بتا کرنے کے لئے کسی نص قطعی کے ہونے کی ضرورت نہیں ان کو خاصہ الہی بھی بغیر  
 ی نص قطعی کے حاصل مان لیا۔ یہ ہے ان تھا ذوی جی کی عداوت خدا و رسول کا  
 و۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے المعتمد المسند میں اس عبارت کو نقل فرما کر علماء  
 زمین کے سامنے پیش کیا۔ اور عربی میں ترجمہ کر کے اصل عبارت حفظ الایمان  
 پیش کیا۔ اس پر محض لکھا ہے :-

| (تھا ذوی) پر یہ تہمت لگائی کہ معاذ اللہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام |

کے علم کو زید و عمر بلکہ چوپایوں اور مجنوں کے علم کی برابر کہتے ہیں  
اب آپ حضرات ذرا غور فرمائیں اور انصاف کریں عبارت  
حفظ الایمان کی موجود ہے آیا یہ امر اس میں مسطور ہے یا نہیں  
صاحبو محض دروغ اور افتراء بندی پر اس گمراہ کنندہ عالم نے  
کمر باندھ رکھی ہے اس جواب و بہتان بندی پر تعجب و حیرت کے  
ساتھ غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب علم کوئی لفظ مجدد بریلوی  
کے شایانِ شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔ (مخصاً)  
(شہاب ثاقب ص ۱۱۹ ص ۱۲۰)

ہر اردو خواں کے سامنے حفظ الایمان کی اصل عبارت موجود ہے بقول  
مصنف وہ عربی و ترکی نہیں ہے سلیس اردو ہے تو ہر اردو کا پڑھنے والا اپنے  
آپ یہ فیصلہ کر لے گا کہ علیحضرت قدس سرہ نے جو مضمون بیان فرمایا ہے  
حفظ الایمان کی اس عبارت میں موجود ہے۔ مصنف کا اس کو تہمت کہنا۔ یا  
دروغ یا افتراء بہتان بندی کہنا گویا دن میں بوقت دوپہر آفتاب کا انکار  
حسام الحربین میں جو عبارت ہے وہ حفظ الایمان کی اصل عبارت کا ترجمہ ہے  
جس کو ہم ناظرین کی تشکین خاطر کے لئے بلفظ نقل کرتے ہیں۔

اس کی ملعون عبارت ہے۔ آپ

ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جا

اگر بقول زیت صحیح ہو تو دریافت ظلم

یہ امر ہے کہ اس غیب کے مراد بعض غیب

هذا لفظ ملعون ات

صحة الحكم على ذات النبي المقدسة

بعلم المعينات كما يقول به

زيد فالمستول عنه انه ماذا

راد بھذا بعض الغیوب امر  
 کلہا فان اراد البعض فای  
 صوصیۃ فیہ لحضرة الرسالۃ  
 ان مثل هذا العلم بالغیب  
 ماصل لزیاد وعمر وبل لکل  
 بی ومجنون بل لجمیع الحيوانا  
 البہائم۔ (ازحسام الحرمین ص ۲۱)

یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد  
 ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص  
 ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ  
 ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات  
 و بہائم کے بھی حاصل ہے۔  
 (ترجمہ حسام الحرمین ص ۲۱)

مآب ہر اردو خواں اپنے گھر بیٹھ کر حفظ الایمان کی عبارت اور اعلیٰ حضرت قبلہ  
 میں پیش کردہ عبارت میں مطابقت کر لے اور پھر یہ فیصلہ کرے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ  
 و عمالہ کی طرف جس عبارت کی نسبت کی ہے وہ بلفظ حفظ الایمان میں موجود  
 ہے۔ اب اس مصنف کا اعلیٰ حضرت قبلہ کو گالی گلوچ دینا۔ اس کی دریدہ دہنی  
 اور کذاب ہونے کی دلیل ہے۔ اور پھر مصنف کی پارسائی اور بھولا پن ملاحظہ  
 ہونے ابتداء کے کتاب میں اس کی چھ سو چالیس گالیوں کی فہرست پیش کر دی ہے۔  
 در صد ہا گالیاں اس میں درج بھی نہیں کیں ہیں۔ مگر گریہ مسکین اور بچکے بھگت  
 بن کر کیسا لکھتا ہے غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب علم کوئی لفظ مجدد بریلوی  
 کے شایانِ شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔ اسے تیری شوخی۔ ساری شہاب  
 ناقب تو گالیوں سے پر ہے کوئی صفحہ چار چھ گالیوں سے خالی نہ ہوگا اور  
 کہتا ہے کہ کوئی لفظ نہیں کہہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کو اپنے کے کا کچھ

پاس ہے۔ نہ جھوٹا بوسنے کا خوف ہے نہ گالی گلوچ بکنا اس کو برا معلوم ہے۔ نہ افترا و بہتان باندھنے سے اس کو شرم آتی۔ اس مصرع کا پہلا مادہ ہے۔

بے حیا باش ایچہ خواہی کن

پھر مصنف حفظ الایمان کی ایک صفحہ سے زائد عبارت نقل کر کے عبا زیر بحث کی صفائی کے درپے ہوتا ہے اور ایک بے نظیر مصرع افترا اور جہد بہتان اس طرح کرتا ہے۔

افسوس صد افسوس اپنے گھر کی خبر نہیں ہے الزام فقط مولانا صاحب ہی تک پہنچتا ہوتا تو امر کچھ سہل تھا یہ تو مجدد صاحب کے روحی اور جسمی باپ دادا کو بھی نہیں عجبوڑتا۔ دیکھئے جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم طرزیۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ ۵۸ میں

ارقام فرماتے ہیں۔ علم غیب صفت خاص ہے رب العزۃ کی

جو عالم الغیب والشہادہ ہے جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بندہ

وحی کے امور مخفیہ کا علم ہوتا مقابلی علم غیب کہنا اگر اسی ہے

و نہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے۔ انتہی حضرت

اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ مجدد صاحب کے

دادا پیر صاحب کے قول نیا وضاحت سے علم غیب میں جملہ مخلوقات

دلہ۔ پری۔ جن بھوت۔ کیڑے مکوڑے۔ مہنون دیا گل۔ گرسے

کے وغیرہ وغیرہ معاذ اللہ رسول مقبول علیہ السلام کے مادی

اگر اس کلام میں کوئی تاویل نکالتا ہے تو تقاضی کا کلام کیوں  
 نہ اس تاویل کا محتمل ہوگا۔ مخلصاً اشہاب ثاقب ص ۱۲۱ و ص ۱۲۲

دنیا میں بہت سے جھوٹے پیدا ہوئے لیکن کبھی انہیں اپنے جھوٹ پر شرمندگی  
 لاحق ہو جاتی ہوگی۔ جہان میں بہت سے مفتری مشہور ہوئے لیکن کبھی انہیں  
 اپنے افترا پر شرمساری آگئی ہوگی۔ عالم میں بہت سے بہتان طراز کہلائے لیکن  
 کبھی انہیں بہتان طرازی پر حیا پیدا ہوگئی ہوگی۔ مگر ایسا کذاب جو اپنے کذب  
 پر فخر کرتا ہو۔ ایسا مفتری جو اپنی افترا پر دازی پر نہ شرماتا ہو۔ ایسا بہتان  
 طراز جو اپنی بہتان طرازی پر حیا نہ کرتا ہو ایسا سلطان الکاذبین۔ امام  
 المفتریین۔ ہمارے اس مصنف کے سوا کوئی دوسرا مشکل ہی سے دستیاب  
 ہوگا۔ اس کا جھوٹ بولنا افترا کرنا عادت ثانیہ ہو چکا ہے۔ اس سے جب  
 عبارت حفظ الایمان کی توجیہ نہ بن سکی تو اس نے حضرت قدوة السالکین  
 زبدة العارفين حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مبارک سے ایک  
 کتاب تصنیف کر ڈالی اور بجمال بے حیائی اس کا نام بھی خزینة الاولیاء  
 لکھ لیا اور بجمال بے شرمی اس کا مطبع بھی کا پورا اپنے دل سے تراش لیا۔  
 اور بجمال بے غیرتی اس کا صفحہ ۱۵ بھی اپنی طرف سے تجویز کیا۔ اور بجمال  
 شیطنت اس کی یہ خط کشیدہ عبارت حسب نسا اپنے ناپاک قلب سے  
 حفظ الایمان جیسی اختراع کر ڈالی۔ اور پھر اس مفتری کذاب کی دیدہ دیری  
 دیکھو کہ خود اس کی منکر مہت چیز اور اپنے خصم کو کس شورش چشمی۔ کس  
 بلند آہنگی کے ساتھ الزام دے رہا ہے کہ مجدد صاحب کے دادا پیر شاہ حمزہ منا



مارہروی کا کلام عبارت حفظ الایمان سے بھی زیادہ صریح نترگالی اور توہین آمیز ہے کہ وہ علم غیب میں کیڑے - مکوڑے - پاگل - کدھے کتے وغیرہ کے حضور کے مساوی سمجھتے ہیں۔ تو ان کے کلام میں اگر کوئی تاویل نکلتی ہے تو تقاضی جی کا کلام بھی اسی تاویل کا متحمل ہے ورنہ ان کو بھی کافر کہو وغیرہ بے ہودہ بکواس۔

مسلمانوں نے افس کی تخریف مشہور ہے لیکن ایسی دلیری کہ کسی کے نام سے کتاب تصنیف کر لی گئی ہو۔ ایسی جرأت کہ اس کتاب کا نام اپنی طرف گڑھ لیا گیا ہو۔ ایسی بے حیائی کہ اس کا مطبع اپنی طرف سے تراش لیا ہو۔ بے شرمی کہ اس کا صفحہ اپنی طرف سے تجویز کر لیا گیا ہو۔ ایسی بے غیرتی کہ اسے بالکل ساری عبارت اپنے حسب منشا اپنی طرف سے بنا ڈالی گئی ہو۔ شاہ ان روافض نے بھی نہ کی ہوگی۔ مصنف اس صریح جھوٹ اس افترا اس بہتان پر شیخ الوقت بتا ہے اور اس کی ساری دیوبندی قوم اس کو شیخ کہتی تو کیا یہ اسی افترا و کذب ہی کا شیخ ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ مصنف کذاب الکاذبین۔ امام المنقربین ہے۔ اور ابلیس لعین کا خاص چہیتا فرزند ہے۔  
فعلیہ لعنہ اللہ والملائکۃ والناس الی یوم الدین۔

پھر اس مصنف نے دیکھا کہ اس ایک جھوٹ اور افترا سے عبارت حفظ الایمان کی صفائی نہ ہو سکے گی۔ تو کم از کم عدد شہادت کو تو پورا کر جائے لہذا دوسرا افترا و کذب یہ پیش کرتا ہے :-

جناب بندہ درہم و دینار صاحب کے دارا یعنی مولوی رضا علی خان صاحب

ہدایتہ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتا پور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا۔

یعنی بذریعہ وحی کے تعلیماً معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو

حاصل ہوا اور علم غیب مطلق وبالذات کا اعتقاد رکھنا مفی الی الکفر

ہے اور نص قطعی کے خلاف۔ اس میں تاویل اور ایر پھیر کرنا بے دین کا کام

ہے الخاب مجدد صاحب اپنے دار صاحب کی بھی تکفیر کریں وہ بھی

سب کو علم غیب بتاتے ہیں اور وہ اس تصریح سے تو گدھے کتے

مچھڑ بندر وغیرہ وغیرہ سب کو آپ کے شریک عالم الغیب ہونے میں

کر رہے ہیں۔ بالفرض اگر مولانا تقانوی نے ایسا کہا بھی ہو اور انکی

عزیر کا وہی مطلب ہو جو مجدد صاحب نے سمجھا ہے تو جب اپنے ہر دو

داداؤں کی تکفیر نہیں کرتا تو مولانا تقانوی پر کیوں اہم قصات

کرتا ہے۔ (مختصاً) (شہاب ثانی ص ۱۲۲ و ض ۱۲۳)

مسلمانوں اہل تصنیف کی برابر کا ذب۔ مفری۔ فریبی شاید کسی فرقہ میں بھی

دل سکے۔ یہود و نصاریٰ کے تحریفیں کہیں۔ اور دیگر فرق باطلہ نے تحریفیں کہیں مگر

مصنف نے سب کو مؤخر پر تھوک دیا۔ سب سے اس تحریف میں سبقت لے گیا۔

اس کی ایک تحریف کس قدر افتراؤں کا مجموعہ ہے کہ کمال بیانی حضرت حامی بن

ولت۔ ناصر سنت مولانا مولوی رضا علی خاں صاحب بریلوی ندس سرہ کے

اسم گرامی سے ایک کتاب تصنیف کر ڈالی اور کمال بے شرمی اس کتاب کا نام بھی

ہدایتہ الاسلام گردھ دیا۔ اور کمال بے غیرتی اس کا مطبع بھی صبح صادق سیتا پور

اپنے دل سے تراش لیا۔ اور بجمال بیباکی اس کا صفحہ ۳۰ اپنی طرف سے تجویز کر لیا۔ پھر کمال  
 شیطنت اس کی یہ خط کشیدہ عبارت حسب مطلب اپنے ناپاک دل سے مثل عبارت  
 حفظ الایمان اختراع کر ڈالی۔ اور پھر اس سلطان الکاذبین۔ امام المقرئین کی انتہائی  
 بے حیائی دیکھے کہ خود ہی تو اس کو گڑھا اور اپنے خصم کو کس دیدہ دلیری اور شور  
 چاشنی کے ساتھ چیلنج دے رہا ہے کہ تم اپنے دادا کی بھی تکفیر کرو۔ وہ بھی علم غیب گدے  
 کتے۔ مچھر۔ بندر وغیرہ کو بتا رہے ہیں۔ اور جب تم اپنے دادا کی تکفیر نہیں کرتے تو  
 مغانوی جی کی بھی تکفیر مت کرو۔ دیوبندیو بولو۔ یہ مصنف کذب کی عینسی کا شکار  
 اور انرا کی نکسال کا مالک و مختار ثابت ہو یا نہیں۔ کہو ضرور ہوا۔ ضرور ہوا۔  
 حیرت ہے کہ دیوبندی قوم ایسی اندھی ہے جو ایسے مفتری و کذاب کو اپنے  
 شیخ بناتی ہے جس کے کذب و انرا کی چھپی ہوئی نہیں بلکہ چھپی ہوئی رستادیزیں موجود ہیں  
 دیوبندی قوم ایسی بے حس اور بے غیرت ہے جو ایسے مکار۔ فریبی جھوٹے دک  
 پیر بناتی ہے جس کے مکر و فریب کی یہ چلتی دو تخریبی طبع شدہ موجود ہیں  
 دیوبندیو۔ کیا تمہارا شیخ وہی ہوتا ہے جو ایسے صریح کذب بولے ایسے جی  
 انرا بانڈھے۔ کیا تمہارا پیروسی ہوتا جو ایسا مکار ہو۔ اتنا فریبی۔ کیا تم ایسے  
 کو اپنا پیشوا بناتے ہو جو انتہا درجہ کا جھوٹا اور بے حیا ہو۔ کیا تم ایسے ہی کو  
 اپنا مقتدا ٹہراتے ہو جو اس قدر مکار اور عیار ہو۔

مسلمانو! اس مصنف نے یہ دونوں انرا محض اس بنیاد پر کئے کہ عباد  
 حفظ الایمان کی توہین و تنقیص اور اس کا کفر اس قدر صریح تھا کہ یہ مصنف  
 کیا خود صاحب حفظ الایمان ہی اپنی حیات میں اس کی کوئی ایسی توجیہ و تاویل

مصنف سلطان الکاذبین ہے

نہ کر سکا جس سے وہ حکم کفر سے بچ جائے۔ ہمارے مصنف نے اس کی جب کوئی توجیہ و تاویل نہ پائی تو وہ یہ دوا فرما کرنے پر مجبور رہا۔ اور اس نے حفظ الایمان جیسی یہ دو عبارتیں گڑھ کر ان دو حضرات کی طرف منسوب کر دیں اور یہ سمجھ لیا کہ دیوبندی قوم پر تو ان کا بروہو بندہ کا وقار باقی بنا رہ جائے گا۔ اور پھر اس کی تحقیق کون کرے گا۔ مگر اس کو یہ کیا خبر تھی کہ اس شہاب ثاقب کا رد لکھا جائے گا۔ اور اس کا بھانڈا بھوٹ جائے گا۔ اور یہ طلسم خاک میں لہجائے گا۔

دیوبندیو! عبارت حفظ الایمان کا جب تمہارے پاس کوئی جواب نہیں اس کی کوئی ایسی تاویل نہیں جو اس کو کفر سے بچائے۔ جب تم نے اس کے لئے انتہائی عرق ریزیاں کر لیں۔ امکانی کوششیں کر لیں ایرٹھی چوٹی کے زور لگادے نرمناک جھوٹا بولے۔ جیسا سوزا نتراد یہاں بانڈھ لے۔ انفرادی و اجتماعی محنتیں کر لیں اور کسی طرح اس کا کفر نہ اُکھ سکا۔ کسی طرح اس کی توہین نہ منٹ سکی تو جلد توہین کرو۔ ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی توہین سے بچو۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخیوں سے باز آؤ۔ اور ان مفتری و کذاب اکابر دیوبند مرتدین و کفار کی پیروی اور اندھی تقلید سے بچو۔

پھر مصنف نے خود ہی غور کیا کہ اگرچہ میں نے یہ افترا کئے لیکن انکا بھانڈا ضرور بھوٹ جائے گا۔ اور دیوبندی قوم ہاتھ سے نکل جائے گی تو ان کی آنکھوں پر پردہ ڈالنے کے لئے کہتا ہے :-

اس کے بعد آپ غور کریں کہ جو ہمیں مولانا تھانوی بد رکھی ہیں ا

ایا وہ موجود ہیں یا نہیں دیکھئے ص ۲۱ میں لکھا ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چینی وچناں میں۔ اہم یہ مضمون دروغ خالص نہیں تو کیا ہے ہم نے حفظ الایمان کی تمام عبارت نقل کر دی ہے آپ خود دیکھ لیں کہیں یہ موجود ہے۔ کیوں نہیں عبارت مولانا کی دکھانا۔ لخصاً (شہاب ثاقب ص ۲۳)

اس بے جا مصنف کو شرم نہیں آتی۔ صریح جھوٹ بولتا ہے دن میں آفتاب کا انکار کرتا ہے اور شرماتا نہیں۔ کہ حسام الحرمین ص ۲۱ کی جو یہ عبارت نقل کر رہا ہے اس سے پہلے اصل حفظ الایمان کی عبارت موجود ہے جو ہم نے ابھی اوپر صفحہ ۶۰ پر ترجمے کے نقل کی ہے اس اصل عبارت حفظ الایمان کے بعد علامت حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چینی وچناں میں۔ اس مصنف پوچھو کہ علامت نے جو حفظ الایمان کی عبارت نقل کی وہ مصنف کی پیش کردہ عبارت حفظ الایمان میں بعینہ و بلفظ موجود ہے جو چاہے اس کے لفظ لفظ حرف حرف نقطہ نقطہ مطابق کرے۔ اگر مطابق نہ اترے تو علامت حضرت قبلہ پر تہمت لگانے اور دروغ خالص بولنے کا الزام ہے۔ جب بالکل مطابقت نہ آئے تو وہ تہمت اور دروغ کی بلا اسی مصنف پر تو داپس آئے گی خود بولتا ہے اور دوسرے کی طرف نسبت کرتا ہے کہ حیا کا کوئی حصہ اس میں ہے ہی نہیں باقی رہی علامت کی یہ عبارت کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ہر کا اثر دیکھو تو یہ

قانونی کی عبارت ہے نہ اعلیٰ حضرت یہ فرما رہے کہ یہ تھانوی کی عبارت ہے۔ بلکہ اعلیٰ حضرت اس عبارت حفظ الایمان کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ظاہر فرما رہے ہیں حنف کا فریب اور مخالطہ یہ ہے کہ اصل منقولہ عبارت حفظ الایمان کی تفسیر قتل کا مطالبہ کرتا نہیں۔ اور اس خلاصہ کا مطالبہ کرتا ہے کہ اس کو بلغفہ حفظ الایمان میں دکھا دو۔ یہ بالکل ایسا ہی جاہلانہ مطالبہ ہے جیسا پہلے براہین قاطعہ سے متعلق کر چکا ہے۔ اور ہم نے اس جاہلانہ مطالبہ پر گفتگو کی ہے۔ مسلمانوں کو دکھانا ہے کہ مصنف کے پاس عبارت حفظ الایمان کا جواب نہیں ہے ایسے فریب اور مخالطہ دیکھو اور اوراق کو سیاہ کرنا ہے اسی طرح کا فریب یہ ہے۔

دوسرا اتہام خبیث دیکھئے اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر ہے ایسا تو ہر بچے کو اور ہر پاگل کو بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔ اب اس خبیث عبارت کو ڈھونڈھیئے کہیں بھی پتہ نہیں چلتا اس مضمون کے ثابت کرنے کے واسطے ایک دوسرے حفظ الایمان نقل کر دی ہے اور اگلی پھلی عبارت حذف کر دی ہے تاکہ لوگوں پر اصلی معنی اور مقصد مولف کا کھل نہ جاوے اور اس کے مکر اور بہتان کا ظہور نہ ہو جائے۔ (مختصاً) (شہاب ثاقب ص ۱۲۳)

مصنف کی کوئی بات کذب و فریب سے خالی نہیں ہوتی کہ نہایت صاف بات تھی اعلیٰ حضرت نے حفظ الایمان کی اصل عبارت نقل کر کے اس کے مضمون کو صاف الفاظ میں کہا تھا اس کو یہ مصنف کو بہتان کہہ کر انصاف کا خون

کر رہا ہے ہم ناظرین کے فیصلہ کے لئے ہر دو عبارات کو مقابلہ میں رکھ کر  
اس غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ ان دو عبارتوں میں کیا فرق ہے مضمون  
ہر دو کا ایک ہے یا نہیں۔

اصل عبارت حفظ الایمان بلفظہ خلاصہ مضمون عبارت حفظ الایمان بالفاظہ

اعلیٰ حضرت قبلہ

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زیر و عمر و بلکہ ہر صبی و محنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے (از حفظ الایمان ص ۱)

غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے کو اور ہر پاگل کو بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔

ہر اردو خواں ان دونوں عبارتوں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرے گا کہ اصل عبارت حفظ الایمان میں جو مضمون تھا اس خلاصہ میں کبلا لکل اسی مضمون کو مختصر الفاظ میں سلیس اردو میں لکھ دیا گیا ہے مضمون میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہوا اب مصنف کا اس خلاصہ مضمون کے متعلق یہ لکھنا کہ اس کا کہیں حفظ الایمان میں پتہ نہیں چلتا۔ کیسا صریح جھوٹ ہے اور نیز اس کا اس خلاصہ مضمون کو مکر و بہتان قرار دینا خود اس کے مکار اور بہتان طراز ہونے کی روشن دلیل ہے۔

اب باقی رہا مصنف کا یہ کہنا کہ اس مضمون کے ثابت کرنے کے واسطے ایک دوسرے سے نقل کر دی ہے۔ الحمد للہ کہ مصنف نے یہ نوا قرار کر ہی لیا کہ ایک دوسرے سے نقل کر دی ہے تو خود اپنے ہی کلام کا رد کر دیا اور خود اپنے

نذر پھوک لیا۔ آپ رہی یہ بات کہ ایک دوسٹر حفظ الایمان کی نقل کی ہے کہ جب یہ خلاصہ مضمون  
 ایک دوسٹر کا ہے تو اس سے زائد کا نقل کرنا خلاصہ مضمون سے زائد ہو جاتا اور اسکی حاجت ہی  
 نہیں تھی کہ حکم کفر تو صرف اس عبارت پر ہے کہ توہینِ شانِ رسالت تو اسی میں ہے کہ  
 تصور کے علم شریف کو بچوں پاگلوں۔ جانوروں چوہا پیوں کے مشابہ ٹھہرا دیا  
 ب اس پر مصنف کا یہ کہنا اگلی پھیلی حدیث کر دی ہے تو مصنف ناواقف  
 اس کی اگلی پھیلی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ مفتی کو کوئی حاجت نہیں اگر مصنف  
 نتوی لکھنا جانتا تو ایسی بے شکل بات نہیں کہتا۔ کہ بعضے طلاق کے استفتے  
 میں ایک دو ورق بھرے ہوتے ہیں اور حکم ایقاع طلاق کا ایک جلد پر  
 ہوتا ہے۔ اس میں اگلی پھیلی عبارت کی مفتی کو خاص حاجت نہیں ہوتی۔ اب  
 ان ہم مصنف کو اس کی اجازت دیتے ہیں کہ تم اس کی اگلی پھیلی خوب دیکھ  
 مجال کراٹری چوٹی کا زور لگا کر اس عبارت زیر بحث کے حکم کفر کو اگر ٹال  
 سکتے ہو تو ٹال دو۔ کوئی صحیح توجیہ و تاویل بنا سکتے ہو تو پیش کر دو۔ اور  
 اس کے اصل معنی اور مقصد کو کھول سکتے ہو تو کھول کر دکھاؤ۔

پھر مصنف خود تھانوی جی کی ایک عبارت کو اپنے استدلال میں  
 اس طرح پیش کرتا ہے

خود مولانا تھانوی اس رسالہ میں اور اسی بحث میں فرماتے  
 ہیں کیونکہ آپ ایجاد اور ابقاء عالم کے سبب ہیں اور معلوم ہے  
 کہ جس کے سبب کوئی چیز ہوا کرتی ہے وہ ہمیشہ تابع  
 اور غیر مقصود بلکہ بمنزلہ عبد و خدام کے ہوا کرتی ہے وہ



کسی طرح اصلی مقصد کے برابر نہیں ہو سکتی ہے پس کیونکر یہ  
 ہو سکے گا کہ وہ حضور علیہ السلام کو برابر چینی و چیناں کے  
 اختقاد کریں۔ ملخصاً (شہاب ثاقب ص ۱۲۳)

مصنف کا یہ کلام محض امکان ہے کہ تھانوی جی جب حضور کو سبب ایجاد و القاب  
 عالم کہتے ہیں تو آپ کو چینی و چیناں کی برابر کیسے کہہ سکتے ہیں اور وقوع یہ ہے  
 کہ تھانوی جی نے لکھ دیا کہ حضور علیہ السلام چینی و چیناں کی برابر ہیں جیسا کہ  
 عبارت زیر بحث سے ظاہر ہے۔ تو مصنف کی ساری کوشش ہی بیکار اور  
 رائگان ثابت ہو گئی اور مصنف کی اس تقریر سے ایک نئی بات مذہبِ یونہ  
 کے خلاف یہ ثابت ہوئی کہ جب حضور علیہ السلام سبب ایجاد عالم ہوئے تو اہل عالم  
 حضور کے بمنزلہ عبد و خدام ہوئے تو افراد عالم اپنے آپ کو غلام محمد و غلام احمد  
 غلام مصطفیٰ، عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی، عبدالرسول کہہ سکتے ہیں۔ خصوصاً  
 جو اہمت اجابت میں ہیں وہ اپنی اولاد کے یہ نام رکھ سکتے ہیں۔ مصنف کے  
 نزدیک ان اسماء کی کوئی ممانعت نہیں۔ تو یہ مصنف اپنے المم لطفہ اہل  
 دہلوی کے حکم سے مشرک و کافر ہو گیا اور کچھ تقویۃ الایمان ص ۵ و ص ۱۳  
 تو مصنف تھانوی جی کو بچانے کی سعی کر رہا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تو کفر سے  
 بچ نہ سکا اور یہ خود اپنے ہی امام کے حکم سے کافر و مشرک ہو گیا۔

پھر مصنف ڈوبنے والے کی طرح جو تنکے کا سہارا تلاش کیا  
 کرتا ہے یہ بھی اسی طرح نفاذ الایمان کی اس عبارت سے استدلال کرتا ہے۔

( دیکھئے ص ۲۱ میں فرماتے ہیں کہ پس اس کا مقتضی صرف )

اس قدر ہے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تباہا حاصل ہو گئے تھے۔ اس عبارت سے کیا نکلتا ہے؟  
 آیا معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام اور زید و عمر بکر وغیرہ کے علوم میں مساوات سے یا بہت بڑے فرق پر حضرت مولانا کی عبارت صراحتہ دلالت کر رہی ہے۔ اگر تم تسلیم بھی کر لیں کہ ان کی عبارت اسی بات پر دلالت کر رہی ہے جو مجھ حساب نے ان کی نسبت لکھا ہے تو جب یہ عبارت اسی صفحہ میں اس کے بعد مذکور ہے پس یہ محض نیکانے کسی طرح صحیح نہ ہونگے اور نہ ان کے دامن کو کوئی دہتہ لگ سکے گا (محصلاً شہاب ثاقب ص ۱۲۴)

جواب اس عبارت حفظ الایمان سے بھی یہی نکلتا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ مخالفوں کی جی کے نزدیک حضور علیہ السلام اور زید و عمر و بکر وغیرہ کے علوم میں مساوات اور برابری ہو۔ اس لئے کہ علوم لازمہ نبوت بعض علم ہیں یا کل علم۔ اگر بعض علم ہیں تو بالذات ہیں یا بالواسطہ تو ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کو بعض علم بالذات تو ہو نہیں سکتے اب رہے بعض علم بالواسطہ تو یہ بعض علم بالواسطہ علم بالواسطہ ہونے کی بنا پر بھی تھا تو جی کے نزدیک حضور علیہ السلام اور زید و عمر۔ بچوں یا گلوں۔ جانوروں چوہا بیلوں میں مساوات اور برابری لازم آگئی۔ تو مخالفوں کی جی کی اس عبارت میں بہت بڑے فرق پر صراحتہ دلالت کہاں ثابت ہوئی تو آپ تو معصفت کو تسلیم ہی کرنا پڑے گا کہ مخالفوں کی جی کی عبارت اسی بات پر دلالت کر رہی ہے جو اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا ہے اور اگر تشکیلی نہ ہوئی تو اوپر

اگر حضور علیہ السلام اور زید و عمر بالواسطہ زید و عمر

بھی سن لیجئے اگر سعید یہ کہے کہ جیسا علم جناب گنگوہی صاحب کو تھا ایسا علم توہر  
 کتے کو حاصل ہے۔ جیسا علم جناب نانوتوی صاحب کو تھا ایسا علم توہر تو حاصل  
 جیسا علم جناب تھانوی صاحب کو تھا ایسا علم توہر گدڑ ہے کو حاصل ہے۔ جیسا علم  
 جناب دہلوی کو تھا ایسا علم توہر سور کو بھی حاصل ہے اور وجہ شبہ یہ بتائے کہ  
 ان گنگوہی و نانوتوی تھانوی۔ دہلوی کو بھی بعض علم ہی تو ہے کہ کل علم کا انہیں  
 حاصل ہونا تو عقلاً نقلاً باطل ہے۔ اور کہتے۔ اُو گدھے۔ سور کو بھی بعض علم ہی  
 حاصل ہے اگرچہ گنگوہی و نانوتوی۔ تھانوی۔ دہلوی صاحبان کو درسیات  
 کا علم جتنا آجکل مولویت گولازم و ضروری ہے وہ انہیں بتا ہا حاصل تھا۔  
 تو اسے دیوبندیو کیا تم ان کے لئے ایسا کھانا۔ لکھنا۔ چھاپنا۔ شائع کرنا  
 پسند کرو گے۔ کیا اس جیسی عبارت میں ان کی توہین نہ کہو گے۔ اگر کہو کہ ہیں  
 ایسی عبارت پسند ہے اور اس میں ان کی کوئی توہین نہیں ہے۔ تو ان سب کے  
 نام بنام لکھ کر ایسی عبارت چھاپو۔ اور اس پر اپنے اکابر کے ہر دستخط بھی  
 کرادو۔ تو دنیا دیکھ لیگی کہ واقعی تمہارے نزدیک ایسی عبارت میں توہین نہیں  
 تھی اسی بنا پر تم نے اپنے اکابر کے لئے اس عبارت کو چھپو ادیا۔ شائع کر دیا۔  
 اور اس پر اپنے ہر دستخط بھی کر دئے۔ ورنہ ہر شخص یہ یقین کرنے کے لئے مجبور  
 کہ جب تم ایسی عبارت کو اپنے اکابر کے لئے چھپو یا شائع کرنا گوارا نہیں کرتے تو  
 اس عبارت میں ضرور توہین ہے۔ اور کوئی تاویل کوئی توجیہ کوئی عذر اس کا  
 توہین ہونا میٹ نہیں سکتا۔ کوئی جیلہ بہانہ اس عبارت کو توہین سے پاک  
 ثابت نہیں کر سکتا۔ تو اسے گستاخ دیوبندیو۔ اسے اُدب دہا بیو اس

ناپاک توہین آمیز عبارت کو سیدنا نبیا۔ محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں رکھتے ہو چھاپتے ہو۔ شائع کرتے ہو۔ جب تم سے مسلمان یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس عبارت میں سرکار رسالت کو توہین و تنقیص شان ہے تو اس بات پر اڑے ہوئے ہو کہ اس میں توہین نہیں ہے اس کی یہ تائید ہے یہ توجیہ ہے۔ اور جھوٹے بہانے کر کے اُسے بنانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہو کہ اس میں تنقیص شان رسالت ہرگز نہیں ہے۔ فلاں کلمہ فلاں جملہ اس کی صفائی کر رہا ہے۔ لہذا اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ اس عبارت میں توہین علم نبوی نہیں ہے تو ایسی ہی عبارت اپنے اکابر کے نام سے کیوں نہیں چھاپتے۔ ایسی ہی عبارت اپنے پیشواؤں کے لئے کیوں نہیں شائع کرتے۔ تمہاری یہ تائیدیں یہ توجیہیں آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تو صغایاں ہیں۔ اور اکابر دیوبند کے لئے صفائی نہیں۔ یہ گستاخ عبارت۔ سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گالی اور توہین نہیں اور تمہارے اکابر کے لئے گالی اور توہین ہے۔ تو ظاہر ہو گیا کہ جو عزت تمہارے دلوں میں اپنے اکابر دیوبند کی ہے۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز نہیں۔

اب باقی رہا مصنف کا ناپاک عدا اور گندہ بہانہ کہ یہ عبارت اسی صفحہ میں اس کے بعد مذکور ہے پس یہ معنی نکالنے کی طرح صحیح نہ ہونگے تو اس مسمیٰ سعید نے بھی اسی صفحہ میں چند سطر کے بعد ہی گنگوہی۔ نانوتوی۔ فقہانوی۔ دہلوی کے لئے ان کے علموں کو گتے۔ الو۔ گدھے۔ سور کے علموں سے تشبیہ دے کر یہ عبارت لکھ دی تھی کہ اگرچہ ان صاحبان کو درسیات کا علم جتنا آجکل مولو بہت کو لازم

ضروری ہے وہ انہیں بتا دیا حاصل تھا۔ اب تمہارے قاعدہ سے گنگوہی نانوئی  
تھانوی۔ دہلوی کے لئے توہین کے معنی نکلنے کی طرح صحیح نہ ہونگے۔ اور پھر  
سعید کے اس عبارت کے لکھنے کے بعد اس کے دامن پر نہ کوئی دہتہ لگ سکے گا۔  
تو مصنف صاحب اگر تھانوی کی اس پچھلی عبارت سے پہلی عبارت کی صفائی  
ہوتی ہے تو سعید کی پچھلی عبارت سے بھی پہلی کی صفائی ہو جائے گی۔ تو اب  
سعید والی پوری عبارت اپنے اکابر کے حق میں وہی ان کے تین تین سطر کے  
القاب صاف لکھ کر چھاپو۔ شائع کرو۔ مگر ہمارا دعوئے ہے کہ تم اپنے اکابر کے لئے  
سعید کی عبارت جو عبارت حفظ الایمان کا چربہ ہے ہرگز ہرگز نہیں چھاپ سکتے۔  
کہ نقطہ تمہارے قلوب بلکہ تمہارا عمل شہادت دیکھا کہ سعید والی عبارت کو تم  
اپنے اکابر کے حق میں توہین جانتے ہو۔ تو بے ایمان تھانوی کی عبارت کو آقا  
مولا سید الانبیاء علیہ السلام کے حق میں کیوں توہین نہیں جانتے۔

مکن ہے کہ مصنف کی ابھی تسلی نہیں ہوئی ہو تو اور لیجئے۔ کہ ولید تھانوی

صاحب کو رکھے حامی سنت حکیم الامتہ مولوی اشرف علی صاحب احمق دست برکاتہم

وفیوضہم تو غالباً آپ اس سے ناراض تو نہ ہوں گے کہ وہ تھانوی صاحب کے

ادصاف ودرج کے کلمے اول میں بھی لکھ رہا ہے۔ اور آخر میں بھی لکھ رہا ہے۔

نہیں بلکہ ضرور ناراض ہوں گے کہ لفظ احمق گالی ہے اور گالی کو اسکی تعریف کے

الفاظ نہیں بیٹ سکتے بلکہ یہ تعریف کے الفاظ تمسخر قرار پائیں گے تو مصنف اپنے

اس قاعدہ کو کہ توہین کو تعریف بیٹ دیا کرتی ہے اگر خود بھی صحیح جانتا ہے تو اپنے اکابر

کے کئی سطر میں القاب وادصاف رکھے اور ان سے پہلے ایک کلمہ گالی کا بھی لکھ کر

چھاپے۔ شائع کرے۔ اور اگر نہیں چھاپتا اور نہیں شائع کرتا ہے تو ثابت ہو جائیگا  
 کہ یہ قاعدہ صرف اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں  
 دیکر عذر کرنے کے لئے بنایا۔ اپنے اکابر دیوبند کے لئے تیار نہیں کیا۔ وہاں بیویسے ناپاک  
 عذروں باطل تاویلوں سے تھانوی کا کفر اٹھانا چاہتے ہو۔ تمہاری ان غلط  
 باتوں سے ثابت ہو گیا کہ تمہارے پاس عبارت حفظ الایمان کی کوئی ایسی  
 تاویل نہیں جس سے اس کا کفر اٹھ سکے۔ تو جلد توبہ کرو۔ اور ان گستاخان  
 اکابر دیوبند کی پیروی چھوڑ دو۔ پھر مصنف نے ایک صفحہ تک علوم و لازمہ نبوت  
 کا ذکر کیا جن کا زیر بحث عبارت حفظ الایمان سے کوئی تعلق نہیں اور پھر مصنف نے  
 اسی کے ضمن میں لکھا:-

اگر آپ کو اس (علم نبوت) کی تفصیل کی ضرورت ہے تو منصب  
 امامت مصنف جناب مولانا اسماعیل صاحب شہید ملاحظہ  
 فرمائیں اور پھر معلوم کریں کہ کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام  
 کی اور ان کے علوم کی ہے اور حضرت مولانا شہید کس طرح  
 اعلیٰ درجہ کے معتقد انبیاء علیہم السلام کے ہیں اور نیز آبیحیات  
 قبلہ نامہ ہدایت الشیعہ وغیرہ رسائل جناب مولانا توفیق  
 کے دیکھیں جن سے وہ علوم مضامین معلوم ہونگے کہ جنکو مجدد صحت  
 کی سات پشت نے خواب میں بھی حضور علیہ السلام کے فضائل  
 کی بابت نہ دیکھا ہوگا۔ (شہاب ثاقب ص ۱۲۵)

مصنف نے ہر ایک صفحہ علوم و لازمہ نبوت کی شمار ہی میں صرف کیا اور عبارت

زیر بحث کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکا ہم نے جو یہ عبارت شہاب ثاقب سے نقل کی یہ بھی بحث سے غیر متعلق ہے لیکن جو اس میں مصنف نے کئی عریض جھوٹ بولے ہیں ان کا اظہار کرنا اور حقیقت واقعی کا کما حقہ ظاہر کرنا ضروری سمجھا محض اس بنا پر اس عبارت کو پیش کیا گیا ہے۔ مصنف کا پہلا دوسرا کذب یہ ہے کہ اس نے یہ کہا منصب امامت میں کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام اور ان کے علوم کی ہے اور اس کا مصنف دہلوی کس طرح اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء کا ہے تو میں اس کی صرف ایک دو عبارات نقل کرتا ہوں ناظرین بخور ملاحظہ کریں۔

بسیار چیز است کہ ظہور آں از	بہت چیزیں کہ مقبولوں کی معجزہ
مقبولین حق از قبیل خرق عادت	یا کرامت گئی جاتی ہیں ایسی بلکہ
شمردن میشود حالانکہ امثال ہاں	قوت دکمال میں ان سے بڑھ کر
افعال بلکہ اقوی واکمل از آں	جادوگر اور طلسم والے کر سکتے
سحر و صاحب طلسم ممکن الوتورع باشد	ہیں۔
ر منصب امامت مصنفہ اسمعیل دہلوی	
منقول فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ صفحہ	

اس منصب امامت میں امام الوہاب نے عادت کہہ دیا اور وہابی عقیدہ کا اظہار کر دیا کہ کرامت اور معجزے کی برابری بلکہ ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے دکھا سکتے ہیں تو وہابی عقیدے میں معجزہ نبوت کی دلیل نہیں کہ اس سے کامل و قوی تر عجائب جادوگر دکھا سکتے ہیں تو وہابی نے نہ تو نبوت ہی کو سمجھا نہ معجزہ کو جانا۔ اور جب ان کے نزدیک جادوگر حضرات انبیاء کرام سے بڑھ کر

عجائبات دکھا سکتے ہیں تو ان کے عقیدہ میں انبیاء کرام کے مقابلہ میں زیادہ عظمت  
 جادو گروں کو حاصل ہوئی تو ان بد نخبوں نے جادو گروں کے مقابلہ میں حضرات  
 انبیاء علیہم السلام کی عظمت گھٹا دی۔ اب مصنف کا صریح کذب دیکھئے کہ  
 اسی منصب امامت اور اس کے مصنف کے متعلق خلاف واقعہ یہ لکھا ہے  
 کہ اس میں کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام کی اور ان کے علوم کی ہے اور اسکا  
 مصنف دہلوی اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء ہے۔ اس مصنف سے پوچھو کہ تمہارے  
 عقیدے میں تو حضرات انبیاء کرام کی عظمت سے زائد جادو گروں کی عظمت  
 ہے کہ جادو گران سے بڑھ کر عجائب دکھا سکتے ہیں اور یہی تو تمہارے امام کا حضرت  
 انبیاء کرام کے متعلق اعلیٰ درجہ کا عقیدہ ثابت ہوا۔ پھر مصنف منصب امامت اور  
 اس کے مصنف کی تصریح اور عقیدہ کے خلاف لکھ کر صریح جھوٹ بولتا ہے  
 اور ان پر صریح انزاکرتا ہے ان کی تخریر کے تصریح کے بالکل خلاف لکھا ہے  
 اور جاہل دیوبندی قوم کو اٹٹا سمجھا کر صریح فریب دیتا ہے۔ پھر اسی منصب امامت  
 کی دوسری شہادت بھی سن لیجئے :-

معجزہ کا بیان یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنی  
 قدرت کاملہ سے تکوین میں اپنے  
 مقبولوں میں سے کسی مقبول کی تصدیق  
 کے لئے ایک عجیب و غریب تصریح  
 کرتا ہے نہ کہ معجزہ دکھانے کی قدرت  
 اُس مقبول بنی کو دے اور اس کو اس کے

بیانش آنکہ حق جل و علا بقدرت کاملہ  
 خود در عالم تکوین تصریف عجیب و  
 غریب بنا بر تصدیق مقبولے از مقبولان  
 خود میفرماید نہ آنکہ قدرت صد و خرق  
 عادت در و ایجا میفرماید و ادا با ظہار  
 آں امور می نماید (فیہ ایضاً) نہ اینکہ



حق جل و علا ایشان را قدرت آثار  
تصرف عالم عطا فرمودہ (آخر میں یہ  
حکم ہے) این اعتقاد شرک محض است  
و کفر بحت - ملخصاً  
انہما کا حکم کرے۔ نہ یہ کہ حق تو اسے  
نے ان انبیاء کو تصرف عالم کی  
قدرت عطا فرمادی اور یہ اعتقاد کہ  
(انبیاء کو قدرت تصرف دی)  
(منصب امامت منقولہ قادی شیبہ ج ۳)

مسلمانوں اسی منصب امامت میں امام الوہاب نے وہابی عقیدہ بیان کیا  
کہ بنی معجزہ میں عاجز ہے۔ بنی کو خدا کی عطا کی ہوئی قدرت کا ماننا شرک محض  
کفر خالص ہے تو وہابی بنی کو تو معجزہ پر قدرت نہیں مانتا۔ اور اس کے مقابل  
جادو گر کو عجائب دکھانے پر قدرت مانتا ہے۔ اول تو اوپر کی عبارت میں جادو  
کی قدرت پر ایمان لے آنے کی تصریح گزری۔ علاوہ بریں وہابی جادو کو حرام  
جانتا ہے۔ اور ہر مسلمان یہ جانتا ہے کہ حرام و حلال انحال اختیار یہ ہیں جو تحت  
قدرت انسان ہوتے ہیں۔ تو وہابی نے بھی جادو کو حرام کہہ کر جادو گر کے  
تحت قدرت عطائیہ اور اس کا فعل اختیار ہی ہوتا مان لیا۔ تو وہابی جادو  
کے عجائب دکھانے کی قدرت عطائیہ پر ایمان لائے اور حضرات انبیاء علیہم السلام  
کے معجزہ دکھانے کی قدرت عطائیہ پر ایمان لانے کی بجائے اس کو شرک محض اور  
کفر خالص اعتقاد کرتے ہیں تو اب مصنف سے پوچھو کہ تم نے بہت اچھل کر یہ  
کہا تھا کہ منصب امامت میں کس قدر عظمت انبیاء ہے۔ اور اس کا مصنف ہلوی  
کتنا اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء ہے۔ اب آنکھیں کھول کر دیکھ لے کہ انہوں نے  
حضرات انبیاء کرام کی عظمت جادو گروں کی عظمت سے بھی گھٹادی کہ انہوں نے

حضرات انبیاء کو خرق عادت کے دکھانے سے عاجز مانا۔ اور جا دو گروں کو اس پر  
 قادر جانا۔ تو یہ مصنف اس منصب امامت اور اس کے مصنف کی تصریح اور  
 عقیدہ کے بالکل خلاف لکھ کر صریح جھوٹ بول رہا ہے۔ اور ان پر صریح افترا کرنا  
 ہے اور اپنی جاہل دیوبندی قوم کو کیسا صریح فریب دے رہا ہے۔

ہاں اس میں ایک بات اور باقی رہ گئی کہ اس امام الوہابیت نے نبی میں  
 معجزہ کی خداوند قدرت کے اعتقاد کو شرک محض اور کفر خالص کہہ کر قرآن کریم کی صریح  
 تکذیب کی۔ اور فرمانِ قرآنی کو صحت چھٹلایا۔ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت سیدنا  
 عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطَّیْرِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ  
 فَالْتَمِسْ فِیْہِ فِیْکُوْنُ طَیْرًا یَّادُّنِ اللّٰہِ ترجمہ تمہارے لئے مٹی سے  
 پرند کی سی صورت میں بنانا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے  
 حکم سے پرندہ ہو جاتی ہے۔ اور حضرت مسیح نے فرمایا وَاُبْرِئُ الْاَکْمٰہَ  
 وَاَلْاَبْرَصِ یعنی مادر زاد اندھے اور برص والے کو میں اچھا کر دیتا ہوں اور  
 فرمایا اَحْمِ الْمَوْتِیْ یَا ذِیْنَ اللّٰہِ میں مردے جلا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے۔  
 اور وہاں یہ دیکھو ان آیات میں یہ افعال حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے تو ہیں  
 اور یہ افعال خداوند تصرف کی قدرت ہی سے تو ہیں۔ اور تمہارے نزدیک  
 انبیاء کو قدرت تصرف عطا نہیں ہوئی۔ تو تم ان آیات کے منکر ہوئے اور  
 تمہارے نزدیک یہ شرک ہوئے تو ذرا سوچو کہ یہ شرک کس کے ہوئے قرآن عظیم  
 کے حضرت مسیح علیہ السلام کے۔ العیاذ باللہ  
 نیز تمہارے امام دہلوی نے یہ جیسی کہا ہے کہ خدا بنی کو معجزہ کے اظہار کا

امام الوہابیت نے آیات کی تکذیب کی

حکم نہیں دیتا یہ کہہ کر بھی اس نے قرآن کریم کی تکذیب کی اور فرمان قرآنی کو جھٹلایا  
 حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاصْرِبْ لَهُم مِّنْ قَبْلِ  
 فِي الْبَحْرِ يَبَسًا تَوَجَّهَ اے موسیٰ تم ان (بنی اسرائیل) کے لئے دریا میں سُرکھا  
 راستہ نکال دو کہ بنی اسرائیل پار ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے  
 وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّحْرَقُونَ ترجمہ اے موسیٰ تم دریا کو یوں  
 کھلا چھوڑ دینا (پار اتر کر پانی ملا نہ دینا) کہ ذر عونی ڈوبنے والے ہیں۔ (یعنی وہ اس میں  
 اتریں اس کے بعد پانی ملے اور وہ ڈوبیں) وہاں سے دیکھو ان آیات میں اللہ تعالیٰ  
 بنی کو اظہار مجزہ کا حکم دے رہا ہے تمہارے امام نے ان دونوں آیات کی تکذیب کی  
 کہ دریا میں خشک راستہ نکال دینا اور پھر پانی کو پار اترنے کے بعد بھی رکا  
 رکھنا اگر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس کی قدرت نہیں دی تھی تو ان کے لئے  
 حکم انہیں کیوں فرمایا۔ تو تمہارے نزدیک قرآن عظیم کے یہ دو شرک ہوئے۔  
 رہا ہو بولو۔ اب اگر اپنے امام الوہابیہ دہلوی جی کی بات پر ایمان لائے ہو  
 تو قرآن کریم چھوٹتا ہے۔ رب العالمین سے تعلق ٹوٹتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم سے رشتہ قطع ہوتا ہے۔ لہذا اس دہلوی ہی سے تعلق توڑو  
 اور اس مصنت کے فریب میں نہ آؤ۔ یہ سخت جھوٹا ہے جو اس دہلوی کو اعلیٰ  
 درجہ کا مستند انبیا علیہم السلام کہتا ہے۔ اگرچہ اہل انصاف اور اصحاب فہم کے لئے  
 تو یہ منہ سب امامت کی دو عبارتیں کافی ہیں لیکن دیوبندی قوم کے لئے ابھی اور  
 بھی چند عبارات کا پیش کرنا ضروری۔ تو ہم اسی امام الوہابیہ سمجیل دہلوی کی اور  
 دیگر تصنیفات سے کچھ روشنی ڈالیں۔ سنیہ :-

تقویۃ الایمان کے ص ۲ پر ہے جس کا نام محمد یا علیؑ ہے وہ کسی چیز کا  
مختار نہیں۔ ص ۲ پر ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔  
ص ۲ پر ہے جیسا ہر قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار سو ان  
معنوں کو ہر مغیر اپنی امت کا سردار ہے۔ ص ۲ پر ہے سب نبیا  
اور اولیا اس کے رد و ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ص ۱۶  
پر ہے۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار  
بھی زیادہ ذلیل ہے۔ ص ۲ پر ہے ان باتوں میں بھی سب  
بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں ہے خبر ہیں اور  
نادان ص ۲ پر ہے اولیا اور انبیا امام زادہ پیر شہید یعنی جتنے اللہ کے  
مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے کے عاجز  
اور ہمارے بھائی گمراہ کو اللہ نے بڑائی دی ہے وہ بڑے  
بھائی ہوئے۔ ص ۲ پر ہے ان باتوں میں سب بندے بڑے  
اور چھوٹے برابر ہیں۔ عاجز اور بے اختیار ص ۲ پر ہے  
اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے  
وہ سب رعب میں آکر بے حماس ہو جاتے ہیں۔ صراط مستقیم  
کے ص ۱۶ (فارسی میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے)۔ نماز میں پیرا  
اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال سے جانا اگرچہ جناب  
رسالتا ب ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے  
تصویر میں رُوب جانے سے بدتر ہے۔

اس امام الوہابیہ دہلوی کی یہ دس عبارات بطور نمونہ کے پیش کیں جن میں حضرات انبیا  
 علیہم السلام کو اس نے ذرہ ناچیز سے کمتر چھارے سے زیادہ ذلیل۔ بے خبر نادان  
 بڑے بھائی۔ عاجز۔ بے اختیار۔ بے حواس ان کی طرف خیال لے جانا نا۔ بیل  
 اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر۔ ان کی سرداری کو  
 مثل چودہری اور زمیندار کے کہا اور بتایا۔

اب مصنف سے پوچھو کیا اس دہلوی گستاخ و بے ادب کو اعلیٰ درجہ کا مستحق  
 انبیاء کتبنا ہے اور اس تنقیص شان رسالت کرنے والے کو انبیاء کی اور ان کے  
 علوم کی بڑی عظمت کرنے والا لکھتا ہے۔ اور اسی طرح اُس نانو توی کو جو حضور  
 کی ختم نبوت کا منکر ہے۔ اور حضرات انبیاء کرام کی شان میں یہ سخت گستاخی و بے  
 ادبی کرتا ہے کہ اپنے رسالہ تحذیر الناس میں لکھتا ہے۔

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے  
 ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی سادی ہو جاتے  
 بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر ص ۵)

مسلمانو! یہ ہیں اس مصنف کے دہلوی و نانو توی اکابر جو شان انبیا  
 علیہم السلام میں ایسے سخت گستاخ و بے ادب ہیں۔ اور فضائل سید انبیا  
 صلے اللہ علیہ وسلم کے گھٹانے والے ان کو یہ مغتری و کذاب مصنف اعلیٰ درجہ کا  
 معتقد انبیا لکھ کر صریح جھوٹ بولتا ہے اور عوام کو فریب دیتا ہے۔ اور پھر اسکی  
 دیدہ دلیری دیکھو کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی طرف نسبت کر کے لکھتا ہے کہ انہیں انکی سزا  
 پشت نے نہ دیکھا ہوگا۔ دہا بیو! شان انبیاء علیہم السلام میں ان گستاخوں

گالیوں کو اعلیٰ حضرت کی سات پشت ہی کیا بلکہ سارے خلف اور تمام سلف صالحین صحابہ و تابعین کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ اس وقت ایسے گتلخ و بے ادب تو واجب القتل ہوتے تھے۔ اور ایسی ناپاک کتابیں تو دریا برد کر دی جاتی تھیں۔

پھر مصنف ان علوم لازمہ نبوت کے سلسلہ گفتگو کو ختم کر کے پھر اصل بحث کی طرف رخ کرتا ہے اور یہ لکھتا ہے :-

الحاصل جبکہ علوم لازمہ نبوت بتا رہا آپ کے واسطے حاصل ہیں اور اس کی تصریح خود تقاضی ذکر فرما رہے ہیں تو اب کون سی مخلوق آپ کے درجہ علمی کے قریب بھی پہنچ سکتی ہو خود نبیاری علیہم السلام تو پہنچ ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ کوئی مخلوق دیگر ہو کہ بتا رہا علوم کا جانتا مخصوص آپ ہی کے ساتھ ہے۔ (شہادہ ثانیہ ص ۱۲۵)

مصنف اس کا تقاضی جی ہی سے سوال کرتا کہ وہ حضور علیہ السلام کے لئے جب جملہ علوم لازمہ نبوت کو ثابت اتنا تھا اور بقول مصنف، اعلیٰ حضرت ہی کے ساتھ خاص تھی حتیٰ کہ خود نبیاری علیہم السلام بھی اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتے اور کوئی مخلوق بھی آپ کے درجہ علمی کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ تو مصنف اس تقاضی سے یہی تو دریافت کرتا اسے تھا تو جی جب حضور کا ایک درجہ علمی مخصوص و ممتاز تھا۔ وہ مرتبہ ناقابل شرکت اغیار تھا۔ تو تم نے حضور کو اس درجہ خاص و ممتاز سے کیوں نیچے اتارا۔ اور مرتبہ ناقابل شرکت میں مطلق

بعض کی شق لے کر کیوں زید و عمر - عسی و مجنون حیوان کو شریک کیا۔ لہذا اسے  
مصنّف اس تھا نوی کا حضور کو اُس درجہ خاص و ممتاز سے نیچے اتارنا ہی تو <sup>تنقیص</sup>  
شان رسالت ہے۔ اور مرتبہ ناقابلِ علمِ شریک میں مطلق بعض کی آڑ لے کر اعیار کو  
شریک کرنا ہی تو توہینِ علمِ نبوی ہے اور اعیار بھی ایسے جو اِدُنے مخلوق ہوں اور  
ان میں بھی بعض ایسے ہوں جو ناقابلِ ہوں تو یہ اور زبردست توہین و تنقیص <sup>ت</sup>  
ہے اور توہینِ تنقیصِ شانِ رسالت تمہارے نزدیک بھی کفر ہے۔ تو اب تو مصنّف  
اعتراضات کرے کہ تھا نوی جی نے فی الواقع توہین و تنقیصِ شانِ رسالت کی۔ اور  
حضور کو ان کے درجہ مخصوص سے واقعی نیچے اتارا۔ اور ان کے مرتبہ ناقابلِ  
شرکت میں اِدُنے مخلوق کو قصداً شریک کیا۔ تو وہ تھا نوی ان امور کا مرکب ہو  
یقیناً کا زور متد ثابت ہو گیا۔ تو بجزہ تعالیٰ اب تو تھا نوی کا کفر خود مصنّف کے  
کلام سے ثابت ہو گیا۔ پھر مصنّف نے یہ خود ہی احساس کیا کہ میں نے سات  
صفحات ادھر ادھر کی بے تعلق باتوں میں سیاہ کر دیے۔ اور عبارت زیر بحث کی  
ان سے کچھ صفائی نہ ہو سکی۔ تو اس کی ابجا توجیہ پیش کرنا ہے :-

ان کی دہو کہ وہی پُر نظر ڈالنے کہ گفتگو کس بات میں ہو رہی تھی اور  
بات کون سی لائے گی۔ گفتگو اس بات میں تھی کہ حضور علیہ السلام  
پر اطلاق لفظ عالم الغیب جائز ہے یا نہیں۔ حضور علیہ السلام  
کے علم اور مقدار علم میں تو بحث ہی نہیں ہو رہی ہے آپ ابتداء سے  
لے کر اخیر تک عبارت دیکھیں کہ تھا نوی اس میں بحث کر رہے ہیں  
کہ اس لفظ کا بولنا آپ کی ذاتِ مقدسہ پر جائز نہیں ہے اس میں

تو یہاں گفتگو ہی نہیں کر رہے ہیں کہ آپ کو مخبیات میں سے کسی پر علم  
چیز کا علم ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کتنے مخبیات کا ہے بلخصوصاً

جواب: مصنف کی کوئی بات جھوٹ اور فریب سے خالی نہیں ہوتی جب اسکو عبارت زیر بحث میں کوئی  
واقعی توجیہ تو نہ مل سکی تو اس نے یہ تحریف شروع کی کہ تھا نوی جی اس عبارت میں حضور علیہ السلام  
علم غیب حاصل ہونے یا نہ ہونے میں بحث نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ بحث اس بات میں ہر کہ حضور پر لفظ  
عالم الغیب کا اطلاق اور کہنا جائز ہے یا نہیں مصنف کی تحریف ہے بلکہ تھا نوی جی اس عبارت میں  
حضور علیہ السلام کے علم غیب حاصل ہونے ہی پر کرتے ہیں۔ اطلاق عالم الغیب پر یہ بحث ہرگز نہیں  
ہے اس کے فیصلہ کیلئے ہم پہلے مصنف ہی کا ایک حوالہ پیش کر دیں وہ لکھتا ہے :-

جواب عقلا کے نزدیک اسی بات پر محمول ہوا کرتا ہے جو سوال  
میں مذکور ہو ورنہ جواب نہ ہوگا۔ (شہاب ثاقب ص ۱۱۱)

تو مصنف کے اس قول کی بنا پر پہلے تو ہم حفظ الایمان سے سوال کو نقل کریں  
تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ سائل آیا حضور علیہ السلام کے لئے حصول علم غیب کا  
سوال کر رہا ہے۔ یا اطلاق لفظ عالم الغیب کا۔ تو الفاظ سوال یہ ہیں :-

کیا فرماتے ہیں حامیان دین و ناصران شرع متین اس بارے میں  
کہ زیر کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات اس معنی کر  
عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور بواسطہ  
اس معنی کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غایم الغیب تھے۔ زید کا  
یہ استدلال اور عقیدہ و عمل کیسا ہے۔ (حفظ الایمان ص ۱۱۱)

سوال ناظرین کے سامنے موجود ہے کہ سائل زید کے اس عقیدہ کو دریا  
فت



کرتا ہے کہ زید علم غیب کی دو قسمیں کر کے ذاتی علم غیب کو تو سوائے خدا کے اور کسی کیلئے نہیں مانتا۔ اور بواسطہ علم غیب کو حضور علیہ السلام کے لئے حاصل جانتا ہے۔ تو مسائل صاف صاف زید کے اس عقیدہ کو پوچھتا ہے اور یہ نہیں پوچھتا کہ حضور علیہ السلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق آیا جائز ہے یا نہیں۔

تھانوی صاحب ظاہر ہے کہ پڑھے لکھے انسان ہیں کوئی لایعقل یا دیوانے تو کئے نہیں۔ کہ وہ جناب دیتے لفظ عالم الغیب کے اطلاق کے جائز ہونے اور نہ ہونے کا کہ مسائل اس کو دریافت ہی نہیں کرتا ہے۔ بلکہ مسائل تیزیر کے عقیدہ کو پوچھتا ہے تو تھانوی صاحب اسی عقیدہ زید کے متعلق لکھے

ہیں آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا (دیکھو تھانوی صاحب حضور کے لئے حصول علم غیب میں بحث کرتا ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ حضور کو علم غیب تو حاصل ہے مگر ان پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں۔ بلکہ کہتا ہے) اگر

بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے (دیکھو تھانوی صاحب بواسطہ علم غیب کے حضور کو حاصل ہونے کو جو قول زید ہے صحیح نہیں مانتا نہ کہ صرف لفظ

عالم الغیب کے مراد لینا تھا اس کے بعد کہتا ہے۔ کہ اس غیب مراد بعض غیب ہے

یا کل غیب۔ ظاہر ہے کہ تقسیم بحیثیت حصول علم غیب کے ہے نہ کہ بحیثیت اطلاق

عالم الغیب کے۔ اس لئے کہ وہ کل غیب کے لئے آگے لکھتا ہے۔ اگر تمام

علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا

بطلان دلیل عقلی نقلی سے ثابت ہے تو تھانوی نے اس میں حضور کے لئے

کل علم غیب کے حصول ہی کو تو باطل کیلئے۔ نہ کہ اطلاق عالم الغیب کو۔ اور



تفتیش مراد معنی کو بحث لفظ ٹہرایا۔ ابطال منشا کو تسلیم منشا بنایا۔ دلیل  
 ابطال معنی کو دلیل مانعت لفظ بنایا۔ تو مصنف نے اس توجیہ کو بہت  
 اچھل کر پیش کیا تھا تو یہ توجیہ تو ہوئی نہیں بلکہ نہایت شرناک تحریف  
 ثابت ہوئی اور تحریف بھی ایسی کرپانخ تحریفوں کا مجموعہ قرار پائی۔ مصنف نے  
 یہود کی سنت کو تازہ کر دیا۔

پھر مصنف نے جب دیکھا کہ عبارت حفظ الایمان میں تحریف کرنے  
 پر بھی اس کا کفر نہ اٹھ سکا تو اس نے لفظ ایسا پر اس طرح گفتگو شروع کی

حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا  
 ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام  
 کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا یہ محض جہالت  
 نہیں تو اور کیا ہے اور اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ  
 ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۱۲۶)

جو اب مصنف نے اس میں دو باتیں کہیں پہلی بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت  
 حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ کا ہے۔ تو عبارت حفظ الایمان کا  
 اب یہ مضمون ہوا کہ حضور علیہ السلام کا جیسا علم ہے اس کی مثل علم غیب  
 تو زید و عمر کو باگہ ہر بچے اور پاگل کو بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لئے  
 بھی حاصل ہے۔ تو گویا اس عبارت میں مخا نوئی حضور علیہ السلام کے علم  
 شریف کو زید و عمر۔ بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں۔ چوپایوں کے علموں سے  
 تشبیہ دے رہا ہے۔ تو مصنف کے نزدیک حضور علیہ السلام کے علم شریف

کو ذیل چیزوں سے تشبیہ دینے میں نہ توہین لازم آئے۔ نہ تھا نومی پر حکم کفر ہو سکے۔ تو زیر بحث عبارت حفظ الایمان سے حکم کفر بچانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ مانا جائے اور اس کے معنی مثل۔ مانند کے ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ کا مراد نہ لیں اور ایسا کو بمعنی اس قدر اور اتنا کے مراد لیں تو عبارت حفظ الایمان کا یہ مضمون ہو جائے گا۔ کہ حضور علیہ السلام کا جننا علم ہے۔ اتنا یا اس قدر علم غیب تو زید و عمر کو باکہ ہر بچے اور یا گل کو باکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لئے حاصل ہے۔ تو گو یا اس عبارت تھا نومی حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر و۔ بچوں یا گلوں۔ جانوروں چوپایوں کے علموں کی برابر کر دیا۔ تو مصنف کے نزدیک اس صورت میں توہین لازم آجائی اور تھا نومی صاحب پر حکم کفر کا فتوے صحیح قرار پائے گا۔ تو عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو اتنا کے معنی مراد لینا جہالت محض ہے اور تھا نومی کو کافر بنانا ہے۔ اور تھا نومی کو حکم کفر سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ لفظ ایسا کو بمعنی اس قدر اور اتنا کے ہرگز نہ لیا جائے۔

بالجملہ مصنف کے نزدیک زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ ہے جو بمعنی مثل اور مانند کے ہے۔ اور جو لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ نہیں مانتا اور اس کو بمعنی اس قدر اور اتنا کے مراد لیتا ہے وہ محض جاہل ہے اور تھا نومی کا مکر ہے۔ اور توہین کنندہ شان رسالت ہے۔ لہذا جو اس عبارت

میں لفظ ایسا کو یعنی اتنا کے لیتا ہے وہ محض جاہل۔ کافر۔ اور کفر تھا تو یہ  
مسلمانوں نے مصنف کی لفظ ایسا کی گفتگو پڑھ لی۔ اب تھا تو یہ صاحب  
کی وکالت کے مدعی۔ مولوی مرتضیٰ حسن درکھنگی ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند کی بھی سنیے  
وہ اس زیر بحث عبارت حفظ الایمان کی صفائی میں اس <sup>مصنف</sup> شہاب ثاقب کے  
بالکل خلاف اپنے رسالہ توضیح البیان میں اس طرح تحقیق فرماتے ہیں۔

واضح ہو کہ "ایسا" کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل

نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنا کے بھی آتے ہیں

جو اس جگہ (عبارت حفظ الایمان میں) متعین ہیں (از صفحہ ۸)

اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید و عمر ہے تو یہ اس پر

موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہو۔ حالانکہ یہاں غلط

ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ

سخ کلام کا (از صفحہ ۱۳) عبارت متنازعہ فیہا (عبارت

حفظ الایمان) میں لفظ ایسا یعنی اس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ

کیسی (از صفحہ ۱۴)

اس عبارات میں درکھنگی جی نے بھی دو باتیں لکھیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ زیر بحث

عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ ہوا اور یعنی مانند اور مثل کے

کے ہوتے علم نبوی اور علم زید و عمر بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں۔ چوپایوں کے علموں سے

تشبیہ ہو جائے گی جس سے توہین شان رسالت لازم آئے گی جو وجہ تکفیر

تھا تو یہ صاحب ہے لہذا عبارت حفظ الایمان کو توہین شان رسالت و تکفیر

تھا تو یہ سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ نہ مانا جائے جو بمعنی مانند اور مثل کے ہے تو در بھنگی جی کے نزدیک اس میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ کہتا۔ اور اس کو بمعنی مانند اور مثل کے لینا غلط ہے اور کلام کا مسخ کرنا ہے تو ان کے نزدیک جو شخص لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ کہہ کر بمعنی مانند و مثل کے عبارت حفظ الایمان میں مراد لیتا ہے وہ غلط گو۔ اور کلام کو مسخ کرنا کفر تھا ہے۔ اور توہین کلمہ شہان رسالت قرار جاتا ہے۔ اور تھا تو یہ کا کفر ثابت ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ زیر بحث حفظ الایمان میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر اور اتنا کے ہے۔ لہذا عبارت حفظ الایمان کو توہین اور وجہ تکفیر سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس میں لفظ ایسا کو بمعنی اس قدر اتنا مراد لیا جائے تو در بھنگی جی کے نزدیک ایسا کو بمعنی اس قدر اور اتنا مراد لینے میں عبارت حفظ الایمان کی صفائی ہوتی ہے۔ اور تھا تو یہ جی حکم کفر سے بچتے ہیں۔

مسلمانوں! ان دونوں در بھنگی جی اور مصنف شہاب ثاقب کا اختلاف دیکھو (۱) مصنف کہتا ہے عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ بمعنی مثل و مانند کے ہے (یعنی اتنا کے ہرگز نہیں) در بھنگی کہتا ہے اس میں لفظ ایسا ہرگز کلمہ تشبیہ نہیں بلکہ بمعنی اس قدر اور اتنا کے ہے (۲) مصنف کہتا ہے اگر لفظ ایسا کو اس میں بمعنی اتنا کے لیا جائے گا تو عبارت میں توہین شان رسالت ہوگی۔ در بھنگی کہتا ہے اگر لفظ ایسا کو بمعنی اتنا کے لیا جائے گا تو عبارت میں ہرگز توہین شان رسالت نہ ہوگی۔ (۳) مصنف کہتا ہے کہ حضور کے علم کو

رذیلوں کے علموں سے تشبیہ دینا کفر نہیں۔ درجہ بھنگی کہتا ہے کہ حضور کے علم کو  
 رذیلوں کے علموں سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ (۴) مصنف کہتا ہے کہ جو شخص ایسا  
 کو بھنے اتنا کہتا ہے وہ علم نبوی کو بچوں یا گلوں جانوروں کے علموں کی برابر  
 مان کر کافر ہو گیا۔ درجہ بھنگی کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کو بھنے اتنا کہتا ہے وہ علم  
 نبوی کو بچوں یا گلوں جانوروں کی برابر مان کر کافر نہیں ہوا (۵) مصنف کہتا ہے  
 کہ تقاضی صاحب نے ایسا بھنے مثل کے کلمہ تشبیہ مراد لے کر لکھا ہے تو  
 وہ کافر نہیں۔ درجہ بھنگی کہتا ہے کہ تقاضی صاحب نے اگر ایسا کو بھنے مثل کلمہ  
 تشبیہ مراد لے کر <sup>لکھا</sup> تو وہ یقیناً کافر ہو گئے (۶) مصنف کہتا ہے تقاضی صاحب  
 نے ایسا کو اگر بھنے اتنا مراد لیا ہے تو کافر ہو گئے۔ درجہ بھنگی کہتا ہے تقاضی صاحب  
 نے ایسا کو اگر بھنے اتنا کہتا ہے مراد لیا تو ہرگز کافر نہیں ہوئے (۷) مصنف کہتا  
 ہے جو عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو بھنے اتنا کہتا ہے وہ محض جاہل ہے۔  
 درجہ بھنگی کہتا ہے کہ جو اس میں لفظ ایسا کو بھنے اتنا کہتا ہے وہ ہرگز جاہل محض  
 نہیں (۸) درجہ بھنگی کہتا ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا بھنے اتنا اور اس قدر  
 میں متعین ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ اس میں لفظ ایسا بھنے اس قدر اور اتنا  
 میں ہرگز متعین نہیں بلکہ کلمہ تشبیہ میں متعین ہے (۹) درجہ بھنگی کہتا ہے عبارت  
 مذکور میں ایسا کو بھنے تشبیہ کے لینا غلط ہے۔ مصنف کہتا ہے اس میں  
 ایسا کو بھنے تشبیہ کے لینا غلط نہیں بلکہ صحیح ہے۔ (۱۰) درجہ بھنگی کہتا ہے کہ ایسا  
 بھنے تشبیہ کے لینے میں کلام کا مسخ کرنا ہے۔ مصنف کہتا ہے اس میں ایسا کو  
 بھنے تشبیہ کے لینے میں کلام مسخ نہیں ہوتا ہے۔ تو اب ان دونوں میں کون سچا ہے

اور کون جھوٹا ہے۔ اور کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے۔ اور کس کی بات صحیح ہے اور کس کی غلط ہے۔ یہ دیوبندی گورکھ دہندہ ہے۔ اور وہابی گتھی ہے۔

میں اب مصنف ہی سے دریافت کروں کہ اس دیوبندی گورکھ دہندہ اور وہابی گتھی کو آپ ہی سلجھائیے کہ آپ اور در بھنگی صاحب کی متناقض باتوں۔ مختلف مرادوں۔ مقابل حکموں۔ مخالفت توجیہوں میں کس کی بات صحیح ہے اور کس کی غلط ہے۔ اس کی مراد درست ہے اور کس کی نادرست اور کس کا حکم حق ہے اور کس کا باطل۔ اور کس کی توجیہ سچی ہے اور کس کی جھوٹی ہے۔ اور تم میں ہر ایک نے دوسرے کی جھیل و تکفیر کی ہے۔ تو تم میں کون جاہل ہے اور کون غیر جاہل اور کون کافر ہے اور کون غیر کافر۔ اب رہ گئی تمہاری جاہل دیوبندی قوم۔ یہ دکھیا آپ کے تدریس آکر پڑے۔ یاد بھنگی کے چرنوں لگے۔ آپ کا اتباع کرے۔ یاد بھنگی کی پیروی کرے۔ اور پھر وہ آپ کے قول کو حق جانے اور در بھنگی کی بات کو باطل مانے اور بھنگی کے قول کو صحیح جانے اور آپ کے قول کو غلط مانے۔ نیز آپ کے حکم کی بنا پر در بھنگی جی کو آپ جاہل محض اور کافر و مرتد مانے۔ یاد بھنگی جی کے حکم کی بنا پر آپ کو غلط گو اور کافر اعتقاد کیا جائے اور قابلِ عمل آپ کا حکم ہے یاد بھنگی کا حکم۔ اور اگر دیوبندی قوم اس شخص اور گتھی کو سلجھانا چاہے۔ تو دونوں کے اقوال کو مان لے۔ اور دونوں میں سے کسی کے حکم کو مسترد نہ کرے۔ یعنی دونوں کو جاہل غلط گو۔ کافر و مرتد مانے اور دونوں کے اقوال کو غلط و باطل مانے۔ ورنہ ان میں سے جس ایک کے قول کو مانے گی دوسرے کے حکم سے خود کافر ہو جائے گی۔ تو ایک کے اتباع میں خود کافر ہو جائے گی اور انہیں



کسی کو نہ مانے گی تو اس کو کفر سے نکلے تو بیچ جلے گی۔

اب باقی رہے تھا نوزی جی تو انہوں نے حفظ الایمان کی عبارت میں اگر لفظ ایسا کو اتنا اور اس قدر کے معنی میں استعمال کیا تو تھا نوزی جی مصنف کے حکم سے محض جاہل اور کافر اور توہین کنندہ شان رسالت ثابت ہوئے اور اگر تھا نوزی جی نے لفظ ایسا سے کلمہ تشبیہ مراد لیا ہے تو تھا نوزی جی اپنے وکیل در بھنگی جی کے حکم سے کافر اور توہین کنندہ شان رسالت قرار پائے۔ بچا پڑے تھا نوزی کے نصیب ہی میں جی کفر ہے تو وہ کفر سے کیسے بیچ سکتا ہے یہ دونوں بہادر حمایتی بن کر اس کو کفر سے بچانے کیلئے میدان میں اترے تھے آخر تنگ آ کر انہوں نے بھی تھا نوزی جی کو کافر اور توہین کنندہ شان رسالت قرار دے ہی ڈالا۔

مسلمانوں! یہ مصنف تھا نوزی جی کو کفر سے بچانے کی فکر میں لفظ ایسا کی توجیہ اور معنی مراد کے درپے ہوا تھا نتیجہ یہ برآمد ہوا تھا نوزی کو کفر سے بچا سکا۔ نہ خود اپنے آپ کو کفر سے بچا سکا۔ پھر مصنف نے تشبیہ کی مثالوں میں ایک صفحہ سے زائد لکھ مارا اور مثالوں میں ایک اپنی بے ادبی و گستاخ طبیعت کی بنا پر یہ مثال تشبیہ بھی لکھ ہی دی۔

دیکھئے باری تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُودِعُنِي  
إِلَىٰ - یعنی کفار کو خطاب کر کے کہہ دو کہ جزا میں نیست کہ میں تم جیسا  
بشر ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے اب دیکھئے کہ کفار جن کی نجاست  
کا صریح اظہار قرآن میں آ گیا ہے۔ ان کی مماثلت ظاہر کی جاتی ہے۔

مگر چونکہ یہ مماثلت فقط بشریت میں ہے اور دوسرے اوصاف سے کوئی غرض  
و تعلق نہیں ہے اسلئے کوئی امر خلاف نہ ہوگا چند سطروں کے بعد ہے، لیکن  
بوجہ تحقیق نفس بشریت مثل کہا گیا۔ ملخصاً (شہاب ثاقب ص ۱۲۷)

مصنف کا شان رسالت میں گستاخیاں دے اور پیاں کرتے کرتے ابھی دل نہیں بھر  
ہا اسی بنا پر آیتہ انما انا بشر مثلکم پیش کر کے یہ تاپاک استدلال کر ڈالا کہ حضور اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کفار سے فقط بشریت میں ظاہر کجا رہی ہے اور بوجہ تحقیق  
س بشریت کے مثل کہا گیا ہے کیا اس بے ادب مصنف کو یہ خبر نہیں ہے کہ جو کلمات  
راہ نواضع اپنی طرف نسبت کئے جاتے ہیں انکو سند بنا کر پیش کرنا یا ان سے استدلال  
نا کسی بے ادب و گستاخ یا دشمن کا کام ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کے یہی اکابر براہ نواضع  
کہتے ہیں احقر رشید احمد۔ احقر اشرف علی احقر الناس خلیل احمد۔ العبد المذنب محمد قاسم  
ب کیا کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ انکے کلمات نواضع کو سند بنا کر یہ استدلال کرے  
کہ رشید احمد سب سے زیادہ حقیر ہے اشرف علی بھی بڑا حقیر آدمی ہے اور خلیل احمد تو سب  
دگوں سے زیادہ حقیر ہے اور محمد قاسم بھی گنہگار بندہ ہے پھر یہ لوگ بوجہ تحقیق نفس حقارت  
کے بھنگی۔ چار وغیرہ حقیروں کے مثل ہیں اور چونکہ وہ اختہ خود کہتے ہیں تو بھنگی چار وغیرہ  
سے زیادہ حقیر ثابت ہوئے تو مصنف کیا اسکے استدلال سے ناخوش نہیں ہوگا۔ حضور  
ناخوش ہوگا۔ تو یہ گستاخ مصنف اپنے اکابر کے لئے ایسے استدلال کے ناخوش  
ہوتا ہے اور آقا و مولے سید انبیا محبوب کبریٰ علیہ السلام کے کلمات نواضع  
سے تاپاک استدلال کر کے اپنے آپ کو اور کفار کو انکا مثل ثابت کرتا ہے۔ اس نے  
پہلے اس آیتہ کریمہ کی تفسیر ہی دیکھ لی ہوتی۔ تفسیر فہرہان و تفسیر معالم التفسیر میں ہے

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ  
 عَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 التواضع (از تفسیر خازن مسالم التنزیل مصری ۱۹۳۳)  
 یعنی آیتہ نقل انما انا بشر مثلكم کے متعلق حضرت  
 ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کی تعلیم دی۔

ان تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ اس آیتہ کریمہ میں حضور علیہ السلام کو تواضع کی تعلیم دی  
 گئی ہے۔ تو یہ حضور کے کلمات تواضع ہوئے۔ ہذا یہ گستاخ مصنف کلمات تواضع سے استدلال  
 کر کے اپنی عداوت کا رسول علیہ السلام اظہار کرتا ہے۔ اگر اس کی ان تفاسیر تک رسائی نہیں تھی  
 اور عربی زبان سمجھنے کی قابلیت نہیں تھی تو فارسی زبان کی مدارج النبوة ہی میں دیکھ لیا ہوتا

از جانب نبوت عبودیتے دانگسارے  
 واقفارے وعجزے مسکتے بوجود آیہ مثل انما انا  
 بشر مثلكم ومانند آں بوجود آید مارا بناید کہ  
 در اں دخل کیتیم و اشترک جویم دایسا دینمایم  
 بلکہ بر حد ادب سکوت و تماشائی توقف نمایم  
 خواجہ رامیرسد کہ بانبندہ خود ہرچہ خواہد گوید  
 و بکند و استیلا و استعلا نماید و بند نیز ان خوا  
 بندگی و فردتی کند دیگرے پچہ مجال یارانے  
 آنکہ دریں مقام در آید و دخل کند و از حد ادب  
 بیرون رود و ایں مقام پائے لغز بیارے  
 از ضعفلا حیلد و نضر ایشان است ملخصاً

از مدارج النبوة کشوری ج ۱ ص ۱۱۱

کریں۔ آقا کو اختیار ہے کہ وہ اپنے بندے کو  
 جو چاہے کہے اور کرے اور عظمت و سطوت کا  
 اظہار کرے اور علام بھی اپنے آقا کے روبرو  
 بندگی اور عجز کا اظہار کرے کسی دوسرے کی کیا  
 مجال و طاقت ہے کہ اس مقام میں اگر مداخلت  
 کرے اور حد ادب سے باہر نکلے۔ یہ مقام بہت سے  
 ضعیفوں جاہلوں کی لغزش کا اور نیکے ضرر کا ہے

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس عبارت میں اس آیت کریمہ سے استدلال کرنے والا کافہتم ہی کر دیا اور یہ بنا دیا کہ باآدب تو ایسی آیات و احادیث میں سکوت برتتے ہیں اور ادب پر رہتے ہیں کسی طرح کی مداخلت و استدلال نہیں کرتے اور بے ادب گستاخ جاہل ن سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں انہیں مداخلت کرتے ہیں اور استدلال کر کے شرکت تلاش کرتے ہیں اور یہی مقام انکے لئے لغزش اور ضرر کا ہے۔

تو اس مصنف کے بے ادب و جاہل ہونے پر حضرت شیخ نے رجسٹری کر دی کہ یہ اسی یتہ کریمہ سے شرکت مماثلت کا استدلال کر رہا ہے اور نہ فقط اہل ایمان کو بلکہ کفار تک کو ضرور علیہ السلام کا مثل ثابت کر رہا ہے۔ اگر اس مصنف میں ادب کا کوئی جز بھی ہوتا اور ایمان کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو ہرگز ہرگز حضور سے مماثلت اور برابری کا دعویٰ نہ کرتا۔ مصنف اتنا غور کرتا کہ نبوت سے نیچے مرتبہ صحابیت کا ہے تو اگر حضرات انبیاء علیہم السلام سے مماثلت اور دعویٰ کر سکتے تھے تو صحابہ کرام کرتے۔ لیکن صحابہ کرام تو خود یہ فرماتے ہیں

لسنا مثل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (از شرح شفا شریف علی نقاری مصری) <sup>۲۶۲</sup> کے مثل نہیں ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس سے ثابت ہو گیا کہ حضرات صحابہ کرام اپنے آپ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل نہیں جانتے تھے اور یہ حضرات یہ کیسے جانتے۔ کہ انہوں نے خود حضور علیہ السلام کی

بہان بنا لیا کہ یہ سنا تھا

ایک مثلی (وفی روایۃ) لست مثلكم تم میں کون سا میری مثل ہے (دوسری

(بخاری شریف مجتبیٰ ج ۲ ص ۲۶۲) روایت میں ہے) میں تمہاری مثل نہیں ہوں

اس گستاخ مصنف کو نہ تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فرمان نظر آ یا نہ یہ بھلائی

تشریف کی اعادیت نظر آئیں کہ خود حضور علیہ والسلام نے مدعیان مماثلت کا مونہ بند کر دیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں اور تم میں کون سا میری مثل ہے۔ یہ مصنف اگر حق پر ہوتا اور صاحبِ انا علیہ اوصحابی پر ایمان لاتا تو ہرگز ایسی جرات نہ کرتا۔ مصنف کی نظر میں اگر اعادیت کی عظمت اور اقوال صحابہ کرام کی عزت ہوتی تو ہرگز مدعی مماثلت نہ بنتا۔

لیکن مصنف نے تو اپنے بزرگوں و سنت کو زندہ کیا ہے اور اپنے پیشواؤں کا اتباع کیا ہے جسکو قرآن کریم نے نقل فرمایا ہے۔

فَقَالَ الْمَلَأَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا  
تَوَلَّكَ إِلَّا بَشْرًا مِّثْلَنَا (سورہ بقرہ ۶۷)

تو اس قوم کے سردار جو کافر تھے بولے ہم تو  
تمہیں اپنا مثل بشر دیکھتے ہیں۔

قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشْرٌ مِّثْلَنَا  
کافروں نے کہا تم تو نہیں مگر ہماری  
مثل بشر۔ (سورہ بقرہ ۶۷)

ان آیات سے ظاہر ہو گیا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اپنی مثل بشر کہنا کفار کا قول ہے کہ وہ انبیاء کو اپنی مثل بشر کہا کرتے تھے۔ مصنف نے بھی انہیں اپنے بزرگ کفار کی سنت کو زندہ کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ سے کفار کی مماثلت ثابت کر کے اپنا سلسلہ ابتداء ظاہر کر دیا کہ وہ اپنے بزرگ کفار کے قول پر اور مسلک پر ہے۔ تو جب یہ مصنف کفار کا تتبع ہے ان کے قول پر ایمان لایا ہے تو پھر اس کو نہ کوئی حدیث فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ اقوال صحابہ کرام نہ اقوال سلف صالحین نافع ہو سکتے ہیں۔ پھر مصنف انہیں تشبیہ کی مثالوں میں ایک مثال پیش کر کے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول بیان کرتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایمانی کا بیان جبریل میرا

ایمان مثل جبریل کے ایمان کے ہے اور بعض نصوص میں کایان کالایمان اور نبیاء  
 مثل نبیاء کے ایمان کے ہے۔ فرمایا گیا۔ چونکہ امام رحمۃ اللہ علیہ نے نفس ایمان  
 میں تشبیہ دی اسلئے جملہ علمائے اس کلام کی تصدیق کی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا  
 کہ معاذ اللہ حضرت امام اعظم نے اہل امت کو جبریل علیہ السلام اور انبیاء کے  
 برابر کر دیا نفس ایمان سب مومنین میں موجود ہے۔ اگرچہ ایمان انبیاء  
 اور رسل ملائکہ کا نہایت قوی ہو اور ہمارا ایمان نہایت ضعیف ملخصاً  
 (شہاب ثاقب ص ۱۲۷)

مصنف کا ایک فریب یہ ہے کہ جس عبارت کو نقل کرتا ہے تو یہ نہیں ظاہر کرتا کہ  
 کس کتاب میں ہے اور اس میں اسکا فریب یہ ہوتا ہے کہ گر کتاب کا نام لکھ دیا تو عبارت  
 کی خیانت پکڑ لی جائے گی اور وہ چوری سب پر ظاہر ہو جائے گی تو اس بنا پر کتاب کا نام  
 ہی نہیں لکھتا۔ اسی قول امام کا حال سچے کہ وہ خود بھی لکھتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ  
 اللہ علیہ سے منقول ہے۔ اب یہ ذکر نہیں کہ کس کتاب میں منقول ہے اور کون ناقل ہے  
 پھر کہتا ہے وہ فرماتے ہیں ایاتی کایان جبریل میرا ایمان مثل جبریل کے ایمان  
 کے ہے۔ اس روایت کی تلاش کی گئی تو حضرت امام اعظم صاحب کی فقہ اکبر کی شرح میں  
 جو حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی ہے یہ روایت بصیغہ مجہول سے اور اس میں اتنے الفاظ  
 اور زائد ہیں۔ شرح فقہ اکبر میں ہے۔

مردی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ  
 انہ قال ایاتی کایان جبریل  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام ولا  
 امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت بیان  
 کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میرا ایمان مانند  
 ایمان جبریل علیہ السلام کے ہے اور میں

اقول مثل ایمان جبیریل علیہ الصلوٰۃ یہ نہیں کہتا کہ مثل جبیریل علیہ السلام کے  
والسلام (از شرح فقہ اکبر مصری ص ۱۲۲) ایمان کے ہے۔

اس عبارت سے ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ اس کو رومی کے سینہ کے ساتھ ذکر  
کیا جو ضعف روایت پر دلالت کرتا ہے۔ دوسری بات یہ نکلی کہ مصنف کے منقولہ الفاظ سے  
الفاظ اور زائد ہیں ولا اقول مثل جبیریل علیہ السلام یعنی میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرا ایمان  
مثل جبیریل علیہ السلام کے ایمان کے ہے مصنف نے ان الفاظ کو کیوں نقل نہیں کیا۔ یہ کیسی شرمناک  
خیانت ہے پھر مصنف نے جو ترجمہ کیا ہے اسی کی ممانعت حضرت امام ان الفاظ میں خود فرمائیے  
ہیں۔ اسی وجہ سے مصنف نے ان الفاظ کو پیش نہیں کیا۔ یہ کیسی صریح خیانت ہے۔ علاوہ بریں  
علامہ ثانی خلاصہ سے اس طرح نقل کرتے ہیں

قال ابو حنیفۃ اکراہ ان  
یقول الرجل ایمانی کا بیان  
جبیریل و لکن یقول امت  
بما من بہ جبیریل (علیہ السلام)  
دازرد المختار مصری ج ۲ ص ۲۵۹

حضرت امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔ میں آدمی کی  
اس بات کو ناپسند رکھتا ہوں کہ وہ یہ کہے  
کہ میرا ایمان مانند جبیریل کے ایمان کے  
ہے لیکن وہ کہے کہ میں ان تمام چیزوں پر  
ایمان لایا جن پر جبیریل علیہ السلام ایمان  
لائے۔

تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اس کے خلاف ہے اور یہ زیادہ قوی  
ہے کہ اسکو رومی کے سینہ سے شروع نہیں کیا۔ نیز اس کی مانند حضرت امام محمد رحمۃ اللہ  
کا قول کرتا ہے

قال محمد رحمہ اللہ اکراہ ان یقول امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا میں اس کہنے کو

ایمانی کا بیان جبرائیل علیہ السلام  
 بل یقول امنت بما اوصی بہ  
 جبرائیل علیہ السلام  
 (از شرح فقہ اکبر مصری ص ۱۷۸)

مکروہ جانتا ہوں کہ میرا ایمان مانند جبرائیل علیہ  
 کے ایمان کے ہے۔ بلکہ یوں کہے کہ میں اس  
 پر ایمان لایا جس پر جبرائیل علیہ السلام ایمان  
 لائے۔

تو اب ثابت ہو گیا کہ غالباً امام صاحب کی صحیح روایت یہی ہے کہ جس کی تائید بھی موجود  
 ہے اور مصنف نے جس روایت کو نقل کیا یا تو وہ صحیح روایت ہی نہیں ہے اور ہے تو ضعیف ہے  
 مگر مصنف نے تو اس میں بھی یہ خیانت کی کہ پوری روایت کو نقل ہی نہیں کیا اور جو کلمات اس  
 کے مقصد کے خلاف تھے ان کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد مصنف نے لکھا اور بعض لفظوں میں کا بیان

الانبیاء فرمایا گیا۔ (یعنی میرا ایمان) مثل انبیاء کے ایمان کے ہے۔ اس میں مصنف کا فریب  
 یہ ہے کہ نہ تو ان لفظوں کا ذکر ہے نہ یہ بیان ہے کہ اس کو کس نے نقل کیا۔ اس کو ایسی حرکت  
 کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ جب کتابوں تک رسائی نہیں تھی تو مصنف بننے کا کیا شوق تھا۔ میں نے  
 اس کو بہت تلاش کیا مگر امام صاحب کا قول ہونا ہی ثابت نہیں۔ کیونکہ اس کے خلاف  
 اقوال ملتے ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں :-

نحن نعلم قطعاً ان ایمان الاحاد  
 الامم لیس کا بیان النبی صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا کا بیان  
 ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ باعتبار  
 هذا التحقیق وهذا معنی ما ورد لہ  
 ایمان ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

ہم یقین کے ساتھ اعتقاد کرتے ہیں کہ بیشک  
 افراد امت کا ایمان مثل نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے ایمان کے نہیں ہے اور نہ ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ کے ایمان کے مثل۔ اس تحقیق کی  
 بنا پر اور یہی وہ بات ہے جو وارد ہوئی ہے کہ  
 اگر تمام مومنین کے ایمان کے مقابلہ میں۔



بایمان جمیع المومنین  
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کو تو لاجلے تو  
لرحجہ ایمانہ راز شرح فقہ اکبر ص ۱۷

نیز ہی علاوہ علی قاری اسی شرح فقہ اکبر میں صاف تحریر کرتے ہیں

لا یجوز ان یقول احد ایمانی  
کسی کو یہ کہنا جائز نہیں کہ میرا ایمان مثل  
کلیان الا نبیاء علیہم السلام بل  
ولا ینبغی ان یقول ایمانی کا بیان  
ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما و امثالہما

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ کسی شخص کو یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ میرا ایمان  
مثل انبیاء کے ایمان کے ہے۔ لہذا اگر مصنف کا پیش کردہ قول اگر واقعی قول امام صاحب  
ہوتا تو ان متعلمین کی یہ جرات نہیں تھی کہ اپنے امام کے قول کے خلاف لکھ دیں اپنے امام کو ناجائز  
فعل کا مرتکب بنائیں۔ تو اسکو قول امام تہذیب مصنف کا حضرت امام اعظم پر افتراء ہے۔ پھر مصنف

کا اس کے بعد یہ کہنا جملہ علماء نے اس کلام کی تصدیق کی ہے۔ جملہ علماء سے مراد وہی دیوبندی  
تھے ہوں گے کہ وہی حضرات انبیاء علیہم السلام سے مماثلت کے مدعی ہیں۔ اور ان سے امتیاز  
کو اعمال میں بڑھا ہوا ملتا ہے۔ تو ایمان میں بھی امتیاز کو انبیاء کی مثل ثابت کرتے ہونگے  
علماء اہلسنت کی تصریحات آپ دیکھ چکے ہیں کہ وہ امت اور انبیاء کے ایمان کی مماثلت کو ناجائز  
قرار دیتے ہیں تو وہ اس کلام کی تصدیق کس طرح کر سکتے ہیں۔ مصنف کا یہ علماء حقانی پر صریح افتراء  
اس کذاب مصنف کے افتراء سے کوئی نہ بچ سکے گا۔ حتیٰ کہ اس نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ ہی پر  
افتراء کر دیا

پھر مصنف تشبیہ کی مثالوں کو ختم کر کے پھر اصل عبارت حفظ الایمان کی طرف لوٹتا ہے

اور اس میں یہ توجہ پیش کرتا ہے کہ تشبیہ فقط بعضیت میں ہے اسکو یوں کہتا ہے

الحاصل نفس بعضیت سب کے علم میں اس تقدیر پر متحقق ہوگی۔ ہاں اگر تمام غیب مراد ہوں تو البتہ بعض غیب آپ کے علم میں متحقق نہ ہوگا پس وجہ تشبیہ فقط یہی صفت ہے۔ دوسری صفتیں نہیں، دیکھئے اگلی عبارت حفظ الایمان ہماری گفتگو پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے اھ یعنی نفس بعض بعضیت کا علم سب میں ہوگا۔ اس سے کوئی تعلق نہیں کہ مقدار اس کی حضور علیہ السلام میں کیا ہے اور دوسروں میں کیا۔ اور ایسے اشتراک نفس بعض کی طرف ہے وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو رسول مقبول علیہ السلام کو حاصل ہے۔ غرض سباق و سباق دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعضیت میں تشبیہ ہے مقدار بعضیت میں نہیں ملخصاً ارشاد بشارت ص ۱۲

بقول مصنف کے ہی جس کو ادا نے درجہ کا عبارت دانی کا سلیقہ حاصل ہوگا وہ اس کی جہالت آئین گفتگو کو دیکھ کر کف افسوس ملے گا کہ مصنف تشبیہ کو بھی نہیں جانتا۔ اور وہ تشبیہ و تشبیہ اور وجہ تشبیہ کو بھی نہیں پہچانتا۔ ہم ناظرین کے لئے حفظ الایمان کی اصل عبارت کو یہاں نقل کریں تاکہ ہر ایک کو سمجھنے میں آسانی ہو عبارت یہ ہے

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا علم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید دگر دیکھ ہر مہر و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے (حفظ الایمان ص ۱۲)

اس عبارت میں ظاہر ہے کہ کل غیب کی تقدیر پر تو تشبیہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہذا تشبیہ جو دی جا رہی ہے وہ بعض علم غیب میں ہے۔ تو زید و عمر ہرنچے پاگل جانور کے علم مشبہ بہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مشبہ ہیں اور مطلق بعض معنیات دو شبہ ہے ایسا حرف تشبیہ ہے۔ تو اس میں صاف طور پر ایک فرد کو دوسرے فرد سے تشبیہ دی جا رہی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ہی کو زید و عمر اور بچے پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی ہے اور وہ شبہ مطلق علم بعض معنیات کو قرار دیا ہے۔ اب مصنف کی جہالت یا فروب یہ ہے کہ یہ شبہ بہ مطلق بعض علوم کو قرار دیتا ہے۔ یعنی علم زید وغیرہ کو تشبیہ دیتا ہے مطلق بعض علوم سے۔ تو آج تک کسی سلیم الحواس نے فرد کو مطلق سے تشبیہ دی ہے جیسے کہتے کہ تمھانوی صاحب تو بالکل ایسے ہیں جیسے آدمی۔ تو یہ مصنف کی توجیہ نہیں ہوئی۔ بلکہ خود اپنی لاعلمی اور جہالت کا اظہار ہو گیا۔

اب ایک ایسی تشبیہ کی مثال پیش کر دوں کہ جو ان کی ساری توجیہوں اور تاویلوں پر مشتمل ہوگی سنئے مولوی حسین احمد صاحب پر عالم ہونے کا اطلاق اور بولا جانا اگر بقول وہابی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علم مراد ہے اس میں ان کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر بھنگی چار ہرکتے ہر آلو ہر سور کو بھی حاصل ہے اگرچہ ان کو درسیات کا علم جتنا آج کل مولوی کہلانے کو لازم و ضروری ہے بتماہما حاصل ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ اس قدر کہ یہ چیز اس کے کھانے کی ہے۔ تو مولوی حسین احمد صاحب میں اور بھنگی چار اور آلو کھے کتے سور میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ (۱) اس عبارت میں یہ بھی تصریح موجود ہے کہ ان کو علم درسیات بقدر لازم مولوی بتماہما حاصل ہے۔ (۲) اس میں گشتگو مولوی حسین احمد

پر اطلاق لفظ عالم میں ہے۔ ان کے علم اور مقدار علم میں تو بحث ہی نہیں ہو رہی ہے۔ (۳) اس عبارت میں لفظ ایسا ہے لفظ اتنا تو نہیں ہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو یہ احتمال ہوتا کہ ان کے علم کو بے فنگی چار آؤ، کتے گدے، سور کے برابر کر دیا۔ (۴) لفظ ایسا کلمہ تشبیہ کا ہے۔ (۵) اس جگہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ مقدار علم میں تشبیہ مقصود ہو (۶) نفس بعصیت میں تشبیہ دی جا رہی ہے مقدار بعصیت میں نہیں ہے۔ (۷) اگلی یہ عبارت کیونکہ انہیں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ اس قدر کہ بہ چیز کھانے کی ہے صاف طور پر دلالت کر رہی ہے (۸) بعض علم سب میں ہے اس سے کوئی تعلق نہیں کہ اس کی مقدار مولوی حسین احمد میں کیا ہے اور دوسروں میں کیا۔ (۹) لفظ ایسا کو بعد بعض کے کہا ہے۔ دیکھئے عبارت یہ ہے اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں انکی کیا تخصیص ہے ایسا علم لے تو ایسا سے اشارہ بعض مذکور کی طرف ہے کہ اسی میں گفتگو ہے۔ (۱۰) لفظ ایسا سے وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو مولوی حسین احمد کو حاصل ہے کہ اس کا تو کہیں ذکر بھی نہیں۔ وہاں ہو۔ جیسی یہ حفظ الایمان کی عبارت ہے اور اس کو تو تم نے اللہ تعالیٰ کے حبیب، سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے چھاپ دیا ہے اور تم اس پر اڑے ہوئے ہو کہ یہ تو یمن نہیں ہے اس میں کسی طرح کی کوئی گستاخی نہیں ہے۔ ان توجیہوں تا دیلوں بہانوں سے اسکو بنانے کے مجھے پڑے ہوئے ہو۔ ہم نے بالکل اسی عبارت کا چربہ مولوی حسین احمد صاحب کے لئے لکھ دیا ہے تم اس کو بھی چھاپو حفظ الایمان کی طرح اس کو بھی ہزاروں کی تعداد میں شائع کرو۔ اس پر اپنے اسوقت کے تمام اکابر کے دستخط کراؤ۔ اور جو عبارت حفظ الایمان میں تم نے یہ دس تا دیلیں توجیہیں بہانے۔ عذر صفائی کے گڑھے ہیں وہی دس کے دس اس مولوی حسین احمد کے تعلق عبارت میں سبھی جاری کر لینا کہ تمہارے نزدیک ان توجیہوں عذروں سے ان

مولوی صاحب کے حق میں یہ عبارت تو بین نہیں ہو سکتی۔ لہذا اگر تمہارے اس دعوے میں صداقت کا ثبوت بھی ہے اور یہ دسبب عذر واقعی صفائی کے لئے کافی ہیں تو ان کو جلد از جلد چھاپو اور اس مسلمانوں کے اختلاف کو ختم کر دو۔ اگر تم نے اس عبارت کو مولوی حسین احمد کے لئے چھاپ دیا اپنے اکابر کی اس پر مہریں اور دستخط کرادیئے تو ہم مسلمان لوگوں کو سمجھا دیں گے کہ بھائیو تمہا نوی صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فاص عداوت نہیں تھی دیوبندی قوم کی بولی ہی ایسی ہے۔ وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی لکھتے ہیں۔ دیکھو جیسی حفظ الایمان کی عبارت بالکل ایسی جیسی انہوں نے مولوی حسین صاحب کے لئے بھی مدعا اپنے اکابر کے دستخطوں میں دی اور اس کی خوب اشاعت کر رہے ہیں۔

مسلمانو! وہ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنے کے لئے ہر گالی۔ ہر گستاخی ہر بے ادبی ان دیوبندیوں کو گوارا تھی۔ ہر توجیہ ہر تادیل، ہر بہانہ، ہر عذر انکی گالیوں گستاخوں کی صفائی کے لئے کافی تھا۔ لیکن ان دیوبندیوں کے سامنے اگر مولوی حسین احمد گنگوہی۔ دہلوی۔ تقانوی صاحبانکی نشانہ نہیں ایسی سخت عبدیت لکھی جائیں تو کھینکے سخت تو ہیں جگستاخی ہے اور کیا مجال ہے کہ وہ ان کے لئے ایسی عبارت سن سکیں اور اس پر اگر کوئی انہیں خود انہیں کی پیش کردہ تادیلیں۔ توجیہیں کہے تو کسی طرح سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ یہ دیوبندی جب اپنے ان اکابر کے لئے ایک کلمہ تک نہیں سن سکتے تو یہ ایسی گندی عبارتیں خود کس طرح چھپوا سکتے ہیں اور ان پر اپنے ہر دستخط کر سکتے ہیں اور انکی اشاعت کیسے کر سکتے ہیں۔

لہذا آفتاب کی طرح ثابت ہو گیا کہ ان تادیلیوں توجیہوں جیلوں بہانوں عذروں کو وہ اپنے اکابر دیوبندی ملوں کے لئے کسی طرح ماننے کی لئے تیار نہیں۔ حفظ الایمان کی جیسی عبارت وہ اپنے بڑوں کے لئے چھاپ کر شایع کرنے کے لئے راضی نہیں تو ثابت ہوا

اس عبارت میں ضرور توہین اور گستاخی ہے۔ اور ان تاویلوں تو جیہوں سے ان کی صفائی نہیں ہوتی۔ ان بہانوں عذر دہ سے ان کی توہین و گستاخی کی گندگی نہیں دھلتی۔

تو مسلمانو! سوچو اور غور کرو کہ ان دیوبندیوں کی نظر میں جس قدر اپنے دیوبندی اکابر کی عزت و عظمت ہے اتنی محبوب کبریا سید الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت نہیں۔ وہابیوں کے دل میں عینی اپنے وہابیوں کی محبت و الفت ہے اس قدر سید اطہر سلیم خاتم النبیین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت نہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ محبت کا صحیح ملازہ تقابل کے موقع پر اچھی طرح سمجھ میں آ جاتا ہے

ہم مصنف کو بھی یہی صلح دیتے ہیں کہ اگر اس کے نزدیک اس عبارت حفظ الایمان میں بین سرکار رسالت نہیں ہے اور اس کی یہ تو جیہیں تاویلیں اس عبارت سے توہین و تنقیص نبوی کو اٹھا دیتی ہیں تو اپنے ان چاروں اکابر دہلوی۔ گنگوہی۔ تہیجی۔ تھانوی کے لئے عبارات لکھ کر اس پر اپنے ہر دستخط ثبت کر کے چھاپے اور ہزاروں کی تعداد میں شایع ہے جب تو تیرے دعوے میں صداقت ہے ورنہ تو سخت جھوٹا کاذب ہے مگر تمہارا یہ دعوے مصنف اپنے اکابر کے لئے ایسی عبارت کو گوارا کر سکے گا نہ ایسی ناپا تاویلوں بہانوں کو لکھے گا **لا لعنة الله على الظالمين** فصل ناسع اور عبارت حفظ الایمان

مصنف عبارت حفظ الایمان پر جو کچھ تاویلیں کر سکتا تھا اور جس قدر تو جیہیں کر سکتا اور اس میں جس قدر مغالطے دے سکتا تھا وہ سب اس سے پہلی فصل میں لکھے چکا ہے۔ یہ بھی اس نے جو کچھ کہا اور لکھا وہ ان کے ذہن نارسا کی پیداوار نہیں ہے چونکہ مصنف جیسے لم ناقابل میں اتنی صلاحیت کہاں ہے یہ سب اس نے تھانوی جی کے ساڑھے تین درج

لے میں طور رسالہ سے اخذ کیا ہے جس کا مختصر بیان **بسط الیقان لکف اللسان عن کاتب**

حفظ الالبان ہے جس کے رد میں مبسوط کتاب وقعات السنان الی حلق طسما بسط البنان  
 ۷۲ صفحات کی بریلی شریف میں ۱۳۳۳ھ میں شائع ہوا۔ جس میں تمھانوی جی ایک سو تیس سوالات  
 کئے گئے ہیں اور آخر میں ان کو جیلج مناظرہ دیا گیا ہے پھر اس رسالہ بسط البنان کی چند سطروں  
 سے اس واقعات السنان میں باقی رہ گئی تھیں ان کے رد میں مستقل کتاب ادخال السنان  
 الی الحلق بسط البنان نوے صفحات کا ۱۳۳۳ھ میں بریلی پبلشر میں چھپا اس میں ایک سو ساٹھ  
 مطالبات کئے گئے اور یہ ہر دو واقعات السنان و ادخال السنان تمھانوی صاحب کے پاس  
 رجسٹری کر کے روانہ کر دیئے گئے۔ تمھانوی صاحب ان کے پہنچ جانے کے بعد برسوں بلکہ  
 مدتوں تک جھے لیکن ایک حرف ان کے جواب کے نام نہ لکھ سکے اور نہ مناظرے ہی کے لئے  
 تیار ہو سکے۔ ان کی قوم ایک مرتبہ فریب دے کر تمھانوی صاحب کو مراد آباد لے آئی تھی جب  
 مراد آباد پہنچ کر تمھانوی جی کو یہ معلوم ہوا کہ یہاں مناظرے ہو چکے ہیں اور اعلیٰ حضرت فاضل  
 بریلوی قدس سرہ مناظرے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ تو مکان میں چوڑیاں پہن کر چھپ گئے  
 اور پاپوس المدد اور اے داروغہ البیات کی فریاد شروع کر دی۔ کسی طرح اعلیٰ حضرت قدس  
 سرہ کے مقابلہ میں نہ آسکے اور مراد آباد سے مونہ چھپا کر بھاگے۔ اور اپنے عجز اپنی شکست فاش  
 کے نہ ٹٹے والے نقش سہرزین مراد آباد پر ثبت کر دیئے۔

مصنف نے اس فصل میں کسی نئی بات کو پیش نہیں کیا ہے بلکہ انھیں کہی ہوئی باتوں  
 کا اعادہ کیا ہے۔ ہاں اس میں اپنی قابلیت و علمیت کے اظہار کے لئے بڑی بڑی ڈبنگیں ماریں  
 ناظرین نے مصنف کی قابلیت و علمیت کا کافی اندازہ اتنی سی کتاب سے کر لیا ہوگا۔ لہذا  
 اس فصل میں ہم مختصر گفتگو کریں گے۔ مصنف کہتا ہے

ا کسی چیز کا نفس الامر میں تحقق ہونا دوسری بات ہے اور اس پر کسی لفظ کا اطلاق کیا

جانا دوسری چیز ہے بسا اوقات کوئی چیز متحقق ہوتی ہے مگر اس کے اسم کا بولنا ممنوع ہوتا ہے۔ دیکھئے جہ اشیا کا پیدا کرنے والا خداوند کریم ہے لیکن اس کو خالق القردة والخنزیر یعنی پیدا کرنے والا سور اور بندروں کا کہنا ممنوع ہوا ہے بوجہ شبہ اہانت کے علیٰ ہذا القیاس خود باری تعالیٰ فرماتا ہے  
 اَنْتُمْ ذُرِّيٌّ عَوْنًا اَمْ نَحْنُ الْمَنَّانُ اِرْعَوْنَ مَگر لفظ شرار ع کہنا ممنوع ہوا کہ سو ہم اہانت ہے اس قسم کے بہت سے الفاظ ہیں کہ باعتبار معنی کے صحیح ہوتے ہیں مگر ان الفاظ کا بولنا ذات خداوندی عزوجل یا ذات رسالتا علیہ السلام کے واسطے ممنوع ہوتا ہے (از شہاب ثاقب ص ۱۲۹)

مصنف کی اتنی بات تو مسلم ہے کہ بہت سے الفاظ <sup>المعنی</sup> ہوتے ہیں کہ وہ باعتبار معنی کے صحیح ہوتے ہیں لیکن ان الفاظ کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اب باقی رہا اس پر الفاظ کا اطلاق نہ مابجائے اس کی چند صورتیں ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے جس کی مصنف نے دو مثالیں مالتق القردة والخنزیر اور شرار ع پیش کیں ان الفاظ کا اطلاق شرعاً ممنوع ہے۔ مگر شرعاً ممنوع ہوا اس کے ممنوع ہونے کے لئے کسی دلیل شرعی کی حاجت ہے ان دونوں کے شرعاً ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ نقص دہانت کے معنی پر بھی مشتمل ہے۔ ایک قسم ہے کہ ان الفاظ کا اطلاق شرعاً ممنوع نہیں اسلئے اسکے ممنوع ہونے پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے لیکن عرف میں ان کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ جن کی مثالیں مصنف نے یہ دی ہیں

مثلاً عالم کا لفظ ہر اس شخص پر بولنا جائز نہیں کہ جو ایک مسئلہ کا جاننے والا ہو بلکہ اگر کسی نے دس پندرہ مسئلے یاد کر لئے تو اس کو بھی کوئی عالم نہیں کہہ سکتا۔ اگرچہ باعتبار لغت کے وہ عالم ہو گیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس



اہرما لدار کو سیٹھ نہیں کہہ سکتے ہیں (شہاب ثاقب ص ۱۲۹)

ایک قسم وہ ہے کہ ان الفاظ کے اطلاق کی ممنوعیت پر کوئی دلیل شرعی نہیں لیکن

ان کا اطلاق محض ادب کی بنا پر نہیں کیا جاتا ہے چنانچہ اکثر اسما الہی ایسے ہی ہیں کہ ان کا اطلاق خالق پر بھی آیا ہے اور مخلوق پر بھی وارد ہوا ہے۔ چنانچہ قاضی عیاض شفا شریف میں اور علامہ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں،

جس نام اور صفت کا شریعت نے کتابے

سنت میں کبھی خالق پر کبھی مخلوق پر اشتقاق

لغوی کی بنا پر اطلاق کیا ہے۔

توحیفی معنی میں ان ہر دو میں کوئی

تشابہ نہیں ہے بلکہ اس کا غیر خدا پر اطلاق

صرف بطریق مجاز ہے اس لئے کہ قدیم ازلی

ابدی کی صفتیں جن کا قدیم ہونا ثابت ہوا۔

اور معدوم ہونا محال ہو وہ مخلوق کی ان

صفتوں کے خلاف ہیں جنکا حادث ہونا

دلیل عقلی و نقلی کے مشاہدہ سے ثابت ہے

تو جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور ذاتوں

کے مشابہ نہیں ہے۔ اگرچہ لفظ ذات کے

اطلاق میں اشتراک پایا جاتا ہے

اسی طرح خدا کی صفتیں جیسے علیم۔ حلیم

ان صاجاء ای من الاسم و الصفة

ما اطلقه الشرع ای فی الکتاب

والمسنة علی الخالق ای تارة

و علی المخلوق ای اخری لما بینهما

من الاشتقاق اللغوی فلا

تشابہ بینہما فی المعنی الحقیقی

بل اطلاقہ علی غیرہ سبحانہ و تعالیٰ

انما ہو بال طریق المجازی از صفتاً

المقدیم ای الازلی الابدی لان

ما ثبت قدمہ استحال عدمہ

بخلاف صفات المخلوق ای الممتنا

حدوثہ بالدلیل العقلی و النقلی

فما ان ذاتہ تعالیٰ لا تشبہ

الذوات ای وان وقع الاشتراک

صبور - شکور - یسبح - بصیر - حیر - مرید - منکلم  
 قادر - مخلوق کی تمام جہات سے صفتوں کے  
 کے مشابہ نہیں اس لئے کہ صفات مخلوق  
 اپنے حدود کی بنا پر اعراض و اغراض کے  
 عارض ہونے سے جدا نہیں ہوتیں اور وہ  
 اللہ تعالیٰ اس سے منترہ ہے بلکہ وہ اپنے  
 صفات و اسماء کے ساتھ ہمیشہ تصف  
 ہے۔

فی اطلاق الذات كذلك صفاته  
 كالعليم والخبير والصبور و  
 الشكور والسميع والبصير والحي  
 والمرید والمنتكلم والقادر لا  
 تشبه صفات المخلوقين اي من  
 جميع الجهات اذ صفا تهماى لحد  
 لا تنفك اي لا تزول عن الاعراض و  
 لا غراض اي عروضا هما وهو تعالى منتزعا عن ذلك

حضرت ملا علی قاری اسی شرح شفا شریف میں اسماء الہی کے مخلوق پر اطلاق کرنے

میں در بیان شرکت کا رد فرماتے ہیں۔

باعتبار وصف حقیقی کے صفات سے کسی  
 صفت میں فائق و مخلوق میں شرکت متصور  
 نہیں اور جو شرکت ہوتی ہے وہ معنی مجازی  
 یا عرفی کے لحاظ سے۔ تو اللہ تعالیٰ، سميع بصير  
 عليم - حی - قدیر - مرید - منکلم ہے۔ اور یہ  
 صفات بعض مخلوقات کے لئے بھی ثابت  
 ہیں لیکن ان پر دو اطلاق کے درمیان  
 فرق کھلا ہوا ہے۔

لا يتصور اشتراك المخلوق مع الخالق  
 في نعت من النعوت بحسب الوصف  
 الحقيقي انما يكون بملاحظة المعنى  
 المجازي او العرفي نالله سميع بصير  
 عليم حي قدیر مرید منتكلم وقد اثبت  
 هذه الصفات ايضا لبعض المخلوقات  
 ولكن بينهما بون بين.

از شرح شفا مسری ج ۱ ص ۱۵۱

خود قرآن کریم نے بعض اسماء الہی کو انسان کے لئے اطلاق کیا ہے۔ چنانچہ کون نہیں

جانتا ہے کہ سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں۔ خود قرآن فرماتا ہے

إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (سورہ حج) إِنَّ اللَّهَ  
بِشَيْءٍ لَّشَدِيدٌ حَسْبُكَ وَاللَّهُ سَمِيعٌ وَبَصِيرٌ (سورہ اسراء)  
بیشک اللہ سننے والا دیکھے والا ہے بیشک  
وہی سننے والا دیکھے والا ہے۔

ان آیات میں سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن کریم نے بیان فرمائے۔ اب  
انہیں کا اطلاق قرآن کریم نے مطلق انسان کیلئے ذکر کیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ  
نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ..  
بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا مٹی ہونی  
منہی سے کہ اُسے جانچیں پھر اُسے سمیع و بصیر  
(سورہ الدھر ۶، ۷)

قرآن کریم نے اس آیت میں انسان پر سمیع و بصیر کا اطلاق کیا۔ اور حضرات انبیاء  
علیہم السلام پر تو بہت سے اسماء الہی کا قرآن کریم نے اطلاق کیا ہے۔ علامہ قاضی عیاض  
نے ان کو جمع کیا ہے۔

ان اللہ تعالیٰ خصوصاً کثیر من الانبیاء  
بکرامتہ خلعہا علیہم من اسمائہ  
کسمریتا سحوق و اسمعیل و حلیم  
و ابراہیم و یحییٰ و نوح و یسوع و  
عیسے و یحییٰ و موسیٰ و یسوع و  
وقوی و یوسف و یحییٰ و یسوع و  
بہذا کتاب العزیر فی مواضع ذکرہم  
بیشک اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء کو  
اپنے اسماء کی خلعت و کرامت کے ساتھ  
مخصوص فرمایا جیسے حضرت اسحاق و اسمعیل  
کا نام حلیم و حلیم حضرت ابراہیم کا نام حلیم  
حضرت نوح کا شمارہ۔ حضرت عیساٰ و یحییٰ  
کا بر۔ حضرت موسیٰ کا کریم و قوی حضرت  
یوسف کا حنیف و حلیم جیسا کہ قرآن کریم ان  
کے ذکر کے مواضع میں ناظر ہے۔

(از شرح شفا شریف ص ۱۰۰)

اس عبارت میں حضرت قاضی عیاض نے بعض اینیاء علیہم السلام پر اسماء الہی کا  
 ماقی جو قرآن کریم نے کیا ہے۔ بیان فرمایا۔ ایتنا رہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے تعالیٰ نے ان کو افضل الاینیاء و المرسلین بتایا تو انہیں تمام اسماء و صفات الہی  
 متصف کر کے اپنا منظر اسماء و صفات کیا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی  
 ج النبوة کا خطبہ شروع کرتے ہیں۔

الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ  
 الْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اِس کلمات  
 زسمات ہم شتمل بر حمد و ثنا الہی  
 نا تعالیٰ و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ  
 بآئے خود بدایا خواندہ۔ وہم شتمن  
 و وصف حضرت رسالت پناہی ست  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ وہی سہانہ اور  
 س آسیمہ و توصیف نمودہ و چندیس  
 آئے حسنی الہی بل شاست کہ در وحی  
 و غیر متلو حبیب خود را بدایا تا بیدد  
 یہ جمال و محل کمال دے ساختہ اگر وہی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم تمامہ اسماء و صفات  
 متخلق و متصف ست با وجود آں بہ  
 نئے ازان بخصوص نامزدہ و نامور

وہی اول اور آخر اور ظاہر و باطن ہے  
 اور وہ ہر شئی کا جاننے والا ہے۔ یہ معجز نما  
 کلمات جس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا  
 پر شتمل ہیں کہ قرآن مجید میں ان کے ساتھ  
 خدا کی کبریائی کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی طرح یہ  
 دستور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و  
 صفت پر بھی شتمل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے  
 ان کو ان کلمات کے ساتھ مسے اور موصوفا  
 کیا اور اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسماء حسنی  
 ہیں جو اس نے وحی منادا اور غیر متلو میں ان  
 کے ساتھ اپنے حبیب کو متصف کیا۔ اور ان کے  
 جمال و کمال کو ان سے منزیں فرمایا۔  
 اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام اسماء  
 و صفات الہی کے ساتھ متصف اور متخلق  
 میں باوجود اس کے انہیں سے بعض کے

گنتہ است مثل نور - حق - علیم  
 حکیم - مؤمن - مہمین - ولی - ہادی  
 رؤف - رحیم - جزآن واپی اسم  
 اول و آخر و ظاہر و باطن نیز  
 ازان قبلیت سے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تہریح فرادی کہ حضور اکرم صلی اللہ  
 وسلم تمام اسماء صفات الہی سے منصف ہیں اور ان میں سے چودہ اسماء الہی کا اطلاق  
 اس مقام پر شمار کر لیا۔ جبار - خیر - فتاح - شکور - علیم - علام - عالم الغیوب و الباطن  
 اول آخر - قوی - ذوالقوة المتین - ولی - مؤمن - عفو - ہادی - مؤمن - مہمین - مقدر  
 عزیز - قدوس - طہ - یس - اور انہیں اسماء الہی کو حضرت قاضی عیاض نے شفاء  
 شریف میں شمار کیا۔ لیکن بجائے عالم الغیوب کے عالم الغیب الشہادہ لکھا۔ حضرت  
 امام محقق شیخ عبدالکریم جلی شافعی نے اپنی کتاب الانسان الکامل میں تمام اسماء الہی  
 کا تفصیل اثبات کیا ہے۔

اب مصنف کا دو مثالوں کو پیش کر کے اور اطلاقوں کو اسی پر قیاس کرنا  
 قیاس مع الفارق ہے کہ ان مثالوں کے ممنوع ہونے پر دلیل شرعی موجود ہے۔ اور  
 دیگر الفاظ کے اطلاقوں کی ممنوعیت پر کون سی دلیل شرعی قائم کی ہے۔ اور بغیر دلیل  
 شرعی کسی کو محض اپنی رائے ناقص سے ممنوع کہنا صریح دین میں مداخلت ہے۔ معنا  
 کی یہ جرات ہے کہ محض اپنی عقل سے ناجائز ہونے کا حکم دیتا ہے۔ اور پھر جس بنیاد  
 پر یہ تقریر کی تھی اس کو کہتا ہے

۱۴ اور اس کتاب میں ایک عمل علیہ ذکر فرمایا جس میں یہ تیس اسماء الہی وہ لکھائے ہیں سے اللہ تعالیٰ اپنے  
 جمیع صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرف فرمایا۔ جبار - رؤف - رحیم - مؤمن - مہمین - قوی - ذوالقوة المتین - ولی - مؤمن - عفو - ہادی - مؤمن - مہمین - مقدر  
 عزیز - قدوس - طہ - یس - اور انہیں اسماء الہی کو حضرت قاضی عیاض نے شفاء  
 شریف میں شمار کیا۔ لیکن بجائے عالم الغیوب کے عالم الغیب الشہادہ لکھا۔ حضرت  
 امام محقق شیخ عبدالکریم جلی شافعی نے اپنی کتاب الانسان الکامل میں تمام اسماء الہی  
 کا تفصیل اثبات کیا ہے۔

پس مولانا تعالوی اس بحث میں فقط اس امر سے بحث فرما رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا اور یہ کلمہ بولنا آیا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں کلام نہیں کر رہے ہیں کہ منیبات میں سے کسی چیز کا علم آپ کو آیا حاصل ہے یا نہیں۔ پس خلاصہ مولانا کی بحث کا یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب کہنا آپ کی ذات مقدمہ کے واسطے جائز نہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۱۲۹ و ص ۱۳۰)

مصنف نے اس میں کوئی نئی بات نہیں کہی ہے۔ یہی بات اس سے پہلی فصل ماہی تھی۔ جس کا مکمل جواب ہم نے دیدیا اور یہ ثابت کر دیا کہ تعالوی جی عبارت زیرین سے اطلاق عالم الغیب کی بحث ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ حصول علم غیب کی بحث ہو رہی ہے۔ علاوہ بریں وہ عبارت بحث اطلاق عالم الغیب کی متحمل ہی نہیں ہو سکتی کہ اس میں

ہے کہ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر جنسی مجنون بلکہ جمع حیوانات دیہانم کے لئے بھی مل ہے۔ تو اگر تعالوی صاحب اس میں عالم الغیب کے اطلاق کی بحث کرتے۔ اس عبارت کو یوں لکھتے۔ ایسا عالم الغیب ہونا تو زید و عمر بلکہ ہر جنسوں بلکہ جمع یوانات دیہانم پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔ یا بولا جاتا ہے اور جب یہ نہیں لکھا تو ثابت ہو گیا تعالوی اطلاق عالم الغیب میں بحث ہی نہیں کر رہا ہے بلکہ اس کے الفاظ خود اعلان رہے ہیں کہ بحث حصول علم غیب میں ہے کہ وہ صاف کہہ رہا ہے کہ ایسا علم غیب ان کے لئے بھی حاصل ہے یعنی حصول علم غیب ان کے لئے بھی ہے۔ ایسی صاف اردو ن کو ہر اردو خواں بھی بے تکلف سمجھتا ہو کہ یہ عبارت حصول علم غیب کی بحث میں ہے مصنف کا اس کے خلاف یہ لکھنا کہ بحث اطلاق عالم الغیب میں ہے۔ یا تو خود اس کے

اردو نہ سمجھنے کی دلیل ہے یا تنہا نوی کے اردو نہ جانتے کی دلیل ہے کہ وہ حاصل ہے کہ  
بچائے اطلاق کیا جاتا ہے یا بولا جاتا ہے محض اپنی جہالت سے لکہ گیا تو بتاؤ تم دونوں یہ  
جاہل کون ہے

مصنف نے اچھی توہمہ کی کہ تنہا نوی جی کی ٹیپل کر ڈالی اور خود اپنے آپ کو اردو سے  
ناواقف اور نا آشنا ثابت کیا۔ اب باقی رہا یہ امر کہ حضور علیہ السلام کی ذات پر عالم الغیب  
کا اطلاق جائز نہیں تو مصنف کا یہ دعوے ہی دعوے ہے دلیل اس کی کچھ نہیں۔ اس میں تو  
دلیل قائم کرنے کی کوئی اہلیت ہی نہیں خود تنہا نوی جی اس پر جب کوئی دلیل قائم نہ  
کر سکا تو یہ ناوار مصنف کیا دلیل پیش کر سکتا ہے ازرب اس پر کوئی دلیل نہیں تو  
دلیل بات کو مصنف کی جاہل دیوبندی قوم ہی مان سکتی ہے۔ رہے اہل علم تو وہ ایسے  
کو قابل قبول نہیں سمجھتے جس پر کوئی دلیل شہری نہیں ہو۔ اگر مصنف یہ لکھتا کہ بلیا  
کے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں کرتے ہیں کہ عرف میں یہ  
تعالے کے لئے زیادہ مستعمل ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا کہ خود ہم بھی اس کو  
طور پر حضور علیہ السلام کے لئے استعمال کرنا ناپسند اور نامناسب قرار دیتے ہیں۔ نہ  
بات کہ اس کے معنی صحیح نہ ہوں۔ بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں حضور علیہ السلام کو بلا  
علم غیب حاصل ہے بکثرت آیات و احادیث اس کی مثبت ہیں صدہا اقوال صحابہ و تابعین  
و سلف صالحین اس کو ثابت کر رہے ہیں۔ حقہ کہ خود مصنف اور تنہا نوی جی بھی اس کو  
اس طرح مانتے ہیں۔

یقیناً معنیات لازمہ برائے نبوت ہیں وہ سب آپ کو بتا رہا معلوم کرا  
دیئے گئے علاوہ ان کے اور بھی بہت سی چیزیں غیر لازمہ بھی آپ کو بتلائی

گیس جن کے ذکر سے احادیث بھری ہوئی ہیں۔ (از شہاب ثاقب ص ۱۳)

اگرچہ مصنف و تھانوی حضور علیہ السلام کو معنیات کا علم مانکر اپنے دہلوی و گنگوٹی کے حکم سے مشرک ہو گئے۔ جس کو مع ان کی عبارت کے ہم نے تفصیل سے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن مصنف نے خود اور بقول اس کے تھانوی جی نے بھی یہ لکھ دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو معنیات لازماً نبوت سب کے سب اور غیر لازماً نبوت بہت سے بتلا دیئے گئے توجب علم غیب آپ کو حاصل ہوا تو پھر اس لفظ کے معنی کیوں نہ صحیح ہوئے۔ نیز قاضی عیاض اور شیخ محقق کی تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم عالم الغیب والشہادہ سے اپنے حبیب علیہ السلام کو مشرف فرما دیا ہے۔ تو پھر مصنف کا اس کو ناجائز قرار دینا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر مصنف کے پاس اس کے ناجائز ہونے کی کوئی دلیل ہوتی تو اس کو ضرور پیش کرتا۔ اور جب اس نے مقام اثبات میں کوئی دلیل پیش نہیں کی تو ثابت ہو گیا کہ دعویٰ بلا دلیل ہے ۴

دعویٰ بلا دلیل قبول خرد نہیں

پھر مصنف اپنی دیوبندی قوم کو یہ فریب دیتا ہے کہ تھانوی جی صرف عالم الغیب ہی کے اطلاق کی بحث کر رہا ہے وہ اس طرح نقل کرتا ہے

اس کے لئے دو دلیلیں نقل فرمائیں اول یہ کہ حسب قول سائل حضور علیہ السلام کا علم غیب ذاتی نہیں ہے بلکہ بتعلیم اللہ تعالیٰ ہے اور چونکہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جس کا علم ذاتی اور اسلی بغیر تعلیم کے ہو۔ اور اسی وجہ سے خداوند کریم اپنے آپ کو عالم الغیب فرماتا ہے اس لئے حضور علیہ السلام کو یہ لفظ کہنا ممنوع ہوگا۔ (شہاب ثاقب ص ۱۳)



غیب

مصنف کی یہ خیانت ہے کہ حفظ الایمان میں جواب سوال سوم کو بحث اطلاق ہی سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ اس میں یہ ہے۔

جواب سوال سوم۔ مطلق غیب سے مراد اطلاقا شریعہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموات والارض <sup>الغیب</sup> الا اللہ لو کنت علم <sup>لغیب</sup> وغیرہ فرمایا گیا اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق قحمانہ قرینہ سے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق عموماً شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع ناجائز اور گناہ الخ

(از حفظ الایمان ص ۱۱)

اس عبارت حفظ الایمان سے ظاہر ہے کہ تمہا نوی جی اصل بحث علم غیب میں کرتا ہے اور عالم الغیب کا ذکر تو ضمناً آجاتا ہے۔ مصنف کی بلفظ عبارت کہیں حفظ الایمان میں تو نہیں ہے اس کی طرح دلیل دوم کو بحث جنہوں علم غیب ہی سے شروع کرتا ہے جیسا کہ پہلے ہم نے اس کو ثابت کر دیا ہے۔ تو مصنف کا ان دو دلیلوں کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ تمہا نوی صرف اطلاق عالم الغیب میں بحث کر رہا ہے۔ صریح فریب اور جھوٹ ہے۔ اس کو جھوٹ بولتے ہوئے اور اچھے اکابر پر افسر کرتے ہوئے بھی تو شرم نہیں آتی پھر مصنف نے سیٹھ اور عالم کے دو چربے اس عبارت حفظ الایمان پر بنانے کی کوشش کی ہے لیکن وہ ان کو صحیح طور پر پیش نہ کر سکا تو ان دونوں کے صحیح چربے موافق عبارت حفظ الایمان کے ہم سے سینے اور پھر عبارت حفظ الایمان کے توہین آمیز ہونے کا اندازہ کیجئے۔

خالد پر سیٹھ و مالدار ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس مال سے مراد بعض مال ہو یا کل مال اگر بعض مال مراد ہے تو اس میں سیٹھ خالد کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا مال تو ہر بعضی چار بلکہ تمام فقیروں محتاجوں کیلئے بھی حاصل ہے۔

تعمانوی صاحب پر عالم ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول فیض آبادی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے کل علم اگر بعض علم مراد ہے تو تو اس میں تعمانوی صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو ہنگلی چار بلکہ ہرنچے اور پانگل بلکہ تمام گدھوں کتوں سونروں کو بھی حاصل ہے۔

لہذا اب ہر اردو خواں خود ہی فیصلہ کریگا کہ ان سیٹھ خالد اور تعمانوی عالم کی توہین ہوتی ہے یا نہیں۔ اور اگر مصنف اب بھی اس میں توہین نہیں سمجھتا ہے تو وہ اپنے پیشوا تعمانوی صاحب کو ایسا لکھ کر چھاپ کر شایع کرے۔ تو عاقل یہ فیصلہ کرے گا کہ مصنف اتنی بھی قابلیت نہیں رکھتا کہ اردو کو سمجھ سکے۔ اور پندرہویں صدیوں کو بھی سمجھا دے کہ اس میں تعمانوی صاحب کی توہین نہیں ہوتی کہ اس میں اطلاق عالم کی بحث ہے اور میں نے بحث سے لوگوں کو یہ بھارت دکھانی لگراسی کے خیال میں یہ نہ آیا کہ اس بھارت میں تعمانوی صاحب کو ہنگلی چار پنجوں پانگوں۔ گدھوں کتوں کے برابر کر دیا۔ اور بے عقل بے شعور ہیں تعمانوی صاحب کے وہ مریدین متوسلین جو اس کو توہین سمجھ کر وہ بات ادراک کرتے ہیں جس کو کوئی سمجھدار آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ تو ان میں جو اس پر اعتراض کریے وہ وہاں فریقی ہے اور سخت غمی بے عقل ہے۔

لیکن مصنف تعمانوی جی کے لئے ہرگز ہرگز ایسا نہیں لکھ سکتا تو آفتاب سے

زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ بتا دیں تو جی نہیں۔ عذر بہانے اس کی توہین کو نہیں  
 میٹ سکتے۔ تو یہ دشمنان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس عبارت حفظ الایمان کو کیوں  
 توہین و تنقیص شان رسالت نہیں مانتے اور کیوں ایسی رکیک تاویلوں توہینوں کو وہاں  
 پیش کرتے ہو۔ تو ثابت ہو گیا کہ زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں ضرور بالفرد توہین  
 شان رسالت ہے اور اس کا مصنف تھا نو کی یقیناً توہین کنندہ شان رسالت ہے  
 اور وہ حتماً جزماً کافر و مرتد ہے۔

پھر مصنف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عبارت حسام الحرمین کو پیش کر کے اس  
 پر اعتراض کر کے اپنی جہالت ظاہر کرتا ہے اور اعلیٰ حضرت کو ان گستاخانہ الفاظ کے  
 ساتھ ذکر کرتا ہے۔

اب اس کے بعد جو عبدالدینا و کج فہم نے اعتراض کیا ہے کہ مولانا تھانوی  
 کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ علم زید و عمر بکر وغیرہ کا غیب کے ساتھ نہیں ہوگا  
 مگر ظن یہ محض جہالت ہے کیوں صاحب جب کہ علم بالواسطہ و بالتعلیم  
 آپ کے نزدیک غیب ہے تو جتنے منیبات کی معرفتیں نبی آدم کو خصوصاً  
 مومنین کو حاصل ہونگی۔ وہ ظن ہی ہیں یقین نہیں ہیں۔ اگر یہ بات  
 ہے تو پہلے اپنے اور متعلقین کے ایمان کو سنبھالنے کیونکہ ایمان بالغیب  
 ہی اس دار دنیا میں ہو رہا ہے عموماً صومندہ مغیبات میں سے ہے  
 پس آپ کو اور آپ کے متبعین کو ان کا ظن ہی فقط ہے یقین نہیں  
 اس لئے بقول خود آپ کافر ٹھہرے۔ اور چونکہ ہم علم بالواسطہ کے عالم  
 کو عالم الغیب نہیں کہتے اور جو کچھ جس کو بطریق قطعیتہ انبیا علیہم

السلام سے پہنچا ہے یا بسط عقل صحیح معلوم ہوا ہے وہ یقیناً افادہ علم  
کا دیتا ہے۔ اس لئے ہمارے ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر  
رہے گا (مخصوصاً از شہاب ثاقب ص ۱۳)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو فرمایا وہ حق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے  
علوم غیبیہ مفید یقین ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ علوم غیبیہ ان کی ثبوت نبوت کی دلیل اور  
ان کے صدق رسالت کی علامت ہیں۔ چنانچہ علامہ فسطائی مواہب الدنیہ میں فرماتے ہیں  
فکل ما ورد عنه علیہ الصلوٰۃ والسلام  
من الانبیاء والمنبعۃ عن الغیوب  
لیس ہوا الا من اعلام اللہ لہ یہ  
اعلاما علی ثبوت نبوتہ ودلائل  
علی صدق رسالتہ

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غیبوں  
کی خبروں سے جو کچھ سہی وارد ہوا تو وہ  
سب اللہ کی تعلیم ہی سے ہے جو ان کو  
عاصل ہوئی اور انکی نبوت کے ثبوت پر  
علامت ہے اور ان کی رسالت کی

۱۹۹  
از شرح المواہب الدنیہ مصری ج ۷

علامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں

والذی یجب الایمان بان رسول اللہ  
لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمہ اللہ  
بجميع المعنیات اللتی تحصل فی الدنیا  
والاخرۃ فهو یعلمہا کما هو عین  
یقین لما ورد رفعت لی الدنیا فانما  
انظر فیہا کما انظر الی کفی ہذا

وہ بات کہ جس پر ایمان لانا واجب  
ہے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے  
منتقل نہ ہوئے یہاں تک کہ اللہ نے ان  
کو وہ تمام غیب سکھا دیے جو دنیا و آخرت  
میں حاصل ہونگے تو حضور ان کو عین  
یقین کے ساتھ جانتے ہیں کیونکہ حدیث

میں وارد ہوا میرے لئے دینا کو بلند کیا  
گیا تو میں نے اس پر اس طرح نظر کی جس  
طرح میں اپنی اس، تعمیلی کی طرف دیکھتا ہوں

علامہ ابن حجر قتادے حدیث میں فرماتے ہیں

لیکن حضور علیہ السلام سے علم غیب کی  
نفی تو وہ ضروری نہیں بلکہ ثبوت علم غیب  
حضور کے منجملہ معجزات سے ہے پھر اللہ  
تعالیٰ کا انبیاء و اولیاء کے لئے بعض  
غیوب کا بتانا ممکن ہے۔ کسی وجہ سے  
محال کو مستلزم نہیں۔ تو تعلیم علم غیب  
کے وقوع کا انکار کرنا عناد ہے۔ اور کھلی  
بات یہ ہے کہ ان کی خدا سے اس علم میں  
مشارکت کی طرف نہیں پہنچاتا جس میں  
وہ متفرد ممتاز ہے اور اس کے ساتھ ازل  
میں اس نے اپنی مدح و توصیف کی۔

اما انتفاء علم الغیب عند (علیہ السلام)  
فغیر ضروری بل ثبوتہ لہ من جملة  
المعجزات (فیہ ایضاً) ثم اعلام اللہ  
تعالیٰ للانبیاء و اولیاء بعض  
الغیوب ممکن لا یتلزم محالاً  
یوجب فانکار وقوعہ عناد و من  
البداهۃ انہ لا یؤدی الی  
مشارکتہم لہ تعالیٰ فیما تفرج بہ  
من العلم الذی تمدح بہ  
و انصف بہ فی الازل

(فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۲۳)

اور علامہ قسطلانی معاریب الہدیہ میں فرماتے ہیں النبویۃ صیح الاطلاع علی الغیب

یعنی نبوت کے معنی ہی غیب پر مطلع ہوتا ہے۔ تو ان عبارات سے ثابت  
ہو گیا کہ حضرات انبیاء خصوصاً سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مغیبات حاصل ہونے  
پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کو علوم غیب بتعلیم الہی حاصل ہیں۔ ان کے ثبوت

نبوت کی دلیل اور صدق رسالت کی علامت ہیں اور منجملہ معجزات کے ایک معجزہ ہیں۔ اور انہیں ان کا علم عین الیقین کے مرتبہ کا ہے۔ اور جو ان کے لئے حصول علم غیب کا انکار کرتا ہے وہ سخت معاند ہے ایک معجزہ کا منکر ہے بلکہ ان کی نبوت ہی کا منکر ہے پھر انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں ان کے علوم میں شیطان تلبیس کر نہیں سکتا تو ان کے علوم یقینہ ہوئے کہ ان میں کسی طرح کے شک اور تلبیس کو راہ نہیں۔ علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

وَكذلك لا يصح ان يتصور له  
الشیطان فی صورۃ الملك یلبس  
علیه لا فی اول الرسالۃ  
ولا بعدها والاعتماد فی ذلك  
دلیل الحجۃ بل لا یشک النبی  
ان ما یاتیہ من اللہ الملك  
ورسولہ حقیقۃ اما بعلم  
ضروری یخلقہ اللہ تعالیٰ  
لہ او ببرہان بظہر لدیہ  
لتتم کلمۃ ربک صدقا  
وعدلا لامیدل یکلماتہ  
(از شرح شفا مصری ج ۲ ص ۲۱۸)

اور نبی کے معصوم ہونے کی طرح اس کے لئے شیطان کا بصورت فرشتہ منصور ہونا اور اس پر تعلیم خداوندی تلبیس کر دینا صحیح نہیں۔ نہ ابتدائے رسالت میں نہ بعد میں اور اس پر اعتماد کرنا معجزہ کی دلیل ہے بلکہ نبی اس کی اس بات میں شک نہیں کرتا کہ فرشتہ جو خدا کی جانب سے لایا ہے بلا تردد حقیقت ہے تو اس پر اعتماد کرتا ہے یا تو اس علم ضروری سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے پیدا فرمایا ہے یا ایسی برہان سے جو اس کے نزدیک ظاہر کرنے تاکہ اللہ کا کلمہ صدقاً وعدلاً پورا ہو جائے اور اس کے کلمات کا کوئی بدلنے والا نہیں

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ نبی اپنی ابتداء رسالت ہی سے وحی و تعلیم الہی میں  
 تلبیس شیطان سے معصوم ہے تو اس کے علوم معجزہ ہونے کی بنا پر ایسے یقینی ہیں کہ ان  
 میں کسی طرح کے شک اور تردد کو راہ نہیں۔ لہذا حضرات انبیاء علیہم السلام کے منیبات  
 تو یقین کا افادہ کرتے ہیں ان پر ایمان لانا تو واجب ہے اور ان کے بعد حضرات اولیاء  
 کرام کے منیبات ہیں لیکن وہ نہ یقین کا افادہ کریں نہ ان پر ایمان واجب کیونکہ ان میں  
 تلبیس شیطان کو راہ ہے کہ وہ معصوم نہیں چنانچہ حضرت قطب ربانی سیدی عبدالوہاب  
 شعرانی میزان الشریعہ میں فرماتے ہیں۔

لیس عدم ایجاب العمل بعلوم  
 الکشف من حیث ضعفها  
 و نقصها فمن حیث عدم  
 عصمة الاخذ لذلک العلم  
 فقد یكون دخل کشفه التلبیس من  
 ابلیس فان الله تعالى قد اقدر ابلیس  
 علوم کشف پر عمل کا واجب نہ ہونا ان کے  
 ضعف و نقص کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس  
 علم کے لینے والے کے معصوم نہ ہونے کی  
 بنا پر ہے کہ کبھی اس کے کشف میں تلبیس  
 شیطان کا دخل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 نے شیطان کو اس پر قدرت دی ہے

الکشف من حیث عدم  
 عصمة الاخذ لذلک العلم  
 فقد یكون دخل کشفه التلبیس من  
 ابلیس فان الله تعالى قد اقدر ابلیس

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کرام کے منیبات پر ایمان تو  
 تو کیا عمل بھی واجب نہیں کہ ان میں تلبیس شیطان کا احتمال ہے اور اولیاء کو عصمت  
 حاصل نہیں تو ان کے منیبات محض ظن کا افادہ کرتے ہیں تو جب علوم اولیاء کرام  
 ہی ظن کا مفید تو زید و کمر وغیرہ کے علوم بھی بطور ظن بدرجہ اولیٰ حاصل ہونگے۔ تو ثابت  
 ہو گیا کہ امور غیب پر علم یقینی تو اصالۃً خاص حضرات انبیاء علیہم السلام کو حاصل اور  
 غیر انبیاء کرام کو جو علوم سے بعض غیب اطلاق حاصل ہوئی ہے تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا

قول بالکل تصریحات سلف صالحین کے موافق ہے۔ تو مصنف کا اس پر اعتراض کرنا حقیقتاً اقوال سلف پر اعتراض کرنا ہے۔ جو مصنف کی نہ صرف جہالت بلکہ گمراہی کی دلیل ہے۔

پھر مصنف کی انتہائی جہالت اور بے علمی ملاحظہ ہو کہ وہ کہتا ہے کیوں صاحب

جب کہ علم بالواسطہ والتعلیم آپ کے نزدیک علم غیب ہے۔ جاہل کو یہ خبر نہیں کہ حضرات انبیاء و اولیاء کو علم غیب بہ تعلیم الہی بواسطہ وحی کے انبیاء کو اور بواسطہ الہام کے اولیاء کے لئے ہونا اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ شرح عقائد نسفی میں و شرح فقہ اکبر میں ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب ایسا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مستفرد ہے بندوں کو اس کی طرف راہ نہیں مگر ان کے علم دینے یا الہام کرنے سے بشریقہ معجزہ یا کرامت کے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِالْحَمْدِ لِلَّهِ الْعَلِيمِ بِالْغَيْبِ أَهْرَ تَقَرَّرَ بِهِ  
اللَّهُ تَعَالَى لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ لِلْعِبَادِ  
إِلَّا بِإِذْنِهِ قِسْمُهُ وَإِلْمُهُمْ بِطَرِيقَةِ  
الْمُحْجَزَةِ أَوْ الْكِرَامَةِ  
شرح عقائد ص ۱۲۷ و شرح فقہ اکبر ص ۱۲۷

خود ہی تھا نوی صاحب بھی اپنی کتاب بہشتی زیور میں عقائد اسلام میں یہ عقیدہ لکھتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۳۳۔ غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ (بہشتی زیور حصہ اول مطبوعہ بلالی سٹیٹ پریس ساڈھورد ص ۳۳)



توحفرت انبیاء علیہم السلام کو علم غیب بہ تعلیم الہی بواسطہ وحی کے اور ادبیا کرام کو علم غیب بہ تعلیم الہی بواسطہ کشف و الہام کے مسلمانوں کے نزدیک ہے۔ اور یہ عقائد اسلام کا ایک عقیدہ جس کا اقرار اس کا پیشوا تھا تو می بھی کرتا ہے۔ مصنف کو نہ اہل اسلام سے کوئی تعلق نہ عقائد اسلام سے کوئی واسطہ۔ اسی بنا پر وہ لکھتا ہے آپ کے نزدیک علم غیب ہے تو وہ مسلمانوں کا بھی مخالف اور عقائد اسلام کا بھی۔ مخالف خود اپنے قول سے بنا۔ اس بے ایمانی پر اس کو یہ لکھتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ ہمارے ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر رہے گا۔ تم اللہ رسول جل جلالہ و صلوات اللہ علیہ وسلم کی شانوں میں گستاخیاں کر د خدا کو کاذب بالفعل کہو۔ حضور کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں سے تشبیہ دو اور تمہارا ایمان باقی رہ سکتا ہے۔ ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر نہیں کارہیگا۔ جو اللہ تعالیٰ کیلئے کذب کو محال جانیں اس کے رسول اکرم شریف کو سارے عالم سے زیادہ وسیع اعتقاد کریں۔

### فلعنہ اللہ علی الکاذبین

پھر مصنف کا جاہلانہ الزام دیکھتے وہ کہتا ہے تو جتنے منیبات کی معرفتیں نبی آدم کو خصوصاً مومنین کو حاصل ہونگی وہ ظن ہی ہیں یقین نہیں ہیں۔ اس بے علم سے پوچھو کہ مومنین کو جن منیبات کی معرفت نبی کے بتانے سے حاصل ہوئی ہے وہ ظن کس طرح ہو سکتی ہے بلکہ وہ ان کے لئے یقینی ہے کیونکہ وہ منیبات انبیاء ہیں خود وہ ان مومنین کے منیبات کب ہوئے۔ ہاں جن پر ان کو خود واقفیت حاصل ہو وہ ظنی ہیں کہ یہ موصوم ہیں۔ نہ تلبیس شیطان چپاک ہیں تو ان کے ایسے معلومات یقیناً ظن ہیں اس جاہل مصنف کی جہالت ملاحظہ کیجئے کہ یہ جاہلانہ بات لکھتا ہے۔

عموماً مومن بہ معنیات میں سے ہیں پس آپ کو اور آپ کے تابعین کو ان کا  
ظن ہی فقط ہے یقین نہیں۔ تو اس جاہل کو یہ پتہ نہیں کہ جو معنیات مومن ہیں وہ تو نبی کے معنیات تفسیر  
ہیں اور نبی کے بتانے سے وہ امت کو ملے ہیں تو ان پر تو یقین ہی حاصل ہوتا ہے ان میں ظن  
کی مداخلت کیسی۔ اس مصنف سے کہو کیا اسی جہالت پر تفسیف کرنے اور کسی عالم پر اعتراض  
کرنے کا شوق ہے۔ کیا اسی جہالت پر افتخار ہے۔ کیا اہل علم ایسے ہی جاہلانہ الزامات  
دیا کرتے ہیں۔

جب مصنف کے نزدیک بھی عموماً مومن بہ معنیات ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا  
ضروری۔ اور ایمان تصدیق بما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور تصدیق علم ہے تو علم  
معنیات ہر مومن کے لئے حاصل ہوا۔ تو دیوبندی قوم تو ادیبانہ کرام و انبیاء علیہم السلام ہی کہتے  
شُرک کہتے تھے۔ اس طرح تو ہر مومن کو معنیات کا علم حاصل ہو گیا  
تو اب بولو دہا بیو۔ کیا اب بھی اپنے اکابر کو مانو گے کہ ان کی تہیحات سے ایمان  
بھی شرک قرار پاتا ہے اور ہر مومن مشرک ٹھہرتا ہے فلحنا اللہ علی الظالمین۔  
پھر مصنف اس کے بعد اپنی مزید جہالت کا اس طرح اظہار کرتا ہے اور اعلیٰ حق  
پر نہایت جاہلانہ اعتراض اس طرح کرتا ہے۔

آگے چل کر جو آپ ہدیایان بکتے ہیں کہ علم یقینی تو اصلانہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ  
والسلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن چیزوں کا یقین حاصل ہوتا ہے وہ  
فقط بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے اور کسی ذریعہ سے نہیں  
مجہ کو آپ کی کج فہمی سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ ابھی تو آپ ما سوا انبیاء کے  
علم کو ظن میں ضم کر آئے تھے اور پھر ابھی اسکے خلاف فرما رہے ہیں۔  
(از شہاب شاہ نقیب ص ۱۳۱)

یہ خط کشیدہ عبارت مصنف نے حسام الحرمین سے نقل کی۔ پہلی خیانت تو یہ  
 کی کہ شروع میں یہ لفظ چھوڑ دیا امور غیب پر دوسری خیانت یہ کہ لفظ خاص کو

لفظ اصالتہ کے بعد چھوڑ دیا۔ تیسری خیانت یہ کہ بجائے جن امور غیب پر کے جن چیزوں کی  
 اپنی طرف سے لکھ دیا چوتھی خیانت یہ کہ بجائے انبیاء ہی کے بتائے سے ملتا ہے

علیہم الصلاة والسلام کے اپنی جانب سے وہ فقط بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا  
 ہے بنا کر لکھ دیا۔ پانچویں خیانت یہ کہ بجائے اور کسی کے اپنی طرف سے اور کسی

ذریعہ سے نہیں بدل کر لکھ دیا۔ حسام الحرمین کی عبارت بلفظ یہ ہے۔ جس کو بغرض  
 تقابل درج کیا جاتا ہے۔

امور غیب پر علم یقینی تو اصالتہ خاص انبیاء علیہم السلام کو ملتا ہے

اور غیر انبیاء کو جن امور غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیاء ہی کے بتانے

سے ملتا ہے علیہم الصلاة والسلام نہ اور کسی کے (حسام الحرمین ص ۱۲)

مصنف کی غیر ذمہ داری ملاحظہ ہو کہ دو سطر کی عبارت کے نقل کرنے میں پانچ

خیانتیں کر ڈالیں تو یہ مصنف اسی خیانت۔ کذب۔ افتراء۔ فریب۔ کید ہی کرنے والوں

کا تو شیخ بنا ہوا ہے اور یہ خیانتیں فقط اس لئے کیں کہ اعلم حضرت قبلہ پر یہ اعتراض کرنا

تھا آپ ماسوا انبیاء کے علم کو ظن میں حصر کر آئے تھے پھر اس کے خلاف فرما رہے ہیں۔ اور

یہ اعتراض جب اصل عبارت سامنے ہو تو وارد ہی نہیں ہوتا کہ اعلم حضرت صاف

فرماتے ہیں غیر انبیاء کو جن امور غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیاء ہی کے بتانے سے

ملتا ہے۔ یعنی انبیاء کے بتانے سے جو امور غیب غیر انبیاء کو ملتے ہیں وہ تو یقینی ہیں اور

غیر انبیاء کو جو امور غیب حاصل ہوں اور وہ انبیاء کے بتائے ہوئے نہ ہوں وہ یقینی نہیں

نیں تظنی ہیں۔ تو دونوں باتوں میں مخالفت کیا ہے۔ مصنف اتنا جاہل ہے کہ یہ کھلا ہوا فرق بھی اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ غیر انبیاء کو امور غیب جو حاصل ہوتے ہیں وہ دوطرح کے ہیں جو ان کو انبیاء کے بتانے سے ملتے ہیں وہ یقینی ہیں اور جو انبیاء کے بتائے ہوئے نہ ہوں وہ تظنی ہیں۔ کس قدر روشن فرق ہے اور اس کج فہم کی فہم میں نہ آیا تو اسی رہی پر دوسرے کج فہم کہتے ہوئے شرم نہیں آئی

پھر یہ مصنف اس کے بعد اپنی اور زبردست جہالت اور بد فہمی کا اظہار بنا ہے اور اعلیٰ حضرت کی عبارت پر یہ جاہلانہ اعتراض کرتا ہے۔

اس عبارت کے تحریر کرنے سے آپ کو کون سا فائدہ ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے۔ لیکن ان کو بھی تو بذریعہ وحی و ملائک حاصل ہوا ہے ذاتی نہیں ہے کیونکہ وحی و جمیع اقسامہ جب ان کو بتانے والی ہوئی تو ان کا بھی علم بواسطہ ہوا اور غیر انبیاء کے علم میں بھی واسطہ موجود ہوا چاہے ایک واسطہ ہو یا زیادہ تو جیسے علم غیب انبیاء کے واسطے آپ باوجود واسطہ کے اطلاق کر رہے ہیں ایسے ہی غیر پر کیوں نہیں کرتے۔ ہاں اگر کوئی مقدار واسطے کی آپ کے نزدیک ہے تو اس کو بیان کیجئے پھر جب آپ کے نزدیک علم بواسطہ بھی غیب ہے تو جو علوم یقینہ بذریعہ عقل حاصل ہوں وہ بھی غیب ہونگے۔ پھر آپ کی اس پھر عبارت کے کیا معنی ہونگے مجدد صاحب ال قل مارنا نفع نہیں دیتا ہے ہوش میں آئے اور سوچ سمجھ کر باتیں کیجئے۔ (شہاب ص ۱۳۲)

اس کج فہم مصنف کی سمجھ میں اعلیٰ حضرت قبلہ کی عبارت کا فائدہ ہی نہیں داخل

ہوا۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ غیر انبیاء کو غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطور ظن حاصل ہوگی۔ تو ممکن تھا مصنف جیسا کج فہم یہ کہہ دیتا کہ جب ان کو غیب محض بطور ظن ہی حاصل ہوتا ہے تو جو امور غیب انہیں انبیاء کے بتانے سے ملے وہ بھی بطور ظن ہونگے تو اس کج فہمی کے ازالہ کے لئے یہ عبارت لکھ کر یہ افادہ فرمایا کہ غیر انبیاء کو جو امور غیب انبیاء کے بتانے سے ملتے ہیں تو وہ بطور یقین کے حاصل ہونگے۔ لیکن یہ فائدہ اس کج فہم کی فہم میں نہیں آسکا۔ اب کہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے تو جب مصنف حضرات انبیاء علیہم السلام کا امور غیب پر علم یقینی تسلیم کرتا ہے۔ تو یہ اگرچہ اس کے مذہب کے خلاف ہے اس کے اکابر کی تصریحات کے خلاف ہے حتیٰ کہ وہ اپنے اس قول پر اپنے اکابر کے حکم سے مشرک ہو گیا۔ خیر یہ تو وہ جانے اور اپنے مشرک ہونے پر خوش رہے۔ مجھے تو یہ کہنا ہے کہ جب مصنف نے امور غیب پر انبیاء کا علم یقینی مان ہی لیا۔ تو بقول اس کے ذاتی تو ہے نہیں تو بواسطہ وحی و ملائک کے حاصل ہوا ہے۔ کیونکہ وحی مجمع اقسامہ جب ان کو بتانے والی ہوئی تو ان انبیاء کا یہ علم بالواسطہ ہوا تو اب مصنف کے نزدیک بھی علم بواسطہ غیب ثابت ہو گیا۔ دکھاتا یہ ہے کہ علم بواسطہ کے غیب ہونے پر مصنف نے جس قدر جاہلانہ اعتراضات ہم پر کئے تھے وہ سب کے سب اسی کی طرف لوٹ گئے اب خود ہی اپنے مونہ پر تھوک لے۔ اور باہوش ہو کر بولے اور سوچ سمجھ کر بات کریں۔ بلکہ اپنے اکابر سے مشورہ لے کر زبان کھولے۔ علاوہ بریں یہ کم فہم حضرات انبیاء عظام اور غیر انبیاء کے واسطوں میں فرق نہیں جانتا کہ حضرات انبیاء کو تعلیم الہی سے علوم حاصل ہوتے ہیں چاہے وہ وحی بلی سے ہوں یا خفی سے ہوں۔ اور غیر انبیاء کے لئے حضرات انبیاء واسطہ ہیں کہ ان کو بلا واسطہ انبیاء

نہیں ملتا۔ علامہ سادوی فرماتے ہیں  
لا یصل لاحد علم الا یواسطہ  
الانبیاء فالانبیاء سوانا لاهم احرفی کل  
شیء (از تفسیر صادی مصری ج ۱ ص ۱۰۸)  
میں واسطہ ہیں۔

تو اب مصنف ان واسطوں کے فرق کو سمجھے اور اپنی لچ باتوں سے حضرات انبیاء  
علیہم السلام کے علوم یقینہ کو غیر انبیاء کے علوم ظنیہ سے برابر کرنے کی سعی نہ کرے اور  
یقینیہ و ظنیہ کے روشن فرق کو سمجھ کر بولے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عبارت صاف  
ہے۔ کج فہمی مصنف کی تھی کہ اپنی کم علمی کی بنا پر اس کو سمجھ نہ سکا  
پھر مصنف اپنی اور غیر بد جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے اور عبارت حسام  
الحدیث پر اپنی کم فہمی کا اظہار کرتا ہے۔

اگر ہم اس عبارت کو تبہما مہمان بھی لیں تو آپ نے جو اپنے عقائد ہیں  
اولیاء اللہ کے واسطے بھی علم غیب ثابت کیا ہے۔ اس کی کیا سبیل  
ہوگی جن اولیاء کو حضور علیہ السلام سے لقائے ظاہری کی نوبت ہی نہ  
آئی ہو ان کو بذریعہ انبیاء علیہم السلام کیسے علم غیب ہو گیا۔ اس کے بعد  
آپ نے استدلال مطلب کے واسطے آیت وَ كَا نَ اللّٰهُ لَیْطَلِعَ کُمْ  
عَلٰی الْغَیْبِ الْاَیْبِہ کو ذکر کیا ہے۔ ذرا مہربانی فرما کر تفسیر کی کتابوں کو ملاحظہ  
کر لیجئے اور تفصیل استدراک وَ اَلِکَلِمَۃُ اللّٰہِ الْاَیْبِہ کا دھیان کر کے  
ہم پر استدلال کریں حالانکہ مع ان معانی کے جو کہ آپ نے لئے ہیں ہم  
پر کوئی خلاف لازم نہیں آتا البتہ ہی کا گھر ڈھیرا جانا ہے در شہاب ثاقب ص ۱۳۲

جواب :- ہم اوپر شرح عقائد و شرح فقہ اکبر سے بلکہ تھانوی جی کی بہشتی زیور کی عبارات پیش کر کے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ امور غیب پر بذریعہ کشف و الہام کے حضرات اویبار کرام کا مطلع ہونا تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ شرح عقائد و شرح فقہ اکبر عقائد کی مشہور کتابیں ہیں ان کی تصریحات کے باوجود کسی اور کتاب کی حاجت نہیں تھی۔ مگر مخالف کے انکار اور دیوبندی قوم کی جہالت کا لحاظ کرتے ہوئے دو عبارات ایسی پیش کی جاتی ہیں جو خود چند عبارات پر مشتمل ہیں۔ علامہ قسطلانی مواہب الدینیہ میں اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

جانو کہ بیشک علم غیب یعنی وہ چیز جو ہم سے غائب ہے اللہ علام الغیوب کے ساتھ خاص ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے علاوہ اور انبیاء و صالحین کی زبانوں پر امور غیب کی خبریں نہی ہاں ہوئیں تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے انبیاء کے لئے بطریقہ وحی کے اور غیر انبیاء کے لئے بذریعہ الہام کے۔ اور اس پر شاہد و دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ عالم الغیب جو بندوں سے غائب ہو اپنے اس غیب پر کسی کو لوگوں سے مطلع نہیں کرتنا مگر جس رسول کو پسند کرے

اعلم ان علم الغیب اعم ما غاب  
عنا یختص بالذات تعلقاً لعلام  
الغیوب وما وقع منه علی لسان  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم و علی  
لسان غیر من الانبیاء و الصالحین  
فمن اللہ تعالیٰ اما بحی اللانبیاء  
او الہام لغيرهم والشاہد لهذا  
ای الدلیل علیہ قوله تعلقاً  
عالم الغیب ما غاب عن العباد  
فلا ینظر یطلع علی غیبہ  
احدا من الناس الا من ارزى  
من رسول لیکون العلم بمرئیتہ

تاکہ اس کے لئے یہ علم معجزہ ہو جائے۔ اور  
اولیاء کی کرامتیں جو غیب پر مطلع ہونے  
کی بنا پر حاصل ہوتی ہیں۔ وہ فرشتوں  
کی رویت کے توسط سے ہوتی ہیں جیسے  
ہمارا احوال آخرتہ پر مطلع ہونا کہ ہم انکو  
انبیاء کے توسط سے جانتے ہیں

علامہ ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثہ میں فرماتے ہیں۔

جس نے بہ تفصیل کہا کہ میں نے اپنے  
اس قول سے کہ مومن غیب کو جانتا ہے  
یہ ارادہ کیا کہ بعض اولیاء کو اللہ نے  
بعض غیب کا علم دیا تو اس کی یہ بات  
قبول کر لی جائے گی کیونکہ یہ عقلاً جائز  
اور نقلاً واقع ہے اس لئے کہ یہ منجملہ ان  
کلمات کے ہے جو زمانوں کے گذرنے پر شمار  
سے باہر ہیں۔ تو بعض اولیاء غیب کو بذریعہ  
خطاب کے جانتے ہیں اور بعض اولیاء  
غیب کو کشف حجاب سے جانتے ہیں اور  
بعض اولیاء کے لئے لوح محفوظ ظاہر  
کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس

وکرامات الاولیاء المحاصلة باطلا  
عہم علی المعنیات انما نکون  
یرویا الملائکة کا طلاق اطلاقنا  
علی احوال الاخرة ای علمنا  
بہا بتوسط الاولیاء (مختصاً)

(از شرح مواہب مصری ج ۴ ص ۱۹۹)

من استنقل فقال اردت  
بقولی المومن یعلم الغیب ان  
بعض الاولیاء قد یعلمہ اللہ  
ببعض المعنیات قبل منہ ذلك  
لانہ جائز عقلاً وواقع نقلاً اذ هو  
من جملة الکرامات الخارجة عن  
المصر علیہم الا عصار فبعضہم علیہ  
بخطاب وبعضہم علیہم بکشف  
حجاب وبعضہم بکشف لہ عن  
اللوح المحفوظ حتی یراہ وکیفی  
بذلك ما اخبیر بہ القرآن عن  
المخبر نباء علی انہ ولی وما جاء



عن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ انه  
 اخبر عن حمل امرتہ انه ذکر وکان  
 کذا المک و عن عمر رضی اللہ عنہ انه کشف  
 عن ساریہ وحبیشہ وھم بالجحیم فقال علی  
 یشیر المدینۃ وھو یخطب یوم الجمعة یسار  
 الجبل یحذرہ الکماہن الذی ارادوا <sup>استنبیحا</sup>  
 المسلمین وما صلح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 انه قال فی حق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 انه من المحمّثین ای الملمہین  
 و فی رسالۃ القشیری و عوارف  
 السہروردی و غیرہما من کتب  
 القوم و غیرہما ای حصی من  
 القضا یا اللتی فیہا اخبار الاولیاء  
 بالمضیات کقول بعضہما نا  
 غد موت وقت الطہر وکان  
 كذلك و امثال ذلك من  
 الاولیاء لا تحصى و کفی و بیلا  
 قوله صلے اللہ علیہ وسلم فی  
 خبرنا لصیح ان فی امتی ملہمین

کو دیکھ لیتے ہیں۔ اس پر وہ دلیل کافی  
 ہے جسکی قرآن نے خضر کی خبر دی اس بنا  
 پر کہ وہ ولی ہیں۔ اور جو ابو بکر صدیق رضی  
 اللہ عنہ سے مروی کہ انہوں نے اپنی زوجہ کے  
 حمل کی خبر دی کہ وہ لڑکا ہوگا اور وہ لڑکا  
 ہی ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کے انہوں  
 نے ساریہ اور ان کے شکر کا حال ظاہر کیا  
 اور وہ عجم میں تھے تو انہوں نے جمعہ کے  
 دن مہر پر خطبہ پڑھتے ہوئے مدینہ میں فرمایا  
 اے ساریہ پہاڑ سے پناہ لے۔ وہ ان کو  
 اس دشمن سے بچا رہے تھے جو اہل اسلام  
 کے استیصال کے ارادہ سے گھات میں  
 بیٹھا تھا۔ اور حضور علیہ السلام سے صحیح  
 روایت میں ہے کہ حضور نے عمر رضی اللہ عنہ  
 کے حق میں فرمایا کہ وہ الہام والوں سے  
 ہے اور رسالہ قشیری اور عوارف سہروردی  
 اور ان کے علاوہ قوم اور غیر قوم کی کتابوں  
 میں بیشمار ایسے واقعات ہیں جن میں  
 اولیاء کی غیبوں کی خبریں بھیجے بعض

ادویار کا یہ قول کہ میں کل ظہر کے وقت  
 مروزگا۔ اور ایسا ہی واقعہ ہوا اور اولیا  
 کے بشمار ایسے واقعات ہیں اور ہمارے  
 لئے کافی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی یہ صحیح حدیث ہے کہ بیشک میری امت  
 میں الہام والے ہونگے اور انہیں میں سے  
 ظہر ہیں۔ اور حضور کا یہ فرمان ہے مومن  
 کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے  
 دیکھتا ہے۔ بعض سے فراست کو پوچھا  
 گیا تو کہا کہ روئیں عالم میں پھرتی ہیں  
 تو غیبوں پر مطلع ہو جاتی ہیں پس مخلوق  
 کے پوشیدہ حالات دیکھ کر مشاہدہ کر کے  
 بیان کرتی ہیں نہ کہ ظن اور گمان سے  
 کہتی ہیں۔

او محمد ثین ومنہ عمر  
 وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اتقوا فراسة المؤمن  
 فانہ ينظر بنور اللہ  
 وسئل بعضهم عن الفراسة  
 فقال ارواح تتقلب  
 فی الملكوت فتشرف  
 علی الغیوب فتنطق  
 عن اسرار الخلق لطق  
 مشاہداتہ وعبان لا لطق  
 ظن وحسیان لمخصاً۔

(از فتاویٰ حدیثیہ)

(مصری ص ۲۲۲ و ص ۲۲۳)

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات ادویار کرام کشف والہام سے امور غیب  
 پر مطلع ہیں اور اس کے واقعات نہ فقط اقوال سلف صالحین سے بلکہ احادیث صحیحہ  
 اور قرآن کی آیات کریمہ سے بکثرت ثابت ہیں۔ مصنف کو چونکہ نہ عقائد اسلام سے کوئی  
 تعلق نہ مسلک سلف صالحین سے کوئی واسطہ نہ احادیث صحیحہ کی پیروی سے کوئی  
 غرض نہ آیات قرآنی کی اطاعت سے کوئی مطلب تو ادویار کرام کے مطلع علی الغیوب

ہونے کے عقیدے سے اس کو کیا مطلب و غرض یہ تو مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔  
مصنف کا یہ عقیدہ کس طرح ہو سکتا ہے جب کہ آیات و احادیث اس کی دلیل ہیں  
اس کا عقیدہ تو وہ ہو گا جو خلاف قرآن و حدیث ہو۔ عقاید سلف صالحین کے بالکل  
برخلاف ہو۔ لہذا مصنف کو یہ بتانا ہے کہ یہ صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ہی عقیدہ  
ہیں ہے بلکہ تمام سلف صالحین صحابہ و تابعین کا عقیدہ ہے۔ قرآن و حدیث سے  
یہ عقیدہ ثابت ہے۔ اب باقی رہا یہ امر کہ جس کو تقارظاہری کی نوبت نہیں آئی  
اس کو بواسطہ نبی کیسے ملا۔ تو حضرات ادیبار کی ارواح کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے تقا ہو جاتا ہے وہ اسی میں کسب علوم کر لیا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت قطب  
ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعہ میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی  
کا قول نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اس شخص سے جو ان کی بادشاہ سے سفارش  
چاہتا تھا فرمایا۔

جانو۔ اے بھائی میں رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے دربار میں اس وقت تک  
بیداری میں بالمشافہہ پختہ بار حاضر ہو چکا  
ہوں۔ اگر مجھے حکام کے دربار میں حاضر  
ہونے کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے حجاب فرما لینے کا خوف نہ ہوتا تو میں  
قلعہ میں جاتا۔ اور تیرے لئے بادشاہ کے  
پاس سفارش کرتا اور میں احادیث

اعلم یا اخی اننی قد اجمعت  
بوسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم الی وقتی ہذا خمساً  
وسبعین مرۃ یقظۃ و  
مشافہہ ولو لا خوفی من  
احتجابہ صلی اللہ علیہ وسلم  
عنی بسبب دخولی للولایۃ  
طلعت القلعة وشفعت

فیک عند السلطان وانی  
 رجل من خدام حدیثہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم واحتاج الیہ  
 فی تصحیح الاحادیث اللتی ضعفها  
 المحدثون من طریقہم ولا شکان  
 نفع ذلک الرجح من نفعک ازیران  
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں سے ایک  
 شخص ہوں اور میں حضور کا ان احادیث  
 کی تصحیح میں محتاج ہوں جن کو محدثین نے  
 اپنے طریقوں سے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور  
 بے شک یہ نفع تیرے نفع سے زائد راجح  
 ہے۔

نیز اسی میں ہے۔

قل اشتهر عن کثیر من الاولیاء  
 انہم کانوا یجتمعون بوسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً  
 ویصدقہم اهل عصرہم علی  
 ذلک (ثم ذکر اسمائہم) وجماعۃ  
 ذکرناہم فی کتاب ضبط الاولیاء۔  
 کثیر اولیاء سے یہ حدیث شہرت تکسب ہو چکا کہ  
 وہ بکثرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 دربار میں حاضر ہوتے اور ان کے ہم عصر اس کی  
 تصدیق کرتے۔ کتاب طبقات اولیاء میں  
 ایک جماعت نے ان کا ذکر کیا اور ان  
 کے نام ذکر فرمائے۔

نیز اسی میں ہے۔

وقد بلغنا عن الشیخ ابن الحسن  
 الشاذلی وتلمیذہ الشیخ ابی  
 العباس المرسی وغیرہما انہم  
 کانوا یقولون لو احتجبت عنا  
 رویۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 شیخ ابوالحسن شاذلی اور ان کے شاگرد  
 شیخ ابوالعباس مرسی اور ان کے علاوہ اولیاء  
 کا قول ہم تک پہنچا۔ کہ وہ فرماتے تھے  
 کہ اگر ہم سے پلک مارنے کی مقدار حضور  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت مخجوب

طرفت عین ما اعدنا انفسنا  
من جملة المسلمين فاذا كان هذا  
قول آحاد الاولياء والائمة المحمدين  
اولئك بهذا المقام (ازمیران تشریح ص ۱۱۷)

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کرام کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتماع اور تقارب بیداری میں بالمشافہہ کلام ہو جاتا ہے اور یہ کسب علوم کر لیتے ہیں عرض معروض کر لیا کرتے ہیں مصنف اپنی بے علمی کی بنا پر ناواقف سے پوچھتا ہے کہ اولیاء کو حضور علیہ السلام سے علم غیب کیسے حاصل ہو گا۔ لہذا اب اس کو معلوم ہو گیا کہ ایسے حاصل ہو گا۔ اگر کچھ پڑھ لیتا علم سیکھ لیتا تو اس کو سوال کی حاجت ہی پیش نہ آتی۔

تھانوی نے حفظ الایمان کی عبارت زیر بحث کے بعد کہا تھا نبی غیر نبی میں فرق بیان کرنا ضرور ہے تو اعلمت قدس سرہ نے ان دو آیات کی پیش کر کے فرق بیان فرمایا ہے

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَلِّمَكُمْ عَلَى  
الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي  
مَنْ يَرْسُلُ مِنْ يَشَاءُ

(آل عمران ۶)

اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے ہاں اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنی مشیت کے موافق اپنے رسولوں کو چن لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ لغیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب کو کسی کو مسلط نہیں کرتا سوال اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(سورہ جن ۶)

مصنف ان میں سے پہلی آیت کے متعلق یہ کہتا ہے کہ ان کی تفسیر دیکھ کر ہم پر

استدلال کریں۔ لہذا چند تفسیریں پیش کی جاتی ہیں تاکہ اس کا کذب ظاہر ہو جائے تفسیر جلالین میں ہے۔

فیطلعہ علی غیبہ کما اطلع  
البنی علی حال المنا فقین۔  
(تفسیر جلالین)

اللہ نے حضور علیہ السلام کو اپنے غیب پر  
مطلع کیا جیسا کہ حضور کو مذہبین کے  
حال پر مطلع کیا۔

تفسیر صادی میں ہے۔

(قوله ولكن الله) استدراك  
على ما تقدم في قوله وما كان  
الله ليطلعكم على الغيب كما انه  
قال لا يرسل فانه يطلعهم على الغيب.

لکن پہلے کلام پر استدراک ہے تو آپہ کی مراد  
یہ ہے کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے  
غیب پر مطلع کر دے مگر وہ اللہ بے شک  
رسولوں کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔

از تفسیر صادی مصری ج ۱ ص ۱۸۸ تفسیر جمل میں ہے۔

هذا استدراك على معنى الكلام  
المتقدم لانه لما قال وما كان  
الله ليطلعكم بوهم انه لا يطلع  
احدا على غيبه لعموم الخطاب  
فاستدرك بالرسول والمعنى ولكن  
انه يجتبه ان يصطفى من رسله  
من يشاء فيطلعهم

یہ کلام مقدم پر استدراک ہے اس لیے  
کہ جب یہ فرمایا کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ  
تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے تو وہم ہوتا  
تھا کہ وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرے  
گا کہ خطاب عام ہے تو رسل کے ساتھ اللہ  
کیا اور معنی یہ ہیں۔ لیکن اپنی ہیئت کے  
موافق اپنے رسولوں کو چن لیتا ہے تو ان کو  
غیب پر مطلع کرتا ہے۔ تو یہ معنی میں اپنے باقی کی  
سند ہے۔

فهو صد لما قبله في المعنى  
(اجل مصری ج ۱ ص ۱۸۸)

تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔

لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے تو اس کو بعض علم غیب پر مطلع فرماتا ہے اور اس کی نظیر یہ آیت ہے اللہ غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

وَلَكِنَّ اللّٰهَ يُخْتَبِرُ مَنِ ارْسَلَهُ  
مَنْ يَشَاءُ فَيُطَلِعُ عَلٰى بَعْضِ  
عِلْمِ الْغَيْبِ نَظِيْرًا قَوْلُهُ تَعَالٰى  
عَلِمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهِ  
اِحْدًا اِلَّا مَنْ ارْتَضٰى مِنْ رَسُوْلٍ

از معالم مصری ج ۱ ص ۳۸۲) تفسیر فازن میں ہے۔

لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جس کو چاہتا ہے اختیار فرماتا ہے تو اس کو اپنے جس غیب پر چاہے مطلع فرما دیتا ہے۔

وَلَكِنَّ اللّٰهَ يُصْطَفِيْ وَيَخْتَارُ مَنْ  
رَّسَلَهُ مِنْ يَشَاءُ فَيُطَلِعُهُ عَلٰى مَا  
يَشَاءُ مِنْ غَيْبٍ (فازن مصری ج ۱ ص ۳۸۲)

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے۔

لیکن اللہ رسول کو بھیجتا ہے پھر اس کی طرف وحی کرتا ہے اور اس کو اس بات کی خبر دیتا ہے کہ غیب میں ایسا ہے اور فلاں کے قلب میں نفاق ہے اور فلاں کے قلب میں اخلاص ہے تو وہ اللہ کے خبر دینے کی بنا پر اس کو جانتا ہے نہ کہ اپنی طرف سے۔

وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَرْسِلُ الرّسُوْلَ فَيُوحِي  
اِلَيْهِ وَيُخْبِرُهٗ اَنْ فِى الْغَيْبِ  
كَذَا وَاَنْ فُلَانًا فِى قَلْبِهِ نِفَاقًا  
وَقُلَانًا فِى قَلْبِهِ اِحْلَاصًا فَيُعَلِّمُ  
ذٰلِكَ مَنْ جِهَمَهُ اَخْبَارَ اللّٰهِ لَا  
مَنْ جِهَمَهُ نَفْسَهُ (مدارک مصری ج ۱ ص ۱۵۳)

تفسیر عمراؤں ایبان فی حقائق القرآن میں ہے۔

لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جس کو چاہے

وَلَكِنَّ اللّٰهَ يُخْتَبِرُ مَنِ ارْسَلَهُ

چن لینا ہے جیسے محمد ﷺ۔ عیسیٰ۔ موسیٰ۔ ابراہیم  
 آدم صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اس کی  
 شرح اللہ کے اس قول میں ہے اللہ غیب  
 کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں  
 کرتا مگر اس رسول کو جو پسندیدہ ہو۔ اور اس  
 کے اوصاف میں فانی ہو اور اوصاف حق  
 سے مستصف ہو۔ اور بیان کیا کہ بعض غیب  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوئے بدلیل اس  
 قول خدا کے۔ لیکن اللہ نے اپنے رسولوں سے  
 اپنی مشیت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 چن لیا اور یہی ہے ان کا علم غیب کے ساتھ  
 اور ان کا علم غیب براپنے اس قول سے کہ  
 دس شخص قریش جنت میں ہیں اور اسی  
 کے مثل ہیں جو اللہ سبحانہ سے اور امور دنیا  
 و آخرت کی خبریں دی ہیں۔

مَنْ يَشَاءُ مِثْلَ مُحَمَّدٍ وَعِيسَى  
 وَمُوسَىٰ وَابْرَاهِيمَ وَآدَمَ صَلَوَاتُ  
 اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَذَلِكَ  
 مَشْرُوحٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ عَلِيمٌ  
 الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ  
 أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ  
 هُوَ الْفَاقِي مِنْ أَوْصَافِ الْمُتَّصِفِ  
 بِأَوْصَافِ الْحَقِّ وَبَيْنَ أَنْ بَعْضُ  
 الْغَيْبِ ظَهَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ بِقَوْلِهِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُخَبِّرُنِي  
 مَنْ رَسَلَهُ مِنْ يَشَاءُ بِعِزِّ مُحَمَّدٍ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ حَكْمٌ  
 بِالْغَيْبِ وَحَكْمٌ عَلَى الْغَيْبِ بِقَوْلِهِ  
 عَشْرَةَ مِنْ قُرَيْشٍ فِي الْجَنَّةِ وَمِثْلُ  
 مَا أَخْبَرَ عَنِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَمِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ

اس آیت کریمہ کی یہ سات تفسیریں پیش کیں اور ان میں تفصیل استدراک بھی ہے  
 ہذا منکرین علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ان آیات سے استدلال بالکل صحیح ہے  
 بلکہ ان آیات نے اور ان کی تفاسیر نے علم نبی وغیر نبی میں کیا بین فرق بتا دیا اور تھا تو ہی جو  
 ان میں برابر کی ثابت کرنا چاہتا تھا اس کا رد بلیغ فرما دیا۔ مصنف کو محض اپنی لاعلمی کی



بنامہ پیمان کا اپنے خلاف ہونا نظر نہیں آتا۔

پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے عبارت حفظ الایمان پر المعتمد المستعد میں یہ اقرار کیا تھا وہ عربی میں تھا اس کا ترجمہ حسام الحرمین میں اس طرح لکھا گیا

پھر خیال کرو اس نے (تعالویٰ نے) کیونکہ مطلق علم اور علم مطلق میر  
حصر کر دیا اور ایک دو حرف جاننے اور ان علموں میں جن کے لئے عدد شمار  
کچھ فرق نہ جانا تو اس کے نزدیک فضیلت اسی میں منحصر ہو گئی کہ پورا عالم  
ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہو اور اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی  
رہ جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی مطلق علم کی فضیلت کا  
سلب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے واجب ہوا۔ اور علم غیب میں جاری  
ہونے سے مطلق علم میں اس کی تقریر حیثیت کا جاری ہونا زیادہ ظاہر  
ہے کہ ہر آدمی وہاں اور کیلئے بعض اشیاء کا مطلق علم حاصل ہونا انہیں علم  
غیب حاصل ہونے سے زیادہ روشن ہے۔ (از حسام الحرمین ص ۲۳)

یہ نادار مصنف عربی عبارت کو تو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن افسوس تو یہ

ہے کہ اس کی بوجہ میں اس کا اردو کا ترجمہ بھی نہیں آیا۔ مگر اپنی دیوبندی جاہل قوم کے خوش  
کرنے کے لئے اپنی منطق دانی کی ڈینگیں مارتا ہے اور معقول دانی کی حالت زاریہ ہے کہ شاید  
اس نے صغریٰ کبریٰ کی بھی صورت نہیں دیکھی ہو۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں ہونہ  
شرکافی کرنا منطق جان لینے کو مستلزم نہیں ہے۔ اور اگر گالیاں بکنے کا نام ہی منطق دانی  
ٹھہرا گیا ہے تو مصنف سے زیادہ منطقی بیچارا یا کو بخر طر ثابت ہوگا۔ اب مصنف کی منطق  
دانی کا کمال ملاحظہ ہو کہ بجائے جواب کے خود سوال کرتا ہے۔

یہ پوچھتے کہ آیا علم خلق کے خارج از عدد ہو سکتے یا نہیں۔ کیا متناہی اعاطہ  
غیر متناہی کا کر سکتا ہے یا نہیں۔ ۱۔ حصی کل شئی اور عدد۱ کے کیا معنی ہیں  
ذراتفا سیر کا ملاحظہ کریں۔ (شہاب ثاقب ص ۱۳۳)

معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے منطق کو پڑھا ہی نہیں ہے اور متناہی و غیر متناہی کے الفاظ  
سی سے سن لئے ہیں یہ نادار نہ تو ان کے مفہوموں سے واقف معلوم ہوتا ہے، نہ غیر متناہی کے  
اقسام کی اس کو کچھ خبر ہے اور جب وہ ان امور کو ہی نہیں جانتا تو اس کو کیا معلوم ہے کہ کون سا  
غیر متناہی علم فائق کے ساتھ خاص ہے اور کون سا غیر متناہی علم مخلوق کے ساتھ خاص اور کون سا  
غیر متناہی ہے جس کو علم مخلوق اعاطہ نہیں کر سکتا۔ مصنف نے کسی سے سنکر سوالات تو کر لیے۔  
لیکن اگر وہ اپنے سوالات کو خود بھی سمجھتا ہے تو یہ بتائے کہ اس نے علم خلق میں غلٹ سے کون سا علم  
مراد لیا ہے۔ آیا مطلق العلم یا العلم المطلق اور پھر اجمالی مراد ہے یا تفصیلی۔ پھر عام مراد ہے یا خاص  
اور عدد سے علی سبیل الاجمال مراد ہے یا علی سبیل التفصیل۔ اور عدد سے اگر لغوی معنی مراد ہیں تو  
مد یعنی مراد ہے یا لایقینی اور یہ بھی بتائے کہ علم اعداد کا خارج از عدد ہے یا نہیں۔ اور خلق کو یہ  
علم حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں اور اعاطہ سے تامہ مراد ہے یا ناقصہ پھر تفصیلی مراد ہے یا اجمالی۔  
تیز وہ اعاطہ دفعۃً واعدۃً ہو یا علی سبیل التعمیر والتدریج۔ مصنف کے یہ سوالات محض اس کے  
سنے ہوئے ہیں اور اگر اسی کے ہیں تو اپنے سوالوں کی تفصیل کر کے بھیجے۔ سلی مقول دانی کی حقیقت  
آشکارا ہو جائے گی اور دنیا دیکھ لے گی کہ آسمان کی طرف جو تھو کا تھو کا تھو اپنے ہی مونہ پر آکر گرا۔  
اور منطق دانی کی شئی و بال جان بن گئی۔ جب آپ کے سوالات کی تفصیل موصول ہو گئی تو پھر  
احصی کل شئی اور عدد۱ کے معنی خود ہی ظاہر ہو جائیں گے۔ اگر ان کے معنی کی جلد ضرورت ہے  
تو کسی اہلسنت کے کسی مدرس کے طالب علم سے مصنف دریافت کرے۔ لیکن جب سلی کا یہ حال

کہ ان کا ترجمہ بھی نہیں معلوم ہے تو پھر مولویوں میں کیوں اپنا نام درج کرتا ہے۔ اور کتاب لکھ مارنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ اور پھر اس جہالت پر اہل علم سے مقابلہ کا شوق۔

پھر یہ مصنف ایک مغالطہ دیتا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت کی تائید میں یہ گہرا نشا کرتا ہے۔

ہم آپ کی خدمت کفر برکت میں معرض کرتے ہیں کہ یہ علوم خارجہ عن العباد والحد اعاطہ تامہ اور استغراق حقیقی سے خارج ہیں یا نہیں۔ اگر خارج نہیں ہیں بلکہ عین اعاطہ تامہ اور استغراق حقیقی ہے تب تو بطلان کے دلائل عقلیہ و تقیید قائم ہی ہیں اور خود آپ بھی تسلیم کرتے ہیں ورنہ معاذ اللہ مسادات علم خالق و مخلوق ہوتی ہے اور اگر داخل نہیں تو استغراق اضافی اور اعاطہ ناقصہ ہوگا۔ اس کے کب مولانا تھانوی شکر ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر اسی حفظ الایمان کی اٹھارہویں سطر کو ملاحظہ کریجئے۔ وہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو جیسا مشکوٰۃ میں دارمی کی روایت سے حضور علیہ السلام کا ارشاد مذکور ہے فقہت صافی السموات والارض پس حضور علیہ السلام کے اس درجہ پر منیبات کے علم میں ان کو ہرگز کلام نہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۱۳۳)

جواب :- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اگرچہ اس قدر ہیں جن کی نہ حد ہے نہ شمار ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ محدود اور تنہا ہی ہیں کہ وہ ماکان و مایکون کے تمام علوم ہیں اول یوم سے آخر یوم تک کی حدوں میں محدود ہیں اور ان کو علوم الہی کے ساتھ نسبت بھی نہیں جو ایک قطرے کو سمندر کے ساتھ ہے کہ مخلوق کے تنہا ہی علوم کو خالق کے غیر تنہا ہی علوم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے تو ظاہر کہ علوم مخلوق نہ اعاطہ تامہ کر سکتا ہے نہ اس

میں استغراق حقیقی کا وہم ہو سکتا ہے۔

اب باقی رہا مصنف کا یہ مغالطہ کہ تمھانوی حضور علیہ السلام کے استغراق اضافی اور احاطہ ناقصہ کا منکر نہیں ہے اور اس سلسلہ میں حفظ الایمان کی عبارت کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ تمھانوی حضور علیہ السلام کے لئے اس درجہ پر معیبات کا علم مانتا ہے یہ مصنف کا کھلا ہوا کذب اور صریح فریب ہے کہ جب امام الوہابیہ دہلوی اور مجدد وہابیہ گنگوہی کے یہ اقوال ہیں:-

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط (از فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۸) علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوکے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔ (از فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۳۲) پھر خواہیوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۸)

جب پیشوایان وہابیہ حضور علیہ السلام کیلئے معیبات کا علم نہیں مانتے۔ اور بہ تعلیم الہی عطائی ماننے کو بھی شرک قرار دیتے ہیں تو تمھانوی حضور علیہ السلام کے لئے معیبات کا علم ثابت کر کے کیا اپنے اکابر کی مخالفت کرے گا اور ان کے لئے معیبات کا علم مان کر کیا خود شرک بنے گا۔ حقیقت میں یہ مصنف کی مثال نادان طرفدار کی سی ہے کہ تمھانوی کی حماست کے لئے چلا اور اسکو شرک بنا ڈالا۔ اور اگر تمھانوی حضور کے لئے علم معیبات مانتا تو ان کے علم شریف کو بچوں پاگلوں سے تشبیہ دیتا۔ اگر تمھانوی کی نظر میں اعلم الخلق صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت علمی ہوتی تو وہ ان کے علم کو جانوروں کے علم کے برابر کر دیتا۔ اور وہ بعض اکثر بے حد بے شمار ہے اسکو بعض اقل کے مساوی کر کے اس کی خصوصیت کی نفی کر دیتا اور بعض کثیر و بعض

تلیل و خیر کے روشن فرق کو میٹ دیتا۔ لہذا مصنف کا یہ مترج کذب اور زبردست فریب ہے  
پھر مصنف اس کے بعد اپنی مزید جہالت پیش کر کے عوام کو ایک اور مغالطہ اس

طرح دیتا ہے

اب اس کے بعد آپ ہی فرمائیں کہ یہ درجہ علم غیب کا مطلق العلم میں  
داخل ہے یا العلم المطلق میں؟ اگر ثنائی میں ہے تو بدیہی البطلان ہے اور اگر  
اولیٰ میں ہے تو مولانا نے کیا تصور کیا؟ باقی آپ کا یہ رہنا کہ ان کے نزدیک  
فصلِ شمر انہیں دو قسموں میں ہے۔ یہ محض آپ کی بے عقلی ہے۔ وہ یہاں پر  
نفیلت نبوی اور کمالاتِ علمی سے بحث نہیں کر رہے ہیں اور خود اگلی بجات  
جس کو عرض کر آیا ہوں آپ کے کمالِ علمی پر مزج وال ہے۔ ان کا مقصد اس  
بیان سے فقط لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنے کی بحث ہے کہ آیا اس قدر علم  
کے احاطہ پر جو کہ فی نفساً بہت زیادہ اور جملہ خلائق سے اکثر ہیں مگر مجملہ حیرت  
کو نہ محیط اور نہ بالذات حاصل کیا حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں  
یا نہیں **مغضات شہاب ثاقب ص ۱۳۳، ۱۳۴**

جواب :- اگر وہ درجہ علم غیب کا علم مطلق اجمالی ہے تو بدیہی البطلان کس طرح ہے۔  
مصنف اپنے سب اکابر دیوبند کو جمع کر کے اس کا بدیہی البطلان ہونا ثابت کر دے اور اس کے  
ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر دے کہ علم مطلق اجمالی اللہ عزوجل کے مختصات میں سے ہے۔ جب اس  
بابل کو یہ ہی ضرورتیں کہ علم خالق کون سا ہے اور علم مخلوق کون سا ہے تو اس لاطعی پر کتاب لکھنے  
کا شوق کیوں ہو گیا تھا اور اسی معقول دانی پر ڈیٹنگس مارتا تھا کہ مطلقاً العلم المطلق کو بدیہی البطلان  
قرار دے دیا اور معقول کو نامعقول بنا ڈالا۔ یہ شیخی مارنے کا نتیجہ نکلا۔ بلکہ اس نے اس کو بدیہی

لبطلان کہہ کر اور اپنے لئے مزید کفر کا اضافہ کر لیا۔ کفر تو مصنف کے نصیب میں ہی ہے تو وہ اس میں اضافہ کرتا ہی رہتا ہے۔ اب باقی رہا درجہ علم غیب کا مطلق العلم میں تو تعالویٰ کا قصور و غلطی یہ ہے کہ اس نے بلاصالت و بالہتیت کے امتیاز کو میٹ دیا۔ اور مندرجہ ذیل کو برابر کر دیا اور کثیر و قلیل کے فرق کو ختم کر دیا۔ اور حضور علیہ السلام کے علم غیب کو بچوں پاگلوں بانوروں کے علوم کی برابر کر دیا۔ تو اہل ایمان کے نزدیک تو تعالویٰ کا یہ وہ تصور ہے جس کی بنا پر وہ کافر و مرتد ہو گیا اور دیوبندی قوم کا جو مذہب ہی تو ہیں و تنقیص شان رسالت و اہت ہے تو ان کے نزدیک تعالویٰ کا یہ کیا تصور ہوتا اور انہیں اس کی یہ غلطی کیا نظر آتی۔

عبارت زیر بحث حفظ الایمان کو دیکھ کر اور اس میں توہین و تنقیص شان رسالت کا خیال کر کے اہل ایمان کو تو فی الحقیقہ رونا ہی آتا ہے کہ رب العزت جل جلالہ جس محبوب پاک کے لئے کلمہ برا عطا کرنے کو روانہ رکھے جو صرف ایہام توہین پر مشتمل تھا اور یہ گستاخ تعالویٰ اس خالق عالم کی زمین پر رہ کر اس کی پیدا کی ہوئی نعمتوں سے پرورش پا کر اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی سٹری سٹری گالیاں دیتا ہے اور ایسی مرتجح توہین کر رہا ہے کہ ان کے علم شریف اور وسیع کوچوں پاگلوں بانوروں کے علموں سے تشبیہ دے رہا ہے تو عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایسی توہین دیکھ کر رونا ہی آتا ہے۔ اور اس توہین شان رسالت کو دیکھ کر خوشی اور مسرت مع یونہی قوم کو ہو گی کہ مہدات رسول ان کے سینوں میں موجزن ہے اور مصنف کے نزدیک اہل عقل تو یہی دیوبندی قوم ہے جو توہین شان رسالت پر خوشیاں کرے۔ اور مونہ بھر بھر حضرت ایبا علیہم السلام کو گالیاں دے کہ اسی توہین ایبا کا نام تو اس نے عقلمندی رکھا ہے۔

اس زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں ہم شرح و بسط سے اوپر یہ ثابت کر چکے ہیں کہ بحث اطلاق عالم الغیب پر نہیں ہے بلکہ بحث حصول علم غیب کی ہے تو تعالویٰ نے اس میں فضیلت نبوی اور کمالات علمی ہی کا انکار کیا ہے کہ حضور کے علم شریف کوچوں پاگلوں بانوروں کے

علموں کی برابر کیا ہے۔ مصنف کی یہ بات کہ اس میں فقط لفظ عالم الغیب کے اطلاق کی بحث ہے بالکل غلط اور باطل ہے اور اس کلام کی تحریف ہے۔ اور مصنف نے حفظ الایمان کی جس عبارت کی طرف اشارہ کیا ہے اس پر بھی مفعل گفتگو ہم نے کر دی ہے کہ نتیجہ اس کا بھی پھر یہی بعض علم قرار پانا ہے۔ اور پھر وہ بچوں پاگلوں۔ جانوروں کے علموں کی برابر ٹھہرتا ہے اور کہاں علمی کو ختم کرتا ہے۔ اور مصنف جب حضور علیہ السلام کے علوم فی نفسہا بہت زیادہ اور جملہ خلائق سے اکثر کہہ رہا ہے اگر اس کا عقیدہ یہ بھی ہوتا تو اس علم شریف کی بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں سے تشبیہ دینے کو کفر قرار دیتا اور تعالویٰ کو کافر و مرتد کہتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ اس کا عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ محض عوام کو فریب دینے کے لئے یہ لکھ دیا ہے اس کا کلام خود اس کی نکتہ بیگ کر رہا ہے۔ پھر مصنف نے اپنے اصل عقیدہ پر پردہ ڈالا اور اس کے چھیلنے کی بہت کوشش کی مگر آخر میں اس کو یہ کہنا ہی پڑ گیا کہ اگر علوم مصطفیٰ بہت زیادہ اور جملہ خلائق سے اکثر سہی مگر جزئیات کو نہ محیط ہیں نہ بالذات حاصل ہوئے۔ تو ان میں کچھ فضیلت نبوی اور کہاں علمی نہیں اور وہ بعض ہی تو ہوگا اور جب بعض ہے تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا تو بچوں پاگلوں جانوروں سب کو حاصل ہے۔ تو مصنف کی یہ ساری تقریر جھوٹ ہو گئی اور بات نہ بن سکی اور تعالویٰ کا کفر اپنے حال پھانی رہا ہے۔ البتہ اس میں علیت کی قلعی کھل گئی اور اس کی جہالت اور زیادہ چمک گئی۔

پھر مصنف کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی ملاحظہ ہو اور عالم الغیب کی تشریح کرتے ہیں اس کی جہالت و ناقابلیت دیکھو۔

ہم آپ سے اس کی تشریح کرتے ہیں کہ لفظ عالم الغیب اور عالم غیب میں الف لام اور اضافت چار احتمال سے خالی نہیں یا برائے عہد خارجی ہوگی یا برائے جنیت یا استغراق یا عہد ذہنی۔ اگر عہد خارجی ہے تو اس کا بطلان بدیہی ہے کیونکہ خارجہ کوئی تعین ان بیغبات کی واقع نہیں ہوئی آپ کا یہ فرمانا کہ خارجہ

عن العدم والحدیہ بالکل لغو ہے نہ فی نفسہ صحیح ہے نہ یقین پر دل ہے ہاں آپ کوئی حد مقرر کر دیں تو اس وقت میں یہ ارادہ صحیح ہو سکے گا اور اگر استنراق حقیقی مراد ہے تو وہ مرتبہ العلم المطلق کا ہے جس کا بطلان صریح ظاہر ہے اور اگر استنراق امانی مراد ہے تو اگرچہ آپ کے علم میں وہ مسلم ہے لیکن بوجہ ایہام اس لفظ کا اطلاق ناجائز ہوا اور اگر جنسیت یا عہد ذہنی ہے تو دونوں ارادہ بعض افراد کو مستلزم ہیں جس کو علما فرما سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی شق اول اور مرتبہ مطلق العلم ہے غرض کہ مولانا کی تقریر جملہ وجوہ محتملہ کو مادی ہے احتمال عہد خارجی کو بوجہ بدیہی البطلان ہونے چھوڑ دیا ہے۔ مگر مجدد صاحب کو اتنا فہم کہاں جو اس کو سمجھیں۔ (شہاب ثاقب ص ۱۳)

جواب :- مصنف نے الغیب کی الف لام کی بحث کی اور اس کی چار قسموں - جنسی -

ستراتی - عہد ذہنی - عہد خارجی کو شمار کر کے ہر ایک کا انکار کرتا ہے الف لام عہد خارجی کے حلق کہتا ہے اس کا بطلان بدیہی ہے کیونکہ خارجہ کوئی تعین ال معنیات کی واقع نہیں ہوتی اس نابینا کو ان معنیات کی تعین احادیث میں نظر نہ آئی۔

عَدِیَّتٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمَعْرَاجِ قَطَرَتْ فِي حَلْقِي نَطْرَةٌ نَعَلْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ (از تفسیر ابی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹالا گیا تو میں جو ہو گیا تھا اور جو ہوگا سب جان لیا۔

حَدِيثُ صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى خَضَعَ الظُّلْمُ فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى خَضَعَ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور ممبر پر چڑھے تو ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ وقت ظہر آگیا تو ممبر سے انز کر نماز ظہر پڑھی پھر ممبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں



صعد المنبر فخطبنا حتى  
غربت الشمس فاخبرنا بما  
كان وما هو كائن -  
صحیح مسلم شریف مولودوی ج ۲ ص ۳۹۱

تک کہ وقتِ عصر آگیا۔ پھر ممبر سے اتر کر نمازِ عصر  
پڑھی۔ پھر ممبر پر رونقِ اندروز ہوئے  
اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب ڈوب  
گیا تو جو کچھ ہو گیا تھا اور جو کچھ ہونے والا تھا  
سب کی خبر دی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس  
میں قیام فرمایا اور ابتدائے آفرینش سے لیکر  
جنتیوں اور روزخیزوں کے اپنی اپنی منزلوں میں  
داخل ہونے تک کی خبر دی۔

حدیث قام فینا النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم مقاماً فاخبرنا عن  
بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازل  
واهل النار منازلهم بخاری شریف از

ان احادیث شریفہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون  
کے علوم اول یوم سے تا یوم قیامتہ حاصل تھے تو ان معنیات کی یہ تعین خود بھادیت میں موجود  
ہے بلکہ تمام ماکان و مایکون کے معنیات کی تعین قرآن کریم کی آیات میں بھی ہے چنانچہ امام  
مجتہد بقوی تفسیر معالم التنزیل میں زیر آیہ کریمہ  
فرماتے ہیں۔

ابن کيسان نے کہا اللہ نے انسان یعنی محمد صلی  
اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اور ان کو جو کچھ ہو گیا تھا  
اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہو گا یہ بیان سکھا  
اس لئے وہ اولین آخرین اور روز قیامت  
کا بیان فرماتے تھے۔

قال ابن کيسان خلق الانسان یعنی  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم علمہ الیابان  
ماکان وما یکون لانماکان یبین  
عن الاولین والآخرین وعن یوم  
الدین (معالیم مصری ج ۱ ص ۱۷)

علامہ احمد صادی تفسیر صادی زیر آیہ کریمہ فرماتے ہیں

هو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانه الانسان  
وه محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بلکہ وہی انسان

الکامل والمراد بالبيان علم ما كان وما يكون وما هو كائن راز تفسیر صوری ج ۲۹ ص ۱۲۹ جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے مراد ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بَيِّنَاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ (سورہ نحل)

ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن

بیان ہے

علامہ صدیقی کتاب کی تفسیر کرتے ہیں

الكتاب هو اللوح المحفوظ فالقران مفصل لنا لما كتب في اللوح المحفوظ من علم ما كان وما يكون و ما هو كائن في الدنيا والاخرة فمن اعطى شيئا من اسرار القران فلا يحتاج للاطلاع على اللوح المحفوظ بل ياخذ منه ما اراد (صادی ج ۲ ص ۱۶۱)

کتاب وہ لوح محفوظ ہے تو قرآن ہمارے لئے تفسیر کرنے والا ہے اس کی جو لوح محفوظ میں جو کچھ ہو گیا اور جو ہو رہا ہے جو ہونے والا ہے وہ بنا د آفرت میں سب کا علم لکھا ہے تو جس کو کچھ اسرار قرآن سے دیا گیا تو اس کو لوح محفوظ پر الاطلاع کی حاجت نہیں بلکہ وہ جو ارادہ کرے گا اس سے اخذ کرے گا۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

كانت محارفه عليه الصلوة والسلام الى سائر ما علمه الله تعالى و اطلع عليه من علم ملكون وما كان وعجائب قدرته وعظيم ملكوته قال الله تعالى وَعَلَّمَكَ وَمَا لَمْ تَكُنْ لَعَلِمَ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ

حضور علیہ السلام کے معارف زیادہ تھے مع ان تمام علوم ذہنون کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے اخبار گذشتہ اور آئندہ عجایب قدرت اور عظیم ملکوت رب العزۃ کے جن پر کہ اس سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہ جانتے

عَلَيْكَ وَعَظِيمًا (از شرح شفا مصری ج ۱) تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے (شمیم الریاض)

قرآن کریم کی ان تین آیات کی تفاسیر سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کے منیبات عطا فرمادیئے گئے اس مصنف کو یہ احادیث شریفہ اور آیات کریمہ نظر نہ آئیں اور ان منیبات کی تعین کا واقع ہو جانا نہ دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منیبات کی یہ حد آیات و احادیث ہی نے مقرر فرمادی ہیں۔ ہر وہ اپنے اقرار کی بموجب صحیح مان کر اپنے خود مونہ پر نفوک لے اور اس کو بدیہی البطلان کہنا چھوڑ دے اور انبیب میں الف لام عہد خارجی ہی کا مان لے اب رہا استغراق اضافی تو ظاہر ہے کہ جب تمام ماکان و مایکون کے منیبات کو حضور علیہ السلام کا علم محیط ہے تو مصنف اس کا انکار کس مونہ سے کر سکتا ہے اب باقی رہا اس کا ایہام کی وجہ سے ناجائز کہنا تو یہ محض اس کی رائے ہے کہ یہاں ایہام کا تو شاہدہ بھی نہیں کہ ماکان و مایکون کے علوم متناہی اور اللہ تعالیٰ کے علوم غیر متناہی۔ نیز حضور علیہ السلام کے علوم عطائی۔ ممکن لذاتہ حادث۔ مخلوق۔ مقدور۔ جائز الفنا۔ ممکن التبدل۔ اور اللہ تعالیٰ کے علوم ذاتی۔

ازلی ابدی قدیم۔ غیر مخلوق۔ غیر مقدور۔ واجب البقا۔ متمتع التبغیر۔ تو اس قدر وجوہ فرق کے باوجود بھی اس کو ایہام ہوتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنا علاج کرائے۔ اور دماغی توازن صحیح کرائے۔ اگر مصنف بین کادیم پرستی باقی رہی تو سپردہ اپنی ساری دیوبندی قوم کو۔ موجود۔ سیمع دبیر مرید کہتے ہوئے بھی ایہام کرے گا اور ان کو معدوم۔ بہرا۔ اندھا۔ پاگل کہنے کو ایمان قرار دے گا۔

اب باقی رہا الف لام جنسی یا عہد ذہنی وہ بعض افراد کو مستلزم ہے تو تعالوی نے اس کو زید و عمر و بچوں پاگلوں جانوروں کی برابر کر کے حضور کی خصوصیت کو مسدود کیا تو تعالوی نے نہ عہد خارجی کو مانا نہ استغراق اضافی کو مانا نہ جنسی کو مانا نہ عہد ذہنی کو مانا تو اس نے تمام وجوہ محتملہ سے انکار کر کے حضور علیہ السلام کے لئے علم جنیب کا بالکل ہی انکار کر ڈالا۔

پھر مصنف نے اپنی کم علمی و کم فہمی کا خوب مظاہرہ کر لیا اور اپنی ناقابلیت کا اس طرح اظہار کیا

اس تقریر کو مجرد علم میں جاری کرنا محض لچر ہے کیونکہ وہاں اطلاق کیسی لفظ کا جس میں استغراق وغیرہ مومہ ہوں نہیں ہے الخ (شہاب ثاقب ص ۱۳۴)

جواب :- مصنف اس قدر کم فہم ہے کہ اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ تقریر مطلق علم میں کیسے جاری ہوگی۔ اگر کچھ پڑھا لکھا ہوتا تو جاری کر لیتا اس قدر تو مصنف کی بے علمی ہے اور شیخی کتنی مارتا ہے خیر ہم اس مطلق علم کو جاری کر کے دکھاتے ہیں سنو۔ مصنف کی ذات پر مطلق علم کا حکم کیا جانا اگر بقول دیوبندی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں مصنف کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپالیوں کے لئے بھی حاصل ہے اور اگر تمام علوم مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی فانی نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و عقلی سے ثابت ہے اس تقریر میں اطلاق لفظ عالم کی بحث ہی نہیں ہے بلکہ حصول مطلق علم کی بحث ہے اور یہ تقریر مطلق علم میں ظاہر اس لئے کہ ہر آدمی و جانور کیلئے بعض اشیا کا مطلق علم حاصل ہونا ان کو علم غیب حاصل ہونے سے زائد روشن ہے۔ مصنف نے اس کو لچر کہہ کر خود اپنے لچر اور بے علم ہونے کا ثبوت پیش کر دیا۔ پھر اس کے بعد مصنف اپنی فیر جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔

اور آپ کا اس تقریر کو قدرت باری عزوجل میں جاری کرنا نہایت کج فہمی اور کم عقلی پر دلالت کرتا ہے اولاً میں کہہ چکا ہوں کہ اطلاق لفظ سے بحث ہے انصاف معنی سے کوئی تعلق ہی نہیں اور اگر اس سے قطع نظر کی جاوے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص زید و عمر و بکر میں قدرت کسی خلق کی ثابت کرے کیا قدرت خلق کسی فرد بشر میں کسی مخلوق میں متحقق ہے کیا مذہب علماء سنت یہی ہے۔ ہرگز نہیں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے تو قدرت نامہ کے یہ معنی کہ وہ واجبات ذاتیہ و ممکنات و مقنعات ذاتیہ سب کے ساتھ متعلق ہو کے.... اس کے یہ معنی ہیں کہ جملہ ممکنات

ذاتیہ سے جس کا تعلق تاثیر ہو سکتا ہو ملخصاً انج۔ (از شہاب ثاقب ص ۱۳۵)

جواب :- اعلم حضرت قدس سرہ نے الدلۃ المکیہ میں اس نیز بحث عبارت فقط الایمان کے متعلق تعالوی کو یہ الزام دیا ہے کہ تعالوی نے حضور علیہ السلام کے علوم عظیمہ۔ وسیوہ کثیرہ کو زید و عمر اور ہر چہ اور پاگل اور ہر جانور اور چوپائے کے علوم صغیرہ ذلیلہ۔ قلیلہ کی برابر کر دیا اور حضور کی خصوصیت کے یکنے کے لئے فقط بعض کے صادق ہو جانے کو برابری اور مشابہت کے لئے کافی قرار دے دیا۔ تو تعالوی کے نزدیک جب فقط لفظ بعض کا صادق ہونا ہی تسادی اور تماثل کے لئے اور خصوصیت کی نفی کیلئے کافی ہے تو وہ قدرت میں یہ ہی تقریر جاری کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو زید و عمر بلکہ ہر چہ اور چوپائے کی قدرتوں کی برابر ہونے کا حکم کرے کیونکہ تمام حیوانات بعض افعال اور کسی نہ کسی حرکت پر قدرت رکھتے ہیں اگرچہ ان کی قدرت باجماع اہلسنت و جماعت خلق و ایجاد میں کچھ موثر نہیں۔ پس بعض قدرت کا صادق ہونا پایا گیا اور اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات قدسہ پر قادر نہیں ورنہ خدا کی ذات و صفات بھی مفرد و مخلوق بلکہ ممکن و احادیث قرار پائیں گی اور وہ اللہ نہ ہو گا تو یہاں بھی بعض ہی صادق ہو گا کہ ذات و صفات تحت قدرت داخل نہ ہوں۔ لہذا تعالوی کی تقریر کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور زید و عمر وغیرہ کی قدرتوں میں تسادی اور برابری لازم آگئی۔

تعالوی کی ناپاک تقریر ہے کہ وہ جس میں پہلے کل یا بعض ہونا دیکھتا ہے۔ اور بعض ہونے کی صورت میں وہ برابر ہونا ثابت کر دیتا ہے پھر نہ اینیں کثیر و قلیل کا فرق کرتا ہے نہ اصل اور تبع کا امتیاز کرتا ہے۔ نہ عظمت اور حقارت کا لحاظ کرتا ہے نہ اور کوئی خصوصیت کو مد نظر رکھتا ہے تو اس کے نزدیک فضیلت صرف کل کے حاصل ہونے میں ہے اور بعض کے حاصل ہونے میں کچھ فضیلت نہیں۔ بلکہ وہ بعض جو ہزاروں لاکھوں۔ کز وڑوں ہی کیوں نہ ہوں۔ اس بعض کی برابر ہے جو ایک دو ہو۔ یہ ہے اس تعالوی کا اندھا پن۔ اور فرق مراتب کا بیٹنا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ مضمون اور الزام عربی زبان میں ہے مصنف اپنی جہالت اور  
عربی سے ناواقفی اور پھر اس پر کچھ فہمی دکھنے کی بنا پر اس کو سمجھ نہ سکا اور مطلق قدرۃ کو قدرۃ  
علیٰ خلق سمجھ گیا یا اس نے جان بوجھ کر یہ تصرف اور افترا کیا کہ مطلق قدرۃ کو قدرۃ خلق بنا ڈالا۔  
اور یہ تصرف و افترا محض اس لئے کیا ہے کہ مطلق قدرت میں تعالیٰ کی تقریر جاری ہو رہی  
تھی اور اس پر یہ نتیجہ مرتب ہو رہا تھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مخلوق کی قدرت  
کا برابر ہونا لازم آ رہا تھا۔ جس کا کوئی جواب مصنف کے پاس نہیں تھا تو اس نے حوام کی  
آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے یہ تصرف کیا کہ اس مطلق قدرت کو قدرۃ خلق بنا دیا اور یہ نہ  
سوچا کہ کوئی ناخواند مسلمان بھی کسی غیر خدا میں قدرۃ خلق کا عقیدہ نہیں رکھتا تو کوئی عالم ایسی  
بات کس طرح کہہ سکتا ہے۔ تو قدرۃ خلق کا اعلیٰ حضرت قبلہ نے ذکر ہی نہیں کیا یہ مصنف کا  
کھلا ہوا جھوٹ اور مرتجح افترا ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ یہ صاف فرما رہے ہیں

فان الحيوانات جميعا تقدر على  
بعض الافعال والحركات وان  
لم تكن قدرتها موثوقة المخلوق والاب  
باجتماع اهل السنة والجماعة  
رفيه (يفرد) وليس للعبد من المخلوق شئ  
جملة واحدة وما يحس في نفسه من  
قدرة و ارادة واختيار فانما خلقها الله ...  
اس میں پیدا فرمایا ہے۔

تو مصنف کا اب اعلیٰ حضرت قبلہ پر افترا اور بہتان باندھنا ظاہر ہو گیا تو مصنف نے قدرۃ  
علیٰ خلق پر جو کچھ کہا اور نصف صفحہ اپنے نعیمہ کی طرح سیاہ کر دیا اس کا اعلیٰ حضرت قبلہ پر کوئی اثر  
نہیں نہ ان کے جوابات کی کوئی حاجت رہی کہ اس کا کوئی قائل ہی نہیں ہے۔ رہی مطلق قدرۃ

تو وہ مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاصل ہے جو قدرتِ حادثہ کا سہ ہے نہ کہ فالقہ

## خاتمہ کتاب

الحمد للہ اس رد و جواب نے شہاب ثاقب کی تمام فریب کاریوں - افترا بندیوں بہتان  
 طرازیوں - طمع سازیوں کیا دیوں - مکاریوں کو طشت از بام کر دیا اور مصنف کی عرقوبیوں کو  
 جھوٹی تاویلوں - نامعقول توجیہوں کو خاک میں ملا دیا - ناحق کی طرفداری - باطل کی حمایت کا  
 پردہ چاک کر دیا - کفر کی تاسد - توہین شان الوہیت و رسالت کی طمع کاری کا پردہ فاش کر دیا  
 اکابر علماء دیوبند کی ناپاک عبارات پر جو مصنف نے روغنِ قاز ملا تھا - اور انکی ناقابل قبول تاویلوں  
 کی تفسیر ان سب کی حقیقتوں کو آشکارا کر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ یہ عبارات اپنے کفری معنی میں  
 متبعین و متبیین ہیں - کوئی تاویل کوئی توجیہ ایسی نہیں جو ان سے کفر کو اٹھا دے کوئی ضعیف سے  
 ضعیف احتمال ایسا نہیں جو ان میں کوئی وجہ ایمان پیدا کر دے - دیوبندیوں نے انتہائی عرقوبیوں  
 کریں - وہابیوں نے انہیں امکانی کوششیں کیں لیکن نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ان کا کفر از روایح و  
 مستحکم ہوتا گیا اور کوئی وجہ ایمان کی پیدا نہ ہو سکی اسی بنا پر علماء حرمین شریفین نے ان عبارات  
 کو شان رسالت میں توہین تنفیض قرار دیکر ان مضمینین رشید احمد گنگوہی - قاسم نانوتوی -  
 خلیل احمد انبٹلی - اشرف علی تھانوی پر کفر کے فتوے صادر فرمائے اور ان کو ایسا مرتد کا فر ٹھہرایا  
 من شک فی کفرہ و عن ابہ فقد کفر جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے تو وہ خود  
 کافر ہو گیا اور ایسے کافروں کے حق میں جو کتب فقہ - درمختار - رد المحتار - مجمع الانہر - رد غرر  
 فتاویٰ خیریہ - نیرازیہ - میں احکام ہیں بتائے . کراہیہ میں ہے -

جو بد مذہبیوں کی بات کو اچھا بتائے یا کہے کچھ  
 معنی رکھتی ہے . یا اس کا کلام کے کوئی صحیح معنی

من حسن کلام اہل الاہواء  
 او قال معنوی واکلامہ معنی

صحیحاً نشان ذلك كقرا من  
 المقائل كقرا المحسن من تلفظ  
 بلفظ الكفر يكفر وكل من استخسبه  
 اور ضعی بہ یکفر۔  
 اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہو گیا جو اس کفری بات کو صحیح کہے  
 یا اچھا بتائے۔ یا اس پر راضی ہو کر کہے۔ یا یہ کہے کہ اس کے کچھ معنی ہونگے وہ بھی کافر ہے

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان اکابر دیوبند کی یہ ناپاک عبارات اور اس پر فتوے کفر لکھ کر  
 علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی ان کے مجموعہ کا نام  
 حسام الحرمین ہے جب اس کتاب کو مع ترجمہ کے شائع کیا گیا تو اس مصنف نے اس کے جواب  
 میں یہ کتاب رجوم المدنیین علی روس الشیاطین لکھی جس کا مشہور نام الشہاب الثاقب  
 علی المسترق الکاذب رکھا جس میں اس نے صدہا اعتراض کیے۔ صدہا جھوٹ بولے۔ صدہا فریب دیے  
 صدہا مکرو فریب کیے۔ صدہا لغو باتیں کیں۔ کتنی نامعقول تاویلیں گڑھیں۔ کتنے ناقابل قبول  
 عذر تراشے۔ کتنے جیلے حوالے بنائے۔ لیکن کوئی بات قابل قبول نہ بن سکی کوئی تاویل صحیح ثابت  
 نہ ہو سکی کوئی کلام میزان شریعت پر نہ اتر سکا۔ کوئی قول معیار سلف کی موافقت نہ کر سکا۔ تو  
 کیا کسی سچے مذہب کی ایسی ناپاک کتاب ہو سکتی ہے۔ کیا کسی حق مسلک کی ایسی لغو کتاب  
 تاسد کر سکتی ہے۔ اور پھر مصنف کی ایسی وریدہ دہنی کیا اہل حق کی حقانیت پر پردہ ڈال سکتی  
 ہے۔ اس کی ایسی گالی گلوچ کیا اعلیٰ حضرت قبلہ کی صداقت کو میٹھ سکتی ہے۔ اس کی ایسی  
 گندقی گھنڈانی باتیں کیا اس کی اور اس کے اکابر کی عظمت پر لکھ سکتی ہیں۔ اس کی ایسی  
 سوتیلانہ سب و شتم کیا اس کی شرافت کی دلیل بن سکتی ہے ناظرین نے خود ہی فیصلہ کر لیا  
 ہو گا کہ گالیاں دی دیا کرتا ہے جو واقعی جواب دینے سے عاجز ہو۔ اقترا وہی کیا کرتا ہے جو



سچی بات کہنے سے مجبور ہو۔ فریب وہی دیا کرتا ہے جس کے پاس حق نہ ہو۔ جھوٹ وہی بولا کرتا ہے جس کے پاس سچ نہ ہو۔ باطل کی حماقت وہی کیا کرتا ہے جس کا قلب گمراہی سے لبریز ہو۔ ناحق کی تائید وہی کرتا ہے جس کا دل عنملالت سے پر ہو۔ حق کا علمبردار نہ جھوٹ بولتا ہے نہ افترا کرتا ہے۔ صداقت کا عامل نہ فریب دیتا ہے نہ بجائے جواب کے گالیاں بکتا ہے۔

مسلمانو! تم نے یہ شہاب ثاقب کا رد دیکھا اس میں اس گندی کتاب شہاب ثاقب کی گالی۔ گلوچ۔ سب دھشم کو چھوڑ کر ہر بات کا جواب دیا گیا۔ اکثر و بیشتر جوابات مذہب اہلسنت کی معتمد و مستند کتابوں کے حوالجات سے دیئے گئے اور حق کا احقاق اور باطل کا ابطال آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا گیا اور شہاب ثاقب کی گالیاں (۶۴) اس کے جھوٹ اور افترا (۱۶۱) اس کے فریب اور کید (۱۰۵) پیش کر دیئے گئے۔ اگر اس کے مصنف میں بلکہ اس کی ساری دیوبندی قوم میں جیاد غیرت ہے۔ جرات و ہمت ہے۔ علم و قابلیت ہے۔ سچائی اور صداقت ادعائے حقانیت ہے تو ایک سال کے اندر اندر میری اس کتاب کا جواب دیں اور جس طرح میں نے ہر بات کا جواب معہ حوالہ کے دیا ہے اسی طرح مدلل جواب ہر بات کا لکھ کر شایع کر دیں تو ہر شخص حق و باطل کا امتیاز گھر بیٹھ کر لیگا اور یہ سبھی فیصلہ کر لیگا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ اور کون اہل حق ہے اور کون اہل باطل۔ اور کس میں علم و قابلیت ہے اور کس میں لاعلمی اور جاہلیت ہے اور اگر سال بھر میں اس کا جواب شایع نہ ہو تو دینا تمہاری صداقت و راستبازی۔ ادعائے حقانیت و قابلیت کے متعلق خود ہی رائے قائم کر لے گی اور تمہاری شیخیوں اور تعلیموں سے واقف ہو جائے گی۔

مسلمانو! تم نے ان اکابر دیوبند کی خدا در رسول کی شانوں میں گستاخیاں بے ادبیاں گالیاں دیکھیں۔ ان کی وہ گندی گھنونی وہ ناپاک توہین و تنقیص کی عبارات پڑھیں اور

یہی دیکھ لیا کہ ساری دیوبندی قوم کے پاس ان کفری عبارات کی نہ کوئی صحیح توجیہ تاویل نہ کوئی واقعی  
 قدر ہے نہ جواب۔ تو ان کے دشمنان، فداورسول جمل علیہ وسلم ہونے میں کیا شک باقی رہا  
 للہ انصاف کوئی تمہارے ماں باپ یا استاد پیر کو گالیاں دے۔ تمہارے ماں باپ کی صورت کو بندہ  
 گدھے، سود کی صورتوں سے تشبیہ دے تمہارے استاد پیر کے علم سے زائد بھنگی چمار کے لئے علم  
 ثابت کرے۔ تمہارے ان بزرگوں کو جھوٹا اور کاذب بالفصل کہے اور انہیں لکھ لکھ کر چھاپے شائع  
 کرے کیا تم اس کا ساتھ دو گے۔ اس سے محبت کرو گے۔ اس کی عزت کرو گے، اس کی ان گالیوں کی  
 ناپاویں کرو گے۔ اس کی اس بکو اس سے بے بہرہ ہو کر اس سے بات چیت کرتے رہو گے اس کے پاس  
 نسبت بر فاسرت کرتے رہو گے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اگر تم میں انسانی غیرت و جنت ہے ماں باپ  
 کی عزت و الفت کا نام و نشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اس بدگوئی صورت سے نفرت کرو گے اس کے سایہ  
 سے دور بھاگو گے اس کا نام شکر چہرہ سرخ ہو جائیگا جو ان گالیوں کی تاویل میں اس کے بھی دشمن ہو جاؤ  
 گے۔ پھر خدا کے لئے ماں باپ کی عزت و محبت استاد پیر کی عظمت و الفت کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھو  
 اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و محبت اور اس کے محبوب سے اللہ علیہ وسلم کی نفرت و الفت کو دوسرے پلہ  
 میں رکھو۔ اگر سچے مسلمان ہو تو ماں باپ کی استاد پیر کی عزت و محبت کو فداورسول کی عزت و عظمت  
 محبت و الفت کے مقابلہ میں ناچیز اور حقیر جانو گے۔ تو واجب بلکہ صد ہا ہزار بار واجبوں سے واجب تر  
 انسان فداورسول سے مستعد نفرت و دشمنی غمہ اور جدائی ہو۔ ماں باپ استاد پیر کے گستاخوں  
 کے ساتھ اس کا ہزاروں حصہ نہ ہو۔ جب تو سمجھ لو کہ ایمان کامل ہے اللہ درسول جل جلالہ وصلی  
 اللہ علیہ وسلم کے عزت و عظمت و الفت و محبت سب پر غالب اعظم ہے اور سب کی عزتیں اور محبتیں ان  
 کے مقابلہ میں، سچ ہیں اور اگریہ بات حاصل نہ ہو تو خود ہی فیصلہ کر لو کہ تمہارا مسلمان ہونے کا  
 دعوے محض زبانی ہے۔ دل میں اوروں کی عزت و محبت زائد ہے۔ اس میں کسی مفتی کے فتوے کی

عاجت نہیں۔ بلکہ تمہارا قلب اس کا خود مفتی ہے تو اپنے قلب ہی سے اس تقابلی میں فتویٰ لو  
 سزا قنا اللہ تعالیٰ بجرمتہ جیبہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمانا  
 صحبنا۔ وعبیة کاملہ۔ والفتہ صادقہ۔ واحبنا علی مذہب اہل  
 السننہ والجماعۃ وامتنا علی حجبتہ وعبینہ جیبہ واحشرتنا تحت لواء نبیہ ووارثنا  
 شفاعتہ رسولہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین تمت بالخیر۔  
 مولوی حسین احمد فیض آبادی مصنف شہاب ثاقب کے جدید کفریات

مصنف شہاب ثاقب اپنے اکابر علماء ریہ بند کے تمام کفریات کی طرفداری و حمایت کر کے اور ان  
 پر اپنی رضا و تحسین کر کے ان تمام کفریات کو مانکر خود کافر و مرتد ثابت ہو گیا۔ مگر چونکہ اس کو شیخ علاء الدین  
 بنانا تھا اس بنا پر اس نے اپنے اکابر کے فاضل ترکہ توہین و تفتیس شان رسالت میں تجدید کر کے۔  
 امتیازی کارنامہ کیا اور اپنی دشمنی سمرکار رسالت کے جذبات کے ماتحت یہ جدید کفریات بلکہ واقعہ یہ  
 ہوا کہ سنہ ۱۳۱۱ھ میں ماہ ربیع الاول شریف ۱۳۱۱ھ میں یہ مصنف وہابیہ کے جلسہ میں (جو سیرت پاک  
 کے نام سے مشہور تھا) شریک ہوا اور اس نے ہزار ہا کے مجمع عام میں سیرت پاک صاحب لولاک  
صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاش کا ذریعہ یہ تھا  
کہ آپ اہل مکہ کی اجرت پر بکریاں چرایا کرتے تھے اور حضور کے بچپن کی سیرت کا ایک واقعہ یہ ہے کہ  
 آپ نے دو مرتبہ ناچ کی مجلس میں شرکت کی لیکن آپ کو اس مجلس میں نیندا آئی۔ ان دونوں واقعات  
 سے شہر میں شور مچ گیا۔ کچھ لوگ حضرت مامی سنن۔ ماجی فتن۔ سلطان المناظرین سند المفتیین  
 فقیہ اعظم مولینا مولوی الحاج محمد اجل شاہ صاحب مفتی اعظم سنہ ۱۳۱۱ھ کے پاس آئے۔ اور ان ہر دو  
 واقعات کو دیانت کیا۔ پھر مولوی حسین احمد کا حکم پوچھا۔ تو حضرت مفتی صاحب نے یہ کمال  
 احتیاط کی کہ ان الفاظ کا سوال کارکنان جلسہ وہابیہ سے لکھوا کر دستخط کرا کر میرے پاس لاؤ تو میں

اس سوال پر فتوے لکھ دوں گا۔ تو لوگ اختر حسین سرگرم کارکن سے سوال لکھوا کر لائے اور سائل خود بھی آیا اور حضرت مفتی صاحب کے رد پر اس نے سوال پر دستخط کئے تو حضرت مفتی صاحب نے یہ فتوے فوراً قلم اٹھا کر لکھ دیا۔ یہ فتوے دیوبند دسہارنپور بغرض جواب بھیجا گیا اور کئی کارڈ یاد دہانی کے لئے روانہ کئے لیکن اب تقریباً تین سال ہو گئے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اب چند مقامات سے یہ خبر موصول ہو رہی ہے کہ مولوی حسین احمد ان واقعات کو برابر بیان کر رہے ہیں تو بغرض آگاہی عوام اس سوال اور جواب کو بلفظ نقل کر کے شائع کرایا جانا ہے۔ سوال میں زید سے مراد مولوی حسین احمد دیوبند کی ادھر سے مراد حضرت مفتی صاحب ہیں۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین زید نے وعظ میں بیان کیا۔ (۱) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجرت پر بکریاں چرائیں اور یہ بھی فرمایا کہ ہر بنی نے بکریاں چرائی ہیں۔ (۲) آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ ایسا اتفاق پیش آیا کہ آپ ناچ گانے بجانے کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں پہنچ کر خداوند تعالیٰ نے آپ کی اس طریقہ پر حفاظت کی کہ آپ کو نیندا آگئی اور برفا ست مجلس کے بعد تک آپ سوتے ہی رہے۔ (۳) اور عمر نے وعظ میں یہ بیان کیا کہ یہ ہر دو واقعہ مذکورہ بالا غلط ہیں۔ ان دونوں سے تو ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔ ایسا کہنے والا اور لکھنے والا دونوں کافر ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کون سچا ہے اور دوسرے کے لئے کیا حکم ہے۔ فقط اختر حسین بقلم خود محلہ دیپا سرے ۱۹ دسمبر ۱۹۵۷ء

الجواب :- اہل اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہر ایسا امر جو مخلوق کے لئے باعث نفرت ہو جیسے کذب۔ جھگ۔ خیانت۔ وغیرہ اور ہر ایسا فعل جو دجاہت و مردت کے خلاف ہو جیسے نسب۔ پستی۔ کمیتہ پن۔ زنائے امہات وغیرہ اور ہر ایسا مرض جو سبب نفرت ہو جیسے

جذام، برص وغیرہ اور ہر ایسا ذلیل کام اور پیشہ جو باعث ننگ و عار ہو اور بسبب عیب و نقص ہو جیسے حجامت اور اجرت پر ذلیل پیشہ تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام ان سب سے منزہ و پاک ہیں۔ عقائد کی نہایت مشہور و معتبر کتاب مسایرہ اور اس کی شرح مسابوہ میں ہے

وشرط النبوة السلامة من دناءة  
الاباء ومن غمنا الامهات ومن  
الفسوة والسلامة من العيوب  
المنفرة كالبرص والجذام ومن  
قلة المروءة كالاكل على الطريق  
ومن دناءة الصناعات كالحجامة  
لان النبوة اشرف مناصب  
المخلوق مقتضية الخايد لا جلال  
الملائق بالمخلوق فيعتبر لها انتقاء... اعتبار کیا گیا۔

حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

قد اختلف في عصمة نبيهم (انبياء)  
من المعاصي قبل النبوة فمنعها  
قوم وجوزها اخرون والصحيح  
تنزيههم من كل عيب وخصيتهم  
من كل يوجب الريب بلخصوصاً

انبیاء کے قبل نبوت معاصی سے پاک ہونے  
میں اختلاف ہوا تو اس کو ایک قوم نے منع  
کیا اور دوسروں نے جائز رکھا اور صحیح مذہب  
یہ ہے کہ انبیاء کرام ہر عیب سے پاک ہیں اور  
ہر اس چیز سے جو شک پیدا کرے موصوم ہیں۔

ادریہ ظاہر ہے کہ اجرت پر بکریوں کا چرانا ایسا ذلیل پیشہ ہے کہ جو باعث تنگ و  
 عار اور سبب غیب و نقص ہے۔ اسی بنا پر شارح مشکوٰۃ شریفینا حضرت علامہ علی قاری  
 شرح شفا شریف میں فاص اسی سئلہ میں تصریح فرماتے ہیں۔

قال المحققون انه عليه الصلاة  
 والسلام لم يرد احد بالاجرة  
 وانما رعى غمنا نفسه وهذا  
 يكون عيبا في قوم۔  
 اور محققین فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ  
 علیہ وسلم نے اجرت پر کسی کی بکریاں نہیں  
 چرائیں۔ آپ نے تو عرف اپنی بکریاں چرائیں  
 اور اپنی بکریاں چرانا آپ کی قوم میں۔

(از شرح شفا شریف ج ۲ ص ۴۲۸) عیب نہیں تھا۔

اس عبارت نے آفتاب کی طرح ثابت کر دیا کہ محققین امت کے نزدیک حضور نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی بکریاں اجرت پر نہیں چرائیں۔ اب باقی رہتی ہے وہ حدیث  
 جس کو بخاری و مسلم شریف اور ابن ماجہ وغیرہ کتب حدیث نے روایت کی تو اس کے بخاری  
 شریف میں یہ الفاظ ہیں جن سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کنت ارجاها علی قرار ریط  
 الاھل مکة تو ان کلمات میں نہ تو کہیں اجرت کی تصریح ہے نہ اجرت پر دلالت کرنے والا  
 کوئی کلمہ ہے حدیث شریف میں قرار ریط کا ایک لفظ ہے جس سے بعض کو اشتباہ ہو گیا  
 ہے اور چاندی سونے کے سکوں کے کسی جز کو سمجھ لیا ہے حالانکہ قرار ریط سے اس حدیث  
 میں یہ معنی مراد لینے غلط اور خطا ہیں۔ چنانچہ علامہ علی قاری اسی حدیث کی شرح  
 میں شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

قال محمد بن ناصر اخطا سويد  
 في تفسير القيراط بالذهب  
 محمد بن ناصر نے فرمایا کہ حضرت سويد نے  
 قيراط کی تفسیر سونے چاندی کے ساتھ

والفضة اذ لم يدع النبي صلى  
الله تعالى عليه وسلم كاحد  
باجرة قط وانما كان يدعي  
الغنم اهله واصحابه ما نسوا  
به ابراهيم بن اسحق الحاربي  
الامام في الحديث واللغة  
وغيرهما ان قراريط اسم مكان  
في نواحي مكة (از شرح شفا مصری ج ۲۶)

بیان کرنے میں خطا کی اس لئے کہ نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کی بکریاں  
اجرت پر نہیں چرائیں۔ آپ تو اپنی ہی  
بکریاں چراتے تھے اور قراریط کی صحیح  
تفسیر یہ ہے جو حدیث ولغت وغیرہ کے  
امام حضرت ابراہیم بن اسحاق نے  
بیان فرمائی اور وہ یہ ہے کہ قراریط  
نواحی مکہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ جب حدیث شریف کے لفظ قراریط سے مراد

سو نے چاندی کا کوئی سکہ نہیں ہے بلکہ قراریط مکہ معظمہ کے قریب ایک مقام کا نام

ہے تو اب حدیث بخاری شریف کا ترجمہ یہ ہوا کہ میں مکہ کے مقام قراریط پر بکریاں چراتا تھا  
تو اس حدیث سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجرت پر بکریاں چرانے کا استدلال  
کرنا خطا اور غلط ہے۔ اور باوجود ان تصریحات اور عقیدہ اسلام کے خلاف جو حضور اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اجرت پر بکریاں چرانے کی وجہ سے اور آپ کو چرواہا ثابت کرنے  
کی سعی کرے اور اس کو علی رؤس الاشہار بلا کسی ضرورت شرعی کے بیان کرے تو یہ آپ کی  
توہین کو مستلزم ہے۔ سلف و خلف اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام کی شانوں میں ایسے  
کلمات کا استعمال روا نہیں رکھتے جن میں اونے توہین و گستاخی کا شبابہ بھی ہو چنانچہ  
عقائد کی کتاب شرح مواقف میں ہے۔

یصم بالاجماع والنص ان یقال اجماع ونص سے یہ کننا صحیح ہے کہ اللہ

ہر چیز کا خالق ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ  
اللہ بنجاستوں کا خالق ہے اور بندوں  
اور سوروں کا خالق ہے باوجودیکہ یہ اتفاق  
اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں۔

اللہ خالق کل شیء ولا یصح ان یقال  
یقال انه خالق القاذورات الخ  
وخالق القرۃ والخنزیر مع کونھا  
مخلوقتا للہ تعالیٰ اتفاقاً۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجمع عام میں چرواہا ثابت کرنے اور ہر شے پر بکریاں چرانے  
کے ثابت کرنے کی وہی کوشش کرے گا جو تحقیر شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عادی ہو  
اور جس کی حضور علیہ السلام کے لئے عیب و نقص کی نسبت کرنے کی عادت قرار پائی ہو  
شرح شفا شریف میں ایسے شخصوں کا حکم بیان فرمایا۔

اسی طرح میں اس شخص کا حکم بیان کرتا  
ہوں جس نے حضور علیہ السلام پر عیب  
لگایا یا اجرت پر بکریاں چرانے کے ساتھ  
تحقیر کی یا سہو و النسیان کے ساتھ حقارت  
کی باوجودیکہ یہ ہر دو امور آپ سے ثابت  
ہیں تو وہ کافر ہو گیا۔ تمہر و تبیر کے سبب سے

و کذا لک اقول حکم من غمضہ  
او عیرہ برعاۃ الغنم ای برعیھا  
بالاجرتہ او السہو و النسیان  
مع اتھما ثابتان عنہ الا انه  
انما یقتل لاجل التعذیر و سبب  
التحقیر لمخصاً (از شرح شفا ج ۲ ص ۲۱۲)

حاصل جواب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اجرت پر بکریاں  
چرانا جو زید نے اپنے دغا میں بیان کیا یہ غلط ہے کسی حدیث کے صریح مضمونوں سے ثابت  
نہیں اور یہ وہ ذلیل پیشبہ ہے جو متافی بنوت ہے کہ یہ باعث ننگ و عار ہے اور سبب  
عیب و نقص ہے اور اس کا اس طرح بیان کرنا توہین و گستاخی کو مستلزم ہے



مک مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس کو امام لائے سر اچ الامہ حضرت امام اعظم  
رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں۔

الانبياء عليهم الصلوة والسلام  
كلهم منزهون عن الصغائر  
الکبار والکبائر (از فقہ اکبر مصری) پاک ہیں۔  
حضرات انبیاء علیہم السلام تمام صغیرہ اور  
کبیرہ گناہوں سے تبیح باتوں سے منزہ اور

حضرت علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں

هن لا العصمة ثابتة لانبیاء  
قبل النبوة وبعدها علی الاصح  
(شرح فقہ اکبر مصری ص ۵۵)  
اور صحیح مذہب میں حضرات انبیاء کے لئے  
یہ عصمت قبل نبوت اور بعد نبوت ہر دو  
حال کے لئے ثابت ہے۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء کرام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے جس  
طرح بعد نبوت معصوم ہیں اسی طرح قبل نبوت بھی معصوم ہیں۔ اور ناچ گانے بجانے  
کا حرام ہونا و کبیرہ گناہ ہونا ہر مسلم جانتا ہے۔ اور کسی نبی کے لئے معصیت و گناہ کا ثابت  
کرنا کفر ہے۔ تفسیر صادی میں ہے۔

فمن جوز المعصية علی النبی فقد  
کفر لمنافاته للعصمة الواجبة  
(صادی ج ۱ ص ۱۶۶)  
جس نے نبی پر معصیت کو جائز رکھا  
تو وہ کافر ہو گیا کہ یہ عصمت واجبہ کے  
منافی ہو گیا

اب باقی رہا یہ عذر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناچ میں بچپن میں بخر  
۸ سال کے شرکت فرمائی ہے تو اس سے یہ الزام نہیں اٹھتا کہ ہمارے نبی اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم اپنے یوم ولادت ہی سے متصف بہ نبوت تھے۔ علامہ علی قاری شرح

فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں -

ان نبوتہ لمرتکب منحصراً فیما بعد  
الاسراجین کما قال جماعة بل  
اشارۃ الی انہ من یوم ولادۃ  
متصف بنعت نبوتہ بل یدل  
حدیث کنت نبیا وادمر بین  
الروح والجسد علی ذلک  
متصف بوصف النبوة فی  
عالم الارواح قبل خلق الاشیا  
وهذا وصف خاص له

(از شرح فقہ اکبر مصری ص ۵۸)

حضور علیہ السلام کی نبوت پچاس سال  
کی عمر کے بعد کے لئے منحصر نہیں جیسا کہ  
ایک جماعت نے کہا بلکہ اس بات کی  
طرف اشارہ ہے کہ حضور اپنے یوم ولادت  
ہی سے متصف بہ نبوت ہیں بلکہ اس  
حدیث میں (کہ میں نبی تھا اور آدم ابھی  
روح و جسم کے ذریعہ بیان تھے) سے  
ثابت کہ حضور خلق اجسام سے پہلے عالم  
ارواح میں بھی متصف بوصف نبوت  
تھے اور یہ حضور علیہ السلام کا وصف  
خاص ہے۔

تو آپ کے بچپن میں بھی ناچ جیسی حرام چیز کو ثابت کرنے کی کوئی مسلمان  
توجہ رات نہیں کر سکتا۔ اب باقی رہا سائل کا یہ قول کہ آپ کو نیند آگئی اور پرفاسٹ  
مجلس کے بعد تک آپ سوتے ہی رہے۔ تو اس تاویل سے بھی کام نہیں چلتا کہ حضور  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف آنکھیں سوتی تھیں اور قلب مبارک بیدار رہتا تھا  
چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ہابیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث  
میں قول ملا کہ اس طرح مروی ہے۔

بیشک حضور کی چشم مبارک سوتی ہیں

ان الحین فائمة والقلی یفطان

(از مشکوٰۃ شریف)

اور قلب مبارک بیدار رہتا ہے۔

علاوہ بریں معصیت کا غزم بھی گناہ۔ معصیت کی طرف چلنا بھی گناہ۔ معصیت کی مجلس میں شرکت کرنا بھی گناہ۔ تو اگر مان لیجئے کہ حضور کی سماعت سے حفاظت کی گئی۔ تو ان تین گناہوں سے حفاظت کیسے ہوئی۔ پھر یہ واقعہ کسی نص قطعی سے ثابت نہیں اور عقائد میں حدیث خبر واحد مفید نہیں بلکہ نص قطعی درکار ہے۔ خود مولوی خلیل احمد انیسٹومی براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں۔

عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں قطعات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں۔ لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ مولف قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔ (براہین قاطعہ ص ۵)

اور اس پر۔ اندھا پن کہ عقیدہ اسلام کے خلاف تواریخ سے حضور اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ناچ ہیں جانے کے ثبوت کی سعی کی جا رہی ہے تواریخ سے کسی عقیدہ اسلام کا رد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ علامہ ابن حجر کے فتاویٰ عدیثیہ میں ہے۔

بے شک انبیاء کرام قبل نبوت اور بعد نبوت صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے قصداً و سہواً معصوم ہیں اور ان انبیاء سے اس عقیدہ کے خلاف جس قدر امور مروی ہوں ان سب کی تاویل

ان الانبیاء معصومون قبل النبوة و بعدھا من الکبائر و الصغائر عمدًا و سہواً و جمیع ما روٰی عنہم مما یخالف ذلک قیاً و لکما ینتہ المحققون

کی جائے گی جیسا کہ محققین نے ہر ایک کے محل پر بیان کیا بخلاف اہل تفسیر و تواریخ کہ وہ وہم میں پڑے اور اپنے اقوال کی تحقیق نہیں کی اور ان پر مرتب ہونے والے نتائج کو نہ سوچا تو ایسے اہل تفسیر و تواریخ کے کلمات سے ان کے جھوٹے قصوں اور حکایتوں کے بطلان سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

فی محالہ خلا فالمن وہم  
فیہ کجما عت من المصنرین  
ولا خیایمین ہمن لم یحققوا  
ما یقولون ویدرون ما  
یترتب علیہ فیجب الاعراض  
عن کلماتہم وترہات  
قصصہم الکاذبۃ و  
و حکایاتہم التاریخیہ (حدیث مصری) صد۵

حاصل جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زید نے جو وعظ میں دو مرتبہ ناچ کی مجلس میں جانا بیان کیا یہ کسی نص قطعی سے ثابت نہیں بلکہ غلط اور باطل ہے۔ اور عقیدہ اسلام کے خلاف ہے اور اس میں ناچ جیسی معصیت کا تصور کے لئے ثابت کرنا کفر ہے واللہ اعلم۔

مسلک عمر کا اپنے وعظ میں زید کے بیان کردہ یعنی حضور علیہ السلام کے لئے اجرت پر بکریاں چرانے۔ اور مجلس ناچ میں شریک ہونے کو غلط کہنا اور عقائد اسلام کے خلاف بتانا بالکل صحیح ہے اور ان باتوں کو مقام مدح کی جگہ بیان کرنے کو توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دینا اور اس قائل کی عادت تحقیر کی بنا پر اس پر حکم کفر دینا درست ہے اور جب زید نے ان باتوں کو صرف زبانی کہا ہے تو لکھنے والے پر حکم کس طرح صادر کیا جائے۔ بالجملہ عمر سچا ہے اور زید غلط گو۔ اور عقائد اسلام کی مخالفت کرنے والا اور اپنی عادت کی بنا پر کفر کرنے والا ہے۔

کتبہ المعتصم بذیل بید کل نبی و مرسل۔ بعد محمد اجل المفتی فی بلدہ سنبل ۲۱ رجب الاول ۱۳۱۴ھ

# مولوی حسین احمد

پر

دیوبند کا فتوے اور ان ہی سوالوں کا جواب ملاحظہ ہو

الجواب ۳۸۵۶ نمبر کا یہ کہنا کہ زید نے دونوں واقعہ غلط بیان کے صحیح ہے اور زید کا قول غلط ہے لیکن زید پر کفر کا فتوے لگا دینا صحیح نہیں کہ فقہا تصریح کرتے ہیں کہ اگر کسی کے کلام میں نساوے احتمال کفر کے اور ایک اس کی نفی کا پایا جائے تو کفر کا فتوے نہیں لگاتا چاہئے۔ فقط واللہ عالم۔

سید احمد علی سعید نایب

مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۸/۱۲/۶۷

الجواب صحیح

مسعود احمد عفا اللہ عنہ

۱۹/۱۲/۶۷



# فہرست مضامین کتاب احقاق الدین علی اکابر اہل بیت علیہم السلام

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۹۲	مصنف شہادت اسکے اکابر میں گھنڈاؤ	۴	سیف لہقی کے بہتان و افترا
۹۴	علماء حرین اور علماء دیوبند کے عقائد میں اختلاف	۷	مصنف شہادت کے صحیح کذب و افترا
۹۸	دیوبندی علماء حق کی تسلیں تفسیق کے لئے زیادہ	۱۱	فہرست گالی نامہ شہادت قبہ (۴۳۰)
۱۰۰	عمت انبیاء کما پر قرآن و حدیث وغیرہ سے دلائل	۳۷	شہادت قبہ کے بعد کی ابتداء
۱۰۱	امام الوہاب نے خدا رسول اور اکابر کو جوہل کی براہ شکر کہا	۳۸	مصنف شہادت قہرین علماء حرین کی عالم نہیں مانتا
۱۰۲	انبیاء کرام مطہر علی انبیاء کرام پر کثیر دلائل	۴۰	حرین میں علم حضرت کا اعزاز
۱۱۰	گمراہ فرقہ علم حضرت کے کس بنا پر دشمن ہیں	۴۴	اعلایہ مفتی برزنجی کی ملاقات و علمی مذاکرہ
۱۱۲	دیوبندیوں کا نسبت فرقہ کے لئے زیادہ رہتا ہے	۴۶	علم حضرت کی مکہ مکرمہ کی تصنیف اور ان کے اسماء
۱۱۷	مصنف شہادت اور اسکے اکابر کے عقائد کفر	۴۸	رسا غایتہ المامل کی حقیقت اور اس کا حال
۱۲۹	امام بحرین میں حکماء علماء حرین غلط ہیں تو غائب المامل میں	۵۱	مصنف شہادت کے علماء حرین پر حمد
۱۳۳	اعلایہ کفر کس مجبوری کی حد پر ہے	۵۸	مصنف شہادت تمام اہل اسلام کو اہل باطل کہا
۱۳۸	مصنف شہادت کا احترام کے علم حضرت کو سخت غم	۶۵	حقیقہ علیہ السلام کے علوم خمس کا دلائل و اثبات
۱۴۱	شہادت کے منکرہ سابقہ کے دکھ پر انعام	۶۹	علم الہی اور علم حضور کی مسابقت کا ازالہ
۱۴۱	مصنف شہادت کے زیادہ بڑے حالات	۷۰	حضور علیہ السلام کا ان دلائل سے اثبات
۱۴۹	اعلایہ کے سفر حرین کا تفسیلی واقعہ	۷۹	مصنف شہادت قرآن و حدیث کو باطل و ضلال کہتا ہے
۱۴۹	اندھنی کا عبا بڑھانے کا اور منہ جیبہ کا خط	۸۵	قرآن و روایت سے انکار نہیں کیسے
۱۵۲	امام منشیان و دیگرینا علماء حرین میں شہادت	۹۰	دیوبندیوں نے قرآن و حدیث کو منکرہ کہا ہے اور ان کے اکابر کو فریاد اور زمانے شہادت اور مصنف جمع کرنے

صفحہ	مضامین کتاب	صفحہ	مضامین کتاب
۲۳۸	نجدی کا بارہواں عقیدہ اور دیوبند یونگی موافقت	۱۶۳	مصنف شہابی بنیاد ڈینگ اور اس کا جواب
۲۴۱	ساتواں ٹھوٹا بہتان اور انکی حقیقت	۱۶۵	مولانا عبد القاشلی کے نام سے لیکھا ہوا خراب
۲۴۴	ٹواں دسواں بہتان اور انکی حقیقت	۱۶۸	اکبر دیوبند کی عبات کفریہ اور کید اول وثانی
۲۴۵	گیارہواں تا پندرہواں بہتان اور انکی حقیقتیں	۱۷۱	چوتھے بہتان و پانچویں زریب کے جوابات
۲۵۱	باہنہ اور عبارت تحذیر الناس کی بحث	۱۷۸	محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متعلق بحث
۲۵۲	خاتم النبیین یعنی آخر الانبیاء آیات و احادیث ثبوت	۱۸۳	نجدی کا پہلا عقیدہ اور دیوبند یونگی موافقت
۲۶۱	اعلیٰ حضرت پر عبارت تحذیر کو جمع کے کفر بنا لیسے کا جواب	۱۸۵	دہا دیوبند کی شرکی و کفری شہینیں
۲۶۴	انوٹوی جب حضور کو آخری نبی ماننا تھا تو یہ کتاب لکھی	۱۹۱	نجدی کا دوسرا عقیدہ اور دیوبند یونگی تائید
۲۶۶	انوٹوی حضور کے تابعین سر کرنے والیاں ہیں	۱۹۳	نجدی کا تیسرا عقیدہ اور دیوبند یونگی موافقت
۲۶۹	دیوبند یونگی حدیث شریع نہیں بلکہ کلام اللہ نہیں	۱۹۶	” چوتھا ” ” ” ” ” تائید
۲۸۲	دیوبندیوں نے خدا کیلئے دس عیب ثابت کیے	۲۱۶	” پانچواں ” ” ” ” ” موافقت
۲۸۴	بحث برفتوی گنگوہی وقوع کذب باری	۲۱۸	” چھٹا ” ” ” ” ” تائید
۲۹۱	گنگوہی کے اس فتویٰ کو جعلی کہنے کا جواب	۲۲۱	” ساتواں ” ” ” ” ” موافقت
۳۰۱	ایک شہادر اسکا جواب البتہ متضاد اقوال کیوں ہیں	۲۲۶	” آٹھواں ” ” ” ” ” تائید
۳۰۶	فصل مسئلہ رکان کذب چند کذبات کے جوابات	۲۲۹	” نواں ” اور موافقت دیوبندیہ
۳۱۳	کتب کلام دہا شاعرہ و تردید پر اعتراضات کے جوابات	۲۳۲	” دسواں ” ” ” ” ” ” ” ” ”
۳۲۳	کتب کلام کے امتناع کذب کے اثبات میں ۲۵ جلدوں کا جواب	۲۳۵	” گیارہواں ” عقیدہ اور تائید دیوبندیہ

صفحہ	مضامین کتاب	صفحہ	مضامین کتاب
۴۱۰	عبارت حفظ الایمان قابل بیعت غیب اور اس کا عربی ترجمہ	۳۲۹	ان کا کذب معتزلہ کے فرقہ مزداریہ کا مذہب ہے۔
۴۲۰	مصنف کا اس عبارت کے انکار میں عجیب مناظرہ	۳۳۱	المفاسد کی حقیقت اور جہالت اور صریح کذب
۴۲۲	کے حضور مہم علم عبد خاتم توحید المصطفیٰ جاننا	۳۳۷	استاد گرد میں لیاؤ اور حلیج مناظرہ کا جواب
۴۲۵	تھا توئی علوم لازم نبوت کو مانا اس کا کامل رد	۳۴۲	فصل نظام رسالت برہمین قاطعہ کی بحث
۴۳۰	دلہری کا قرآن کو مقابلہ اور منصب الایمان کے اقوال	۳۴۸	التبرہ للمعانی دون الالفاظ کی تفصیل اور معارف
۴۳۹	عبارت حفظ الایمان قیام الغیب کی بحث ہو اس کا جواب	۳۵۲	کسی خبر عام سے غلطی نہیں ہو سکتی اس کا جواب
۴۴۲	بحث اس میں مصنف کی بحث کا مقابلہ	۳۵۹	فصل رسالت عبارت برہمین پر پہلی بحث
۴۴۸	مماثلت آیت مانا بشر مثکم سو استدلال اور جواب	۳۶۲	حضور کیلئے علم شعر کی نفی اور شعرا سے تقابل
۴۵۲	قول امام ایما کا بیان جبریل کی تحقیق اور بحث	۳۶۵	حضور کیلئے امور دنیویہ کے علوم کا اثبات
۴۵۷	بحث تشبیہ اور اس کا ایک چہرہ اور مطالبہ	۳۶۹	مصنف نے شیطان کیلئے جزئیات کو نیکو عالم مانا
۴۶۳	حضور کا الہیہ علم الایمان کا اطلاق اور اس کی بحث	۳۷۱	حضور کو جزئیات کو نیکو عالم کا قرآن دیکھتے ہوئے
۴۷۵	علوم انبیائے نبی و علوم اولیائی اور اس پر مکمل بحث	۳۷۷	شعر کہا و شعر معلوم نہ نقطہ رسالت بلکہ الوہیت کے
۴۹۲	نبی وغیر نبی کے فرق پر دلائل	۳۸۱	لفظ علم کی تحقیق اور ہمیں جہالت اور رد
۴۹۶	مطلق العلم المطلق و دیگر اصوات منطقی	۳۸۸	فصل بع اور عبارت برہمین کی دوسری بحث
۵۰۳	دلائل و اثبات علم ما کان و اکیون انیسویس	۳۹۱	عبارت برہمین میں فاتی و عطائی کا فرق اور بحث
۵۱۰	خاتمہ کتاب اور اہل اسلام سے مطالبہ	۴۰۲	مصنف نے حدیث موضوع استدلال و خیانت
۵۱۳	مصنف شہاب کے جدید کفر اور اس پر فتوہ کفر	۴۰۷	حلیج مناظرہ اور اس کی منظوری
۵۲۲	مصنف شہاب پر خود و پیوند کا فتوہ	۴۰۸	فصل ثامن اور عبارت حفظ الایمان کی بحث



مصنف کتاب ہذا احقاق الدین کی بعض مطبوعہ تصانیف

سلسلہ لس شام لقب شیخانی۔ مولوی شمس علی تھانوی، مولوی عبد الشکور لکھنوی نے تو اس اہلسنت کی فہرست

لکھا اپنی مجموعی طاقتوں کے ساتھ کتاب شیخ یحییٰ تیار کی تھی اور اس کے مسائل مختلف مہلک پر نہایت دل و ذریعہ عبارت

پیش کیے اپنے عقائد مسائل کی تائید کی تھی ہر دہائی کو یہ دعویٰ تھا کہ تاقیامت اہلسنت اسکا جواب ہو سکے گا۔

اس روز شیخ یحییٰ کی دہجیاں اڑادیں انکی کوششوں پر پانی پھیر دیا اور تمام تہاؤں و ضلالتوں کا پر وہ فاش کر دیا انکے  
ماہ نامہ رسالوں کے مسکت جوابات دیکھ کے پاس یہ کتاب ہو وہ دہائی مناظر کا دم بند کر کے لکھا ہے۔

عصر الکلام فی استیسان المولود والقیام :- مفیمان دیوبند نے میلاد شریف و قیام کے بدعت و

حرام ہونے پر اڑی چوٹی کے زور لگا کر ایک جمع کیا تھا۔ اس کتاب میں اسکی ہر دلیل کا قاصر و ہر حیلہ کا مسکت جواب دیا  
گیا جسکو دیکھ کر مخالفوں کے حوصلے پست ہو گئے ہمیں ٹوٹ گئیں اور پھر ہمیں میلاد و قیام کو آیات و احادیث  
اور اجماع و قیاس چاروں دلائل شرع سے ثابت کر دیا اور منکر اللہ کی تبت قائم کر دی یہ رسالہ جس کے پاس ہو  
وہ کسی سے دب نہیں سکتا۔

قول فیصل :- حوالین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوین کریمین کے مسلمان و مومنین ہونے

پر مسلم شریف کی احادیث اور قول امام اعظم سے استدلال کیے تھے اس رسالہ میں ان احادیث اور قول امام  
کے متعدد جوابات دیکھ کر مسلمان و مومنین ہونا دلائل کثیرہ سے ثابت کر دیا گیا ہے۔ اس رسالہ کا مطالعہ کرنا ضروری ہے

اجمل المقال لعادۃ رویت ہلال :- اس میں رویت ہلال چھ طرق موجب کی تفصیل

اور میں وہ طریق جن سے رویت ہلال ثابت نہیں ہوتی انکے مثل بیانات خصوصاً آلات جدیدہ ٹیلیگرام  
ٹیلیفون بلاؤڈ اسپیکر۔ ریڈیو۔ وائرلس۔ ٹیلیوژن کی خبر دینے احکام و شہادت کے شرائط و مسائل و  
ضروری اجابت پر مشتمل ہے۔

نوٹو کا چواڑہ درحق عازمان سفہاج :- اس میں حج فرض کے ادا کرنے کیلئے نوٹو کا چواڑہ نہایت زبرد

دلائل سے ثابت کیا گیا ہے یہ رسالہ اسوقت نہایت ضروری ہے۔

ریاض الشہداء :- ذکر شہادت میں سوانح کریمانہ نہایت بہتر و شہور کتاب تھی یہ سن شاہین تھی نظم کے اہلسنت

پر محتاج تھے تو اسی سوانح کریمانہ موقع بہ وقت اس کتاب کی غزلیں برسر آئیں۔ منشیوات ملت ہو گئے  
اب انکا مجموعہ یازدہ مجالس ہو گیا۔

مطلبہ کاپتہ :- ازہر بکد پو آراہم باغ کے راجی